دنیا کا قدیم ترین ادب
اوّل
ابنِ حنیف

دُنیا کا قدیم ترین ادب

جلد اوّل

قومی ایوارڈ یافتہ

○○

تیسرا ایڈیشن

○○

ابن حنیف

b

بیکن بکس * گُل گشت، مُلتان

بار دوم ———— ۱۹۹۸ء

مطابع ———— ندیم شفیق پرنٹنگ پریس

قیمت ———— (دم)

انتساب

اپنے دوست ، اپنے ہمدم

محمد عبدالرشید

کے نام

ترتیب

باب (۱) سومیر اور سومیری ۵۵۰۰ سال قبل

باب (۲) الواح اور ان کی نوعیت و اہمیت

باب (۳) دنیا کا قدیم ترین ادب ۵۰۰۰ تا ۳۷۵۰ سال قبل

باب (۴) اصناف، اہمیت اور اثرات

باب (۵) حمد

باب (۶) اساطیر

باب (۷)

رزمیہ

○○○

پیش لفظ

دوسرا ایڈیشن

یہ کتاب ایک ہی جلد میں پہلی مرتبہ ۱۹۸۲ء میں شائع ہوئی تھی، لیکن اب اضافے کی وجہ سے اس کی ضخامت اتنی بڑھ گئی کہ اس کے نئے ایڈیشن کو دو حصوں میں تقسیم کرنا پڑا۔ اضافے کے سلسلے میں بیرون ملک سے نہ صرف مزید کتابیں اور "جرنلز" (JOURNALS) بلکہ کتابوں اور جرنلز سے مطلوبہ مواد کے فوٹو اسٹیٹ حاصل کرنے کے لیے ممکنہ حد تک تگ و دو کی گئی۔ اس طرح ہر لحاظ سے اہم مزید سومیری ادب پاروں اور دو ابواب "سومیری ادب میں تمثال آفرینی" اور "سومیری ادب میں جنسی علامت" کا اضافہ کرنے کی حتی الامکان کوشش کی گئی ہے۔ اضافہ شدہ حصے میں سومیری ادب کی قدامت کا از سر نو جائزہ لیا گیا ہے اور یہ اضافہ اساطیر، نوحوں، مناظرے، حمدوں اور گیتوں و نغموں وغیرہ پر مشتمل ہے۔

ماہرین آثاریات اور محققین کی مسلسل کاوشوں کے نتیجے میں دنیا کی مختلف قدیم تہذیبوں کے نت نئے پہلو اجاگر ہوتے رہتے ہیں اور جن تہذیبی گوشوں سے کسی نہ کسی حد تک آگہی ہو چکی ہے۔ نئی نئی دریافتوں سے ان کے بارے میں معلومات برابر بڑھتی ہی رہتی ہیں۔ یہی صورت حال دنیا کے "تاحال" قدیم ترین ادب" (عراق کے سومیری ادب) کی بھی ہے دوسرے ممالک میں سومیری تہذیب خصوصاً سومیری ادب پر مسلسل کام ہو رہا ہے۔ تازہ ترین تلاش و تحقیق کے نتائج اول تو عام طور پر پاکستان پہنچتے ہی نہیں اور جو کبھی خوش قسمتی سے برائے نام پہنچ

بھی جاتی ہیں تو بہت ہی بعد پہنچتے ہیں۔ اس صورتحال کے پیش نظر عالمی ادبیات قدیم کی نئی دریافتوں اور تحقیق سے باخبر رہنے کے لئے ضروری ہے کہ بیرونی ملکوں میں مسلسل چھپتی رہنے والی کتابوں اور رسائل وجرائد میں شائع ہونے والے مضامین سے خود کو آگاہ رکھا جائے ظاہر ہے کہ یہ کام بھی بہت دشوار ہے۔ کیونکہ دوسرے ملکوں میں نئی نئی کتابوں اور جرنلز سے خود کو باخبر رکھنا اور پھر ان مہنگی کتابوں اور جرنلز کو خریدنا یا ان کے فوٹو اسٹیٹ بیرون ملک سے حاصل کرنا بھی تو بجائے خود ایک مسئلہ ہے۔ عراق وغیرہ کے قدیم ادب سمیت دنیا کے مختلف تہذیبی گوشوں کے بارے میں انگریزی اور عربی میں متعدد کتابیں مختلف جرنلز شائع ہوتے رہتے ہیں۔ ان میں پہلے سے دریافت شدہ ادب کا بھی ہر لحاظ سے جائزہ ہوتا ہے عراق سے متعلق درج ذیل جرنلز بھی قابل ذکر ہیں:۔

"سومر" (عربی) بغداد

"SUMER" (انگریزی) (LONDON)

"IRAQ" (انگریزی) (LONDON)

"JOURNAL OF THE AMERICAN ORIENTAL SOCIETY"
NEW HAVEN (U.S.A)

"AMERICAN JOURNAL OF SEMETIC LANGUAGES AND LITERATURE"

"BULLETIN OF THE AMERICAN SCHOOL OF ORIENTAL RESEARCH" – (NEW YORK)

"JOURNAL OF NEAR EASTERN STUDIES" – (CHICAGO)

"STUDIES IN ANCIENT ORIENTAL CIVILIZATION"
(CHICAGO)

"JOURNAL OF CUNEIFORM-STUDIES" — (NEW YORK)

"JOURNAL OF THE SOCIETY OF ORIENTAL RESEARCH" — (CHICAGO)

"JOURNAL OF THE AMERICAN SCHOOL OF ORIENTAL RESEARCH" — (NEW HAVEN)

"AMERICAN JOURNAL OF ARCHAEOLOGY"

عراق سے متعلق کچھ "جرنلز" کراچی کی سنٹرل آرکیالوجیکل لائبریری میں بھی آتے ہیں اس کتاب میں اضافے کے سلسلے میں مجھے ان سے بھی بڑی مدد ملی۔ ان کے مطالعے اور ان سے فوٹو اسٹیٹ کی صورت میں ضروری مواد حاصل کرنے کے لیے میں محترم ڈاکٹر محمد رفیق مغل، سنٹرل لائبریری کے سابق لائبریرین محترم مرزا محمود بیگ اور موجودہ لائبریرین محترمہ بیگم انیس ضیاء کے تعاون کا بطور خاص ممنون ہوں۔

اور زیر نظر کتاب (دنیا کا قدیم ترین ادب) میں اس "اضافے" ہی کی خاطر متعلقہ نئی کتابوں اور بعض کتابوں کے فوٹو اسٹیٹ کے حصول کے بارے میں عزیزم محی الدین ملک، پروفیسر شمیم ترمذی اور عزیزم سلیم بیگ نے جس محبت اور ہمدردی کے ساتھ تعاون کیا اور کتابیں وغیرہ مجھے بیرون ملک بھیجتے رہے۔ اس کے لیے میں دل سے معترف ہوں اور اعتراف کے طور پر کہہ سکتا ہوں کہ کتاب میں اس "اضافے" کی کوئی افادیت ہے، تو اس کا تمام کریڈٹ ڈاکٹر مغل، مرزا محمود بیگ، بیگم انیس ضیاء، پروفیسر شمیم ترمذی، عزیزم سلیم بیگ اور عزیزم محی الدین ملک کو جاتا ہے ـــــ اور اب میں پروفیسر اصغر علی شاہ صاحب کا شکریہ ادا کرنا چاہوں گا کہ انہوں نے بغداد سے عربی میں شائع ہونے والے رسالے سومر کے کچھ مضامین کا اردو میں ترجمہ مجھے لکھوایا اور سخت گرمیوں میں بھی وہ اس کام کے لیے میری خاطر وقت نکالتے رہے۔

ابن حنیف۔ ملتان

پیش لفظ (پہلا ایڈیشن)

انسانی تاریخ کے مذہبی، اخلاقی، مادی، ذہنی اور علمی و ادبی ارتقا اور ترقی میں انتہائی اہم کردار ادا کرنے والے سومیریوں اور ان کے خطّے سومیر (جنوبی عراق) سے لوگ عام طور پر تقریباً لاعلم ہیں حالانکہ ہر پڑھے لکھے اور صاحبِ علم کو انسانیت کی ایک اس محسن "قوم" —— سومیریوں اور ان کی کاوشوں اور قابلِ فخر تہذیبی خدمات کے بارے میں ضرور کچھ نہ کچھ جاننا چاہیئے کہ آگہی بڑھتی ہے، ذہن کے علمی افق روشن ہوتے ہیں —— سومیریوں کے بارے میں جاننے کے دو بڑے ذرائع ہیں ان کے آثار اور ان کا ادب اور دوسری تحریریں۔ ہم اس کتاب میں سے عام آثار و باقیات کا نہیں بلکہ ادب کا مطالعہ کر رہے ہیں۔ یہ ادب محض سومیریوں کا نہیں یہ سب کا عظیم، فکر انگیز اور معلومات افزا مشترکہ ورثہ ہے۔ قدیم عالمی تاریخ کے نامور ترین مہذب و متمدن، جدت طراز، تخلیقی اور موجودہ انسان کے لئے ورثے میں بہت کچھ چھوڑ جانے والے لوگ —— سومیری —— یقیناً اس بات کے مستحق ہیں اور یہ بات ازمنۂ قدیم کی اس عظیم و منفرد "قوم" —— سومیریوں —— کے شایانِ شان بھی ہے کہ اس کے ادب کا بھی حتی الامکان مطالعہ کیا جائے۔

سومیری وہ لوگ ہیں جنہوں نے دنیا کو سب سے پہلے تحریری شکل میں اس قدر متنوع اور بھرپور لٹریچر دیا۔ ایک ہی وقت (۱۵۰۰ ق م تا ۲۰۰۰ ق م) میں بھی اتنی بڑی اور وسیع مقدار

میں لکھا جانے والا ادب سومیریوں کے علاوہ اور کسی بھی قدیم قوم یا ملک کا اب تک دستیاب نہیں ہوا ہے ..... ۲۰۰۰ ق م سے بھی قبل انہوں نے جو ادبی تخلیقات الواح پر لکھیں وہ ان کے علاوہ ہیں۔ ساڑھے چار ہزار برس قدیم شہری ریاست 'ابلا' (عبلہ۔ شام) والوں کا لٹریچر ابھی بالکل حال ہی میں دستیاب ہوا ہے جو تحریری قدامت کے لحاظ سے سومیری ادب کے کچھ حصے کا ہم عصر ہے۔ 'ابلا' کے منشیوں نے یہ ادبی تخلیقات الواح پر چار ہزار تین سو برس قبل (۲۳۰۰ ق م) لکھی تھیں۔ آثار کے ماہرین 'ابلا' (عبلہ) کے اس نو دریافت شدہ لٹریچر کو وسعت اور مقدار کے لحاظ سے سومیری ادب سے بھی زیادہ قدیم قرار دے رہے ہیں، لیکن میرا سوال یہ ہے کہ 'ابلا' کے کھنڈروں سے دستیاب شدہ سولہ ہزار الواح میں کتنی لوحیں ایسی ہیں جن پر ادبی تخلیقات رقم ہیں؟ جب تک ان کی صحیح تعداد معلوم نہیں ہو جاتی، ان کی ادبی تخلیقات کی تعداد یا وسعت کا یقینی طور پر اندازہ نہیں ہو جاتا ——— اور سب سے بڑھ کر یہ کہ تاوقتیکہ سومیری ادب پاروں پر مبنی معلوم الواح اور معلوم سومیری لٹریچر تمام و کمال پڑھ کر اس ادب کی ضخامت متعین نہیں کر لی جاتی اور سومیریوں کی الواح کے دستیاب شدہ انبار عظیم سے ایسی تمام لوحیں ڈھونڈھ کر نکال نہیں لی جاتیں جن پر سومیری ادبی تخلیقات مرقوم ہیں تب تک ابلا کے لٹریچر کو وسعت و ضخامت کے لحاظ سے زیادہ قدیم قرار دینے کی کوشش یا دعوے کو کم از کم میں تو ضرورت سے زیادہ عاجلانہ اقدام ہی قرار دے سکتا ہوں۔

سومیریوں نے آریاؤں کے رگ وید، عبرانیوں کی بائبل (عہد نامہ قدیم)، یونانیوں کی الیڈ اور اوڈیسے اور ہندوؤں کی رامائن و مہابھارت سے دو، اڑھائی اور تین ہزار سال پہلے ادب تخلیق کرنا شروع کیا، فروغ دیا اور پھر رگ وید سے کم از کم اڑھائی اور زیادہ سے زیادہ ساڑھے چار ہزار سال، عبرانی اور یونانی لٹریچر سے کوئی دو ہزار اور ہندو لٹریچر سے قریباً اڑھائی ہزار سال قبل انہوں نے اپنی ادبی تخلیقات کو تحریری جامہ پہنانا شروع کر دیا۔ یہاں میں نے رگ وید کے اڑھائی یا ساڑھے چار ہزار سال پہلے اس لئے کہا ہے کہ ایک نظریے

کے مطابق رگ وید کو پہلی مرتبہ کوئی سنہ ۵ قبل مسیح میں تحریری شکل دی گئی تھی جبکہ بیشتر محققین کا خیال ہے کہ رگ وید اب سے صرف پانچ سو سال پیشتر یعنی محض سنہ ۱۳ء میں پہلی مرتبہ ضبطِ تحریر میں لایا گیا تھا۔ بہرحال سومیری ادبی تخلیقات، مصر اور شام کے نو دریافت شدہ ابلائی (عبلائی) ادب کو چھوڑ کر، دنیا کے ہر معروف ادب سے تخلیقی لحاظ سے دو سے لے کر تین ہزار اور تحریری لحاظ سے اڑھائی ہزار سے لیکر ساڑھے چار ہزار تک بھی زیادہ قدیم ہیں۔

منفرد خصوصیت و اہمیت

سومیری ادب سے فکر انسانی کے انتہائی اہم پہلو نکھر کر سامنے آتے ہیں۔ ان تصورات و عقائد کا پتہ چلتا ہے جو تاریخ انسانی کے اولین معلوم نظریات، تصورات اور عقائد قرار دیئے جا سکتے ہیں۔

بلاشبہ سومیریوں نے ہزاروں برس قبل موضوع اور مضامین کے لحاظ سے بہت متنوع اور وسیع ادب تخلیق کیا۔ منظوم دعائیں، حمدیں اور مناجاتیں بھی کہیں اور نظمیں، اور اساطیری، تکوینی، رزمیہ اور جانوروں کی سبق آموز کہانیاں (تماثیل) بھی ——— عزائی یا ماتمی گیت (مرثیے) اور نوحے (شہر آشوب) ان کے ہاں ملتے ہیں ——— مضامین، مناظروں، اقوالِ دانش اور کہاوتوں کی ان کے ہاں کمی نہیں، لوریاں اور قصیدے انہوں نے کہے۔ رومانی و جنسی شاعری سے بھی ان کا ادب خالی نہیں، تاریخی واقعات پر مبنی ادبی چاشنی لئے ہوئے نوشتے ان کے دستیاب ہوتے ہیں ——— اور ہزارہا دستیاب شدہ الواح کے ڈھیروں میں سے جو ادبی تخلیقات اور اصنافِ ادب تلاش کر کے ابھی پڑھی نہیں جا سکی ہیں ان کی بات رہی الگ ——— ماہرین کی کاوشوں سے سومیریوں کی ادبی تخلیقات و اصناف ادب کی معلوم مقدار میں اضافہ ہی ہوگا کمی نہیں۔

عالمی ادب میں سومیری لٹریچر کی منفرد اور مثالی اہمیت کا اندازہ اس حقیقت سے لگایا جا سکتا ہے کہ "طوفان یا سیلابِ عظیم" (کتب مقدسہ کے طوفانِ نوحؑ) کا ذکر سب سے پہلے سومیری ادب میں ملتا ہے (گویہ ہے ان کے اپنے مذہبی انداز میں۔ "دوبارہ جی اٹھنے" کے عقیدے یا

نظریے کی اوّلین آئینہ دار (اس کتاب میں بھی شامل) ان ہی کی ایک طویل دلکش نظم ہے۔
علم کائنات، وسعت کائنات، فردوس، پرسشِ اعمال، حیات بعد الموت، عالم ظلمات اور مر کر
ظلمات جانیوالوں کی وہاں کیفیت، "دوسری دنیا" (ظلمات) کے اصول و ضوابط، "دریائے ظلمات"،
دریائے ظلمات کی کشتی اور ملاح، اژدھے کا قتل، انسان کا "سنہری زمانہ"، دورِ شجاعت،
میاں بیوی، محب اور محبوبہ اور دوست سے دوست کی محبتوں، رفاقتوں، رقابتوں، جنسی
رویّوں، وفاداریوں اور جاں نثاریوں کا تاریخ میں اوّلین تذکرہ دیکھنا ہو تو ان کے ادب میں
دیکھیے۔ سب سے پہلی لوری سننا چاہیں تو ان سے سن لیں۔ رشوت کا اوّلین تحریری ثبوت درکار
ہو تو ان کا مضمون پڑھ لیں۔ سیاسیات ——— سب سے قدیم دو ایوانی سیاسی اسمبلیوں اور
ان کے اجلاسوں ——— کا حوالہ ان کے ہاں ملے گا۔ بائبل کے متعدد مذہبی نظریات و تصورات
کے پیشرو تصورات و عقائد بھی ان کے ادب میں موجود ہیں۔ لومڑی کی ذہانت، عیاری اور چالاکی
کا حوالہ عالمی ادب میں سب سے پہلے انہی کے ہاں پڑھنے کو ملتا ہے۔ محبوب کی طرف سے محبوبہ
کو شادی کے تحائف پیش کرنے کے رواج کا اوّلین ذکر بھی ان کے ادب کا حصہ ہے۔ تہذیبی
عناصر کی منتقلی پر نظم انہوں نے ہی سب سے پہلے لکھی۔ بھری محفل (ضیافت) میں کارنامے دکھا کر کسی
سورما کا کسی باپ سے اس کی گلبدن بیٹی کا رشتہ طلب کرنے کے قدیمی رواج کا پہلے پہل
تذکرہ "مارتو کی شادی" (نظم) میں دیکھا جا سکتا ہے۔ اولاد کی شادی کے ضمن میں ماں باپ کی
اہمیت پر دنیا میں سب سے پہلے روشنی سومیری ہی اپنے ادب میں ڈال گئے ———
ابدی شہرت کی تمنا کی تحریری مثال سب سے پہلے سومیریوں نے پیش کی۔ طبقاتی شعور کی اوّلین
جھلک ان کے ادب میں ملے گی۔ تعلیم کی اہمیت پر ادب میں روشنی اوّل اوّل انہوں نے
ڈالی ——— ادبی تخلیقات کی قدیم ترین فہرستیں بھی سومیری چھوڑ گئے ہیں۔

سومیری ادب کی ایک اور خصوصی اور قابلِ ذکر اہمیت ہے اور وہ یہ کہ سومیریوں کی اتنے
بڑے پیمانے پر ادبی تخلیقات عالمی لٹریچر میں اس لحاظ سے بھی بے مثل اور منفرد حیثیت رکھتی ہیں کہ

پونے چار، چار، ساڑھے چار اور بعض صورتوں میں تو پونے پانچ ہزار برس گزر جانے کے باوجود اپنی اسی اصل شکل میں دستیاب ہوئی ہیں جس صورت میں کہ انہیں اس دور کے منشیوں نے لکھا تھا. سومیریوں کے پائے جانے والے ان ادبی نوشتوں میں، ان کی تحریر کے بعد (پھر کبھی) بعد کے مرتبین اور مدوین کرنے والوں نے کوئی تبدیلی نہیں کی، کوئی ترمیم و اضافہ نہیں کیا. دنیا کے کسی بھی اور لٹریچر کو یہ فخر حاصل نہیں ہے کہ وہ پونے چار ہزار سال سے لیکر پونے پانچ ہزار برس قبل تک اس قدر وسیع پیمانے پر لکھا بھی گیا ہو. اور پھر اپنی اسی اصل شکل میں مل بھی مل گیا ہو جس میں کہ وہ لکھا گیا تھا. (املا و جملہ) سے تازہ تازہ دستیاب شدہ کوئی ساڑھے چار ہزار سال قدیم الواح پر مرقوم ادبی تخلیقات کا مقام و معیار اور ضخامت بالکل ٹھیک اگر نہیں تو مناسب حد تک ہی متعین ہونا ابھی باقی ہے. پھر یہ کہ سارے کا سارا معلوم 'ابلاغی' ادب ایک مخصوص مدت میں لکھا گیا تھا اس کے پھیلاؤ کا عرصہ سومیریوں جتنا وسیع ہرگز نہیں ہے.

فٹ نوٹس کسی بھی ملک یا قوم کے قدیم ادب کو کسی بھی موجودہ زبان میں منتقل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ یہ کام کرنے والا اس قوم کی روزمرہ کی زندگی کے مختلف اور متنوع پہلوؤں (خصوصاً مذہب و معاشرت اس کے مزاج، سیاسی، عسکری، جغرافیائی اور طبعی حالات اور ممالک غیر یا دوسری اقوام سے اس کے روابط) سے آگاہ ہو. اس قوم کے لٹریچر یا ادبی تخلیقات میں مذکور مذہبی رسوم، دیوی دیوتاؤں اور ان کی صفات، خواص، کارنامے، نام وغیرہ ——— عبادت گاہوں، انسانوں، قوموں، ملکوں، مختلف اشیاء، دریاؤں، سمندروں، پہاڑوں اور نباتات کے نام ——— استعاروں، کنایوں، تشبیہوں، تلمیحوں، علاقوں، مختلف انسانی رویوں، قوانین، معاشرتی رسوم و رواج، بات کہنے کے انداز، ذہنی رسائی ——— پیشتر، ہم عصر یا پس رو اقوام کے لٹریچر اور اسی طرح کی دوسری جزئیات سے ضروری واقفیت رکھتا ہو. جب تک ان باتوں پر کسی نہ کسی حد تک ——— گزارے ہی لائق ——— تصرف نہیں ہوگی کسی بھی قدیم ادب کو پوری طرح نہ تو سمجھا جا سکتا ہے، نہ دوسروں تک

سمجھا جا سکتا ہے۔ اور نہ ہی اسے سراہا اور اس کا معیار مقرر کیا سکتا ہے۔ مجھے ہرگز یہ خوش فہمی
نہیں ہے اور نہ دعویٰ ہے کہ سومیری سمیت دوسری قدیم تہذیبوں اور ان کے لٹریچر کے بارے
میں میرا مطالعہ مکمل و کامل تو رہا ایک طرف کچھ بہت زیادہ ہے۔ یہ علم تو وسیع سمندر ہے اور میں
اس کا ایک طالب علم —— تاہم زیر نظر کتاب لکھتے وقت یہ بات پوری طرح پیش نظر رکھی
گئی ہے کہ اس میں شامل تمام سومیری ادبی تخلیقات کے ترجمے، تعارف، ضروری معلومات
مختلف وضاحتوں، متعلقہ وضاحتی حاشیوں (فٹ نوٹس) کے سلسلے میں حتی الامکان احتیاط،
تلاش اور جستجو سے کام لیا جائے۔ مختلف ناموں، تشبیہوں، استعاروں، اصطلاحوں، واقعات
اور دوسری باتوں کے بارے میں وضاحتی فٹ نوٹس مرتب کرنے کے لئے بہت سی چھان
پھٹک اور مطالعہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ بارہا ایسا بھی ہوتا ہے کہ صرف ایک فٹ نوٹ یا
محض ایک ہی نکتے ہی سے آگاہی حاصل کرنے کے لئے کتابوں کی کتابیں چھاننا پڑتی ہیں۔
یہ کتاب لکھتے وقت بعض مرتبہ یوں بھی ہوا کہ تمام تر کوششوں، مطالعے اور چھان بین کے
باوجود کسی نکتے، کسی اصطلاح یا تشبیہہ کی وضاحت یا معلومات حاصل نہ ہو سکیں۔ یہ بات نہیں کہ
کسی بھی کتاب میں یہ وضاحت موجود نہیں ہوگی بلکہ اسے میرے مطالعہ اور رسائی کی خامی
سمجھا جائے۔

نقطے

مٹی کی الواح پر لکھی ہوئی سومیریوں کی جتنی بھی اور جس نوع کی بھی تحریریں دستیاب
ہوئی ہیں ان میں سے بہت سی ہزاروں سال تک ملبے میں دبی دبی ٹوٹ پھوٹ کر
رہ گئی ہیں۔ کتنی ہی الواح ایسی ہیں جن کے کئی کئی ٹکڑے ہو چکے ہیں، کتنی ہی عبارتیں ایسی ہیں جن
کی سطور مکمل یا کہیں کہیں سے ضائع اور مسخ ہو کر نامکمل رہ گئی ہیں۔ یہی حال ان کی ادبی تخلیقات
کا بھی ہے چنانچہ جن مصرعوں یا سطروں کے جو حصے یا الفاظ ضائع ہو چکے ہیں، یا جو ناقابل فہم ہیں
وہاں زیر نظر کتاب میں نقطے (........) ڈال دیئے گئے ہیں۔

علاوہ ازیں سومیریوں کی رومانوی و جنسی شاعری میں متعدد جگہ انداز بیان، الفاظ،

تشبیہیں اور استعارے وغیرہ ایسے "سخت" ہیں کہ ان کے ترجمے، ان کی اشاعت اور پھر انہیں بے کھٹکے پڑھنے کے متحمل ہم لوگ نہیں ہو سکتے چنانچہ کتاب میں ایسے مقامات پر بھی نقطے ڈال دیئے گئے ہیں۔

اس کتاب کا مطالعہ کرتے وقت یہ بات خاص طور پر ذہن نشین رکھنے کی ہے کہ اس میں شامل سب ہی سومیری ادبی تخلیقات کا ترجمہ تمام و کمال حتمی اور قطعی نہیں ہے جن الواح پر جہاں کہیں بھی کوئی سطر یا سطور، مصرعہ یا مصرعے، لفظ یا الفاظ ضائع ہو چکے ہیں وہاں بہت سے مقامات پر ماہرین سیاق و سباق کو پیش نظر رکھ کر، خوب سوچ سمجھ کر اور ممکنہ قرین قیاس حد تک صحیح اور موزوں الفاظ، سطور اور مصرعوں کا اضافہ کر کے مسخ شدہ اصل سومیری عبارت کو مکمل کرنے کی کوشش کرتے رہے ہیں۔ اور جہاں جہاں یہ ممکن نہیں تھا وہ جگہیں نقطے (......) لگا کر خالی چھوڑ دی گئیں۔ تاہم عبارت کو مکمل کرنے کی یہ قابل قدر کوششیں سو فی صد کامیاب قطعی قرار نہیں دی جا سکتیں ـــــ پھر برسوں تک سومیری گرامر سے اچھی طرح روشناس ہونے میں حائل رکاوٹوں اور پیچیدگیوں کے سبب بھی ماہرین مختلف سومیری ادب پاروں کا بالکل صحیح، موزوں و مناسب اور مکمل ترجمہ نہیں کر سکے۔

یوں بھی ہوا کہ عراق میں کسی آثاریاتی کھدائی کے دوران یا پہلے سے دستیاب شدہ مرقوم الواح کے بے پناہ ذخائر سے ایک ہی ادب پارے کی مزید نقل یا نقول مل گئیں سومیری زبان اور اس کی گرامر کی تفہیم کے سلسلے میں جو دقتیں اب سے کچھ پہلے تھیں وہ بھی بتدریج کم ہوتی چلی گئیں اور سومیری زبان و گرامر کا علم اب ماہرین کو پہلے کی نسبت کہیں زیادہ ہے اس طرح پہلے سے دستیاب اور ترجمہ شدہ ادبی تخلیقات کی مزید نقول ملنے اور سومیری زبان و گرامر کو سمجھنے میں کہیں زیادہ آسانیاں ہو جانے کا خوشگوار اور علمی و ادبی لحاظ سے انتہائی اہم نتیجہ یہ نکلا کہ ابتدا میں سومیری ادبیات کے جو تراجم ہوئے ان پر نظر ثانی کی جاتی رہی چنانچہ ماہرین نے کسی تحریر یا ادبی تخلیق میں قیاس سے کام لیتے ہوئے جو الفاظ یا سطور اپنی

ماہرین نے شامل کی تھیں وہ تو حذف کر دی گئیں اور ان کی جگہ نو دریافت شدہ نقول کی مدد اور زبان و گرامر کی تفہیم میں مزید آسانیاں ہو جانے سے اس ادب پارے کو مکنہ حد تک مکمل کر لیا گیا۔ متعدد تحریروں کا ضائع شدہ ابتدائی، وسطی، آخری یا کوئی اور حصہ بھی پتے کا پورا مکمل کرنے میں بڑی مدد ملی اور ان تراجم کی اغلاط اور سقم بھی دور کر کے ان کی تصحیح کر لی گئی۔ اس طرح سومیریوں کی بہت سی ادبی تخلیقات ایسی ہیں جو نئی معلومات اور تحقیق و جستجو کے باعث اپنی ابتدائی ترجمہ شدہ شکل سے مختلف بلکہ بعض اوقات تو بالکل مختلف لیکن بہت حد تک صحیح اور مکمل شکل اختیار کر چکی ہیں اور ان کی تصحیح کے ساتھ ساتھ ان میں اضافہ بھی کیا جا چکا ہے۔ اس کے باوجود بہت سارے سومیری ادب پارے پوری طرح تکمیل کے اب بھی محتاج ہیں۔

یونانی و رومی ادب سے زیادہ قدیم ادب و لٹریچر بھی تو ہے

عالمی ادبیات کی ہمارے ہاں جب بات آتی ہے تو نظریں عام طور پر یونانی اور رومی ادب سے پرے نہیں جاتیں اور جب کبھی ہم اردو نظم و نثر کی تحریروں میں ادبیات قدیم کے حوالے، علامات، استعارے، کنائے، تلمیحیں اور تشبیہیں وغیرہ استعمال کرتے ہیں تو اکثر و بیشتر وہ بھی یونانی اور رومی ادب سے ہی لاتے ہیں بس اس سے آگے نہ ہم جاتے ہیں اور نہ جانے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ صورت حال شاید اس لئے ہے کہ ہم کالج کی سطح سے ہی انگریزی میں یونانی و رومی ادبیات سے روشناس ہونا شروع ہو جاتے ہیں ——— میں سمجھتا ہوں اور اس بات کی سخت ضرورت سمجھتا ہوں کہ ہمیں یہ جاننا ہی چاہیئے اور اس بات کی کھوج لگانا چاہیئے کہ آج سے ہزاروں برس پہلے بھی ہمارے مشرقی ملکوں پاکستان، عراق، مصر، شام و فلسطین، چین اور بھارت وغیرہ میں لٹریچر کی تخلیقی و تحریری صورت حال کیا تھی، وہ کن مراحل سے گزر رہا تھا اور کیا کچھ تخلیق ہو کر ضبط تحریر میں آچکا تھا۔ قدیم ادبی حوالوں اور قدیم لٹریچر سے آگہی کے سلسلے میں آخر ہم کب تک صرف یونان اور روم تک خود کو محدود رکھیں گے؟ آخر کب تک ہم اپنے 'مشرق' کے

قدیم لیکن متنوع اور معبر/پُر ادبی ورثے سے بے نیازی اور تغافل برتتے جائیں گے؟

میں قدیم یونانی و رومی ادب کے ہرگز خلاف نہیں ہوں، اس کی قدر کرتا ہوں۔ ان کے ادب پاروں اور ان سے اخذ کردہ حوالوں کو پسند بھی یقیناً کرتا ہوں۔ چاہتا صرف یہ ہوں کہ ہم اپنے مشرقی ملکوں کے قدیم لٹریچر سے بھی بس لگنے تک بخوبی واقفیت حاصل کریں، اس کی کھوج لگائیں، اسے سمجھیں، درسگاہوں میں پڑھائیں۔ اپنی تخلیقات میں اس کے حوالے دیں کہ مغرب کی نسبت یہ قریب کی بات ہوگی، اپنی بات لگے گی، جانی بوجھی سی لگے گی۔

قدیم ادبیات کو اردو میں منتقل کرنے کا کام

میری خواہش اور ممکنہ حد تک کوشش یہ ہے کہ مختلف خطوں مثلاً عراق کے سومیری کے علاوہ (عراق ہی کے) اکادی، بابلی، اشوری اور کلدانی ادب، قدیم مصری ادب، شام و فلسطین کا ابلائی، کنعانی، ارامی، اسرائیلی اور ادھر لبنان کا فونیقی ادب، ترکی کا حتی ادب، چینی ادب اور برصغیر پاکستان، بنگلہ دیش و بھارت کا قدیم ادب اردو میں منتقل کر لیا جائے۔ اس میں ذرا بھی شک و شبہ نہیں ہے کہ یہ پوری مہم بہت ہی دقت، محنت و تحقیق طلب اور صبر آزما ہے مگر میرا خیال ہے کہ یہ بہرصورت سر ہو ہی جانا چاہیے خواہ اسے کوئی کتنے بھی لوگ الگ الگ کریں یا بعض صورتوں میں 'ٹیم' کی حیثیت سے مل کر کریں۔ میرے نزدیک عالمی لٹریچر کی تاریخ —— تخلیقی و تحریری قدامت اور ارتقائی سلسلہ کچھ یوں بنتا ہے۔

سومیر (عراق)

اکاد (عراق)

ابلا (شام)

مصر

بابل، اشور وغیرہ (عراق)

حتی (ترکی)

کنعانی، ارامی اور اسرائیلی وغیرہ

پاکستان، بنگلہ دیش اور بھارت (برصغیر)

یونانی

رومی

اس فہرست میں مختلف علاقوں اور اقوام کا ایسا لٹریچر بھی یقیناً شامل ہے جو ہم عصر تھا۔ چین کا ذکر میں نے اس لئے نہیں کیا کہ مجھے فی الحال اس سے قرار واقعی آگاہی حاصل نہیں ہے۔

مجھے قطعاً یہ خوش فہمی اور زعم نہیں ہے کہ یہ عظیم و ضخیم کام تنہا میں کر سکتا ہوں۔ تاہم "سومیری ادب" (جو شکر ہے کہ کسی نہ کسی حد تک تو پایۂ تکمیل کو پہنچا) کے بعد میرے پروگرام میں پہلے مصری، پھر اکادی، بابلی اور اشوری اور اس کے بعد شام و فلسطین، ترکی، برصغیر پاکستان، بنگلہ دیش اور بھارت اور بالآخر چین کے قدیم ادب کو اردو میں منتقل کرنا شامل ہے۔ یہ تو ایک خواب سا ہے جو میں اپنے بارے میں دیکھ رہا ہوں۔ (کاش عین الحق فرید کوٹی اور میں کسی ایک شہر میں اکٹھے رہ رہے ہوتے!) علم اور علمی کام کسی فرد واحد کی اجارہ داری ہرگز ہرگز نہیں ہے۔ چنانچہ یہ ضروری نہیں کہ مذکورہ تمام "ادبیات قدیمہ" کو اردو میں منتقل کرنے کڑیاں جوڑنے کا فریضہ کوئی ایک ہی شخص کرے۔ کوئی اور صاحب بھی یہ بیڑہ اٹھائیں تو شاید زیادہ بہتر طریقے پہ یہ کام کریں۔ کوئی بھی شخص یا کتنے بھی لوگ اگر کسی طرح یہ کام مکمل کریں تو عراق شام اور مصر کے قدیم ترین لٹریچر سے لے کر نہ صرف برصغیر پاکستان، بھارت اور بنگلہ دیش چین اور یونان و روم کے لٹریچر تک عالمی ادب کا تخلیقی، صنفی، تاریخی ارتقائی سلسلہ مکمل ہو سکتا ہے بلکہ اس غلط فہمی کا بھی ازالہ ہو جائے گا کہ لٹریچر یا اس کی متعدد اصناف محض یونان و روم ہی کی دین ہیں۔ یہ بات واضح ہو جائے گی کہ یونان و روم سے صد ہا برس قبل بھی اور

ان کے ساتھ ساتھ ہی مختلف ممالک میں ادب کن شاندار تخلیقی، تحریری اور ارتقائی مراحل سے گزر رہا تھا۔

نہ صرف زیر نظر کتاب کی تکمیل کے سلسلے میں بلکہ اس سے پہلے بھی میرے جن عزیزوں اور رفقا نے بیرونی ممالک سے میری ضرورت کی کتابیں جس اپنائیت اور دردمندی کے ساتھ فراہم کی ہیں اس کے لئے میں گلزار اور اقبال، ڈاکٹر محمد رفیق مغل، رشید احمد مرزا، انسیم اور سلیم، تنویر و مشتاق اور محی الدین ملک —— خصوصاً اقبال، رشید مرزا اور محی الدین ملک —— کا ذکر ضرور کرنا چاہتا ہوں۔ ان سب کا رسمی شکریہ ادا کرکے میں ان کے خلوص و محبت کو دھندلا کرنا پسند نہیں کروں گا۔

اقبال (اقبال احمد خاں) نے جس بے لوث لگن اور بھرپور انس کے ساتھ قیمتی کتابیں اور بعض صورتوں میں تو انتہائی کم یاب اور بڑی دقت کے ساتھ ملنے والی کتاب بھی مجھے مہیا کی ہے، اس کا محض رسمی شکریہ ادا کرنا کب زیب دیتا ہے۔ ان کی یہ بات تو سدا دل میں رکھنے والی ہے۔

ڈاکٹر مغل جیسی بین الاقوامی علمی و ادبی شخصیت نے بیرونی ممالک کے دورے کرنے، یونیورسٹیوں میں لیکچر دیتے رہنے، علمی اجتماعات سے خطابات کرنے اور بیرونِ ملک ہی "ایکس کولیشنز" (کھدائیوں) جیسی اپنی بے پناہ مصروفیات کے باوجود جس طرح مجھے یاد رکھا ہے اس کے لئے میں ان کا دل سے معترف ہوں۔

میں نے اس سے پیشتر اپنی کسی کتاب کے لئے پیش لفظ وغیرہ لکھوانے کی آرزو کبھی نہیں کی۔ تاہم اس مرتبہ تمنا تھی کہ عرش صدیقی سے فرمائش کروں کہ وہ بالکل بے لاگ اور کھرے انداز میں اس کاوش پر کچھ لکھ کر شامل کتاب کرنے کا موقعہ دیں مگر ان کی مصروفیات کے پیش نظر ان سے اصرار نہیں کیا ——

ابن حنیف

۱۹۳- بی۔ گل گشت ملتان

باب ۱

سومیر اور سومیری

یہ بات کسقدر تعجب انگیز لگتی ہے کہ انسان کی مذہبی، روحانی، اخلاقی، ذہنی اور مادی ترقی اور تاریخ کے ارتقاء میں بنیادی اور اہم ترین کردار ادا کرنے والے سومیریوں (انسانیت کیلئے قابل فخر ان کے کارناموں اور ان کے خطے سومیر (جنوبی عراق) کے بارے میں عام لوگ تقریباً لاعلم ہیں۔ حالانکہ ہر پڑھے لکھے اور صاحب علم کو ان کے متعلق کچھ نہ کچھ ضرور جاننا چاہیئے کہ اس سے علم حاصل ہوتا ہے، آگہی بڑھتی ہے، ذہن کے علمی افق روشن ہوتے ہیں

سومیر

قدیم عراقی تہذیب کو ہم سومیری (SUMERIAN) اور اکادی (AKKA-DIAN) کہیں، بابلی (BABYLONIAN) اور اشوری (ASSYRIAN) کا نام دیں یا اسے میسوپوٹامیائی (MESOPOTAMIAN) تہذیب ہی لکھا جائے ـــ ہیں یہ سب تہذیبیں ایک ہی ـــــ اور یہ سب ایک ہی تہذیب کے مختلف نام ہیں۔ قبل از تاریخی دور میں کسی وقت عراق میں ایک رفیع الشان تہذیب نے آنکھ کھولی، پھر رفتہ رفتہ تاریخی ادوار میں انتہائے عروج کو پہنچی اور تقریباً تین ہزار برس تک جاری و ساری رہی۔ اس قدیم عراقی تہذیب کی خاص بات یہ ہے کہ گو بار بار کی سیاسی الٹ پلٹ اور اکھاڑ پچھاڑ سے اسے نقصان بھی پہنچتا رہا اور بیرونی اثرات اور لوگوں کے ملنے جلنے سے اس میں بار بار جان پڑتی رہی۔ اس کے باوجود اتنی طویل مدت تک یہ یکساں اور یک رنگ ہی رہی ـــ اس تہذیب کے اہم ترین مراکز، سرچشمے اور اسے زندہ رکھنے والے نمایاں شہر اریدو، اُروک (اکادیوں کا اُرُوک، بائبل کا ارِیخ)، اُرِیم (بائبل کا اُر)، نِپُّور (اکادی نیپور - موجودہ نفر) لاگاش، کیش، لارسہ، (یہ سب سومیری شہر تھے) اکاد، بابل، نینوا اور اشور وغیرہ۔ یہ سب کے سب اور دوسرے بہت سارے سومیری شہر موجودہ عراق کی حدود میں دریائے فرات اور دجلہ کے قرب و جوار میں

آباد رہے حضرت عیسٰیؑ کی آمد کے ساتھ یہ عراقی تہذیب بتدریج مائل بہ انحطاط ہونا شروع ہو گئی اور رفتہ رفتہ ختم ہو کر رہ گئی۔ تاہم اس کے بعض تہذیبی اور علمی ادبی کارنامے اسرائیلیوں اور یونانیوں پر پوری طرح اثر انداز ہوئے اور ان کے ذریعے موجودہ دنیا تک پہنچے اور آج کا انسان متاثر ہوا۔

عراق میں "تاریخی دور" کا ابھی آغاز بھی نہیں ہوا تھا کہ وہاں کی دھرتی نے ایک کے بعد دوسرے تمدن کو جنم دیا۔ یہ تمدن وہاں مختلف مقامات پر ابھرے، پھلے پھولے اور پھر ماضی کی دبیز چادر میں کہیں گم ہو کر رہ گئے۔ "تاریخی دور" کے آغاز سے مراد وہ وقت لی جاتی ہے جب پہلی مرتبہ انسان نے لکھنا سیکھا اور عراق میں اب سے کوئی ساڑھے پانچ ہزار برس قبل تصویری رسم الخط ایجاد ہوا تھا۔ عراق کے مذکورہ تمام تمدنوں میں ایک چیز قدرِ مشترک کی حیثیت رکھتی تھی اور وہ یہ کہ یہ سب تمدن بنیادی طور پر مربوط اور مماثل تھے۔ "تاریخی عہد" یعنی رسم الخط کی ایجاد سے قبل کے ان زمانوں میں عراقیوں کی روزی کا سب سے اہم وسیلہ زراعت کاری تھا کاشتکار کبھی کبھی پیتل کے اوزار بناتے چھوٹی چھوٹی بستیاں بساتے۔ خاندانوں اور قبیلوں میں بٹ کر اپنے اپنے سربراہوں کے ساتھ زندگی کے دن پورے کرتے اور پھر آنے والوں کے لیے جگہ خالی کر کے ماضی کا خواب بن جاتے۔ پھر اس زمانے نے آنکھ کھولی جب عراق میں اوّلیں تحریریں لکھی گئیں۔ یہ تحریری ورثہ اس وقت بار آور ہو رہا تھا جب وہاں ایک نئے ذہنی معاشرتی اور اقتصادی انقلاب کی بنیاد پڑ چکی تھی۔ اب آبپاشی نہریں بنائی گئیں، آبادی بڑھی، دیہات قصبے بننے لگے اور پھر شہروں کا جال بچھ گیا (یہ صورتحال جنوبی عراق یعنی سومیر کی تھی) ملک میں عظیم الشان مندر بننے لگے۔ کچی اینٹوں کو دھوپ میں سکھایا جاتا اور پھر ان سے مصنوعی ٹیلے تیار کر کے ان پر بڑے بڑے معبد بناتے جاتے۔ یہ مندر "زگورت" کہلاتے تھے۔ یہ

عظیم مندر شاہد ہیں۔ اس بات کے کہ ان کے خالق اعلیٰ درجے کی سیاسی تنظیم کے علمبردار تھے (یہی لوگ سومیری تھے) اس اقتصادی اور معاشرتی انقلاب کے ساتھ ساتھ مذہبی دنیا میں نئے رنگ بھرے جا رہے تھے۔ شہروں اور مندروں میں اقتصادی ضروریات کچھ اس درجہ وسیع اور پیچیدہ ہو گئیں کہ ان سے عہدہ برآ ہونے کے لئے باقاعدہ رسم الخط ایجاد ہوا۔ باقاعدہ سے میری مراد اس رسم الخط سے ہے۔ جسے میخی یا پیکانی (CUNEIFORM) کہا جاتا تھا۔ پیکانی طرزِ تحریر کوئی پانچ ہزار سال قبل ایجاد ہوا تھا۔ اس سے بھی چار پانچ سو سال پہلے عراق میں تصویری رسم الخط ایجاد کیا جا چکا تھا۔ یہی تصویری رسم الخط ترقی کرتے کرتے 'پیکانی' یا 'میخی' کی صورت میں نمودار ہوا۔ ــــــ یہ عراقی میخی رسم الخط تھا جو آگے چل کر دنیائے قدیم کی اہم ترین "ادبیات" کے اظہار کے ذریعہ بننے والا تھا۔ اسی دور میں عراقیوں (سومیریوں) نے آرٹ کے ایسے ایسے نفیس فن پارے پیش کئے کہ انہیں بلا تامل بعد کے بہترین عالمی شاہکاروں کے مقابلے میں رکھا جا سکتا ہے۔

تاریخی لحاظ سے عراق کو تین حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے یعنی شمالی، وسطی اور جنوبی عراق۔ تاریخی ادوار میں ان تینوں میں سے شمال کو اشور، وسطی کو اکاد اور جنوبی کو سومیر (زیادہ صحیح شومر یا شومیر) کہا جاتا تھا۔ عراق کا یہ علاقہ بعد میں ملک بابل کہلایا۔ اس سے قبل وہ سیاسی لحاظ سے شمال میں اکاد اور جنوب میں سومیر نامی دو ریاستوں یا ملکوں پر مشتمل تھا۔ عراق تاریخ کے طویل دور میں وہاں باہر سے بھی آ کر مختلف اقوام آباد ہوتی رہیں اور یہ ملک ازمنۂ قدیم میں متعدد ایسی اقوام کا مسکن رہا ہے جو تاریخ کے اوراق پر اپنے انمٹ نقوش ثبت کر گئی ہیں۔ عراق کے ان تاریخ ساز مختلف عظیم انسانی گروہوں کی چھوڑی ہوئی تحریریں مل چکی ہیں۔ ۳۴۰۰ ق م یعنی اب سے کوئی ساڑھے پانچ ہزار برس قبل سے عراق میں آباد لوگوں کا لسانی

لحاظ سے واضح ثبوت ملنے لگتا ہے۔ جن متمدن و مہذب اور سیاسی لحاظ سے متعدد قدیم اقوام کا وجود عراق میں ثابت ہے۔ ان میں سب سے مشہور یہ ہیں۔

قوم		زمانہ
سومیری	(SUMERIANS)	۳۴۰۰ / ۲۰۰۰ ق م
اکادی	(AKKADIANS)	۲۳۳۴ / ۲۱۵۴ ق م
بابلی	(BABYLONIANS)	۱۸۹۴ / ۱۵۹۵ ق م
اشوری	(ASSYRIAN)	۲۰۰۰ "تقریباً" / ۶۱۲ ق م
کسدی	(KASSITES)	۱۵۹۵ / ۱۱۵۷ ق م
کلدانی	(CHALDIANS)	۶۲۵ / ۵۳۹ ق م
حری	(HURRIANS)	
ارامی	(ARAMAEANS)	

ان میں اکادی بابلی اور اشوری، ارامی اور کلدانی سامی النسل تھے۔ سومیری اور کسدی غیر سامی تھے۔ کسدیوں یا کم از کم ان کے بادشاہوں کا تعلق آریائی نسل سے تھا۔ شمال اور مغربی عراق میں سب سے مشہور قومیں اشوری، حری اور ارامی تھیں۔ اکادی وسطی عراق میں اور سومیری، بابلی اور کلدانی جنوبی عراق میں آباد تھے۔ جنوبی، وسطی اور شمالی و مغربی عراق میں مذکورہ بالا سب قومیں باہر سے آئیں۔ عراق کے علاقوں پر قبضہ کیا اور پھر مستقلاً وہیں بس گئیں۔ سومیریوں کا تفصیلی ذکر اس باب میں کیا جا رہا ہے۔ البتہ باقی اقوام کا مختصر سا تعارف بھی کرانا ضروری معلوم ہوتا ہے۔

اکادی (AKKADIANS)

اکادی قوم سامی النسل تھی اور اس کا دور حکومت ۲۳۳۴ ق م سے ۲۱۵۴ ق م تک رہا۔ شرگن اول (سارگون ۲۳۳۴/۲۲۷۹ ق م) نے اس حکمران خاندان کی جنوبی عراق میں پہلی بار حکومت قائم کی اور اکاد (AKKAD OR AGADE) نامی شہر آباد کر کے اسے نیا دارالحکومت

بنایا۔ اکاد بابل کے نزدیک ہی کہیں آباد تھا مگر اس کے محل وقوع اور آثار کا صحیح صحیح پتہ اب تک نہیں چل سکا ہے۔ اکادی نسل سومیریوں کے شانہ بشانہ جنوبی عراق میں موجود تھی۔ یہ علاقہ یعنی اکادی ریاست سومیر کے شمال میں تھی اور جنوبی عراق کا ہی حصہ تھی چنانچہ پورے جنوبی عراق کو "سومیر اور اکاد" بھی کہتے تھے۔ اس طرح جنوبی عراق دو حصوں یعنی شمال میں اکاد اور جنوب میں سومیر پر مشتمل تھا۔ سامی زبان بولنے والے اکادیوں کا دورِ حکومت تین باتوں کی وجہ سے خصوصی اہمیت رکھتا ہے۔ اول تو یہ کہ سامیوں نے انہی کے دور میں سومیریوں کو اپنی قلمرو میں ضم کرنا شروع کیا۔ دوسرے یہ کہ انہی کے دور میں الگ الگ شہری ریاستوں کی جگہ ایک متحدہ سلطنت پر مشتمل سیاسی وحدت وجود میں آئی، اور تیسرے یہ کہ انہی کے عہد میں حکمرانوں کے ہاتھوں علاقائی توسیع کا وجود تاریخ میں پہلی بار عمل میں آیا۔ اکادیوں کے دو حکمران اس خاندان کا بانی شرگن اول (۲۳۳۴/۲۲۷۹ ق م) اور اس کا پوتا نارام سن (۲۲۵۴/۲۲۱۸ ق م) اپنے کارناموں کی وجہ سے زیادہ مشہور ہیں۔ اکادی زبان سومیری رسم الخط میں لکھی جاتی تھی اور یہ دوسری ہزاری قبل مسیح کے بیشتر عرصے میں مہذب مشرقِ قریب میں بین الاقوامی زبان (LINGUA FRANCA) کی حیثیت اختیار کر گئی تھی۔

بابلی
BABYLONIANS

بابل کا شہر موجودہ بغداد سے کوئی پچاس میل کے فاصلے پر جنوب میں تھا۔ بابل کا پہلا شاہی خاندان (۱۸۹۴/۱۵۹۵ ق م) سامی نسل سے تھا اور حمورابی (۱۷۹۲/۱۷۵۰ ق م) اس کا سب سے مشہور بادشاہ تھا۔ اسی خاندان کے زمانے میں بابل بہ الفاظ دیگر بابلیوں کو پہلی بار اہمیت اور انتہائی عروج نصیب ہوا۔ حمورابی نے بابل کو اپنی سلطنت کا دارالحکومت بنایا تھا۔ بابلیوں کے اس پہلے عروج کو سنہ ۱۵۹۵ ق م کے لگ بھگ موجودہ ترکی کی حطی نامی قوم کے ہاتھوں زوال آشنا ہونا پڑا۔ حطیوں نے بابل شہر تباہ و برباد کر کے رکھ دیا۔ پھر صدیوں بعد جا کر

سنہ ۶۲۶ ق م میں بابل کا گیارہواں خاندان برسر اقتدار آیا۔ اس خاندان نے جو کلدانی بھی کہلاتا ہے کے دور حکومت (۶۲۶/۵۳۹ ق م) میں بابل شہر اور بابلی قوم نے اپنی تاریخ کا انتہائی عروج دیکھا۔ یہ دور "نو بابلی عہد" کہلاتا ہے۔ سنہ ۵۳۹ ق م میں ایرانی شہنشاہ کوروش اعظم (سائرس۔ ۵۵۹/۵۳۰ ق م) نے بابل کو فتح کر کے بابلیوں کی حکومت اور عروج کا خاتمہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے کر دیا۔ گو بابل شہر عیسائیت کے آغاز تک باقی رہا مگر اس کی اہمیت برائے نام رہ گئی تھی۔

کسدی
KASSITES

کسدیوں کو عام طور پر آریائی نسل سے قرار دیا گیا ہے یہ پوری قوم "پاکستانی، بھارتی —— یورپی" آریائی نسل سے تعلق رکھتی تھی یا نہیں اس کے حکمرانوں اور کچھ دیوتاؤں کے نام البتہ آریائی تھے۔ ان کے ایک دیوتا کا نام شوریاش (سورج دیوتا سوریہ) تھا۔ ایک خیال یہ ہے کہ یہ لوگ وسطی کوہستان زنگیرس کے رہنے والے تھے۔ ترکی کے حطیوں نے ۱۵۹۵ ق م میں بابلیوں کی حکومت بزور شمشیر فتح کر کے شہر بابل کو تباہ و برباد کیا۔ تو بابلیوں کی عسکری و سیاسی کمزوری سے پورا پورا فائدہ اٹھاتے ہوئے کسدیوں نے بابل پر قبضہ کر لیا۔ انہوں نے اس شہر میں بیٹھ کر چار سو برس تک حکومت کی مگر ان کے عہد کے بارے میں بہت ہی کم معلومات حاصل ہو سکی ہیں۔ سنہ ۱۱۵۵ ق م کے لگ بھگ اشوریوں اور ایران کے عیلامیوں نے ان کی حکومت ختم کر دی۔

اشوری
ASSYRIANS

یہ لوگ سامی نسل سے تھے۔ شمالی عراق میں ان کی ریاست کا نام اشور تھا۔ ان کے سب سے بڑے اور سرکاری دیوتا کا نام اشور تھا۔ ان کے دارالحکومت کا نام بھی اشور تھا اور یہ خود اشوری کہلاتے تھے۔ دوسری ہزاری قبل مسیح کے آغاز میں شمال کی جانب ان کی سیاسی حدود پھیلنا شروع ہوئیں۔ اس ریاست میں ابتداً موجودہ موصل کے ارد گرد کا علاقہ شامل تھا۔ بعد کے زمانہ

ہیں نینوا اور مزور نامی شہران کے دارالحکومت بنے اور کچھ عرصے تک خرسس آباد بھی ان کا صدر مقام رہا۔ اشوری بہت ہی ڈراکے اور جنگجو تھے اور وقفے وقفے سے یہ لوگ شام فلسطین ترکی مصر، ایران اور خصوصاً زیریں ایران پر کامیاب یلغاریں کرتے رہے۔ ان کی فوجی قوت کا راز لوہے کے ہتھیاروں میں مضمر تھا۔ اشوریوں نے بابلی تہذیب سے بہت اثر قبول کیا۔ اشوری حکمران پیکر تراشی اور تعمیرات کے بہت شائق تھے۔

۸۸۳ ق م سے لے کر ۶۱۲ ق م تک کے بیچ کا دور ان کے انتہائی عروج کا زمانہ تھا۔ اس وقت ان کی سلطنت دریائے نیل سے لے کر بحیرۂ کیسپین کے قریب یورارتو اور سلیشیا سے لے کر خلیج فارس تک پھیلی ہوئی تھی۔ اس قوم کے عظیم ترین فرمانروا اشور نصر پال ثانی (۸۸۳/۸۵۹ ق م)، شالمانصر سوم (۸۵۸/۸۲۴ ق م)، تگلت پلسر سوم (۷۴۵/۷۲۷ ق م)، اشر ارگان ثانی (سارگون ۷۲۱/۷۰۵ ق م)، سناخریب (۷۰۵/۶۸۱ ق م) اور اشور بنی پال (۶۶۸/۶۲۷ ق م) تھے اور یہ سب کے سب جنگجو اور فاتح تھے۔ انہوں نے پورے مشرق قدیم میں اشوریہ کی شہرت پھیلا دی تھی۔

کلدانی
CHALDIANS

بابل کا آخری دور عروج ۶۲۶ ق م سے ۵۳۹ ق م تک رہا۔ اس دوران جو سامی خاندان حکومت کرتا رہا۔ وہ کلدانی کہلاتا ہے۔ عروج اس دور میں بابل ہی کو کلدانیہ کہا گیا۔ گویا کلدانیہ دراصل بابل ہی کا متبادل تھا۔ کلدانیہ اور کلدانی دراصل کلدو (کالدو KALDU) سے ماخوذ ہے۔ کلدو سامی النسل آرامیوں کے ہی ایک قبیلے کا نام تھا۔ اسی کلدو قبیلے سے بابل (کلدانیہ) کا کلدانی شاہی خاندان تعلق رکھتا تھا۔ اس خاندان کے ممتاز حکمرانوں میں نبوپولاسر (نابو پولاسر ۶۲۵/۶۰۵ ق م)، نبوکد نضر (بابل کا بخت نصر ۶۰۵/۵۶۲ ق م) اور نبونی ڈس (۵۵۶/۵۳۹ ق م) تھے۔ ان کی قلمرو بحیرۂ روم سے لے کر خلیج فارس تک پھیلی ہوئی تھی اور دارالحکومت بابل تھا۔ یہ عہد نوبابلی دور بھی کہلاتا ہے۔ ایران کے فاتح شہنشاہ کورش اعظم (سائرس

۵۵۹ / ۵۳۰ ق.م) نے ۵۳۹ ق.م میں اس خاندان کی حکومت کا خاتمہ کر دیا۔

حرّی HURRIANS

حرّی نامی قوم کا سب سے پہلی بار سراغ تقریباً ۲۳۰۰ ق.م میں بحیرہ کیسپین کے جنوب مغرب میں ملتا ہے۔ وہاں سے وہ شام میں داخل ہو گئے اور متعدد ریاستیں قائم کر لیں۔ انہی میں ۱۵۰۰ ق.م کے لگ بھگ متانی نامی ایک ریاست بھی تھی۔ ان کے دیوی دیوتا اپنی ہمسایہ ریاستوں سے مختلف تھے۔ ان کی زبان کا تعلق کسی بھی بڑی زبان کی شاخوں سے نہیں ہے شام میں اس قوم کے علاقے پر اشوریوں نے قبضہ کر لیا تھا۔ لیکن ان کا اُرارتو نامی علاقہ بہت بعد تک بھی آزاد رہا۔

ارامی ARAMAEANS

یہ نسل سامیوں کی ہی ایک شاخ تھی۔ یہ لوگ شام کے صحرا سے نکلے اور شام کے کنعانیوں کو زیر کر کے ۱۲ ویں صدی قبل مسیح سے لے کر بارہویں صدی قبل مسیح تک کے دوران اپنی شہری ریاستیں قائم کر لیں۔ پھر وہ تہذیبی لحاظ سے اپنے مفتوحین کے رنگ میں ہی رنگے گئے۔ بعد کی صدیوں میں اشوریوں نے انہیں تسخیر کر لیا۔ ان کی زبان ارامی فینوشیقیہ (لبنان) کے رسم الخط میں لکھی جاتی تھی۔ ارامی، اکادی زبان کی جگہ مشرقِ قریب کی بین الاقوامی زبان بن گئی۔ حضرت عیسیٰؑ کے دور میں سرزمین مقدس (فلسطین) کی مقامی زبان ارامی ہی تھی۔

سومیر (شومیر، شومر، سومر) میں دیوانیہ کے قریب قدیم سومیری شہر نپرو (نپور، موجودہ نفر) قدیم شہر بابل یا موجودہ بغداد کے ذرا شمال سے لے کر خلیج فارس تک سومیری آباد تھے۔ اس علاقے یعنی سومیر کا کل رقبہ کوئی دس ہزار میل تھا۔ یہی خطہ بعد کے کلاسیکی ادوار میں بابل کہلایا۔ اسی نام کا فقید المثال شہر بھی موجود تھا۔ یعنی بابل شہر۔ اسی خطہ سومیر میں کوئی ۳۲۰۰ ق.م کے لگ بھگ یعنی اب سے تقریباً ساڑھے پانچ ہزار

سال قبل دنیا کی وہ سب سے پہلی رفیع الشان تہذیب ابھری۔ جسے اب سومیری
تہذیب کہا جاتا ہے۔ ویسے کچھ عرصہ پہلے جیفرے بی بی (GEOFFREY BIBBY)
اور دوسرے ماہرین علم الآثار نے خلیج فارس کے ساتھ بحرین، جنوبی عرب اور
کویت میں ایک نہایت اعلیٰ تہذیب کے وسیع شواہد برآمد کیے ہیں۔ اسے
بی بی اور ان کے ساتھیوں نے سومیری تہذیب سے بھی قدیم تر قرار دیا ہے بسٹر
بی بی اس علاقے یعنی جنوب عرب، بحرین اور کویت کو دلمون (دلمن۔ تلمون) قرار
دیتے ہیں اور ان کے نزدیک اسی تہذیبی علاقے یعنی بحرین، کویت اور جنوبی
عرب کو سومیری اور بابلی دلمون اور تلمون کہتے تھے۔ ارضیاتی سروے سے معلوم
ہوا ہے کہ پانچ ہزار سال قبل جنوبی عرب آج کی طرح خشک چٹانوں، شورآلود
سوکھے اور اتھلے گڑھوں اور صحرا پر مشتمل نہیں تھا بلکہ خوب سرسبز و شاداب
خطہ تھا۔

تاریخی ادوار کے آغاز میں اکادسمیت جنوبی عراق میں تین لسانی گروہ ایک
دوسرے کے ساتھ رہتے تھے۔ یعنی انتہائے جنوب میں سومیری تھے جو وہاں غالب
تعداد میں بستے تھے دوسرا لسانی گروہ اکادیوں کا تھا۔ جو وسطی عراق میں رہتا تھا،
اسی خطے کو ۲۴۰۰ ق م کے بعد اکاد (AKKAD) کہا گیا۔ تیسرا بہت قلیل گروہ ان
لوگوں پر مشتمل تھا۔ جن کے بارے میں کچھ پتہ نہیں کہ وہ کس نسل کے لوگ تھے چنانچہ
انہیں کچھ نام نہیں دیا جا سکتا۔ اکادسمیت جنوبی عراق میں تاریخی دور کا اس اولین
آبادی میں امتیاز سیاسی یا تہذیبی نہیں بلکہ لسانی ہے۔ ذہن نشین رکھنے کی خاص
بات یہ ہے کہ "سومیری" لفظ یا نام کا اطلاق صرف انہی لوگوں پر کیا جائے گا۔ جو
سومیری زبان بولتے تھے۔ اسی طرح صرف اور صرف سامی زبان بولنے والوں کو
سامی کہا جائے گا اور کچھ نہیں۔

آغاز

جنوبی عراق یعنی سومیر میں ابوشہرین کے قریب سب سے قدیم آبادی کے آثار دستیاب ہوتے ہیں۔ آج کل تو اس جگہ کا نام ابوشہرین ہے۔ مگر ہزاروں برس پہلے سومیری دور میں اسے اریڈو کہا جاتا تھا۔ اب تک کی معلومات کی روشنی میں اسے "تقریباً" پانچ ہزار تین سو برس قبل مسیح (۵۳۰۰ ق م) میں پہلی مرتبہ آباد کیا گیا تھا اور یہاں معبد بھی بنایا گیا تھا۔ تاہم اریدو کی ہم عصر اور آبادیاں اس علاقے میں ابھی تک دستیاب نہیں ہوئی ہیں۔ اور سومیر میں چار ہزار برس قبل مسیح کے زمانے سے پہلے کی بھی چند ہی بستیاں پائی گئی ہیں۔ ۴۰۰۰ ق م اور ۳۰۰۰ ق م کے بین بین قصبے اور شہر بسنے کا عمل عراق میں تیزی کے ساتھ رونما ہوا۔

سومیر میں سب سے قدیم بستیاں کب بسائی گئیں؟ اس کے بارے میں فی الحال معلومات حاصل نہیں ہوئی ہیں۔ لیکن یہ یقینی بات ہے کہ اس علاقے میں زراعت کاری کے آغاز سے قبل دریاؤں اور دلدلوں کے کناروں پر شکاری اور ماہی گیری سے اپنا پیٹ پالنے والے لوگ ضرور موجود تھے۔ سومیری تہذیب کا آغاز اس علاقے میں کوئی ۳۴۰۰ قبل مسیح یعنی اب سے ۵۵۰۰ ہزار برس پہلے ہوا۔ چونکہ عراق میں دجلہ اور فرات اپنے سیلابوں سے تباہ کاریاں مچاتے تھے اور ملک خشک سالی اور قحط کا شکار بھی رہتا تھا اس لیے یہاں تہذیبی ترقی کا ایک سب سے بڑا سبب بھی غالباً یہ تھا کہ زراعت کار سومیریوں کو ان سیلابوں اور خشک سالیوں سے عہدہ برآ ہونے کے لیے بھرپور تگ و دو کرنا پڑی۔ ان کی اس تگ و دو کے انسانی تاریخ میں نہایت شاندار اور اہم نتائج برآمد ہوتے۔ اور انہی نتائج کے سلسلہ میں اریدو، لاگاش، اُر، اور اروک جیسے بڑے بڑے اور اہم ترین شہر بھی بسائے گئے۔

ماہرین نے سومیری شہروں کا پھیلاؤ معلوم کرنے کے لیے اُروک (وارکا)،
خفاجہ، کیش، اُر اور نپور کے قدیم مقامات پر وسیع پیمانے پر کھدائیاں کیں۔ سومیر
کے ابتدائی شاہی خاندانوں کے دور (۲۹۰۰ ق م تا ۲۵۰۰ ق م) کا سب سے
بڑا شہر اُروک تھا۔ اس کا چار سو پینتالیس ہیکٹر رقبہ تو فصیل کے اندر ہی تھا۔ گویا اُروک
ہمارے پاکستان کے قدیم شہروں موہنجوداڑو اور نو دریافت شدہ قدیم شہر گنویری والا
سے کوئی پانچ گنا اور ہڑپہ سے سات گنا بڑا شہر تھا۔ ۲ جولائی ۱۹۸۰ء کی علمی لحاظ
سے انتہائی اہم تاریخ کو پاکستان کے ماہر علم الآثار ڈاکٹر محمد رفیق مغل نے صحرائے
بہاولپور میں واقع گنویری والا کی اہم ترین دریافت کا اچانک ہی اعلان کیا تھا۔
گنویری والا پاکستان کی قدیم وادی سندھ کی تہذیب کا علمبردار شہر تھا اور یہ ہڑپہ
اور موہنجوداڑو کا ہم عصر تھا۔ بہرکیف سومیریوں کے قدیم شہر اُروک کی وسعت
کا اندازہ یوں لگایا جا سکتا ہے کہ فصیل کے اندر اروک کا رقبہ ۴۴۵ ہیکٹر یعنی
کوئی ایک ہزار ایک سو بارہ ایکڑ تھا جبکہ ہمارے موہنجوداڑو کا کل رقبہ تراسی ہیکٹر
یعنی تقریباً دو سو پانچ ایکڑ، گنویری والا رقبہ اکاسی ہیکٹر یعنی دو سو ایکڑ اور ہڑپہ کا رقبہ تریسٹھ ہیکٹر یعنی
ایک سو ساٹھ ایکڑ تھا۔ سومیر (جنوبی عراق) ہی میں اُروک کے دو دیگر ہم عصر مقامات خفاجہ اور اُر کا
فصیل کے اندر رقبہ بالترتیب صرف چالیس اور ساٹھ ہیکٹر تھا۔ اروک اور دوسرے
سومیری مقامات ۳۵۰۰ ق م یعنی اب سے کوئی ساڑھے پانچ ہزار سال پہلے شہروں
کی شکل اختیار کر گئے تھے جبکہ عبید، اور دوسرے مقام ۴۰۰۰ ق م میں قصبے بن
گئے تھے۔ اریدو اور اس کے ہم عصر دوسرے مقامات پر ۵۳۰۰ ق م میں
مندر تعمیر کیے گئے تھے مگر ابھی تک یہ حتمی طور پر نہیں کہا جا سکتا کہ ۳۵۰۰ ق م
میں اروک، ۴۰۰۰ ق م میں عبید اور ۵۳۰۰ ق م میں اریدو میں کس نسل کے لوگ
آباد تھے۔ سومیری شہروں کی صحیح صحیح آبادی کا تو پتہ لگانا فی الحال ممکن نہیں، کیونکہ

کم از کم اب تک تو کسی بھی سومیری شہر سے اس قدیم زمانے میں سرکاری طور پر کی گئی مردم شماری
کا کوئی تحریری ثبوت نہیں ملا ہے۔ آئی۔ ایم۔ دیاکانوف (I.M.DIAKANOFF) کے
اندازے کے مطابق سومیری شہر لاگاش کی آبادی کوئی ایک لاکھ تھی اور لیونارڈ وولی کے
خیال میں آج سے چار ہزار سال قبل اُر شہر کی آبادی تقریباً تین لاکھ ساٹھ ہزار تھی۔ یہ وہ
وقت تھا جب اُر تیسری مرتبہ سومیر کا دارالحکومت بنا تھا۔ تاہم اگر وولی کے تخمینے
کے بارے میں ہم زیادہ احتیاط سے کام لیں اور ان کی بتائی ہوئی آبادی کو تقریباً نصف
کر دیں تب بھی اس شہر کی آبادی اس وقت دو لاکھ کے لگ بھگ تو ہوگی۔ اُر میں
زیادہ تر مکان دو منزلہ تھے اور کچھ تین منزلہ بھی تھے۔

اور اب میں یہاں ایک غلطی کا تفصیل سے ازالہ کرنا چاہتا ہوں جو پاکستان میں بعض اہلِ
قلم اب بھی روا رکھے جاتے ہیں اور وہ غلطی یہ کہ سرزمین سومیر (جنوبی عراق) آج سے کوئی
سات ہزار سال پیشتر تقریباً ساری کی ساری خلیج فارس کے پانیوں تلے دفن تھی اور
وہاں کوئی انسانی آبادی تھی اور یہ کہ سومیر میں انسان چار ہزار سے لے کر ساڑھے چار
ہزار سال قبل مسیح تک کی درمیانی مدت میں پہلی بار آباد ہوا تھا۔ ۱۹۵۲ء تک تو خیر یہ سب باتیں
مسلّمہ تھیں۔ ماہرین کا خیال تھا کہ اس وقت سومیر دلدلی سرزمین تھی اور وہاں جگہ جگہ دجلہ فرات
اور دریائے قرون کی لائی ہوئی مٹی سے بنے ہوئے جزیرے ابھر آتے تھے۔ اس دور
سے قبل خلیج فارس کا ساحل آج کی نسبت کہیں زیادہ اندر آیا ہوا تھا۔ چنانچہ چھ ساڑھے چھ
ہزار سال قبل کے دور سے پہلے وہاں انسان آباد نہیں ہو سکتا تھا۔ پھر یوں ہوا کہ دریاؤں
کی لائی ہوئی مٹی سے خشکی بنتی چلی گئی اور وہاں ساڑھے چھ ہزار سال پہلے انسان آباد ہو گیا
حالانکہ اریدو کے آثار سے پتہ چلتا ہے کہ ساڑھے چھ ہزار تو کیا سات ہزار تین سو برس
پہلے بھی سومیر میں انسانی آبادیاں بسائی جا چکی تھیں۔ جیسا کہ کہہ چکا ہوں کہ یہ سب باتیں
۱۹۵۲ء تک تو درست معلوم ہوتی تھیں مگر ۱۹۵۲ء میں معقول وجوہ کی بنا پر انہیں چیلنج کر دیا گیا

اس سال دو علمائے ارضیات جی. ایم لیس اور این. ایل فیلکن نے ایک مشترکہ مقالہ سپرد قلم کیا
انہوں نے ثابت کیا کہ سومیری زمین تو ساڑھے چھ ہزار سال قبل سے مدتوں پہلے بھی پانی سے
باہر تھی اور سومیر کا ساحل اس وقت بھی وہیں تھا جہاں آج ہے اس میں برائے نام ہی
تبدیلی آئی ہو تو آئی ہو. بلکہ اب تو اسے ہومز جیسے سائنسدانوں کا خیال ہے کہ بہت مدت
پہلے سومیر کا سمندری ساحل آج کی نسبت اور بھی جنوب یعنی زیادہ دور تھا. گویا اب تو سمندر
کا پانی الٹا سومیر کی خاصی زمین اپنے دامن میں سمیٹ چکا ہے. بہ الفاظ دیگر ماہرین کے
سابقہ نظریئے کے برعکس ہوا یہ ہے کہ سومیر کا ساحل یا سمندری پانی پیچھے نہیں ہٹا ہے بلکہ
اور بھی اندر کی طرف بڑھ آیا ہے. ان جدید ترین نظریات کی بنیاد ہوا پر نہیں بلکہ بری رکازوں
(متحجرات FOSSILS)، دریاؤں اور ندی نالوں کی قدیم گزرگاہوں کے مطالعے پر رکھی
گئی ہے. تاہم متعدد ماہرین علم الآثار ارضیاتی ماہرین کے ان انکشافات پر مکمل یقین نہیں
لاتے تھے کیونکہ انہیں انسانی آثار نہیں (ملے تھے) مگر اب کچھ عرصہ قبل جارج رو (GEORGES
ROUX) نے سومیر کے علاقے میں بعض قدیم بستیوں کے آثار ملے ہیں. ان آثار کی قدامت
وغیرہ کے پورے نتائج تو میری نظر سے نہیں گزر سکے ہیں. تاہم ان کی دریافت کے وقت
رُوکس نے اس توقع کا اظہار کیا تھا کہ ان سے یہ نظریہ آثاریاتی طور پر (ARCHAEOLOGICALLY)
بھی باطل ہو کر رہ جائے گا کہ سومیر کی دھرتی بہت بعد میں وجود پذیر ہوئی اور یہ کہ یہ سرزمین
نئی ہے. دراصل سومیر (جنوبی عراق) میں پاکستان کی وادی سندھ جیسی مشکل درپیش ہے. یعنی
یہ کہ زیر زمین پانی کی سطح بلند ہوتی گئی اور قدیم ترین آثار کو پانی اپنے اندر سموتا چلا گیا چنانچہ
جس طرح ہڑپہ اور موہنجو ڈارو کے اولین آثار کی بازیافت پانی کی وجہ سے ناممکن سی ہو کر رہ
گئی ہے یہی حال سومیر (جنوبی عراق) کی اولین بستیوں کا بھی ہے اور اگر سومیر کے کچھ قدیم
ترین کھنڈرات برآمد ہو بھی سکے تو وہ قدامت میں زیادہ سے زیادہ ایک ہزار برس اور
پیچھے چلے جائیں گے اور اس سے پہلے کے آثار کو پانی باہر ہرگز نہیں آنے دے گا.

مختلف نام

عراقیوں کے ہاں اپنے پورے ملک کے لئے کوئی ایک نام مروج نہیں تھا۔ اسے یا تو ایسے نام سے پکارتے تھے جو بہت ہی مبہم ہوتا تھا، مثلاً "ملک" "یا سرزمین" یا پھر ملک کے کسی خاص حصے کے لئے کوئی مخصوص نام ہوتا تھا مثلاً سومیر (زیادہ صحیح شومیر یا شومر)، اکاد، اشور، بابل اور کلدانیہ وغیرہ۔ غرض عراق اور اس کے مختلف حصوں کے ازمنۂ قدیم میں مختلف نام تھے۔ ایسا بھی ہوتا رہا کہ عراق بیک وقت (سیاسی لحاظ سے) کئی ملکوں میں بٹا ہوتا تھا اور ان "ملکوں" کے نام مذکورہ بالا ہوتے تھے۔

ان خطوں پر مختلف قومیں حکمران رہتی تھیں۔ یونانیوں نے عراق کا نام میسوپوٹامیہ (MES-OPOTAMIA) رکھا جس کے معنی ہیں "دو دریاؤں کے درمیان کی سرزمین یا ملک"۔ عراق میں بسنے والے قدیم لوگ کوئی بھی ایک نام ایسا نہیں رکھ سکے جس کا پورے ملک پر اطلاق ہو سکتا ہو۔ ملک بھر پر منطبق ہونے والا نام نہ رکھ سکنے کی وجہ یہ تھی کہ قدیم عراقیوں کے ذہنوں پر شہری ریاستوں اور محدود مذہبی و سیاسی تقسیم اور حدود کے اثرات اتنے گہرے تھے کہ بظاہر وہ کسی علاقائی اتحاد کی موجودگی یا بقا کے قائل ہی نہیں ہو سکے جبکہ موجودہ دور میں اسے بہت ضروری خیال کیا جاتا ہے۔ بہرکیف لفظ سومیر عراق کے جنوبی حصے کا قدیم نام سومیر یا شومیر سے ماخوذ ہے میخی رسم الخط میں اسے "کی۔ ان۔ گی" کی علامتوں کے ساتھ لکھا جاتا تھا۔ یوں کہا جائے کہ میخی رسم الخط میں اس کے لئے "کی ان گی" کی علامتیں مخصوص تھیں "کی ان گی" کے حقیقی معنی ابھی طے نہیں کئے جا سکے۔ متعدد علما کا خیال ہے کہ سومیریوں کی "ام اکو" اور "ام اَمَل" نامی دو بولیوں میں سومیر (شومر) اور "کی ان گی" (کنگر) ایک ہی لفظ کے دو مختلف تلفظ ہیں۔ کچھ علما "کی ان گی" کو مرکب قرار دیتے ہیں۔ کچھ محققین نے "کی ان گی" کے معنی "جھاڑ کی سرزمین" قرار دیتے ہیں۔

سومیریوں کے پیشرو

نئی معلومات کی روشنی میں اب ہمیں یہ پرانا نظریہ ترک کرنا پڑے گا کہ سومیری ہی اس ملک (سومیر۔ جنوبی عراق)

کے سب سے پہلے آباد کار تھے، یا انہوں نے ہی سومیر کو تہذیب آشنا کیا۔ حالانکہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔ سومیریوں سے قبل بھی انسان وہاں نجانے کن زمانوں سے آباد چلا آرہا تھا۔ سومیریوں سے بہت پہلے بھی لوگ وہاں بستیاں بسا کر رہتے تھے۔ سومیریوں کے یہی نامعلوم پیشرو عراق میں پہلی اہم اور ممتاز تہذیب کے آفریدہ گار تھے۔ ان لوگوں کو فی الحال صحیح طور پر تو کوئی نام نہیں دیا جا سکتا البتہ تیسرے ہزاری قبل مسیح کے کتبوں میں سومیریوں سے پہلے آباد ہونے والے کچھ گروہوں کو "سوبیری" لکھا گیا ہے۔

سومیریوں کے پیشرو جو بھی رہے ہوں یہ طے ہے کہ سومیریوں سے پہلے وہاں کوئی اور "قوم" آباد تھی جس کی زبان سومیریوں سے قطعی مختلف تھی۔ اس کا ایک واضح ثبوت یہ بھی ہے کہ سومیری دریائے دجلہ کو "اِدِگلت" اور فرات کو بُرانُون کہتے تھے اور یہ دونوں الفاظ سومیری زبان کے ہرگز ہرگز نہیں ہیں۔ مجھے لسانیات میں مہارت رکھنے کا دعویٰ ہرگز نہیں اور اس کے اصول و ضوابط کے بارے میں میرا علم بس واجبی سا ہی ہے تاہم میں سمجھتا ہوں کہ دریائے فرات کا ہزاروں سال پہلے جو نام تھا یعنی بُرانُون وہ شکلیں تبدیل کرتا ہوا فرات بن سکتا ہے۔ لفظ بُرانُون فرات کی شکل اختیار کرے یا نہ کرے (دریائے) اِدِگلت اور اس دریا کے موجودہ نام 'دجلہ' میں لسانی اور صوتی اعتبار سے کوئی خاص فرق نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہی لفظ اِدِگلت ہزاروں سال گزرنے کے بعد 'دجلہ' بن گیا ——— سومیریوں کے اہم ترین شہروں اُریدو، لارسہ، اِسِن، اُواب، اُکلاب، اُریم (اُر) لاگاش، نپور اور کش وغیرہ کے نام بھی سومیری زبان کے الفاظ نہیں ہیں۔ ظاہر ہے کہ ان مذکورہ مقامات پر سومیریوں سے پہلے غیر سومیری لوگ آباد تھے اور ان شہروں کے یہ نام انہی لوگوں کے دیئے ہوتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ سومیریوں کے یہ پیشرو سامی نسل کے لوگ تھے۔ بہرحال دریاؤں اور شہروں کے مذکورہ ناموں کے علاوہ اس زمانے کے اور بھی بہت سے ایسے الفاظ ہیں جو غیر سومیری ہیں۔ یہ الفاظ ایسے سومیری نوشتوں میں استعمال ہوتے ہیں جو تیسری

ہزاری قبل مسیح سے ہیں مثلاً:-

"اَن گر (کسان)، اُوُل (چرواہا) شُوُوک (ماہی گیر) اِپَن (ہل) اِپ بن (ریگاری) نِم بر (کھجور) شُنُب (کھجور) شُوہ دک تب اَرا (تیرا) دات گر ایِ نگ (کاری گر)، اُدُب (ٹوکری بنانے والا)، اِش بار (بافندہ - جولاہا) پَیر (کوزہ گر کمہار) شِیدم (معمار) نان گر (بڑھئی، نجار)، اَش گب (موچی - چرم ساز) دام گر (سوداگر) - یہ لفظ یعنی دام گر (تاجر - سوداگر) وہ لفظ ہے جسے علمائے تحقیق نے تقریباً متفقہ طور پر سامی زبان کا لفظ قرار دیا ہے - اس کے علاوہ لفظ نان گر (بڑھئی) اور سنار میں کوئی فرق نہیں ہے - ان الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے کہ سومیر میں بنیادی زرعی اصول اور صنعتی ہنرمندی کے قرینے سومیریوں نے نہیں بلکہ ان کے نامعلوم پیشروؤں نے روشناس کرائے تھے - سومیر کے دیگر جغرافیائی اور متعدد دیوی دیوتاؤں کے نام بھی سومیریوں کے انہی پیشروؤں نے دیئے تھے۔

سومیری زباں بلکہ ان کے پیشرو یہی لوگ سومیر کے پہلے کاشتکار تھے یا یوں کہا جاسکتا ہے کہ یہ لوگ سومیریوں کی آمد سے قبل اس علاقے میں کاشتکاری کر چکے تھے - پہلے انہی نے مویشی پالے - یہی پہلے ماہی گیر تھے اور یہی سومیر کے پہلے پارچہ باف، چرم ساز، نجار، دھات گر، کوزہ گر، اور معمار تھے - ان کی زبان بھی سومیریوں سے مختلف تھی - اس نسلی اختلافات کا ایک واضح ثبوت زبان کا مختلف ہونا بھی ہے۔

سومیریوں کی بازیافت

موجودہ ترقی یافتہ دنیا کی محسن سومیری "قوم" اور عراق میں اس کے خطے "سومیر" (شومیر) کا نام انسان کوئی دو ہزار برس تک فراموش کیے رہا - سومیریوں کے آثار قدیمہ اور ان کی زبان کی بازیافت قطعی غیر متوقع اور حیران کن تھی اور جب پچھلی یعنی انیسویں صدی عیسوی میں اس "قوم" یعنی سومیریوں کے بارے میں انکشاف بھی ہوا تو ایسے کسی ماہر علم الآثار

کو نہ ان کے متعلق کچھ پتہ تھا اور نہ ہی اسے ان کی تلاش تھی چنانچہ گزشتہ صدی کے
وسط تک کوئی شخص بھی یہ نہیں جانتا تھا کہ دنیا میں سومیری نامی کسی "قوم" یا اس کی
سومیری نامی زبان کا بھی کہیں وجود تھا ۔ ۱۸۴۱-۵۰ تک کوئی محقق سومیری زبان سے
آشنا نہیں تھا۔ اس وقت تک علماء تحقیق اس خیال میں تھے کہ سومیری کا میخی یا پیکانی رسم الخط
(CUNEIFORM) اشوریہ اور بابل کے سامیوں نے ایجاد کیا تھا۔

حقیقت یہ ہے کہ سومیری زبان کا پتہ اس وقت چلا جب عراق کے سامی النسل
اکادیوں کی زبان پڑھ لی گئی۔ اکادی زبان سومیری ہی کی طرح میخی (پیکانی) رسم الخط
میں لکھی جاتی تھی۔ انہی اکادیوں کو ابتدائی محققین نے اشوری یا بابلی قوم کا نام دیا تھا
اکادی زبان کو پڑھنے میں مدد پاک۔ بھارتی - یورپی "(INDO-EUROPEAN) زبان
ہی کی ایک شاخ قدیم فارسی زبان سے ملی۔ یہ زبان ایران اور میدیہ کے لوگ بولتے تھے
جو پہلی ہزاری قبل مسیح کے بیشتر عرصے میں فارس پر حکمرانی کرتے رہے تھے۔ اصل میں ایران
کے ہخامنشی خاندان (جس کی حکومت کا آغاز ۵۵۰ ق م میں ہوا تھا) کے کچھ حکمرانوں نے
سیاسی لحاظ سے مناسب جان کر میخی رسم الخط میں اپنے کتبے تین مختلف زبانوں کندہ کرائے
ان میں ایک تو ان کی اپنی مادری زبان تھی۔ دوسری زبان ایلامی تھی۔ یہ مرکب زبان۔
(ایلامی) جنوبی ایران کے لوگ بولتے تھے۔ ہخامنشیوں نے ان لوگوں کو اپنا مفتوح بنا لیا
تھا۔ ہخامنشیوں کے کتبوں کی تیسری زبان اکادی تھی۔ سامی سلسلے کی یہ اکادی زبان بابلی
اور اشوری بولتے تھے۔ تین زبانوں پر مشتمل میخی رسم الخط کے یہ کتبے ایران میں ملے حالانکہ
میخی رسم الخط عراق میں ایجاد ہوا تھا، ایران میں نہیں۔ سب سے پہلے آئرلینڈ کے
ذہین ماہر لسانیات ایڈورڈ ہنکز (EDWARD-HINCKS) نے ۱۸۵۰ء میں پہلی
بار اس عام خیال پر شبے کا اظہار کیا کہ پیکانی رسم الخط سامیوں نے ایجاد کیا تھا اور ہنکز
نے ہی یہ نظریہ بھی پیش کیا کہ میخی رسم الخط کے موجد دراصل غیر سامی نسل کے وہ لوگ

تھے جو کہ بابل (جنوبی عراق) میں سامیوں سے پہلے آباد تھے میخی رسم الخط کو پڑھ لینے میں ایک ذہین و فطین انگریز ہنری کرسک رالنسن (HENRY CERSWICK RAW-LINSON) کو بہت اہمیت حاصل ہے اور وہی سب سے پہلا شخص تھا جس نے سومیری "قوم" اور ان کی زبان یقینی طور پر دریافت کی۔ رالنسن ایران میں متعین انگریزی فوج میں ملازم تھا اور اس نے ذاتی دلچسپی کی بنا پر تین زبانوں پر مشتمل مذکورہ بالا کچھ کتبوں کی نقل کرنا شروع کی۔ ان میں ہمدان کے نزدیک، کوہ الوند پر کندہ کتبہ اور کرمان شاہ سے کوئی بیس میل کے فاصلے پر "بے ستون" کا کتبہ خاص طور پر مشہور ہیں اور انہی کتبوں کی طرف رالنسن نے خصوصی توجہ دی۔ ۱۸۳۵ء میں اس نے اول الذکر کتبے کی نقل تیار کی۔ جرمن ماہر لسانیات جارج فریڈرک گروٹ فنڈ (GEORGE FRIEDRICH GROTEFEND) اور اس کے دوسرے ساتھی اس سے قبل میخی رسم الخط کو پڑھنے کے سلسلے میں خاصی کامیاب کوشش کر چکے تھے مگر رالنسن اپنے ان ہم عصروں کی کوششوں سے آگاہ نہیں تھا۔ تاہم رالنسن نے ان جانے میں ہی گروٹ فنڈ وغیرہ کے ہی طریق کار پر عمل پیرا ہو کر اپنے کتبے کو کسی قدر پڑھ ہی لیا۔ رالنسن پر یہ حقیقت آشکار ہو گئی کہ ان کتبوں کی تمام علامات کو شناخت کرنے اور انہیں خاطر خواہ پڑھ لینے کے لئے اسمائے معرفہ کا زیادہ سے زیادہ تعداد میں موجود ہونا ضروری ہے۔ اس مقصد کے لئے "بے ستون" کا کتبہ کام آیا۔ بے ستون کا کتبہ شہنشاہ ایران دارا اول (داریوش اعظم ۵۲۲/۴۸۶ ق م) نے ۵۱۶ ق م میں کندہ کرایا تھا۔ اس کتبے کے لئے چٹان کا بارہ سو مربع فٹ حصہ خصوصی طور پر تیار کرایا گیا۔ جب یہ کتبہ کندہ کر دیا گیا تو اس کے نیچے کی چٹان کو تراش کر بالکل عمودی بنا دیا گیا تاکہ تخریب کار رسائی حاصل کر کے انہیں نقصان نہ پہنچا یا جا سکے۔ کتبے کے ایک حصے پر تصویریں کندہ ہیں تین زبانوں پر مشتمل میخی رسم الخط کے اس کتبے کی سات سو نواسی (۷۸۹) سطریں ہیں۔ یعنی چار سو چودہ (۴۱۴) فارسی زبان کی دو سو تریسٹھ (۲۶۳) عیلامی ایک سو بارہ (۱۱۲) بابلی زبان کی۔ اس کتبے

تک پہنچا ہی جان جوکھوں کا کام ہے کیونکہ جس چٹان پر یہ کندہ ہے وہ زمین سے تین سو فٹ سے بھی زیادہ بلند ہے اور اس تک پہنچنے کا کوئی ذریعہ بھی نہیں ہے چنانچہ رالنسن نے کتبے تک رسائی حاصل کرنے کے لئے مچان باندھا۔ کئی دفعہ ایسا بھی ہوتا کہ ممکنہ حد تک مکمل نقل تیار کرنے کی خاطر رالنسن رستے کا سہارا لیتا۔ وہ زمین سے تیرہ سو فٹ کی بلندی پر رستے سے معلق جھولتا ہوا کتبے کی نقل اتارنے کا جان لیوا کام کرتا رہتا۔ اس نے نقل کا یہ کام ۱۸۳۵ء میں شروع کیا۔ دو برس تک اس نے اپنی زندگی داؤں پر لگا کر میخی رسم الخط میں لکھی ہوئی قدیم فارسی زبان کے کالموں کی آدھی نقل اتار لی۔ کتبے میں فارسی زبان کے کل پانچ کالم اور چار سو چودہ سطریں ہیں۔ گویا اس نے ۱۸۳۷ء تک کوئی دو سو سطریں نقل کر ڈالیں۔ پھر اس نے کلاسیکی دور کے مصنفین اور قرون وسطیٰ کے جغرافیہ دانوں کی تحریروں کی مدد سے ان دو سو سطروں میں سے کئی سو مقامات کے نام پڑھ لئے۔ یورپ کے دوسرے محقق میخی رسم الخط کو پڑھنے کے سلسلے میں جو کام کر چکے تھے، ۱۸۳۹ء تک رالنسن کے علم میں وہ بھی آ گیا۔ ان نئی معلومات کو سامنے رکھ کر اس نے بے ستون کی تین زبانوں والے کتبے پر لکھی ہوئی قدیم فارسی زبان کی پہلی دو سو سطور پڑھ لینے میں کامیابی حاصل کر لی۔ ۱۸۴۴ء میں رالنسن بے ستون کی مزید نقلیں تیار کرنے جا پہنچا اور اور اس نے فارسی زبان کی باقیماندہ سطور نقل کر کے پوری چار سو چودہ سطریں مکمل کر لیں۔ نہ صرف یہ بلکہ اس دوسری کوشش میں تو اس نے کتبے کی دوسری یعنی ایلامی زبان کی بھی پوری کی پوری دو تہائی سطروں کی نقل بھی تیار کر لی۔ ۱۸۴۷ء میں رالنسن بغداد سے بے ستون پھر پہنچا اور ایک مرتبہ پھر اپنی جان پر کھیل کر اس کتبے کی بابلی زبان کی تمام ایک سو بارہ سطور بھی نقل کر لیں۔ ۱۸۴۸ء میں رالنسن نے اپنی منقول الفاظ (TRAN-SLITERATIONS)، ان کا ترجمہ اور نوٹس وغیرہ کا مسودہ تیار کر کے بغداد سے "رائل ایشیاٹک سوسائٹی" لندن کو بھیج دیا۔ اس طرح اس نے قدیم فارسی کتبوں کے

پڑھنے کا کام بالکل صحیح اور قابل اعتماد بنیاد پر استوار کر دیا۔ اسی سال ہنکز نے اس سلسلے میں اپنا اہم مقالہ شائع کیا۔ اس سے بھی رالنسن کے کام کی توثیق ہو گئی۔ اس کے بعد جو معمولی سی تبدیلیاں، اضافے اور تصحیح کی جا سکی اس کے سلسلے میں جیوس اوپرٹ (JULES OPPERT) کا نام خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ یہ تبدیلیاں اور اضافے وغیرہ اوپرٹ نے ۱۸۵۱ء میں کئے تھے۔

رالنسن نے ہی ۱۸۵۲ء میں رائل ایشیاٹک سوسائٹی کے سامنے اپنے ایک لیکچر کے دوران سومیریوں اور ان کی زبان کی صحیح نشاندہی کی۔ البتہ اس سے غلطی یہ ہوئی کہ اس قوم کو اس نے سومیری کی بجائے پہلے تو بابلی سیتھین کہا اور پھر اکادی کا نام دیا، حالانکہ اکادی سامی نسل کے لوگ اور سومیری غیر سامی تھے۔

۱۷ جنوری ۱۸۶۹ء کا دن قدیم اقوام اور تہذیبوں کی بازیافت کی تاریخ میں سنگ میل کا درجہ رکھتا ہے۔ یہی وہ تاریخ تھی جب جیوس اوپرٹ نے پہلی مرتبہ اور بالکل درست انکشاف کیا کہ سامیوں سے قبل عراق میں سومیری نام کی ایک قوم آباد تھی۔ اوپرٹ نے ہی اپنے لیکچر میں "اس قوم" اور اس کی زبان کو سومیری کہا اور اس بات پر زور دیا کہ ان لوگوں نے میخی رسم الخط ایجاد کیا تھا، انہیں اور ان کی زبان کو سومیری کہنا چاہیئے۔ اپنے اس لیکچر میں اس نے کہا "اشوری اور بابل سامی نسل کے لوگوں کو اکادی اور غیر سامیوں کو سومیری کہنا چاہیئے"۔ اس حیرت انگیز انسان اوپرٹ نے آج سے ایک سو گیارہ سال قبل یہ بھی کتنی صحیح بات کہی کہ "میں سومیری زبان کے ڈھانچے کا تجزیہ کرنے کے بعد اس نتیجہ پہ پہنچا ہوں کہ وہ ترکی، فنی اور ہنگری کی زبانوں سے بہت قریب تھی۔ اس لئے سومیری زبان کے بارے میں تحیر زا حد تک یہ صحیح نتیجہ ایک ایسے وقت نکالا جب اس وقت سے صرف بیس برس پہلے اس زبان سے محققین بالکل ناآشنا تھے۔ ہنکز، رالنسن اور اوپرٹ بنیادی طور پر سب سے اہم علماء ہیں جنہوں نے نہ صرف فارسی زبان کو سمجھنے کے لئے مستحکم اور ٹھوس بنیاد فراہم کی بلکہ اکادی

اور سومیری زبان کو سمجھنے کے لئے بھی راستہ ہموار کیا۔

سومیری کون تھے؟

عراق بلکہ تاریخ عالم کا ایک بہت ہی اہم سوال یہ ہے کہ دنیا کی جس سب سے پہلی مہذب ترین قوم کو "سومیری" کہا گیا ہے آیا وہ لوگ عراق ہی کے رہنے والے تھے، یا عراق میں کہیں باہر سے آئے تھے اگر باہر سے آئے تھے، تو پھر کب اور کہاں سے آئے اور نسلی لحاظ سے ان لوگوں کا تعلق کس گروہ انسانی سے تھا؟ یہ ویسا ہی پیچیدہ اور تاحال لاینحل سوال ہے، جیسا کہ ہمارے پاکستان کی تاریخ میں بھی ایک سوال ہے اور وہ ہے آریاؤں کے بارے میں کہ اپنی ہجرت مسلسل کے نتیجے میں ساڑھے تین ہزار برس پیشتر پاکستان پر حملہ آور ہونے سے قبل ان کا اصل اور ابتدائی وطن کونسا تھا؟ سومیری دراصل نہ تو سامی النسل تھے اور نہ ہی ہے پاک، بھارتی، یورپی، آریائی نسل" (INDO - EUROPEAN ARYANS) سے ان سومیریوں کا نسلی لحاظ سے کوئی تعلق تھا۔ ایک صدی گزر چکی ہے محققین کو اس بات پر بحث مباحثہ کرتے کہ سومیری کون تھے اور کہاں سے عراق میں آئے؟ مگر ابھی تک حتمی اور متفقہ طور پر یہ طے نہیں ہو پایا کہ آخر نسلی اور لسانی اعتبار سے یہ لوگ کس گروہ سے تعلق رکھتے تھے؟

سومیریوں کی قبروں سے پائی جانے والی کھوپڑیوں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ آرمینیائی اور بحیرہ روم کی نسلوں کے مرکب تھے ان کے خدوخال کی صحیح نمائندگی لاگاش کے گورنر اور حکمران گودیا (۲۱۴۳ / ۲۱۲۴ ق م) کے مجسمے سے ہوتی ہے۔ اس مجسمے میں گودیا کی ناک سیدھی اور چھوٹی اور سر لمبوترا دکھایا گیا ہے۔ جہاں تک یادگاروں پر سومیریوں کے جسمانی خدوخال کا سوال ہے وہ محض رسمی یا رواجی ہیں۔ بھرا بھرا لمبا ناک خوب بڑی بڑی آنکھیں، موٹی گردن اور کھوپڑی کا حصہ چپٹا۔ یہ تمام حلیہ ایک عرصے تک سومیریوں سے مخصوص سمجھا جاتا رہا۔

مگر عراق میں سامیوں کے خاص علاقے 'ماری' سے جو مجسمے نکلے ہیں اور جن پر سامیوں کے نام کندہ ہیں ان کے خدوخال بھی ایسے ہی دکھائے گئے ہیں سومیریوں کی زبان سے بھی اس مسئلے کو کوئی روشنی نہیں پڑتی کہ وہ تھے کون؟ کیونکہ سومیری زبان دراصل مختلف زبانوں کے اسی زمرے میں آتی ہے جو ہنگری سے لے کر پولی نیشیا تک بولی جاتی تھی۔ یوں کہئے کہ ان کی زبان ترکی، ہنگروی، چینی، تامل، کوریائی اور منگو سے مشابہ ہے۔ تاہم سومیری زبان کی کسی معلوم زندہ یا مردہ زبان سے قریبی مشابہت ثابت نہیں ہو سکی ہے۔ ان کے لٹریچر سے یہ تو معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ انتہائی ذہین، محنتی، جدت طراز، منطقی اور مذہب پرست تھے لیکن اس لٹریچر سے ان کی ابتدا پر کوئی روشنی نہیں پڑتی۔ سومیری، اساطیری کہانیوں، داستانوں اور روایتوں وغیرہ میں تقریباً ہمیشہ ایسے پس منظر کا ذکر ملتا ہے جو صرف جنوبی عراق سے مخصوص تھا مثلاً دریا دلدلیں، نرسل، جھاؤ اور کھجوروں کے درخت۔ ان شواہد سے تو یوں لگتا ہے اور سومیری اس کا ذکر بھی یوں کرتے ہیں جیسے وہ ہمیشہ سے جنوبی عراق میں ہی رہتے آئے ہوں ان کی کہانیوں، داستانوں اور دوسرے ادب پاروں میں بھی اس بات کا کوئی واضح اشارہ نہیں ملتا کہ سومیریوں کا آبائی وطن عراق سے کہیں باہر تھا۔ اصل میں سومیری قوم کی نسل اور ان کے مقامی یا غیر مقامی ہونے کا مسئلہ اتنا اٹھایا گیا ہے اور الجھا ہوا ہے کہ بعض اوقات تو خیال ہوتا ہے کہ آیا یہ سرے سے کوئی مسئلہ ہے بھی؟ سومیری غالباً مختلف نسلوں اور قوموں کا مرکب تھے۔ ان کی تہذیب بھی بیرونی عناصر جذب کرتی تھی۔ ان کی زبان اس لسانی گروہ سے تعلق رکھتی تھی جو یورپ سے مغربی ایشیا اور دوسرے علاقوں پر پھیلا تھا۔ چنانچہ ہو سکتا ہے کہ سومیری ان لوگوں کی شاخ رہے ہوں جو "ابتدائی جدید حجری" اور تانبے کے ادوار میں مشرق قریب

کے بیشتر علاقے میں رہتے تھے. نام آور آرکیالوجسٹ سی۔لیونارڈ وولی (C. LEONARD WOOLLEY) کا خیال ہے کہ کوئی ساڑھے پانچ ہزار برس پہلے باہر سے عراق میں تہذیب لوگ پہنچے. انہوں نے اپنے مفتوحہ مقامی لوگوں سے اتنا ربط ضبط اور میل جول بڑھایا کہ انہی میں رچ بس گئے. ان نووارد غیر ملکیوں اور مقامی لوگوں کے یوں میل ملاپ سے سومیری "قوم" وجود میں آئی. بعض محققین کے نزدیک سومیری آریہ تھے لیکن یہ خیال اب یوں رد ہو جاتا ہے کہ سومیری زبان آریائی زبانوں سے مختلف ہے. متعدد علماء تحقیق نے اس خیال کا اظہار بھی کیا ہے کہ وہ کسی پہاڑی علاقے سے آ کر عراق میں آباد ہوئے تھے. اس ضمن میں بلوچستان کا نام بھی لیا گیا ہے. عین ممکن ہے کہ وہ پاکستان خصوصاً بلوچستان سے ہی عراق گئے ہوں. ہمارے پاکستان میں "سومرو"، "سومرا" اور "سمرا" وغیرہ قوم کے افراد اب بھی موجود ہیں اور وہ یہ اسماء اب بھی اپنے نام کے ساتھ لکھتے ہیں.

جب ہم اس "قوم" یا ان لوگوں کے لئے سومیری نام استعمال کرتے ہیں تو اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہوتا کہ عراق میں سومیری نام کی واقعی کوئی "قوم" آباد تھی. یہ بات ذہن نشین رہنی چاہیئے کہ علمی اور کسی بھی اصطلاحی لحاظ سے سومیری "قوم" کا کوئی وجود نہیں بلکہ سومیری تو ان لوگوں کو کہا جاتا ہے جو سومیری زبان بولتے تھے. سومیری عراق میں کہیں باہر سے آئے ہوں یا وہ یہیں کے باشندے رہے ہوں ان کی تہذیب رفتہ رفتہ دریا کے بہاؤ کے اوپر کی طرف جانب شمال بڑھنے لگی. غالباً اریدو وہ سومیری شہر تھا جہاں سے سومیری تہذیب کا دھارا شمال کی طرف رخ کر گیا. حتیٰ کہ سومیریوں کے گہرے اثرات دجلہ کے کنارے شہر اشور اور فرات کے کنارے دریائے ماری تک پہنچ گئے. اس تہذیبی و تمدنی نقل و حرکت کے ساتھ ساتھ شہروں کی سیاسی مرکزیت اور اہمیت بھی منتقل ہوتی گئی. مثلاً اُر سے مرکزیت شہر کش منتقل ہوئی اور پھر اکاد شہر- وہاں سے شہر بابل ہوتی ہوئی بالآخر اشور جا پہنچی.

رسم الخط

عراق کے سب سے پہلے پڑھے لکھے لوگ سومیری تھے اور پروفیسر سیموئل نوح کریمر (SAMUEL NOAH KRAMER) کا کہنا ہے کہ سومیری ان چند اقوام میں سے تھے جنہوں نے نہ صرف رسم الخط ایجاد کیا بلکہ (تصویری) رسم الخط کو ترقی دے کر اظہار کا ایک انتہائی اہم اور مؤثر ذریعہ بنا دیا۔ بہت سے اسکالرز نے متفقہ طور پر اس یقین کا اظہار کیا ہے کہ سومیریوں سے ہی باقی دنیائے قدیم نے فن تحریر کا خیال اپنایا تھا۔ بہرحال سومیریوں کی لکھی ہوئی مٹی کی الواح سے پتہ چلتا ہے کہ انسان نے پہلے پہل لکھنا کس طرح شروع کیا تھا۔
جنوبی عراق کے اہم سومیری شہر (لوگ داکادی، اُروک، بابل، اریخ) سے رسم الخط کے جو نمونے ملے ہیں وہ تاحال دنیا میں سب سے قدیم معلوم نوشتے ہیں۔ اب تک کے دستیاب شدہ شواہد کی روشنی میں کہا جا سکتا ہے کہ عراق میں تصویری رسم الخط کا آغاز تقریباً ۳۴۰۰ ق م یعنی اب سے کوئی ساڑھے پانچ ہزار سال قبل ہوا تھا۔
اس اولین رسم الخط کے جو نمونے دریافت ہوتے ہیں انہیں پڑھنا، سمجھنا یا ان کا مطلب نکال لینا مشکل ہے۔ سومیریوں کی ایک خاص بات یہ ہے کہ ان کے مکمل زوال کے بعد بھی صدیوں تک رسم الخط، زبان، فنون اور افکار پر ان کا اثر باقی رہا اور ان کی زبان لکھی جاتی رہی۔ چوتھی ہزاری قبل مسیح کے دوران سومیریوں کو اپنی اقتصادی اور انتظامی ضروریات کی وجہ سے مٹی کی الواح پر لکھنے کا خیال آیا اس سلسلہ میں ان کی پہلی کوشش غیر جاذب اور تصویری تھی۔ مگر اس کے صدیوں بعد سومیری منشیوں اور اساتذہ نے رفتہ رفتہ اپنے طرزِ تحریر کو اتنا تبدیل کر لیا کہ ان کے ابتدائی رسم الخط کی تصویریں بالکل مفقود ہو گئیں۔ اور انہوں نے اسے وہ صورت دے دی جو میخی یا پیکانی (CUNEIFORM) کہلاتی ہے۔ ارتقا یافتہ

سومیری رسم الخط کو میخی یا پیکانی کا نام سب سے پہلے ۱۷۰۰ء میں تھامس ہائیڈ (THOMAS HYDE) نے دیا تھا مگر تھامس اس رسم الخط کی علامتوں کو محض آرائشی نشان سمجھتا رہا۔ اسے یہ خیال تک نہیں آیا تھا کہ یہ بامعنی طرزِ تحریر اور عبارت ہے۔ سومیریوں کے ارتقا یافتہ رسم الخط کو 'پیکانی' اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس کے حروف یا علامتوں کی شکل پیکان (میخ) جیسی ہوتی ہے۔

سومیر سے جو قدیم ترین قابل فہم کتبے ملے ہیں وہ پانچ ہزار برس (۳۰۰۰ ق م) پرانے ہیں اور ان کی تعداد ایک ہزار سے زیادہ ہے۔ اغلب خیال یہی ہے کہ یہ تقریباً سب کے سب سومیری زبان میں ہیں۔ یہ اوّلین کتبے اِرُوگ (اُرُوک) اُریم (اُر) اور جمدت نصر سے دستیاب ہوئے ہیں۔ یہ تحریریں "سیاقی" یعنی بہی کھاتوں اور تجارت دلین دین وغیرہ کا حساب کتاب رکھنے کی حد تک محدود ہیں۔ عراق میں تصویری رسم الخط کی ایجاد کے کوئی ایک ہزار برس بعد یعنی سنہ ۲۵۰۰ ق م گویا آج سے کوئی ساڑھے چار ہزار برس پہلے سومیریوں نے جو تحریریں لکھیں وہ اساطیر، داستانوں اور کہانیوں وغیرہ پر مشتمل ہیں۔ یہ اس وقت لکھی گئی تھیں جب عراق میں مندروں اور مذہبی مرکزیت کے حامل شہر پہلے ہی نمودار ہو چکے تھے اور یہ شہر ایک مخصوص حیثیت اختیار کر چکے تھے۔ بس ان اوّلین یعنی ساڑھے چار ہزار برس قدیم نوشتوں سے زیادہ پرانی سومیری ادبی تحریریں فی الحال نہیں ملی ہیں۔ ان عبارتوں کی مدد سے علماء نے عراق میں ابھرتے ہوئے شہری معاشروں کی تاریخ یا حالات مرتب کرنے کی کوشش کی ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ عراق سے دستیاب شدہ اوّلین قابل فہم نوشتے سومیری زبان میں لکھے ہوئے ہیں لیکن میرے نزدیک اس کا حتمی طور پر یہ مطلب بھی نہیں ہے کہ عراق میں اوّلین رسم الخط یا تحریر کے موجد سومیری ہی تھے۔ مختلف باتوں کے پیشِ نظر مجھے تو یہ بات

یقینی لگتی ہے کہ علامتی یا تصویری رسم الخط سومیریوں کے عراق میں پہنچنے سے قبل
ان لوگوں نے ایجاد کیا تھا جو یا تو عراق کے ہی رہنے والے تھے یا پھر کہیں باہر سے
آتے تھے اور مختلف شواہد کی بنا پر کہا جا سکتا ہے کہ سومیریوں کے یہ پیشرو سامی النسل
تھے۔ یہ لوگ سومیریوں سے پہلے عراق میں موجود تھے اور میں سمجھتا ہوں کہ ان کا طرزِ
تحریر بھی موجود تھا۔ انہی کے رسم الخط کو سومیریوں نے اپنا کر اسے ترقی دی۔ میں سمجھتا ہوں
کہ عراق کے تصویری رسم الخط کی ترقی یافتہ یعنی پیکانی یا میخی صورت سومیریوں کی ایجاد تھی
گو بعض علماء کے نزدیک یہ بھی ممکن ہے کہ میخی رسم الخط بھی سومیریوں کی اپنی ایجاد نہیں تھا
جو صورت بھی رہی ہو یہ حقیقت ہے کہ سومیریوں نے 'میخی' کو اس خوبی کے ساتھ ترقی
دی کہ انہوں نے اسے تیسری ہزاری قبل مسیح کے دوران یعنی اب سے کوئی پانچ ہزار
برس قبل اظہار کا موثر تحریری ذریعہ بنا لیا تھا۔ سومیریوں کے پہلے رسم الخط اور بعد کے
رسم الخط کے درمیان تعلق کے بارے میں فی الحال کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ کس نوعیت
کا تھا۔ بعد کے رسم الخط کو "ابتدائی ایلامی" (PROTO - ELAMITE) بھی کہا جاتا ہے
اسے 'ابتدائی ایلامی' اس لئے کہا گیا ہے کہ اس کے نمونے تا حال قدیم ایلام (جنوب
مغربی ایران) کے دارالحکومت سوسہ کے کھنڈروں اور اس کے ارد گرد کے دوسرے
مقامات سے ملے ہیں (سوسہ عراق کے میدان میں دریائے اُلائی کے کنارے تھا اور یہاں
انسان پانچ ہزار برس تک آباد رہا) 'ابتدائی ایلامی' رسم الخط یا تو ایلام کے لوگوں نے سومیریوں
کے طرزِ تحریر سے اخذ کیا تھا یا پھر یہ کسی ایسی قوم نے ایجاد کیا تھا جو یا تو سومیریوں کی
قرابت دار تھی یا اس کا ان سے کوئی نہ کوئی تعلق ضرور تھا۔ مذکورہ 'ابتدائی ایلامی' تحریریں
اب تک پڑھی نہیں جا سکی ہیں۔ میخی یا پیکانی رسم الخط دو ہزار برس تک پورے مشرق وسطیٰ
میں مستعمل رہا۔ مغربی ایشیا کی ابتدائی تاریخ کے متعلق ہمیں جو کچھ بھی علم ہے وہ اکثر و بیشتر اسی
رسم الخط کے کتبوں اور تحریروں پر مبنی ہے۔ عراق اور شام وغیرہ سے مٹی کی کچی اور

پکائی ہوئی ایسی لاکھوں الواح ملی ہیں جن پر میخی رسم الخط میں عبارتیں لکھی ہیں سومیریوں کے ہر قدیم شہر سے ان گنت مرقوم الواح برآمد ہو چکی ہیں جن سے اس قوم کی ذہنی اور فکری صلاحیتوں پر خوب روشنی پڑتی ہے۔ البتہ ایک قدیم سومیری شہر ایسا ہے جس کے کھنڈروں سے ایک بھی تحریر شدہ لوح یا تختی نہیں مل سکی ہے اور وہ شہر ہے اریدو (موجودہ ابو شہرائن)۔ یہاں سے سومیریوں کے عقل و دانش کے دیوتا 'ان کی' کا مندر بھی برآمد ہوا ہے۔ 'ان کی' دیوتا کا یہ مندر اریدو میں پہلی بار اب سے کوئی چھ ہزار برس قبل تعمیر کیا گیا تھا اور یہ بات بھی کس قدر حیران کن ہے کہ عقل و دانش کے دیوتا کے شہر سے ایک مرقوم لوح بھی اب تک نہیں ملی ہے۔

مذہبی تصورات کی ترویج

تیسری ہزاری قبل مسیح کے دوران یعنی اب سے کوئی پانچ ہزار برس پہلے سومیریوں نے اپنے مذہبی و روحانی تصورات و تخیلات کو ترویج دی۔ ان کے یہ تصورات یہودیت اور عیسائیت نے بھی اپنائے اور انہی دونوں مذاہب کے ذریعے سومیریوں کے مذہبی عقائد کا اثر آج کی دنیا تک پڑا ہے۔ سومیری مفکروں اور عارفوں نے تخلیق کائنات اور علم مذہب کو اپنے قیاسات کی بنیاد پر ایسی بلند پایہ شکل دی کہ وہ قدیم مشرق قریب کے اکثر و بیشتر علاقے کے مذہبی عقائد کی بنیاد بن گئے۔ عملی سطح پر سومیری پجاریوں اور مذہبی شخصیتوں نے گوناگوں اور متنوع مذہبی رسوم وضع اور قائم کیں۔ ناخواندہ سومیری بھاٹ، مغنی اور بعد کے سومیری دور کے شعرا اور منشی ایسی مائیتھالوجی (MYTHOLOGY) منضبط کر گئے جو قدیم مشرق قریب کی سب سے مشہور دیومالا ہے۔ سومیری اپنے دیوتاؤں کو انسان کی طرح سمجھتے تھے کہ وہ بھی انسانوں کی طرح چلتے پھرتے ہیں، کھاتے پیتے ہیں، جنگیں لڑتے ہیں، شادی بیاہ کرتے ہیں، زبردستی عصمت دری بھی کر گزرتے ہیں۔ انسانوں کی طرح سومیری دیوتاؤں کے بھی بیوی بچے ہوتے

ان کے دیوی دیوتا آسمانوں پر حکمرانی کرتے تھے اور زمین کے بادشاہوں کی طرح ان کے دربار ہوتے تھے۔ ان کی نوبیں ہوتی تھیں نوکر چاکر ہوتے تھے، ان کے محلات آسمان کے اوپر کے حصے میں مشرق کے عظیم پہاڑ پر بنے ہوتے تھے۔ علاوہ ازیں وہ ظلمات کی اتھاہ گہرائیوں میں بھی رہتے تھے۔ ان کے ہر دیوی دیوتا کا دائرہ اثر جداگانہ تھا۔ تاہم جب مشترکہ مسائل اٹھ کھڑے ہوتے تو وہ سب مل بیٹھ کر مشورہ کرتے تھے۔ ایسے میں وہ اُپشوکنا نامی ہال میں جمع ہو جاتے تھے۔ سومیریوں نے اپنے دیوتاؤں کو انسانی خصوصیات سے تو متصف کر دیا تھا مگر انہوں نے ایسا پوری سوجھ بوجھ، عبودیت کے مکمل جذبے اور سب سے بڑھ کر جدت پسندی اور فکر و تخیل کی بنا پر کیا تھا۔ شروع شروع میں سومیری مذہب کی بنیاد زرخیزی اور بار آوری پر استوار تھی اور وہ زرخیزی کے معبود کو پوجتے تھے مگر پھر ان کے ہاں بہت سارے دیوی دیوتا "پیدا" ہو گئے۔ ان کے تین سب سے بڑے دیوتا اور ایک دیوی تھی۔ تین عظیم ترین دیوتاؤں پر مشتمل اس عظیم "تثلیث" میں اُنو، اَن لِل اور اِنکی شامل تھے۔ تخلیق کے وقت کائنات کو آسمان، زمین اور پانی تین خطوں پہ تقسیم کیا گیا تھا۔ "اُنو" آسمان کا، "اَن لِل" زمین کا اور "اِنکی" پانی کا دیوتا تھا۔ اُنو (اَن) کے معنی آسمان کے ہیں افلاک پر اس کی حکومت تھی وہ سب سے اوپر کے خطے میں رہتا تھا اور یہ جگہ "اُنو کا آسمان" کہلاتی تھی۔ وہ "رب الارباب" تھا۔ تمام دوسرے دیوی دیوتا اسے اپنا باپ (دوسرے لفظوں میں سربراہ) سمجھ کر اسے تعظیم دیتے تھے اور خطرے کے وقت تمام دیوی دیوتا اس کے گرد جمع ہو جاتے تھے۔ وہ آسمانوں سے زمین پر کبھی نہیں آتا تھا۔ وہ گاہے بگاہے آسمان کے اس حصے پر ٹہلا کرتا تھا جو اس کے لئے مخصوص تھا اس حصے کا نام "اُنو کا راستہ" تھا۔ سومیریوں کے دوسرے بڑے دیوتا اَن لِل کا تعلق زمین پر رونما ہونے والے واقعات سے اُنو کی نسبت بدرجہا زیادہ تھا بلکہ اَن لِل سومیریوں کا سب سے اہم دیوتا تھا۔ وہ "دیوتاؤں کا باپ تھا" آسمان اور زمین کا بادشاہ تھا۔ اس نے تخلیق کائنات کا عمل شروع کرتے ہوئے

آسمان کو زمین سے جدا کیا اور نباتات کی تخلیق کی وہ حیات بخش پانیوں کا انچارج تھا۔ سومیر خصوصاً شہر نپّور (نپور) میں اس کی پوجا ابتدائی زمانوں سے ہو رہی تھی۔ وہ طوفانوں کا دیوتا تھا اور "امارو" یعنی طوفان یا سیلاب ان لِل کا ہتھیار تھا۔ انو کی طرح آسمان میں ان لِل اکثر و بیشتر "مشرق کے عظیم پہاڑ" پر رہتا تھا۔ انسان پر وہ عتاب بھی نازل کرتا تھا اور رحمت بھی۔ تیسرا بڑا دیوتا "اِن کی" تھا جس کے معنی ہیں "دھرتی کا بادشاہ"۔ وہ عقل و دانش کا بھی دیوتا تھا۔ وہ اپنی دانائی کی بدولت دیوتاؤں کی غلطیوں کا ازالہ کر دیا کرتا تھا۔ اور ان دیوتاؤں کے علاوہ سومیریوں کی سب سے مقبول دیوی اِنّنا تھی۔ یہی اِنّنا اکاریوں اور بابلیوں کے ہاں عشتار کہلاتی۔ اِنّنا محبت و جنس اور جنگ کی دیوی تھی۔ اپنی گوناگوں صفات کی وجہ سے بعض صورتوں میں وہ سومیر کے تمام دیوتاؤں سے زیادہ مقبول اور مقتدر تھی۔ جب وہ غیض و غضب میں آتی تو زندگی تہس نہس کر کے رکھ دیتی تھی۔ جب مہربان ہوتی تو ان لِل جیسے مختارِ کل اور غضبناک دیوتا کی بھی تباہ کاریوں سے نسلِ انسانی کو بچا لیتی تھی۔ وہ "آسمان کی ملکہ" تھی اور اُروک شہر کی مربی دیوی تھی۔ نسلِ انسانی کو فلاح اور خوشحالی سے نوازتی تھی۔

سومیری مفکرین نے تخلیقِ کائنات کے سلسلے میں ایک ایسا نظریہ اور اصول وضع کیا جو بعد کے ادوار میں پورے مشرقِ قریب پر محیط ہو گیا اور مختلف قوموں و ملکوں نے عراق سے باہر بھی اس سومیری نظریے کو مذہبی عقیدے کے طور پر اپنا لیا۔ سومیریوں کا یہ نظریہ اور عقیدہ تھا "مقدس لفظ یا کلمہ کی تخلیقی قوت"۔ اس نظریے کے مطابق خالق دیوتا یا دیوتاؤں کو کرنا بس یہ تھا کہ منصوبے کا خاکہ تیار کریں۔ کلمۂ تخلیق ادا کریں اور پھر چیزوں کے ناموں کا اعلان کر دیں۔ دراصل یہ نظریہ تھا۔ اس ایک نیا سی استنباط کا، جس کی بنیاد انسانی معاشرے کے مشاہدے پر رکھی گئی تھی۔ انہوں نے دیکھا کہ کوئی بھی

بادشاہ محض زبانی حکم سے جو کچھ چاہتا ہے، حاصل بھی کرلیتا ہے اور ـــ کر بھی گزرتا ہے اور اس طرح سومیری داناؤں نے یہ بھی نتیجہ نکالا کہ کائنات کی چار مملکتوں کے عظیم سربراہ یعنی چار دیوتا لافانی اور مافوق الفطرت ہونے کی حیثیت سے تو کیا کچھ نہ کر گزرنے پر قادر ہوں گے۔ لیکن کائنات کے مسائل کا یہ آسان حل ـــ جس میں تصور اور کلمہ اس قدر اہمیت کے حامل ہیں ـــ غالباً عکس ہے اس تسکین دہ خول میں پناہ ڈھونڈ لینے کے جذبے کا جو مصیبت اور مشکلات کے دوران تمام انسانوں میں ابھر آیا کرتا ہے۔ بہرکیف "کلمہ" یا "اسم اعظم" سے متعلق یہ سومیری نظریہ عراق سے نکل کر کتنے ہی ملکوں اور قوموں میں پھیل گیا اور آج بھی مختلف مذاہب میں یہ سومیری نظریہ جلوہ گر نظر آتا ہے۔

سومیری دانشوروں نے ایک اور مابعد الطبیعاتی نتیجہ نکالا جو ان کے خیال میں قطعی درست تھا۔ ان کا خیال تھا کہ جب موجودات کی تخلیق ہو چکی اور تمدن کا دھارا بہہ نکلا تو پھر یہ نظام انتشار یا ٹکراؤ کے بغیر پورے تسلسل کے ساتھ ایک آئین یا ضابطے کے ماتحت چلتا رہا۔ اپنے اس نظریئے کو وہ "می" کہتے تھے۔ "می" کے صحیح اور منفقہ معنی ابھی متعین نہیں کئے جا سکے ہیں۔ ویسے محققین کا عام خیال یہی ہے کہ "می" عمومی طور پر اس مقدس قاعدے قوانین کا نام تھا جو تمام موجوداتِ عالم اور تہذیبی خدوخال کے لئے مخصوص کر دیئے گئے تھے۔ "می" سومیریوں کے نزدیک تہذیب کے بنیادی عناصر تھے۔ ان کے نزدیک "می" کی "ترتیب و تدوین" اس مقصد کے لئے کی گئی تھی کہ اس کے تحت خالق دیوتاؤں کے سوچے سمجھے منصوبے کے مطابق ہر کائناتی شئے اور تہذیبی عناصر ہمیشہ ہمیشہ کام کرتے رہیں سومیری دانشوروں کے نزدیک "می" ہی وہ پاک قوانین تھے جو آغازِ آفرینش سے ہی تسلسل اور ہم آہنگی کے ساتھ برقرار اور کائنات کے نگران رہے۔ سومیریوں کی کائنات آسمان اور زمین پر مشتمل تھی۔ ایک سومیری کہانی کی رو سے ان کی محبوب اِنَانا دیوی (بابلی عشتار) چاہتی تھی کہ وہ

می، قوانین کو عقل و دانش اور بانیوں کے دیوتا' اَن کی' سے حاصل کر کے اس کے شہر اُریدو سے اپنے شہر اُرُوک (بائبل کا ارِخ) لے آئے۔ ان کی 'دیوتا اصل میں ان تمام اصولوں کا انچارج تھا، جو تہذیب کے لئے بنیاد کا کام دیتے ہیں۔ اَنّا کسی نہ کسی طرح 'می' اُریدو سے اُرُوک لانے میں کامیاب ہو گئی گو ان کی 'دیوتا نے اس سے 'می' چھین لینے کی بھرپور کوشش کی تھی۔ اس کہانی میں تہذیب کے ان بنیادی عناصر یعنی 'می' کا ذکر چار مرتبہ آیا ہے۔ ان کی تعداد سو سے زیادہ تھی۔ اس منظوم کہانی کو "اَنّا اور ان کی! تہذیبی عناصر کی اُریدو سے اروک منتقلی" کا عنوان دیا جا سکتا ہے۔ نظم کے خالق نے اس میں اپنے علم کے مطابق تہذیب کو ایک سو عناصر میں تقسیم کیا ہے۔ ہر تہذیبی عنصر کو بروئے کار لانے اور اسے مسلسل جاری رکھنے کے لئے ایک "می" کی ضرورت تھی۔ نظم میں ان کے چار مرتبہ تذکرے کے باوجود تا حال ان ایک سو میں سے اڑسٹھ ہی پڑھے جا سکے ہیں۔ ان میں سے بھی بعض تو محض الفاظ ہی ہیں، چونکہ ایسے الفاظ کا سیاق و سباق یا پس منظر عیاں نہیں ہے۔ اس لئے ان کی اصل اہمیت کے بارے میں تفصیل سے کچھ نہیں معلوم ہوتا بلکہ محض اشارہ سا ہی ملتا ہے۔ تہذیبی تجزیے کی تاریخ عالم میں یہ پہلی کوشش ہے جو کسی نامعلوم سومیری مفکر اور مذکورہ نظم کی صورت میں کسی سومیری شاعر نے کی تھی۔ ان میں سے بعض کی اصل اہمیت معلوم نہ ہو سکنے کے باوجود تاریخ عالم میں اس اوّلین تحریری کوشش سے ان کی نوعیت اور مفہوم پر خاصی روشنی پڑتی ہے۔ ان میں مختلف اداروں، پجاریوں کے عہدوں، مذہبی رسوم کے لوازمات ذہنی اور جذباتی رویوں اور مختلف کا پتہ چلتا ہے۔

ذیل میں ہم ارسٹھ 'می' یا تہذیبی عناصر درج کرتے ہیں ان کی یہاں وہی ترتیب رکھی گئی ہے جو نظم کے خالق نے رکھی تھی۔

(۱) آسمانی بادشاہت (۲) الوہیت (۳) رفیع الدرجات اور ابدی تاج (۴) تخت شاہی (۵) ارغ عصائے شاہی (۶) بادشاہی نشان (۷) بلند مرتبہ معبد (۸) گلہ بانی (۹) حکمرانی

(۱۰) دائمی ملکہ (۱۱) مقدس خاتون (مذہبی عہدہ)، (۱۲) اِشیب (مذہبی عہدہ) (۱۳) لُومر (مذہبی عہدہ)، (۱۴) گُودا (مذہبی عہدہ) (۱۵) صداقت (۱۶) عالم ظلمات کو جانا، (۱۷) عالم ظلمات سے واپسی (۱۸) کُرگَرّو (خواجہ سرا، مخنّث) (۱۹) گِرِبدّارا (خواجہ سرا، مخنث) (۲۰) سَگ اُرسَگ (خواجہ سرا، مخنّث) (۲۱) جنگی، عَلَم، (۲۲) سیلاب (۲۳) اسلحہ۔ (۲۴) مباشرت (۲۵) عصمت فروشی (۲۶) قانون، (۲۷) توہین کرنا (۲۸) آرٹ (۲۹) ایوانِ مذہب (۳۰) آسمانی طوائف (۳۱) گُرُبلم (آلۂ موسیقی)، (۳۲) موسیقی (۳۳) بزرگی (۳۴) دلیری، مہم جوئی (۳۵) قرابت (۳۶) دشمنی (۳۷) سب لاگ پن (۳۸) شہروں کی بربادی (۳۹) نوحہ (۴۰) قلبی مسرت (۴۱) دروغ (۴۲) باغی ملک (۴۳) نیکی (۴۴) انصاف (۴۵) کارچوبی کی صنعت (۴۶) ٹھٹھیرا کی صنعت (۴۷) تحریرنویسی (۴۸) صنعت دھات گری (۴۹) صنعت چرم سازی، (۵۰) فن تعمیر (۵۱) ٹوکری بنانے کی صنعت (۵۲) دانائی (۵۳) نوحہ (۵۴) مذہبی پاکیزگی، (۵۵) خوف (۵۶) دہشت (۵۷) لڑائی (۵۸) امن (۵۹) افسردگی (۶۰) فتح (۶۱) مشورہ (۶۲) پریشان قلبی (۶۳) عدالتی فیصلہ (۶۴) فیصلہ (۶۵) لِلس (ساز) (۶۶) اُب (ساز) (۶۷) مِیسی (ساز) (۶۸) اَلا (ساز)۔

شہری ریاست

سومیر کے ہاں فرد کی قدر و منزلت بہت اونچی تھی۔ سومیر میں ایک انتہائی نمایاں اور ناگزیر عنصر ایسا موجود تھا جس کے سبب افراد اور گروہوں میں باہمی تعاون کا جذبہ یکساں طور پر بیدار ہوا۔ اور وہ ناگزیر عنصر تھا آبپاشی ——

سومیری نہ صرف اپنی فلاح و بہبود بلکہ اپنی بقا تک کے لئے مصنوعی آبپاشی پر مکمل انحصار کرنے کے محتاج اور مجبور تھے۔ کیونکہ انہیں دجلہ اور فرات دونوں دریاؤں کے بار آور سیلابی پانی کو محفوظ کر کے اسے اپنے کھیتوں اور باغوں کی آبیاری کرنے کے لئے نہروں اور نالوں کے ذریعے دور دور تک پہنچانا پڑتا تھا۔ ظاہر ہے کہ مصنوعی آبپاشی کا نظام ایک ایسا پیچیدہ عمل ہے۔ جسے بروئے کار لانے کے لئے انسانی گروہوں کی مشترکہ کوششوں اور

تنظیم کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس کے لئے ضروری تھا کہ نہریں کھود دی جائیں اور پھر ان کی باقاعدگی اور تسلسل کے ساتھ مرمت وغیرہ بھی کی جائے۔ پھر تمام کاشتکاروں میں پانی کی مساویانہ تقسیم کا مسئلہ بھی اپنی جگہ تھا۔ چنانچہ پانی کی مساوی بانٹ کے لئے ضروری تھا کہ کوئی ایسی قوت موجود ہو جو نہ صرف انفرادی زمینداروں بلکہ کسی ایک پورے گروہ سے بھی زیادہ با اثر اور مقتدر ہو۔ اسی حقیقت اور اسی ناگزیر احتیاج کے پیش نظر سومیر میں سرکاری ادارے اور سومیری شہری ریاست تشکیل ہوئی ـــــ سومیر متعدد شہری ریاستوں میں بٹا ہوا تھا سیاسی لحاظ سے سارا ملک اکاد کے سامی حکمران شروکن اعظم (۲۳۳۴/۲۲۷۹ ق۔م) کی فتوحات کے ذریعے ہی متحد ہوا تھا۔ شہری ریاست، ایک بڑے شہر اور اس کے مضافات، دیہات و قصبوں باغوں، تاکستانوں، نخلستانوں اور کھیتوں پر مشتمل ایک مخصوص رقبے کی حامل ہوتی تھی شہری ریاست کو سیاسی اکائی کی حیثیت حاصل تھی۔ ہر شہری ریاست کا مربی اور سب سے بڑا دیوتا یا دیوی الگ الگ تھی اس ریاست کا سارا علاقہ اس مربی اور نگران دیوی یا دیوتا کے لئے مخصوص ہوتا تھا۔ پجاریوں اور مندروں کی تنظیم اور اداروں کے ذریعے یہ مربی دیوی یا دیوتا تمام امور میں سب سے زیادہ اہمیت اور اقتدار کا حامل تھا۔ غیر مذہبی 'حکمرانوں کی ضرورت محض جنگ کے دنوں میں پڑتی تھی ورنہ سومیری تاریخ کی ابتدا میں عام حالات میں ان حکمرانوں کے اختیارات برائے نام ہی ہوتے تھے۔ اصل قوت کا سرچشمہ "پاپائیت" تھی۔ تمام سومیری ریاستیں الگ الگ ہونے کے باوجود یکساں اور مشترک تہذیب، تمدن اور مذہب کے بندھنوں میں منسلک تھیں۔ نہری پانی سے سیراب ہونے والے علاقوں کے درمیان واقع کھلی غیر کاشتہ زمین چراگاہ کا کام دیتی تھی۔ اس چراگاہ والے علاقے کو سومیری 'ادن' کہتے تھے۔ بائبل کی اصطلاح یعنی "باغ عدن" ہو سکتا ہے کہ اسی سومیری لفظ 'ادن' سے نکلی ہو۔ سومیری شہری ریاستوں کا اوسطاً رقبہ تو فی الحال معلوم نہیں تاہم عظیم روسی محقق دیاکونوف (DIAKANOFF) کے خیال میں لاگاش نامی شہری ریاست کا رقبہ تین ہزار

کلومیٹر کے لگ بھگ تھا اور لاگاش میں مندر کی جاگیر دو سے تین سو کلومیٹر تک کے رقبے پر پھیلی تھی۔ ماہرین نے اندازہ لگایا ہے کہ سومیر کے حکمران خانوادوں کے ابتدائی عہد (EARLY DYNASTIC PERIOD) کے دوران لاگاش شہر کی کل آبادی تیس پینتیس ہزار تھی۔ مذکورہ دور کے کتبوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت پورے سومیر میں شہری ریاستوں کی تعداد تیرہ سے زیادہ نہیں تھی۔ ان میں شمال سے جنوب کو) سپار، کش، اکشک، لارک، نپرو (نپور)، اداب، امّہ، لاگاش، بدتب ایرا، اُروگ (اُروک)، لارسہ، اُریم (اُر) اور اریدو شامل تھیں۔ تاہم ایک اور سومیری شہر بھی بہت مشہور ہوا اور وہ تھا شُرپک اس شہر کی شہرت 'طوفان عظیم' کے حوالے سے بھی تھی۔ سومیری روایات کی رو سے ہولناک طوفان و سیلاب کا آغاز شُرپک سے ہی ہوا تھا اور جس نیک و برگزیدہ شخص زی اُشدرا نامی کو دیوتاؤں نے طوفان کے آنے کی خبر پہلے کر دی تھی۔ وہ شُرپک کا ہی رہنے والا تھا۔ اس وقت عراق کے دوسرے حصوں میں بھی اہم شہر آباد تھے اور ان پر سومیری تہذیب کا نہایت گہرا اثر پڑا تھا مثلاً دریائے دجلہ کے کنارے اشور اور فرات کے کنارے ماری۔ اکاد اور بابل ان کے علاوہ تھے۔ اشور سومیری شہر نپور سے ڈھائی سو اور ماری نپور سے تین سو میل کے فاصلے پر تھا۔

سومیریوں کے اثرات اور خصوصیات

روئے زمین پر جس "قوم" نے سب سے پہلے انتہائی ارفع اور اعلیٰ تہذیب کو جنم دیا، وہ عراق کی سومیری 'قوم' تھی۔ تاہم جیفرے بی بی (GEOFFREY BIBBY) کے مطابق سومیریوں سے بھی پہلے عرب اور خلیج فارس کے قریبی جزائر میں ایک ایسی 'قوم' گزر چکی ہے جسے اولین عظیم الشان تہذیب کی علمبردار سب سے پہلی قوم قرار دیا جا سکتا ہے۔

سومیریوں کو عراق میں چوتھی ہزاری قبل مسیح کے آغاز سے لے کر تیسری ہزاری قبل مسیح کے اختتام تک (۳۵۰۰ ق م تا ۲۰۰۰ ق م) سیاسی بالادستی رہی۔ گو اس دوران ایسے مراحل بھی آتے جب سومیریوں کو عسکری اور سیاسی لحاظ سے کافی زک پہنچتا رہا

مثلاً سنہ ۲۳۲۴ ق.م سے اکاد کے سامیوں نے شَرُوکن اوّل (سارگون. شارگینا) کی قیادت میں سومیر سمیت پورے عراق کو فتح کرکے ملک کو ایک ہی سیاسی وحدت کی لڑی میں پرو دیا. مگر سومیری تہذیب مٹ نہ سکی. اور تعجب خیز امر یہ کہ سومیر کے علاقوں پر متعدد بیرونی حملوں کے باوجود سومیری تہذیب میں برائے نام ہی تبدیلی آئی. بالکل ہی ناقابلِ ذکر. سومیری تہذیب برابر جاری وساری رہی. بہر کیف شَرُوکن اور اس کے جانشینوں کی فتوحات کے بعد بھی سومیری اُرؔ کے تیسرے شاہی خاندان کے زیرِ قیادت ایک بار پھر سیاسی اور عسکری لحاظ سے ابھرے. گو ان کا یہ آخری سنبھالا تھا. ان کی سیاسی قوت کا مکمل خاتمہ عراق کے مشہور قدیم سومیری شہر اُریم (بائبل کا اُر) کے تیسرے شاہی خاندان (سنہ ۲۱۱۲–۲۰۰۴ ق.م) کے حتمی زوال کے ساتھ ہی ہو گیا تھا. اُر (سومیری. اُریم) تین مختلف ادوار میں پورے سومیر کا دارالحکومت رہ چکا تھا. اور وہاں تیسرے حکمران خاندان کی حکومت (سنہ ۲۰۰۴ ق.م) میں مکمل طور پر ختم ہو گئی تھی. پھر بابل کے پہلے سامی النسل خاندان (سنہ ۱۸۹۴–۱۵۹۵ ق.م) اور تاریخ عالم کے نامور فرمانروا حمورابی (سنہ ۱۷۹۲–۱۷۵۰ ق.م) کے زمانے میں آکر سومیری سیاسی، نسلی اور لسانی لحاظ سے انفرادیت اور وحدت سے بالکل محروم ہو گئے. اس طرح سومیری کوئی دو ہزار برس تک تہذیبی و تمدنی لحاظ سے پورے "مشرقِ قریب" (NEAR EAST) پر چھائے رہے. اور اس لحاظ سے اس دور اور اس خطے کی کوئی اور قوم ان کی ہمسری نہیں کر سکتی تھی. سومیریوں کی یہ بالادستی سہ رخی تھی یعنی اس عظیم الشان قوم کی تین ممتاز ترین خصوصیات تھیں. ایک تو یہ کہ سومیریوں نے ہی اس مقبول ترین میخی (پیکانی) رسم الخط کو اگر ایجاد نہیں تو فروغ اور ترقی ضرور دی جسے مشرقِ قریب کی تمام اقوام نے اپنایا تھا. اس رسم الخط کی اہمیت یہ ہے کہ یہ نہ ہوتا تو مغربی ایشیائی تہذیبی و تمدنی ترقی بڑی حد تک ناممکن ہوتی. ایک خیال یہ بھی ہے کہ میخی یا پیکانی طرزِ تحریر کے موجد بھی سومیری تھے. سومیریوں کی دوسری خصوصیت یہ ہے کہ انہوں نے ان مذہبی اور روحانی تخیلات اور عقائد کو جنم دیا جو قدیم

اسرائیلیوں اور یونانیوں سمیت مشرق قریب کی تمام اقوام پر بہت زیادہ اثر انداز ہوئے۔ حتیٰ عیسائیت اور یہودیت جیسے مذاہب کے ذریعے سومیریوں کے ہزاروں برس پہلے کے مذہبی و روحانی عقائد اور تصورات آج جدید ترین اور مہذب دنیا میں بھی پائے جاتے ہیں۔ اور تیسری خصوصیت یہ کہ سومیریوں نے وسیع پیمانے پر ایک بہت ترقی یافتہ ادب (لٹریچر) تخلیق کیا۔ رزمیہ کہانیوں، اساطیر، مناجاتوں، نوحوں، اقوال حکمت و دانش اور کہاوتوں وغیرہ پر مشتمل یہ سومیری ادب زیادہ تر منظوم ہے۔ مغربی ایشیا کی ابتدائی تاریخ کے بارے میں ہمیں آج جو کچھ علم ہے وہ تقریباً پورے کا پورا سومیریوں کا ہی رہین منت ہے۔ اور وہ یوں کہ سومیریوں نے اپنے میخی رسم الخط میں ہزارہا گلی الواح پر تحریریں لکھیں وہ مذکورہ بالا تاریخ سے آگہی حاصل کرنے کے سلسلے میں ہمارے لئے آج بھی راہ نما کا کام دیتی ہیں سومیری پاکستان سے عراق گئے ہوں یا بحیرۂ کیسپین کے خطے میں واقع ایک شہری ریاست 'ارتا' کے علاقے یا پھر کہیں اور سے ــــ وہ جہاں سے بھی عراق میں وارد ہوئے ہوں اور اپنے ساتھ جس نوعیت کی بھی تہذیب لے کر آئے ہوں ـــــ یہ بات یقینی ہے کہ عراق میں ان کی آمد اور مقامی آبادی کے ساتھ ان کے میل ملاپ کی وجہ سے تہذیبی اور لسانی دونوں ہی لحاظ سے بے حد غیر معمولی اور حاصل خیز نتائج برآمد ہوئے۔ آنیوالی صدیوں کے دوران سومیر سیاسی قوت اور اقتصادی دولت کی انتہائی بلندیوں تک پہنچ گیا۔ سومیریوں نے مختلف فنون، صنعت و حرفت، یادگاری فن تعمیر، مذہبی اور اخلاقی افکار، اساطیر، رزمیہ اور حمد و ثنا کے میدان میں انتہائی نمایاں کامرانیاں حاصل کیں۔

اس بات میں ذرا بھی مبالغہ نہیں کہ جس وقت یورپ کے لوگ قدرتی اور مصنوعی غاروں میں رہتے تھے اور ان کی گنتی غالباً انگلیوں کی تعداد تک ہی محدود تھی، لیکن اس وقت سومیری تہذیب کے عروج کا یہ عالم تھا کہ سومیریوں کے بچے اپنے اسکولوں میں دو درجی مساوات (QUADRATIC EQUATIONS) ــــ کے سوال حل کر لیا کرتے تھے۔ سومیریوں نے

رسمی تعلیم کا سلسلہ دنیا میں سب سے پہلے شروع کیا اور اس کے نفاذ میں پہل کی۔

قدیم عراق کے سومیری وہ لوگ تھے جن کے مذہبی، علمی، ادبی، فکری اور ایجاداتی ورثے کا اثر آنے والے ہزاروں برس تک نہ صرف عراق بلکہ دنیا کی دوسری اقوام پر بے حد گہرا اور نمایاں رہا اور سچی بات تو یہ ہے کہ آج کا انسان اور اس کی جدید ترین تہذیب بھی ان اثرات سے الگ ہوئی نہیں ہے۔ ایس۔ این۔ کریمر کے الفاظ میں:

"اس میں کوئی شبہ نہیں کہ آج کی تہذیب کے متعدد اہم خد و خال کے سوتے سومیری قوم' اور سومیر (جنوبی عراق) سے پھوٹے تھے۔ آج کا فلاسفر ہو یا استاد، مورخ ہو یا شاعر، قانون دان ہو یا مصلح، مدبر ہو یا سیاست دان، ماہر تعمیر ہو یا سنگتراش غرض موجودہ دور کے انسان کو ان تمام شعبوں میں اپنا پیشرو اور ہم پیشہ سومیر سے ہی ملے گا۔"

سومیری مادی ترقی، خوشحالی اور ٹیکنالوجی ہی میں انتہائی ترقی یافتہ نہیں تھے بلکہ وہ اپنے تصورات اور افکار کے لحاظ سے بھی بہت ممتاز تھے۔ وہ بڑے ہی سلیم الطبع، تیز فہم، منطقی اور مذہب پرست تھے۔ زندگی کے بارے میں ان کا نظریہ حقیقت پسندانہ، استدلالی اور عملی تھا۔ گویا وہ نظریہ عملیت کے قائل تھے۔ وہ اپنی ذہنی سوجھ بوجھ کی حدود میں رہتے ہوئے حقائق کو دینیات یا مفروضوں کے ساتھ شاذ ہی گڈمڈ کرتے تھے۔

روحانی اور نفسیاتی لحاظ سے وہ اولوالعزمی، عالی حوصلگی، کامرانی، امتیاز و وقار، قدر و منزلت، شرافت اور قدر شناسی پر بہت زور دیتے تھے۔ انہیں اپنے ذاتی و نجی حقوق سے بخوبی آگہی تھی۔ اگر کسی عام سومیری کے حق پر اس کا کوئی ہم رتبہ، اس سے برتر یا پھر کوئی حکمران ہی چھاپہ مارنے اور غصب کرنے کی کوشش کرتا تو وہ اپنے حقوق کی حفاظت کے لیے مزاحمت پر آمادہ ہو جاتا تھا۔ چنانچہ یہ کوئی اچنبھے کی بات نہیں ہے کہ سومیریوں نے ہی دنیا میں سب سے پہلے قانونی ضابطے مرتب کیے تاکہ غلط فہمی، بے اصولی، استبداد

اور غلط تعبیر سے بچنے کے لئے ہر چیز ضبط تحریر میں لے آئی جائے۔ صدیوں کے عرصے میں سومیری دانشوروں نے ایک ایسے ایمان وعقیدے کو ترویج دی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ قوم اپنے دیوی دیوتاؤں کے اختیارات اور قدرت کی قائل تھی۔ وہ انسانی بس سے باہر امور خصوصاً موت اور دیوتاؤں کے غیض وغضب کے سامنے انسان کی بے چارگی اور لاچاری کو تسلیم کرتے تھے۔

سومیری انتہائی ذہین، من چلے، اولوالعزم اور عمل تھے۔ محنت وجفاکش اور جدت طرازی ذہن جوئی ان میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی، وہ اعلیٰ درجے کے صنعت وحرفہ کار، فن تعمیر کے ماہر اور موجد تھے۔ بہترین سنگ تراش اور مجسمہ ساز تھے۔ فن تعمیر اور پیکر تراشی میں انہوں نے بہت ہی ترقی کی۔ انہوں نے کمہار کا چاک، گاڑی کا پہیہ، ہل، بادبانی کشتی، محراب، محراب مسلسل، ڈاٹ اور گنبد ایجاد کیا۔ جواہر تراشی، دونو کی کیل کی جڑائی، دھاتوں میں ٹانکا لگانا، ڈھالنا، جڑاؤ، کندہ کاری اور مرصع کاری بھی انہوں نے شروع کی۔ سومیر میں تعمیراتی سامان ناپید تھا۔ اس کا حل انہوں نے یہ نکالا کہ دوسرے ملکوں سے عمارتی پتھر اور عمارتی لکڑی درآمد کی، اینٹیں بنانے کا سانچہ ایجاد کر کے اینٹیں بنانے لگے اور انہیں پکا بھی لیتے، اس طرح انہوں نے رہائش کا مسئلہ حل کر لیا۔ سومیر میں دھاتوں، پتھر اور عمارتی لکڑی کے فقدان کے باوجود سومیری صناع اور کاریگر دنیائے قدیم میں انتہائی مہارت رکھتے تھے۔ ویسے یہ عین ممکن ہے کہ بہت سے صناع دوسرے خطوں (ملکوں) سے سومیر آتے ہوں اور وہاں وہ مندر کی تعمیر کے سلسلے میں اپنی مہارت تامہ کا مظاہرہ کرتے ہوں۔ چار ہزار سال پرانی ایک تختی پر مجسمہ ساز، زرگر، جواہر تراش، کارچوب، لوہار، چرم ساز، کپڑا صاف کرنے والے اور ٹوکری بنانے والے کا ذکر ہے۔ زرگر نہ صرف سونے چاندی کے زیور بناتا تھا بلکہ لاجورد، عقیق اور پکھراج جیسے نیم قیمتی پتھروں کو بھی زیور میں جڑتا تھا۔ مذکورہ بالا لوح میں اس وقت کی تقریباً سبھی معلوم دھاتوں مثلاً سونے

چاندی، ٹن، تانبے، کانسی اور سکّے کا ذکر موجود ہے۔ اس کے علاوہ "سُوگن" نامی ایک اور چیز کا بھی تذکرہ ہے جو غالباً سرمہ تھا۔ یہ طاوت کے کام آتا تھا اور تھوڑی مقدار میں استعمال ہوتا تھا۔ سومیر میں سب سے بڑی صنعت غالباً کپڑا بُننے کی تھی اور تجارتی لحاظ سے بھی پارچہ بافی کی صنعت سب سے اہم تھی۔ صرف اُر (اریم) کے شہر میں ہر سال ہزاروں ٹن اون سے کپڑے بنائے جاتے تھے اور اون حاصل کرنے کے لئے بکریاں، بھیڑیں اور مینڈھے بے پناہ تعداد میں پالے جاتے تھے۔ بعض علماء کا خیال ہے کہ سومیریوں سے قبل سومیر میں بسنے والوں کو بھی فطرت نے ٹیکنالوجی کی ایجادات کی صلاحیتوں سے بھرپور انداز میں نوازا تھا۔ اس خطّے یعنی جنوبی عراق (سومیر) کے سب سے پہلے آبادکاروں کو بھی منظم آبپاشی کا خیال سوجھ گیا تھا۔ چنانچہ وہ عراق کے دونوں عظیم دریاؤں فرات اور دجلہ کے حاصل خیز سیلابی پانی کو جمع کر کے اس سے اپنے کھیتوں اور باغوں کو سیراب کیا کرتے تھے۔ اس علاقے میں معدنیات اور پتھر موجود نہیں تھے کہ وہ اپنی عمارتوں اور گھروں کے تعمیر کے کام میں لاتے۔ اس کمی کو پورا کرنے کے لئے انہوں نے چکنی مٹی اور گارے سے مختلف قسم کے برتن وغیرہ بنا کر انہیں آوے میں پکانا سیکھ لیا۔ عمارتی لکڑی کی نایابی کا حل سومیریوں کے ان پیشروؤں نے یہ نکالا کہ دلدلوں میں اگنے والے بڑے بڑے اور کثیر تعداد میں سرکنڈے کاٹ کر انہیں سکھا لیتے، انہی سے اپنی جھونپڑیاں وغیرہ بناتے اور ان پہ گارے کی لپائی کر لیتے۔ وہ بہت بڑے تاجر تھے۔ ان کے تجارتی بحری جہاز دور دور تک جاتے تھے اور دوسرے ملکوں سے سمندری تجارت کے ساتھ ساتھ خشکی کے راستے بھی ان کی تجارت برابر جاری تھی۔ پاکستان، مصر، عرب، ایران، ترکستان، مغربی ترکی، اور دوسرے خطّوں کے ساتھ ان کے گہرے تجارتی روابط تھے۔ بلکہ حال ہی میں آثاریاتی طور پر یہ انکشاف کیا گیا ہے کہ وہ تھائی لینڈ تک سے تجارت کرتے تھے اور وہاں سے ٹن منگواتے تھے۔ وہ تانبا ارمان سے، لاجورد بدخشاں سے، اکیکس وغیرہ پاکستان سے اور موتی وغیرہ

بحرین سے حاصل کرتے تھے۔ موتی کو وہ "چشم ماہی" (مچھلی کی آنکھ) کہتے تھے۔ سومیری باہر سے دھاتیں، پتھر، لکڑی اور اپنی ضروریات کی دوسری تمام اشیا اور خام مال منگاتے اور پھر ان سے مصنوعات تیار کر کے دوسرے ملکوں کو برآمد کر دیتے۔ گویا سومیر پانچ اور ساڑھے چار ہزار سال قبل دنیا ئے قدیم کا جاپان تھا۔ انہوں نے تجارت وصنعت سے خوب ہی دولت کمائی۔ اور اپنے ملک کو مالا مال کر دیا۔ ملک میں قدرتی وسائل اور سہولتوں کے فقدان اور اس خطے کی قدرتی پس ماندگی کے باوجود سومیریوں نے اپنی محنت، جدت اور حیران کن صلاحیتوں کے بل پر سومیر کو صحیح معنوں میں "باغ عدن" (بائبل کی جنت) بنا کر رکھدیا، اپنی تہذیب کو ترقی کے آسمان پر پہنچایا اور بڑے بڑے شہر بسائے۔ چونکہ ان کے ہاں معدنیات خصوصاً دھاتیں ناپید تھیں، عمارتی لکڑی اور پتھر بھی میسر نہیں تھے اس لئے انہیں اپنی معیشت کے لئے ناگزیر اور ضروری سامان یا تو تجارت کے ذریعے غیر ملکوں سے درآمد کرنا پڑتا تھا۔ یا پھر وہ طاقت کے بل پر ہمسایہ ملکوں سے حاصل کرتے تھے۔ اسی تجارت اور جنگ وجدل کے باعث دوسرے ملکوں کے ساتھ ان کے روابط استوار ہوئے اور تیسری ہزار ق م تک سومیری تہذیب و تمدن کسی نہ کسی حد تک مشرق میں کم از کم پاکستان، مغرب میں بحیرۂ روم اور جنوب میں حبشہ (ایتھوپیا) اور شمال میں بحیرۂ کیسپین تک پہنچ گئی۔

سومیر میں انہوں نے زراعت کے لئے مصنوعی آبپاشی کا بہت اثر انگیز اور شاندار نظام قائم کر رکھا تھا چنانچہ وہ نہ صرف اپنی ضرورت کے مطابق بلکہ فاضل اناج بآسانی پیدا کر لیتے تھے۔ وہ مختلف اناج کاشت کرتے تھے ان میں جَو، گندم اور باجرہ وغیرہ شامل تھے۔ جَو ان کی سب سے بڑی پیداوار یا فصل تھی۔ طرح طرح کی سبزیاں پیدا کی جاتی تھیں مثلاً مٹر، مسور، پھلیاں، پیاز، لہسن، شلجم، رائی، سلاد، کاہو اور مختلف کھیرے، ککڑیاں وغیرہ۔ کھجور کو سومیریوں کی معاشی زندگی میں بہت ہی اہمیت حاصل تھی۔ کھجور سے وہ ایک سیال مادہ نکالتے تھے جسے وہ لُل یعنی "شہد" کہتے تھے۔ کھجور کی مادہ میں پیوندکاری سے وہ بخوبی

آگاہ تھے۔ اور اس کی پیوندکاری کرتے رہتے تھے۔ کوئی چار ہزار سال پرانی ایک فہرست دستیاب ہوئی ہے جس میں سومیریوں نے کھجور کی مختلف اقسام اور اس درخت کے مختلف حصّوں کے کوئی ڈیڑھ سو نام لکھے ہیں۔ عراق میں پہلی ہزاری قبل مسیح کے دوسرے نصف میں علمی کارناموں کے لحاظ سے علم ہیئت انتہائی عروج کو پہنچ گیا تھا۔ یہ تو بابلی دور تھا۔ مگر لگتا ہے کہ سومیری اس علم سے قطعاً بے بہرہ تھے۔ آج تک اس سلسلے میں تحریری طور پر سومیر سے جو کچھ مل سکا ہے وہ تقریباً پچیس ستاروں کی ایک فہرست ہے اور بس۔ یہ بات تو یقینی ہے کہ تقویمی (کیلنڈر) مقاصد کے لئے سومیری اجرام فلکی کا مطالعہ ضرور کرتے ہوں گے لیکن اس مطالعہ پر مبنی نتائج اگر انہوں نے کبھی لکھے بھی ہوں گے تو وہ ابھی تک تو مل نہیں سکے ہیں۔ شاید علم آلاثار والے کبھی یہ بھی پالیں۔ علم نجوم کو البتہ سومیر میں خاصی مقبولیت حاصل رہی ہوگی۔ اس کا ثبوت لاگاش کی شہری ریاست کے حکمران گودیا (۲۱۴۳ – ۲۱۲۴ ق.م) کے ایک خواب سے ملتا ہے۔ اس خواب میں گودیا کو ندابا دیوی ایک گلی لوح کا مطالعہ کرتی نظر آئی تھی۔ مٹی کی اس تختی پر تاروں بھرا آسمان دکھایا گیا تھا۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ گودیا ای نِنّو نامی مندر 'مقدس ستاروں' کے مطابق تعمیر کرنے والا تھا۔ سومیریوں نے سال کو دو حصّوں میں تقسیم کر رکھا تھا۔ موسم گرما کو وہ 'اَمش' (اَم اَش) اور موسم سرما کو 'اَن تَن' کہتے تھے۔ گرمیوں کا موسم 'فروری۔ مارچ' میں اور سردی کا موسم 'ستمبر اکتوبر' میں شروع ہوتا تھا۔ سال نَو وہ غالباً 'اپریل۔ مئی' سے شروع کرتے تھے۔ سومیریوں کے مہینے مکمل طور پر قمری تھے۔ مہینے کا آغاز نئے چاند کی پہلی شام سے کرتے تھے اور مہینے انتیس یا تیس دن کے ہوتے تھے۔ ہر شہر میں مہینوں کے نام مختلف تھے یہ نام زرعی سرگرمیوں یا مخصوص دیوی دیوتاؤں کے اعزاز میں منعقدہ تقاریب سے اخذ کئے جاتے تھے۔ قمری اور شمسی برسوں میں طوالت کے فرق کے پیش نظر باقاعدہ وقفوں پر 'کوند' کا مہینہ شامل کیا جاتا تھا۔ اس طرح قمری سال کو شمسی سال کے مطابق کرنے کیلئے 'کوند' کا مہینہ

بڑھا لیا جاتا تھا۔ سومیریوں کا دن طلوع آفتاب سے شروع ہوتا تھا۔ اور اس کی طوالت بارہ دو گنے گھنٹے (یعنی چوبیس گھنٹے) ہوتی تھی۔ رات کو چار چار گھنٹوں پر مشتمل تین گھڑیوں میں تقسیم کیا گیا تھا۔ وقت استوانہ نما یا مخروطی پن گھڑی سے ماپتے تھے۔ سائے یا چھڑی سے وقت معلوم کرنے کے طریقے سے غالباً وہ ناآشنا تھے۔ عام سومیریوں کے گھر چھوٹے اور ایک منزلہ ہوتے تھے۔ اور کچی اینٹوں سے بنائے جاتے تھے یہ ایک سے زیادہ کمروں پر مشتمل ہوتے تھے جو عام طور پر ایک کھلے صحن کے اردگرد بنے ہوتے تھے۔ کھاتے پیتے سومیریوں کے مکان دو منزلہ بنتے تھے اور ان میں تقریباً بارہ کمرے بھی ہوتے تھے۔ یہ پکی اینٹوں سے بنائے جاتے تھے۔ ان پر پلستر کیا جاتا تھا اور مکان کے اندر اور باہر سفیدی کی جاتی تھی۔ دو منزلہ گھروں کی نچلی منزل میں کمرۂ ملاقات (بیٹھک)، باورچی خانہ بیت الخلاء، نوکروں کے کمرے اور بعض اوقات نجی عبادت گاہ بھی بنی ہوتی تھی فرنیچر میں نیچی میزیں، اونچی پشت والی کرسیاں اور لکڑی کے فریم والی چارپائیاں شامل تھیں۔ گھریلو برتن چکنی مٹی، پتھر، تانبے اور کانسی کے بنے ہوئے تھے۔ سرکنڈوں اور لکڑی سے بنی ہوئی ٹوکریاں اور صندوق بھی مستعمل تھے۔ گھر کے نیچے بنے ہوئے تہ خانے کے فرش پر سرکنڈوں کی بنی ہوئی چٹائیاں اور کھالوں کے غالیچے بچھائے جاتے تھے دیواروں پر اون کی بنی ہوئی آرائشی اشیاء آویزاں کی جاتیں۔ قبرستان خاندانوں کے لئے بھی مخصوص ہوتے تھے۔ تاہم شہروں کے باہر مُردوں کو دفنانے کے لئے بھی غالباً خصوصی قبرستان ہوتے تھے۔

سومیری ساز اور آواز کے بہت شوقین تھے اور گانے بجانے کو ان کی روزمرہ کی زندگی میں بہت اہمیت حاصل تھی۔ بعض موسیقاروں کے لئے مندروں اور دربار میں ممتاز مقام مخصوص تھا۔ اُر شہر کے شاہی مقبروں سے بڑی خوبصورتی کے ساتھ بنے ہوئے بربط اور چنگ دستیاب ہوتے ہیں۔ ڈھول اور طنبورہ، دھات اور سرکنڈے کے

بنے ہوئے الغوزے بھی بجائے جاتے تھے۔ سومیری درسگاہوں میں شاعری اور گیت
خوب پھل پھول رہے تھے۔ گھروں میں، بازاروں کے چوک میں موسیقی، گیت اور رقص کو
تفریح کا بہت بڑا ذریعہ سمجھا جاتا تھا —— ان کا سب سے من پسند مشروب بیئر تھی۔ طبی لحاظ
سے بھی ان کے ہاں بیئر کی بہت اہمیت تھی۔ تاہم ابھی تک حتمی طور پر یہ معلوم نہیں ہو سکا
کہ وہ بیئر کس طرح کشید کرتے تھے۔ ان کی ایک دیوی "ننکاسی" نامی تھی۔ یہ دیوی بیئر
کشید کرنے کے فن سے مخصوص تھی۔ ننکاسی کے لفظی معنی ہیں "خاتون جو منہ کو بھرتی ہے"

باب ۲

الواح اور ان کی نوعیت و اہمیت

الواح قدیم عراقی مختلف چیزوں مثلاً مٹی کی الواح، پتھر کی سلوں، ستونوں، اینٹوں، پیالوں مرتبانوں اور مٹی کے دوسرے برتنوں، مٹی کے گولوں، مخروطوں، دیوتاؤں کے مجسموں اور مورتیوں، گرزوں کے سروں اور مہروں پر لکھتے تھے۔ تاہم وہ لکھنے کے لئے مٹی کی الواح کو ہر چیز پر فوقیت دیتے تھے۔ چنانچہ عراق کے تباہ شدہ قدیم شہروں کی کھدائی کے دوران مٹی کی ہزارہا الواح ملی ہیں جن پر عراقی منشیوں نے مختلف نوعیت اور موضوعات پر مبنی عبارتیں لکھی تھیں۔ الواح تیار کرنے اور پھر ان پر لکھنے کا طریقہ یہ تھا کہ چکنی گیلی مٹی لے کر اسے ہموار تختی کی شکل میں ڈھال لیا جاتا۔ پھر کاتب ایک نرسل سے اس کی نرم نرم سطح پر مطلوبہ عبارت لکھ لیتے۔ اس کے بعد ضروری سمجھا جاتا تو انہیں آگ میں اس حد تک پکا لیا جاتا کہ پتھر کی طرح سخت ہو جائیں۔ لیکن وہ ساری الواح ہی آگ میں نہیں پکاتے تھے بلکہ اکثر و بیشتر تختیاں کچی ہی ہیں۔ اسی لئے ہزاروں برس تک ملبے میں دبی دبی وہ خاصی ٹوٹ پھوٹ چکی ہیں اور اس

طرح ان پر مرقوم عبارت کو نقصان پہنچ چکا ہے۔ اگر کوئی تحریر طویل اور مسلسل ہوتی یا "کتاب" کی صورت میں تسلسل کے ساتھ لکھنا مقصود ہوتا تو ایک تختی کے بعد دوسری اور پھر تیسری پر لکھتے چلے جاتے۔ اس طرح کی تختیوں کو اس "کتاب" کی مسلسل اور طویل عبارت کے "صفحات" سمجھئے ایک تختی پر کافی عبارت سما سکتی تھی اتنی کہ ان کی ایک لوح کی عبارت ہمارے آج کل کے متعدد صفحوں کے برابر ہوتی تھی۔ خطوکتابت بھی انہی تختیوں پر کی جاتی۔ خط کے آخر میں دستخط کرنے کا رواج نہیں تھا۔ بلکہ ان لوگوں کے پاس اپنی مہریں ہوتی تھیں۔ خط کے اختتام پر یہ مہر لگا دی جاتی۔ اس مہر کو وہ زنجیر میں باندھ کر گردن یا کلائی میں لٹکائے رکھتے۔ خط ختم ہو جانے کے بعد وہ اس پر خشک مٹی چھڑک دیتے۔ یہ گویا ان کا "لفافہ" تھا۔ "لفافے" پر پتہ لکھ کر دھوپ میں سکھا لیا جاتا۔ یہ حقیقت ہے کہ اگر یہ الواح نہ ملتیں تو آج ہمیں سومیریوں کے بارے میں برائے نام ہی حاصل ہوتیں لیکن اب صورتحال یہ ہے کہ ان مرقوم الواح کی عبارتوں کو ماہرین جیسے جیسے پڑھتے جا رہے ہیں، سومیریوں کے بارے میں گوناگوں اور متنوع معلومات حاصل ہوتی جا رہی ہیں۔

قدیم ترین الواح سب سے قدیم الواح سومیری شہر اُرُگ (اکادی اُرُدک۔ بائبل کا اریخ) سے دستیاب ہوئی ہیں۔ یہ تختیاں جمدت نصر کے قدیم مقام سے پائی جانے والی نیم تصویری رسم الخط پر مبنی الواح سے بھی زیادہ قدیم ہیں۔ گویا ان کا رسم الخط جمدت نصر کی طرز تحریر سے بھی پہلے کا ہے۔ اُرُدک (اُرُگ) میں جرمن ماہرین نے ۱۹۲۸ء سے ۱۹۳۶ء تک آثار کاری تھی۔

تباہ شدہ قدیم سومیری شہروں کے کھنڈروں سے کس قدر بے پناہ تعداد میں مرقوم تختیاں برآمد ہوئی ہیں اس کا اندازہ صرف ایک شہر نِپُرو (نپور۔ موجودہ نِفّر) کے خرابے سے دستیاب شدہ الواح سے بخوبی ہو جاتا ہے۔ نپور کی مختلف اوقات میں چار کھدائیوں (۱۸۸۹-۹۰، ۱۸۹۰-۹۱، ۱۸۹۳-۹۶، ۱۸۹۹-۱۹۰۰) کے دوران کوئی تیس ہزار تختیاں اور ان کے ٹکڑے ملے۔ یہ تعداد تو ۱۹۶۱ء تک تھی۔ ان میں سے بیشتر الواح سومیری زبان میں لکھی ہوئی

ہیں اور تیسری ہزاری قبل مسیح کے دوسرے نصف سے لے کر دوسری ہزاری قبل مسیح کے پہلے نصف یعنی سنہ ۲۵۰۰ ق م تا سنہ ۱۵۰۰ ق م تک کے دور کی ہیں۔ نپور کے بعد جرمن ماہرین آثار نے سنہ ۱۹۰۲ء کے سیزن میں موجودہ فارا کے مقام پر کھدائی کی۔ سومیری دور میں اس جگہ شُرپَک نامی شہر آباد تھا اور سومیریوں کی روایات کے مطابق تاریخ انسانی کا مشہور ترین قدیم سیلاب عظیم یہیں آیا تھا یا یہیں سے شروع ہوا تھا۔ الہامی کتب نے اس سیلاب کے آنے کی تصدیق کی۔ یہی طوفان نوحؑ تھا۔ سنہ ۱۹۵۳-۵۴ء کے سیزن میں شکاگو یونیورسٹی کی ٹیم نے موجودہ لسبایا کے مقام پر آثار کاوی کی۔ یہاں ہزاروں برس پہلے سومیریوں کا شہر اُداب آباد تھا۔ ان جرمن اور امریکی ٹیموں نے فارا (شُرپَک) اور لسبایا (اَداب) سے الواح پر مشتمل جو اہم سومیری نوشتے برآمد کئے ان میں زیادہ تر شُرُّوکِن اعظم (سارگن ۲۳۳۴-۲۲۷۹ ق م) کے دور سے قبل کے ہیں اور اس کے عہد کے بھی۔ ان میں اقتصادی اور لغوی عبارتوں پر مشتمل الواح بھی شامل ہیں۔ ایک اور قدیم سومیری شہر کِش کی کھدائی سنہ ۱۹۱۱ء میں فرانسیسیوں نے کی اور پھر سنہ ۱۹۲۲ء سے سنہ ۱۹۳۰ء تک انگریزوں اور امریکیوں کی مشترکہ جماعت کی زیر نگرانی ہوتی رہی۔ یہاں سے اہم سومیری تحریریں برآمد ہوئیں۔ کِش کے نزدیک جِمدت نصر نامی ایک جگہ سے نیم تصویری رسم الخط پر مبنی بہت سی الواح ملیں جو سومیری تحریروں کے ابتدائی دور سے تعلق رکھتی ہیں۔ عراق کے مشہور قدیم سومیری شہر اُریم (اُر) کی کھدائی انگریزوں نے سنہ ۱۹۱۹ء سے لیکر سنہ ۱۹۳۳ء تک کی۔ یہاں سے بہت ساری واقعاتی اور اقتصادی نوعیت کی تحریریں دستیاب ہوئیں۔ کچھ الواح ان میں ایسی بھی ہیں جن پر ادبی تخلیقات رقم ہیں۔ اسمار (قدیم اَش نُنّا) اور خفاجہ سے اقتصادی نوعیت کی الواح بڑی تعداد میں برآمد ہوئیں جو زیادہ تر شُرُّوکِن اعظم اور 'اُر' کے تیسرے شاہی خاندان (۲۱۱۲-۲۰۰۴ ق م) کے عہد سے تعلق رکھتی ہیں۔ برباد شدہ قدیم سومیری شہروں اور قصبوں خصوصاً لارسہ، سپار اور اُمّہ کے مقامات پر آج کل کے مقامی عربوں نے غیر قانونی اور خفیہ کھدائیاں کر کے ہزاروں مرقوم الواح چوری چھپے ادھر اُدھر کر دیں جو عراق سے باہر لے جائی

گئیں اور لوگوں کے "نجی عجائب گھروں" میں بھی پہنچ گئیں ـــــ اب یہ اندازہ لگانا مشکل ہے کہ عجائب گھروں اور نوادرات کے نجی ذخائر میں سومیریوں کی کتنی مرقوم الواح موجود ہوں گی تاہم ۱۹۶۰ء تک ماہرین کے محتاط اندازے کے مطابق دستیاب شدہ سومیری الواح اور ان کے ٹکڑوں کی تعداد ڈھائی لاکھ تو ہو گی۔

نوعیت اکثر و بیشتر سومیری الواح کی نوعیت اقتصادی نوشتوں کی ہے، ان میں معاہدے فروخت اور تبادلوں کے اقرار نامے، کفالت نامے، درشنی ہنڈیاں (پرامیسری نوٹ)، رسیدیں، فہرستیں، حساب کتاب کے کھاتے، وصیت نامے، تبنیت نامے، شراکت نامے، مزدوروں اور شاہروں کی فہرستیں، عدالتی فیصلے اور دوسری قانونی و انتظامی تحریریں شامل ہیں۔ قانونی مجموعے اور قانونی فیصلے بھی تحریری شکل میں دستیاب ہوتے ہیں۔ متعدد الواح خطوط اور وقائع نگاری پر مبنی ہیں اور بعض پر علوم ریاضی سے متعلق عبارتیں اور منتر درج ہیں، کچھ تختیوں کی نوعیت لغوی ہے۔ یعنی یہ دراصل سومیری لغات (ڈکشنریاں) ہیں۔ لغات اور قواعد (گرامر) پر مبنی یہ الواح علمی لحاظ سے انتہائی اہمیت کی حامل ہیں وہ یوں کہ ان کی مدد سے سومیری زبان سیکھی اور پڑھائی جا سکتی ہے۔ ان ڈکشنریوں کو دراصل سومیری منشیوں نے خود مرتب کیا تھا۔ جو سومیری نوشتے اقتصادی اور انتظامی نوعیت کے نہیں ہیں ان میں سے تقریباً چھ سو تحریریں عمارتوں، ستونوں، اینٹوں، مخروطوں اور مرتبانوں وغیرہ پر لکھی ہوئی ہیں۔ ان کی حیثیت اختصاصی ہے۔ انہی سے سومیر (جنوبی عراق) کی سیاسی تاریخ کا بیشتر مرتب کیا گیا ہے۔ ان کی اقتصادی اور انتظامی تحریریں زیادہ تر اُرُوک، اُر، فارا، نپور، لاگاش، دریہم اور اُمّہ سے، شاہی تحریریں لاگاش سے اور ادبی و قانونی تحریریں زیادہ تر نپور سے ملی ہیں۔ سومیریوں کی جتنی بھی الواح اب تک مل چکی ہیں ان کا پچانوے فی صد سے بھی زیادہ حصہ اقتصادی اور انتظامی نوعیت کا ہے۔ اس میں تو کوئی شبہ نہیں کہ خشک موضوعات پر مبنی یہ الواح مختلف پہلوؤں کے پیش نظر بہت اہمیت رکھتی ہیں لیکن ان سے سومیریوں کے ذہنی، فکری

اور روحانی پہلوؤں پر براہِ راست نام ہی روشنی پڑتی ہے ۔

ادبی تخلیقات پر مبنی لوحیں

گزشتہ ایک سو بیس برس کے دوران عراق کے مختلف قدیم شہروں اور قصبوں وغیرہ میں کھدائیوں کے دوران جو لاکھوں مرقوم سومیری الواح دستیاب ہو چکی ہیں، سومیری تہذیب و تمدن کے مطالعے کے نقطۂ نظر سے ان میں سب سے اہم وہ ہیں جن پر ان لوگوں کی ادبی تخلیقات لکھی ہوئی ہیں۔ ان الواح کا بیشتر حصہ نپور سے دستیاب ہوا تھا۔ بس یہی وہ اہم ترین تختیاں ہیں جن پر مندرج ادبی تخلیقات کی مدد سے ہم اس "پراسرار" دنیا کی اولین انتہائی مہذب اور عالمِ انسانیت کی محسن 'سومیری قوم' کے قلب و روح کی گہرائیوں میں کسی حد تک جھانک کر دیکھ سکتے ہیں۔ ان میں نسبتاً عمدہ اور بہت حد تک مکمل الواح بھی ہیں اور ان کے ٹوٹے ہوئے چھوٹے چھوٹے مرقوم ٹکڑے بھی۔ یہ الواح ۱۷۵۰ء قبل مسیح سے لے کر ۲۰۰۰ء قبل مسیح تک کی ہیں گویا انہیں اب سے پونے چار اور چار ہزار سال پہلے لکھا گیا تھا۔ ان پر سومیری داستانیں، اساطیری کہانیاں، مناجاتیں، التجائیں، دعائیں، نوحے، کہاوتیں، اقوالِ حکیمانہ، ضرب الامثال، مضامین، رومانی نظمیں اور دوسری تخلیقات رقم ہیں۔ تاحال جتنی بھی سومیری الواح ملی ہیں ان میں سے لے دے کر ایک فی صد ایسی ہیں جن پر ان کے ادب پارے لکھے ہوتے ہیں۔ یوں ان سب کی تعداد تین ہزار ہو گی۔ ان تین ہزار میں سے قریباً نو سو الواح اور کوئی تین سو چھوٹے چھوٹے مرقوم ٹکڑے قدیم سومیری شہر کیش کے آثار سے فرانسیسی ماہرین نے برآمد کیے تھے۔ انہیں ۱۹۲۴ء میں ہنری ڈی گنوئی لک (HENRI DE GENOUILLAC) نے شائع کیا تھا۔ کوئی دو سو تختیاں اور ان کے ٹکڑے برلن میوزیم نے نوادرات کے سوداگروں سے خریدے۔ یہ زمرن (HEINRICH ZIMMERN) نے ۱۹۱۲-۱۳ء میں شائع کیں۔ کوئی سو کے قریب الواح پیرس کے عجائب گھر لوور (LOUVRE) نے تاجروں سے خریدیں۔ یہ گنوئی نے ۱۹۳۰ء میں شائع کی تھیں۔ ایک سو سے بھی کم الواح برٹش میوزیم (BRITISH MUSEUM)

اور اشمولین (ASHMOLEAN) میوزیم آکسفورڈ کے ہاتھ لگیں۔ ان کو کئی روایتوں میں کنگ (KING) لینگڈون (LANGDON) اور گڈ (GADD) نے شائع کیا۔ اُر سے پائی جانے والی کوئی دو سو الواح بھی گڈ نے شائع کیں۔ باقی ماندہ دو ہزار ایک سو 'ادبی الواح' اور ان کے ٹکڑے کوئی اسی برس پہلے نپور سے پنسیلوینیا (PENNSYLVANIA) یونیورسٹی کی ٹیم نے برآمد کئے تھے۔ ان میں سے ایک سو سے کچھ زیادہ تختیاں جرمنی کی (JENA UNIVERSITY) ——— تقریباً آٹھ سو استنبول (ترکی) کے اینشینٹ اورینٹ میوزیم، اور کوئی گیارہ سو کے قریب یونیورسٹی میوزیم فلاڈلفیا میں رکھی گئیں۔

سومیری ادب پاروں پر مبنی الواح کی مختلف عجائب گھروں وغیرہ میں تلاش، شناخت، ترجمے اور اشاعت کا قابل فخر عظیم کام امریکی اسکالر سیموئیل کریمر (SAMUEL NOAH KRAMER) نے سب سے زیادہ انجام دیا۔ انہوں نے اپنی عمر اس میں صرف کر دی۔ کریمر نے استنبول کے عجائب گھر میں نپور سے پائی جانے والی 'ادبی الواح' کی نقول تیار کرنے میں کوئی بیس ماہ صرف کئے۔ اس دوران شدید محنت کے بعد انہوں نے ایک سو ستر سومیری الواح اور الواح کے ٹکڑوں کی نقول تیار کیں۔ ان سب پر ادبی تخلیقات مرقوم ہیں۔ کریمر کی اس محنت شاقہ کے باوجود استنبول کے اس عجائب گھر میں کوئی پانچ سو تختیاں پھر بھی ایسی بچ گئیں جن کی نقلیں نہیں ہو سکیں۔ ۱۹۳۹ء میں کریمر ترکی سے واپس چلے گئے اور فلاڈلفیا یونیورسٹی کے عجائب گھر میں نپور سے برآمد شدہ تختیوں میں ادب پاروں کی تلاش اور پھر ان کی نقول تیار کرنے کا کٹھن کام شروع کر دیا۔ یہاں انہوں نے کوئی پونے سات سو 'ادبی الواح' اور ان کے ٹکڑوں کی نشاندہی کی۔ یہ ایسی الواح تھیں کہ ان کی اس وقت تک نقول تیار کر کے اشاعت کا کام نہیں ہوا تھا۔ اس طرح اکیلے کریمر نے متعدد اسکالروں کی چالیس برس تک تلاش اور شائع کردہ 'ادبی الواح' کی مجموعی تعداد سے بھی تقریباً دوگنی تختیوں کی نقلیں تیار کیں اور انہیں شائع بھی کیا۔ فلاڈلفیا یونیورسٹی میوزیم سے کریمر نے جو پونے سات سو الواح تلاش کیں ان میں سے تقریباً پونے دو سو پر داستانیں

اور اساطیری قصیں، سومیری مناجاتیں، پچاس پر نوحے اور باقی ماندہ ڈیڑھ سو پر کہاوتیں اور اقوال دانش وغیرہ مرقوم ہیں۔ استنبول اور فلاڈلفیا میوزیم میں موجود سومیری الواح کی مدد سے کریمر نے سومیریوں کی چوبیس رزمیہ اور اساطیری کہانیوں کے ترجمے کا بیشتر کام مکمل کر لیا اور یہ چوبیس کہانیاں اتنی اہم ہیں کہ سومیری صنمیات (مائتھیالوجی) مرتب کرنے کیلئے بنیاد کا کام دیتی ہیں۔

سومیری ادب پاروں پر مبنی الواح تقطیع یا سائز کے اعتبار سے بڑی مختلف ہیں مثلاً ان میں ایسی بڑی بڑی تختیاں بھی ہیں جن پہ دو چار نہیں بلکہ بارہ بارہ کالم بھی ہیں اور ان بارہ کالموں میں سینکڑوں ہی سطریں بہت گتھی ہوئی، بالکل قریب قریب لکھی ہوئی ہیں۔ اس کے علاوہ مرقوم الواح کے بعض ٹوٹے ہوئے ٹکڑے تو اتنے ننھے منے بھی ہیں کہ جن پر اب محض چند ہی ادھوری اور شکستہ سطور باقی رہ گئی ہیں۔ ان چھوٹی بڑی الواح پر مرقوم ادب پاروں کی تعداد سینکڑوں ہی ہے اور ان کی ضخامت بھی مختلف ہے۔ یعنی بعض حمدیں اور اسطور تو پچاس سے بھی کم مصرعوں پہ مشتمل ہیں۔ اور کچھ ایسی بھی اساطیری کہانیاں ہیں جو ایک ایک ہزار سطروں یا مصرعوں پر پھیلی ہوئی ہیں۔ ضخامت کا یہی اور فرق دوسرے ادب پاروں میں بھی دیکھنے میں آتا ہے۔

ترجمے کی مشکلات

سومیری ادبی تخلیقات کے ترجمے اور ان کی توضیح کی رفتار بہت سست رہی ہے اور گو بیشتر سومیری نوشتوں کی بازیافت کو اب پون صدی سے بھی زیادہ مدت گزر چکی ہے لیکن گزشتہ سات آٹھ دہائیوں کے دوران دنیا کے مختلف مقامات اور عجائب گھروں میں منتشر ان کی مرقوم الواح کو یکجا اور ان کی نقول تیار کرنے اور ان کے ترجمے کا کام نسبتاً بہت ہی کم آگے بڑھ سکا ہے۔ چنانچہ تا حال جتنا بھی سومیری لٹریچر برآمد ہوا ہے اس کے بہت ہی کم حصے کا ترجمہ اور اشاعت ممکن ہو سکی ہے جب سومیریوں کی ان ادبی تخلیقات یعنی رزمیہ اور اساطیری کہانیوں، حمدوں (دعاؤں) مناجاتوں، گیتوں، نوحوں، رومانی و عشقیہ نظموں، اقوال حکیمانہ، مضامین، مناظروں، وقائع نگاری اور ان کی دوسری ادبیات کے معقول و کافی حصے کا ترجمہ کرنے کا کام ماہرین مکمل کر لیں گے تو انسانی تاریخ

کے انتہائی اہم وقدیم ترین ادبی نوشتوں کے تراجم سے آج کے انسان کا دامن مالا مال جائیگا۔

سومیری ادب کا ترجمہ وتفسیر کسی بھی یورپی، عربی، چینی، اردو، روسی وغیرہ زبان میں کی جائے یا ان زبانوں سے اس ادب کو ہماری اپنی اردو یا دوسری زبانوں میں منتقل کیا جائے، سب یہ بہت ہی کٹھن اور محنت ومطالعہ طلب کام۔ اس قدیم ترین تحریری ادب کا ترجمہ انگریزی وغیرہ سے اردو میں کیا جا رہا ہو یا کسی بھی اور زبان میں، انتہائی ضروری یہ ہے کہ مترجم سومیریوں کی تاریخ، ان کے سیاسی وجغرافیائی حالات، بیرونی ملکوں سے ان کے تعلقات، ان کے مذہب، معاشرت، معیشت، رسم ورواج، قومی مزاج، مختلف تخیلات وتصورات، تشبیہوں علامتوں، تلمیحوں اور استعاروں وغیرہ سے اگر بہت ہی زیادہ نہیں تو ضروری اور گزارے لائق تو واقفیت رکھتا ہی ہو۔

سومیری ادبیات کو براہ راست سومیری زبان سے ہی اچھی طرح سمجھنے اور ان کا ترجمہ کرنے کے لئے ان کی گرامر اور خود سومیری زبان کے ذخیرۂ الفاظ کی معنویت سے آگاہ ہونا لازمی ہے۔ تاہم یہ بھی حقیقت ہے کہ سومیری صرف ونحو کی فراہم کردہ تمام تر سہولتوں اور رہنمائی کے باوجود سومیری ادبیات کا ترجمہ اور اس کی وضاحت متعدد بار مشکل اور بعض اوقات تو خاصا دلشکن قسم کا کام معلوم ہونے لگتا ہے۔ ابتدا میں تو ماہرین سومیریوں کی گرامر سے ہی تقریباً نابلد رہے۔ ان کے نوشتوں کی بازیافت کے برسوں بعد جا کر سومیری گرامر متعین کی جا سکی تاہم لغوی مشکلات اب بھی کافی ہیں اور انہیں دور کرنا، انہیں حل کرنا نہ تو آسان ہی ہے اور نہ ہی جلد حل ہونے کا امکان نظر آتا ہے۔ سومیری ادبیات کے ترجمے اور اشاعت کے سلسلے میں ایک اور بہت بڑی رکاوٹ یہ ہے کہ ان کی وہ الواح دنیا کے مختلف شہروں اور عجائب گھروں میں بکھری پڑی ہیں جن پر ادب پارے مرقوم ہیں چنانچہ بیشتر الواح کی نہ تو نقول تیار کی جا سکی ہیں اور نہ ہی ان کی اشاعت ہو پائی ہے۔ ایسی صورت میں ترجمہ کیسے ہو۔ منتشر منتشر تختیوں کا مطالعہ کرنے کا کام ماہرین کے بس میں اس وقت تک نہیں ہے جب تک مختلف مقامات پر بکھری ان الواح کو

پڑھ نہ لیا جائے اور ان کی نقول تیار کر کے شائع نہ کر دیا جائے۔ کچھ عرصے قبل تک صورتحال یہ تھی کہ استنبول اور فلاڈلفیا یونیورسٹی کے عجائب گھروں میں سومیریوں کے شہر نپور کے کھنڈرں سے پائی جانے والی ادبی تخلیقات پر مبنی دو ہزار کے قریب الواح موجود تھیں۔ ان میں سے ۱۹۴۱ء تک صرف پانچ سو کتبوں کی نقول شائع ہو سکی تھیں۔ برٹش میوزیم لندن، لوور (پیرس)، برلن میوزیم اور اشمولین میوزیم (آکسفورڈ) میں موجود تقریباً سات سو تختیوں کی نقول اشاعت پذیر ہوئیں۔ سومیری زبان کو سمجھ سکنے میں حائل دقتوں، الواح کے ٹوٹی پھوٹی صورت میں ملنے اور ان پر مرقوم تحریروں کی اشاعت میں بہت تاخیر کے سبب جو دشواریاں پیش آئیں ان کی وجہ سے سومیری ادبی تخلیقات کی قابل اعتماد اور علمی ترتیب اور ترجمے کا وسیع پیمانے پہ کام ممکن نہ رہا۔ سومیری لٹریچر کے کسی بھی موجودہ زبان میں ترجمے کی راہ میں ایک اور بہت بڑی رکاوٹ یہ ہے کہ جن پکی الواح پر ادب پارے رقم ہیں وہ زیادہ تر کچی ہیں۔ بہت ہی کم پکائی ہوئی ہیں۔ چنانچہ کچی ہونے کے سبب ایسی تختیاں بہت ہی کم دستیاب ہوئی ہیں جو ٹوٹ پھوٹ کے بغیر سالم مل سکی ہوں اور بیشتر تو ایسی ہیں جو بری طرح خستہ اور مسخ ہو چکی ہیں۔ کھدائیوں کے دوران تختیوں کے جو چھوٹے بڑے ٹکڑے ملے بہت سے تو وہ بھی مسخ شدہ صورت میں دستیاب ہوتے ہیں۔ اسی ٹوٹ پھوٹ کے سبب سومیری ادبیات کو پوری طرح پڑھ لینا اور سمجھ لینا ناممکن ہے وہ تو خوش قسمتی اور غنیمت یہ ہے کہ قدیم سومیری منشی ان ادب پاروں کی ایک سے زیادہ نقول بھی تیار کرتے تھے۔ یوں اس کا بہت بڑا فائدہ یہ ہوا کہ کسی نامکمل، ٹوٹی پھوٹی اور مسخ شدہ لوح پہ لکھے ہوئے موجودہ شکل میں ادھورے ادب پاروں کو اسی ادب پارے پر مشتمل کسی دوسری لوح، دوسرے ٹکڑوں کی مدد سے مکمل یا بہت حد تک مکمل کر لینا، خالی جگہوں کو پُر کر لینا ممکن ہو گیا۔ مثلاً سومیریوں کی ایک انتہائی اہم اور خوبصورت منظوم ادبی تخلیق "اِنّا دیوی کا سفر ظلمات" ہے۔ اسے چودہ مختلف الواح کے ٹکڑوں کی مدد سے بڑی حد تک مکمل کیا گیا۔ اسی طرح "اُر شہر کی تباہی کا نوحہ" مرتب کرنے میں

بائیس اور "ننِ ارتا دیوتا کے کارنامے" مرتب کرنے میں انچاس مختلف ٹکڑوں سے مدد لی گئی۔
زبان کی دشواریوں کے سبب سومیری لٹریچر کو تمام و کمال سمجھنا آسان نہیں ہے اور اس سے ایک عام آدمی اور عالم یا ماہر یکساں طور پر پریشانی اور الجھن کا شکار ہونے لگتے ہیں۔ سومیری ادبی تخلیقات کا ترجمہ کرنے والوں کو بہت سی مشکلات اور مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور جب مترجمین ان الجھنوں کو دور کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو کئی مرتبہ عجیب و غریب نتائج بھی برآمد ہو جاتے ہیں۔ مثلاً سومیریوں کی ایک بہت ہی دلکش اہم ترین طویل نظم "اَن کی دیوتا اور نِن ہُرسَنگ دیوی کی کہانی" (نغمۂ زردوس) میں نِن گُرّا دیوی کی پیدائش والے ٹکڑے کا ترجمہ کریمر نے پہلے یوں کیا:

"نو دن اس کے نو مہینے، نسوانیت کے مہینے،
چربی کی طرح ...... چربی کی طرح، عمدہ نفیس چربی کی طرح،
نِن مُو نے، ...... چربی کی طرح ...... چربی، عمدہ نفیس چربی کی طرح،
نِن گُرّا کو جنم دیا۔"

اب جہاں تک میری سمجھ میں آتا ہے کریمر کے اس ترجمے میں کوئی نہ کوئی الجھن ہے ضرور، کیونکہ کیا یہ بات ممکن ہے کہ کوئی شاعر، خواہ وہ چار پانچ ہزار برس پہلے ہی گزرا ہو زچگی کے عمل کو "عمدہ نفیس چربی کی طرح" بتلائے گا؟ البتہ میرے نزدیک ایک صورت ہو سکتی ہے اور وہ یہ کہ حاملہ 'نِن مو' بھی دیوی تھی اور پیدا ہونے والی 'نِن گُرّا' بھی دیوی۔ پھر نِن مو کا حمل بھی دیوتا (اَن کی) سے تھا کسی انسان سے نہیں، چنانچہ ہو سکتا ہے کہ چار اور پانچ ہزار برس قبل کے سومیریوں کے نزدیک دیویوں کا زچگی کا عمل بالکل بھی تکلیف دہ نہ ہوتا ہو، یا شاید پھر یہ کہ شاعر نے یہاں 'نِن گُرّا' کو چربی کی طرح سفید یعنی خوبصورت بتایا ہو۔ بہرحال بعض تحریروں میں پروفیسر کریمر نے مذکورہ بالا ٹکڑے کے اپنے ترجمے میں خود ہی تبدیلی پیدا کر دی۔ گویا کریمر خود بھی ترجمے کی مشکل سے آگاہ تھے۔ بعد کی تحریروں میں کریمر نے چربی کی جگہ ملائی (بالائی) کا

لفظ استعمال کیا. یعنی یوں کہ:۔

"......... ننِ مُو نے ، طلائی کی طرح ، عمدہ نفیس طلائی کی طرح ،

ننِ گُرا کو جنم دیا"

بہت سے مقامات اور مواقع ایسے آتے ہیں کہ سومیری ادب پاروں کے انگریزی یا کسی اور زبان میں تراجم کو بھی پوری طرح سمجھ لینا آسان نہیں ہے. کریمر نے "اِن کی دیوتا اور نِن ہُرسَگ دیوی" کی اسی کہانی "قصۂ فردوس" کے ایک حصے کا ترجمہ ان الفاظ میں کیا ہے:۔

"اُتُو (دیوی) نے خوشی خوشی گھر کا دروازہ کھول دیا ،

اِن کی دیوتا ، خوبصورت خاتون اُتُو کو ،

ان کے (اپنے) .... اندر کھیرے دیتا ہے ،

ان کے (اپنے) .... اندر سیب دیتا ہے ،

اُتُو ، خوبصورت خاتون ...... اس کے لئے .... اس کے لئے ،

اِن کی اُتُو سے لطف اندوز ہوتا ہے ،

اس نے اسے ہم آغوش کر لیا ، اس کی گود میں لیٹ گیا ،

.... کو لیے .... کو چھوتا ہے"

مندرجہ بالا ترجمے کو دیکھ کر پڑھنے والے کے ذہن میں کئی الجھنیں پیدا ہوتی ہیں. مثلاً یہ کہ کریمر نے اپنے ترجمے میں جگہ جگہ جو "نقطے" دیئے ہیں اس جگہ کی عبارت کو کریمر خود اچھی طرح نہ سمجھ پائے یا یہاں سے اصل عبارت ہی ضائع ہو چکی ہے. یا پھر یہ کہ کیا ان مقامات یا ان میں سے کچھ مقامات پر سومیری شاعر نے ہزاروں برس پہلے اپنی اصل تخلیق میں فحش الفاظ استعمال کئے تھے جن کا ترجمہ کرنا کریمر نے مناسب نہ جانا. یہ الجھنیں اس وقت تک رفع نہیں تاوقتیکہ خود کریمر اپنی تحریروں میں یہ وضاحت نہ کر دیں کہ ان کے لگائے ہوئے یہ نقطے مسخ شدہ اور ناقابل فہم عبارت کی نشاندہی کرنے ہیں یا کسی اور بات کی. ویسے اگر زیر نظر ٹکڑے میں نہیں تو کسی اور ادبی تخلیق میں

اگر سومیری شاعروں نے "فحش" الفاظ اصل سومیری زبان میں استعمال کیے ہوں تو کوئی تعجب بھی نہیں ہے کیونکہ سومیری ادیب اپنی تخلیقات میں نہ صرف جنسی اعضاء کے نام ہی آزادانہ استعمال کرتے تھے بلکہ وہ تو جنسی فعل تک کو بیان کر جاتے تھے۔ کریمر کے سلسلے میں ایک بات البتہ اور کہنا چاہتا ہوں۔ میں نے کریمر کی بہت ساری تحریریں اور کتابیں پڑھی ہیں اسی مطالعہ کی بنا پر میں یہ پورے اعتماد سے کہہ سکتا ہوں کہ اگر مذکورہ بالا ٹکڑے میں سومیری ادیب کسی جنسی عضو یا فعل کا ذکر کرتا تو کریمر یقیناً اس کا ترجمہ کر ڈالتے۔ کیونکہ اس قسم کے الفاظ کا ترجمہ کرنے میں کریمر نے کسی بھی تحریر میں کوئی تکلف یا حجاب نہیں برتا ہے۔ یہ بہرحال پرانے، ہزاروں سال پرانے علم و ادب کی بات ہے چنانچہ اگر مناسب اور گوارا حد تک اگر انسانی اعضاء اور جنسی فعل کا ترجمہ کر ہی لیا جائے تو کیا مضائقہ ہے آخر میڈیکل اور قانون کی تعلیم وغیرہ میں بھی ایسے الفاظ اور افعال کا ذکر آج بھی تو ہوتا ہے۔ بہرکیف جو قاری کریمر کے مزاج سے اچھی طرح واقفیت رکھتا ہوگا وہ تو مذکورہ بالا منظوم ٹکڑے کو پڑھ کر فوراً اس نتیجے پر پہنچ جائے گا کہ نقطوں والے مقامات دراصل یا تو معنوی لحاظ سے ناقابل فہم ہوں گے یا پھر مسخ ہو چکے ہوں گے، الجھن ایسے قاری کے لیے پیدا ہوگی جو کریمر کے ترجمے کے انداز سے مانوس نہیں ہوگا۔

سومیری تخلیقات کے تراجم میں ماہرین نے جہاں کہیں اصل الفاظ برقرار رکھے ہیں وہاں تو پڑھنے والے کو اور بھی پریشانی سے دوچار ہونا پڑتا ہے مثلاً۔

"تیرے مقدس گی گُونُو میں 'مُہُو' نے کتان کا کپڑا نہیں پہنا، آب و تاب کے ساتھ منتخب کیا جانے والا پارسا اُنُو ای کیترگل میں، قربان گاہ سے گی پار (گی پُدُو) تک خوشی سے نہیں جاتا۔"

مندرجہ بالا اس سومیری ادب پارے میں متعدد اصل الفاظ یعنی گی گُونُو، مُہُو، ای کیترگل، گی پار استعمال کیے گئے ہیں جن کا مطلب قاری پر اجاگر نہیں ہوتا تاوقتیکہ ان تمام الفاظ کے مطلب و معانی سے واقفیت حاصل نہ ہو۔ اگر کوئی پر اعتماد مترجم کسی سومیری ادبی تخلیق کا ترجمہ کرے تو اس

کے لیے کسی مخصوص سومیری لفظ کا مترادف تلاش کرنا بہت مشکل نہیں ہوگا اور اس لفظ یا الفاظ کی مدد سے پورا اور صحیح و مناسب مفہوم معلوم کیا جا سکتا ہے۔ بعض اوقات یوں بھی ہوتا ہے کہ مترجم کی بہترین کوشش اور قابلیت کے باوجود ترجمہ کچھ واضح نہیں ہوتا اس لیے کہ اصل سومیری عبارت میں بعض الفاظ ایسے آجاتے ہیں جن کا مفہوم محققین کے پلے بھی نہیں پڑتا۔

"کیا میں (بھی) اس جیسا ایک مہربان 'شُدُد' اسے لوں جیسا کہ تمہارے آگے ہے،

کیا میں (بھی) اس جیسا 'لامَشُو' اسے لوں جو تمہارے پیچھے ہے۔"

اب پتہ نہیں کہ 'شُدُد' اور 'لامَشُو' کیا چیزیں تھیں صرف قیاس ہی کیا جا سکتا ہے کہ شاید کپڑے ہوں، ویسے 'شُدُد' اور 'لامَشُو' محافظ دیوتاؤں کے نام بھی تھے۔

موت کے موضوع پر متعدد سومیری نظمیں ایسی ہیں جن کے فلسفے اور تخیل سے ہمیں "الزبتھی دور" (ELIZABETHAN) کے ادیبوں کے فلسفے اور تخیل کی یاد آجاتی ہے آج سے کوئی ساڑھے چار ہزار برس قبل کے ایک سومیری نوحے کی رو سے:

"وہ جو اب بھی رات کو زندہ ہے، وہ آج مر چکا ہے، اچانک وہ تاریکی کا حصہ بن جاتا ہے، وہ جلدی سے کچلا جاتا ہے،
کسی لمحے وہ گاتا ہے اور (کسی لمحے وہ) کھیلتا ہے،
اچانک وہ نوحہ کناں آدمی کی طرح چیخنے چلانے لگتا ہے۔"

ظاہر ہے کہ عام قاری کے نکتہ نگاہ کے پیش نظر مذکورہ ترجمہ کسی طرح بھی خوشگوار نہیں لگتا۔ اس ٹکڑے کا ترجمہ کرتے وقت انگریزی الفاظ کا مناسب انتخاب نہیں کیا گیا بلکہ ناخوشگوار قسم کے انگریزی الفاظ ترجمے میں برتے گئے ہیں۔

"اچانک وہ ایک نوحہ کناں آدمی کی طرح چیخنے چلانے لگتا ہے۔"

یہ الفاظ عام لوگوں کے نزدیک اس قدر کرخت ہیں گویا کانوں پر ہتھوڑے سے برس رہے ہوں

اور عام نکتہ نظر کے پیش نظر تو یوں کہا جائے کہ پڑھتے ہی کسی مرتے ہوئے شخص کی کراہ نہیں بلکہ جبیڑ یوں کی گریہ منحوس اور موت کی علامت والی ارواح ' کا تصور آنے لگتا ہے چنانچہ سومیری لٹریچر کے اسی قسم کے تراجم کو پڑھ کر اگر عام قاری کے بے ساختہ یہ خیال آنے لگے تو کوئی تعجب نہیں کہ اس ادب کا ترجمہ محققین بہتر انداز میں کیا کریں. بعض علماء نے کوشش کی ہے کہ سومیری اور بابلی لٹریچر کو دلچسپ، عام فہم اور بالکل ہی مانوس انداز میں، اپنے موزوں انداز پیش کریں؛ ایسے انداز میں جو عام قاری کو زیادہ سے زیادہ اپنا اور خود سے قریب محسوس ہو. اس سلسلے میں مس سینڈرز (MISS SANDARS) نے نہایت سلیقے، خوبصورت اور شاندار طریقے پر پہل کی. انہوں نے "گلگامش کی داستان" کا ترجمہ بہت ہی دلکش اور جی لگتے انداز میں پیش کیا ہے. اس سلسلے میں نگل ڈینس (NIGEL DENNIS) نے بھی خوب کام کیا ہے سومیری تہذیب، زبان اور ادب کے ممتاز ترین اسکالر پروفیسر کریمر نے سومیری ادبیات کا بہت ترجمہ کیا ہے اور زیادہ سے زیادہ لفظی بھی کیا ہے. مثلاً ایک سومیری منظوم چٹکلے کا کریمر یوں ترجمہ کرتے ہیں:-

"میری بیوی (بیرونی) مندر میں ہے،
میری ماں دریا کے کنارے پر ہے،
اور میں یہاں بھوکوں مر رہا ہوں."

کریمر کے اس ترجمے کو ڈینس نے اپنے لفظوں میں اس طرح نقل کیا ہے.

"میری بیوی خدا کی عطا کردہ نعمتوں کا شکر بجالا رہی ہے!
میری ماں متبرک دریا کے کنارے (عبادت میں) جھکی
ہوئی ہے، مجھے کھانا ملنے کی زیادہ امید نہیں."

عبادت جو غالباً کوئی مذہبی رسم ادا کر رہی ہے.

سومیری ادب پاروں کو سمجھنے میں ان کے اظہار بیان کی دو باتوں سے ماہرین کو بڑی مدد ملی ہے اور یہ دونوں باتیں سومیری شاعری کی بہت اہم خصوصیات ہیں۔ پہلی خصوصیت تو یہ کہ نظم تخلیق کرتے وقت شاعر جہاں کہیں بھی ضروری سمجھتا وہ کوئی ایسا بیان یا واقعہ بعینہ انہی الفاظ میں پورے کا پورا دہرا دیتا جیسے وہ اس ادب پارے میں پہلے نظم کر چکا ہوتا تھا۔ اب یہ واقعہ یا بیان کتنا ہی طویل کیوں نہ ہو خواہ اکتا دینے کی حد تک ہی، ایک ہی نظم میں اس کی تکرار خواہ کتنی بھی گراں گزرے اور فنی لحاظ سے یہ تکرار شاعر کی خواہ کتنی بھی کمزوری یا سقم کیوں نہ قرار دی جائے، مگر یہ بہر حال حقیقت ہے کہ آج کل کے ماہرین 'سومیریات' کے لئے سومیری شاعروں کی یہ خصوصیت اور عادت نعمت غیر مترقبہ سے کم ثابت نہیں ہوئی ہے۔ اس نکتے کو یوں سمجھئے کہ نظم میں اگر کسی دیوی، دیوتا یا ہیرو نے اپنے پیامبر کے ہاتھ کسی کے پاس کوئی مختصر یا طویل زبانی پیغام بھیجا ہے تو اس نظم میں اس پیغام کا کم از کم دو مرتبہ تو ذکر ضرور ہی آئیگا پہلی بار تو اس وقت جب پیغام دینے والا اپنے قاصد کو خود پیغام بتا رہا ہوتا ہے اور دوسری مرتبہ اس وقت جب ایلچی مطلوبہ شخص یا دیوی دیوتا کو وہ پیغام پہنچا رہا ہوتا ہے۔ دوسری بار بھی پیغام لفظ بہ لفظ اور اسی قدر تفصیل کے ساتھ آئے گا جتنا پہلی مرتبہ آچکا ہے۔ اسی طرح نظم میں مذکورہ واقعات بھی دوہرائے جاتے تھے۔ آج اس کا زبردست فائدہ یہ ہوا کہ اگر سومیری ادب پارے کے اصل متن میں پیغام یا واقعہ پر مبنی یہ حصہ کسی ایک مقام سے ٹوٹ پھوٹ یا ضائع ہو چکا ہو تو دوسری جگہ مرقوم اسی پیغام، بیان یا واقعہ کی مدد سے ضائع شدہ حصے کو مکمل کیا جا سکتا ہے چنانچہ سومیریوں کے متعدد ادب پارے اسی طرح مکمل کئے گئے۔

سومیری ادبیات کے اسلوب بیان کی دوسری خصوصیت ہے ان کی زبان۔ قدیم سومیری ادیبوں نے اپنی اساطیری اور رزمیہ تخلیقات میں دو زبانیں استعمال کی ہیں ایک تو بڑی یا اصل زبان، جو 'امی گر' کہلاتی تھی جس کے معنی ہیں 'شاہانہ زبان'؛ دوسری زبان یا بولی وہ ہے جس کو 'امی سل' یا 'ام اسل' کہتے تھے۔ یہ بنیادی طور پر دیویوں، مقدس

پجاریوں، عورتوں اور ہیجڑوں کی بولی تھی۔ دیویوں، مندروں سے وابستہ مقدس پجاریوں اور عورتوں وغیرہ کی گفتگو جب بھی رقم کی جاتی ان کی اپنی بولی یعنی "ام اسل" ہی میں لکھی جاتی۔ (ویسے متعدد اور بھی بولیاں تھیں مگر وہ کسی خاص اہمیت کی حامل نہیں تھیں) ام اسل بڑی زبان یعنی "ای می گر" سے بہت ہی مشابہ تھی خاص فرق صرف یہ تھا کہ ام اسل (ای می سل) متعدد باقاعدہ اور مخصوص صوتی تغیرات کو ظاہر کرتی تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ سومیری شاعر (ای می سل ۔ ام اسل) مذکر نہیں بلکہ مؤنث یعنی کسی دیوتا یا مرد نہیں بلکہ کسی دیوی یا عورت کی صیغہ واحد متکلم کی صورت میں اپنے بارے میں گفتگو کو ظاہر کرنے کے لیئے لکھتے تھے۔ اِنّنا دیوی سے متعلقہ اکثر نظمیں دستیاب ہوئی ہیں اور وہ (اِنّنا) ان میں جگہ جگہ باقاعدگی کے ساتھ صیغہ واحد متکلم میں بات کرتی نظر آتی ہے۔ اس طرح موجودہ ماہرین کو ایک بے پناہ فائدہ یہ پہنچا کہ وہ سومیریوں کی اس خصوصیت کی مدد سے ادبی نگارشات کے حامل ان الواح کے ٹوٹے ہوئے ایسے ٹکڑے یکجا کر کے ادب پاروں کو مکمل کرنے میں کامیاب ہو گئے جو ٹکڑے الگ الگ عجائب گھروں میں دور دور بکھرے پڑے تھے۔

ماہرین کی محنت

سومیری ادبیات کے ترجمے کو سمجھنے میں قاری جن دشواریوں سے گزرتا ہے وہ اپنی جگہ برحق سہی مگر یہ بھی ہرگز ہرگز نہیں ہونا چاہیئے کہ ہم ماہرین کی بے انداز مشکل، لگن اور محنت کو ہی حقیر جاننے لگیں جو انہوں نے ہزاروں برس پہلے مُردہ ہو جانے والی زبان کے فن پاروں کا ترجمہ کرنے میں صرف کی ہے۔ سومیری زبان کی بے شمار الواح کو پڑھنا، انہیں سمجھنا اور پھر ان کا ترجمہ کرنا کچھ ہنسی کھیل نہیں ہے۔ اور جہاں تک سومیری زبان سے انگریزی یا کسی اور زبان میں انتہائی کامیاب عمدہ اور اثر آفریں منظوم تراجم کا سوال ہے تو یہ ہرگز ضروری نہیں ہوتا کہ قدیم زبانوں کا ترجمہ کرنے والا ہر ماہر و محقق اپنی موجودہ زبان کا عمدہ و اعلےٰ شاعر بھی ہو کہ نفیس، دلکش اور ہر لحاظ سے ہی کامیاب، منظوم ترجمہ کر ڈالے۔ عام قاری تک سومیری لٹریچر پہنچانا کچھ آسان کام نہیں ہے۔ سومیری زبان

اور رسم الخط کے پڑھنے والے ایسے ماہرین چند ایک ہی ہیں جو الواح پر مرقوم عبارتوں کو بہر صورت پڑھ لینے پر قادر ہوں۔ یہ لوگ جس غور، لگن اور عرق ریزی کے ساتھ ہمہ تن مصروف رہ کر ہزاروں سال پہلے کے پر اسرار، پر کشش اور قابل توجہ لوگوں (سومیریوں) کے بارے میں عام لوگوں کو زیادہ سے زیادہ متعارف کراتے جا رہے ہیں وہ لائق صد تحسین ہے۔

کسی ایک سومیری ادب پارے کی مختلف اور نامکمل نقول کی مدد سے اسے مکمل کر لینے اور ان سے بھر پور فائدہ اٹھا سکنے کے لئے ضروری ہے کہ شائع شدہ صورت میں زیادہ سے زیادہ مواد موجود ہو اور اس مقصد کے لئے ہزاروں الواح اور ان کے ٹکڑوں پر بالکل ہی پاس پاس لکھی ہوئی سطور پر مبنی عبارتوں کی ہاتھ سے نقول تیار کرنا پڑتی ہیں تب کہیں ان کی اشاعت ممکن ہوتی ہے۔ مگر یہ نقول تیار کرنا بھی بجائے خود بہت ہی کٹھن، تھکا دینے والا اور دیر طلب کام ہوتا ہے۔ اسی دشواری اور دقت کے سبب پیکانی رسم الخط پڑھ لینے والے ماہرین ہرمین ہلپرخت (HERMANN HILPRECHT)، ہیوگو رڈاؤ (HUGO RADAU)، اسٹیفن لینگڈن (STEPHAN LANGDON)، ایل۔ ڈبلیو کنگ (L.W. KING)، ہنرخ زمرن (HEINRICH ZIMMERN)، سیرل گڈ (CYRIL GADD)، ہنری ڈی گینولک (HENRI DE GENOUILLAC) اور ایڈورڈ چیرا (EDWARD CHIERA) جیسے علمائے گرامی کی بے بہا کوششوں کے باوجود ۱۹۳۵ء تک بہت ہی کم سومیری ادبی تحریریں شائع شدہ صورت میں مہیا ہو سکی تھیں۔ تمام تر رکاوٹوں اور دشواریوں کے باوجود علی الخصوص عصر حاضر کے عظیم "ماہر سومیریات" پروفیسر سیموئیل کریمر نے سومیری ادبی تخلیقات کی نقول تیار کر کے ان کا ترجمہ کرنے کا قابل فخر اور گرانقدر کام انجام دیا ہے۔ کریمر نے پچیس برس دنیا بھر کے عجائب گھروں میں منتشر غیر مطبوعہ سومیری نگارشات کی نقلیں تیار کرنے اور انہیں پڑھنے میں صرف کر دیئے۔ وہ اس مدت کے بعد بھی اس عظیم علمی کام میں برابر مصروف رہے (سومیریوں اور بابلیوں کی روایتی اور پر اسرار سرزمین دلمون کا تعین کرنے کے لئے وہ پاکستان بھی آئے)

مگر یہ حقیقت ہے کہ یہ اہم ترین علمی و ادبی کام کسی فردِ واحد کے بس کا نہیں۔ اس اہم اور گرانقدر ذخیرۂ انسانی یعنی سومیری ادبیات کو عام لوگوں تک پوری طرح پہنچانے کے لئے میخی رسم الخط اور سومیری زبان کے ایک دو نہیں بیسیوں ماہرین کی ضرورت ہے۔ گزشتہ برسوں میں کریمر کے علاوہ سومیری لٹریچر کو روشناس کرانے کے سلسلے میں ایڈمنڈ گورڈن (EDMOND GORDON) استنبول کے جانب گھر کی دو خاتون ناظمین معزز شگ اور عالش قزلیائی، انز برنہارٹ (INEZ BERNHARDT) روم یونیورسٹی کے جارج گیسٹیلنو (GEORGE GASTELLINO) اور بائبل انسٹیٹیوٹ (روم) کے یوجین برگمین (EUGEN BERGMANN) نے بھی بہت محنت کی ہے۔ علاوہ ازیں بغداد کے عراق میوزیم اور لیڈن کے "بوہل کولیکشن" (BOHL COLLECTION) سے جے۔ اے وان دجک (J.A.VAN DIJIK) نے سومیری تحریروں کی نقول تیار کر کے شائع کیں۔ تاہم ایک بات اور ہے کہ سومیری گرامر کی فراہم کردہ تمام تر سہولتوں اور رہنمائی کے باوجود ان کی ادبی تخلیقات کا ترجمہ اور اس کی وضاحت پھر بھی مشکل اور بعض اوقات تو دشوار قسم کا کام ہونے لگتا ہے۔

گو یہ وضاحت کسی موزوں مقام پر پہلے ہی آجانی چاہیئے تھی تاہم یہ بات اور کہتا چلوں کہ سومیریوں کے رسم الخط کے لئے "CUNEIFORM" نام سب سے پہلے ٹامس ہائیڈ (THOMAS HYDE) نے ۱۷۰۰ء میں استعمال کیا تھا۔ انہوں نے قدیم فارسیوں (ایرانیوں) کے مذاہب کی تاریخ تصنیف کی۔ اسی کتاب میں ہائیڈ نے سومیری رسم الخط کو یہ نام دیا مگر انہیں یہ خیال بھولے سے بھی نہیں آیا کہ یہ باقاعدہ اور بامعنی رسم الخط ہے بلکہ ہائیڈ تو اسے محض آرائش ہی خیال کرتا رہا۔

باب ۳

دنیا کا قدیم ترین ادب

قدامت

سومیریوں کے متعدد ادب پارے دنیا کی سب سے قدیم تخلیقی تحریریں ہیں۔ چنانچہ دنیا بھر کے قدیم اولین ادبی نوشتوں کی حیثیت سے انہیں عالمی تہذیبی تاریخ میں منفرد اور یکتا مقام حاصل ہے۔ سومیریوں کا ادب بحیثیت مجموعی اس لحاظ سے دنیا میں سب سے قدیم ہے کہ اتنی بڑی مقدار میں اتنا قدیم تحریری شکل میں کسی بھی اور قوم و ملک کا ادب دستیاب نہیں ہوا ہے۔ عراق میں تصویری رسم الخط اب سے ساڑھے پانچ ہزار برس قبل مسیح کے لگ بھگ ایجاد ہوا تھا۔ اور ہو سکتا ہے کہ سومیری ہی اس کے موجد رہے ہوں۔ سومیریوں کی قدیم ترین مرقوم الواح یا کتبے وہ ہیں جو اُروگ (اُرُوک) کی کھدائی کے دوران برآمد ہوئے۔ یہ اب سے کوئی ساڑھے پانچ ہزار برس پہلے لکھے گئے تھے ان الواح اور خستہ ٹکڑوں کی تعداد ایک ہزار سے زیادہ ہے اور یہ سب کے سب سومیری زبان میں لکھے ہوئے ہیں۔ سومیری زبان دنیا کی سب سے قدیم تحریری زبان ہے۔ تیسری ہزاری قبل مسیح کے دوران عراق کے اکادیوں نے سومیری کی جگہ اپنی اکادی زبان کو بول چال کی زبان کی حیثیت سے فروغ دینا شروع کر دیا تھا۔ تاہم جہاں تک لکھی جانیوالی زبان کا تعلق ہے، سومیری زبان میں نوشتے اکادی زبان کے غلبے یعنی پہلی صدی عیسوی کے لگ بھگ تک رقم ہوتے رہے۔

عراق میں تصویری رسم الخط سومیریوں کی ایجاد ہو یا کسی اور کی، یہ حقیقت ہے کہ سومیریوں نے ہی رسم الخط کو اظہار کا مؤثر ذریعہ بنایا ہے۔ اور ان لوگوں یعنی سومیریوں نے ابتدائی تصویری رسم الخط کو ترقی دیکر میخی (پیکانی (CUNEIFORM) طرز تحریر کی

صورت دے دی تو پھر کسی مندر میں پجاریوں اور منشیوں نے حکمرانوں کی تعمیراتی سرگرمیاں اور دیوی دیوتاؤں کے لئے پیش کی جانے والی نذر نیاز کی تفاصیل قلم بند کرنا شروع کر دیں. اس طرح سومیریوں نے سب سے پہلے مندروں وغیرہ کی تعمیر اور اپنے معبودوں کے لئے وقف اور بطور نذر چڑھائی جانے والی اشیاء وغیرہ اور ان سے متعلق تفصیل پر مبنی کتبے تحریر کئے. وقائع نگاری یا تواریخ نویسی کے لحاظ سے ان کتبوں کی اہمیت بس یونہی سی ہے.

ادبی نوشتوں سمیت ہر نوع کے سومیری تحریری مواد کو ہم تاریخی لحاظ سے تین مختلف حصوں یا ادوار میں تقسیم کر سکتے ہیں.

(i) "اولین دور" (ARCHAIC PERIOD) ۳۵۰۰/۲۶۰۰

(ii) "قدیم یا کلاسیکی دور" (OLD OR CLASSICAL PERIOD) ۲۶۰۰/۲۳۰۰ ق م

(iii) "نو سومیری دور" (NEW SUMERIAN PERIOD) ۲۱۱۳/۲۰۰۴ ق م

اولین دور
۳۵۰۰ ق م تا ۲۶۰۰ ق م

سومیری تحریروں کا یہ پہلا دور ۳۵۰۰ ق م سے لے کر ۲۶۰۰ ق م یعنی اب سے ساڑھے پانچ ہزار برس پہلے سے لے کر ساڑھے چار ہزار برس قبل تک کی مدت پر پھیلا ہے. اس عرصے کے دستیاب شدہ تقریباً تمام کے تمام نوشتے انتظامی، اقتصادی، تجارتی، مندروں کی تعمیر اور دیوی دیوتاؤں کو پیش کی جانے والی نذر و نیاز اور اوقاف سے متعلق ہیں جہاں تک میری تا حال معلومات کا تعلق ہے اس دور کا کوئی ادب پارہ تحریری شکل میں اب تک نہیں ملا ہے. لیکن اتنا مجھے یقین ہے کہ آج سے ساڑھے پانچ اور ساڑھے چار ہزار برس قبل کی درمیانی مدت میں ادب تخلیق ضرور ہو چکا تھا. اب یہ دوسری بات ہے کہ "اس "اولین دور" میں یہ سپرد قلم نہ کیا گیا ہو اور زبانی ہی منتقل ہوتا چلا آ رہا تھا. بلکہ میرے نزدیک عین ممکن ہے کہ کچھ ادب اس دور میں بھی لکھا جا چکا ہو اور سومیری آبادیوں کے

کھنڈر میں زیرِ زمین دفن ہو اور ماہرین کسی وقت اس ادب پر مشتمل الواح بھی برآمد کر لیں۔

"قدیم یا کلاسیکی دور"

۲۶۰۰ ق م تا ۲۴۰۰ ق م

سومیری تحریری زبان کے اس دوسرے دور میں ۲۶۰۰ ق م سے لے کر ۲۴۰۰ ق م تک یعنی اب سے ساڑھے چار ہزار سال پہلے سے لے کر چار ہزار چار سو برس پہلے کا زمانہ آتا ہے۔ اس عہد کی زیادہ تر تحریریں لاگاش کی شہری ریاست کے ابتدائی حکمرانوں کے ادوار سے تعلق رکھتی ہیں۔ ان میں تجارتی، قانونی اور انتظامی نوشتے بھی ہیں اور نجی اور شاہی بھی ——— نجی اور شاہی تحریروں میں بیشتر کا تعلق دیوی دیوتاؤں کے لئے نذر نیاز سے ہے۔ علاوہ ازیں اسی دور میں لکھے جاتے والے نجی اور شاہی خطوط بھی دستیاب ہوتے ہیں اور منتروں وغیرہ پر مشتمل تحریریں بھی۔ اس عہد یعنی "قدیم یا کلاسیکی دور" کے نوشتے سابقہ دور کے مقابلے میں کہیں زیادہ ہیں۔

اسی قدیم یا کلاسیکی دور یعنی ساڑھے چار ہزار برس قبل (۲۶۰۰ ق م) سومیری منشیوں نے ایسے نوشتے لکھنے شروع کئے جن کی مدد سے تاریخوں کا تعین کیا جا سکتا ہے۔ خوش قسمتی یہ ہے کہ ایسی تحریروں میں انہوں نے محض یہ لکھنے پر اکتفا نہیں کیا کہ کس حکمران خاندان کا کب آغاز ہوا یا کس بادشاہ نے کتنے برس حکومت کی بلکہ انہوں نے شاہی خاندانوں کا آغاز کسی ایک اہم واقعے یا اہم مذہبی اور سیاسی واقعات سے شروع کیا۔ مثلاً عراق میں "طوفان عظیم" کا نزول ایک ایسا اہم واقعہ تھا کہ ہزاروں برس تک اس کی یاد لوگوں کے ذہنوں سے محو نہ ہو سکی۔ چنانچہ سومیری مصنف اور منشی واقعات پر مبنی اپنی تحریریں یوں بھی شروع کرتے۔

"سیلاب عظیم کی آمد سے پہلے اور سیلاب کے آنے کے بعد......
(فلاں واقعہ رونما ہوا یا بادشاہت آسمان سے نازل ہوئی)......"

سومیریوں کا یہ سیلاب یا طوفان عظیم وہی تھا جس کا ذکر الہامی کتب میں طوفان نوحؑ کے

نام سے آیا ہے۔ بہرحال قدیم تاریخوں کے تعین میں مدد دینے والی اس قسم کی تحریروں میں اہم اور نمایاں ترین سومیری 'تاریخی' نوشتے وہ ہیں جنہیں "فہرست شاہاں" کا نام دیا گیا ہے۔ 'فہرست شاہاں' میں اکثر و بیشتر سومیری فرمانرواؤں اور ان کے عرصۂ حکومت کا ذکر ہے۔ اسی زیرِ نظر "قدیم یا کلاسیکی دور" کے 'غیرادبی' (واقعاتی) نوشتوں میں سومیری شہری ریاستوں اُمّہ اور لاگاش کے درمیان ایک تحریری معاہدہ، لاگاش کے سومیری فرمانروا ای اَناتم نامی (سنہ ۲۴۷۰ ق.م) کی عسکری کارروائیوں، لاگاش ہی کے حکمران اَن تم اَنا (سنہ ۲۴۳۰ ق.م) کے بیان اور اُمّہ اور لاگاش کے درمیان مسلسل و مستقل لڑائیوں پر مبنی تحریریں بھی شامل ہیں۔ علاوہ ازیں لاگاش کے حکمران اُروکاگی نا (اُروک اگی نا۔ ۲۲۹۵ ق.م) کی بعض انتہائی اہم اور بے بہا عبارتیں بھی اسی دور میں لکھی گئیں۔ انتہائی اہم اور بے بہا اس لحاظ سے یہ تاریخ کی سب سے پہلی تحریریں ہیں جو انصاف، مساوات اور آزادی کے فکر و شعور پر مبنی ہیں۔ سماجی اور اخلاقی اصلاحات پر مبنی یہ وہ تحریریں ہیں جو تاریخ عالم میں انسان نے اپنے ہاتھ سے سب سے پہلے رقم کی تھیں۔ اس کے علاوہ اسی دور کی ایک غنائیہ نظم ملی ہے جو سومیری شہری ریاست اُمّہ کے حکمران لُوگل زاگیسی (سنہ ۲۴۲۰ ق.م) کی شان میں کہی گئی تھی۔ لوگل زاگیسی کے دورِ حکومت میں سومیر امن و خوشحالی، مسرت اور تحفظ کا گہوارہ تھا۔ مذکورہ بالا سب نوشتے خصوصی طور پر قابلِ ذکر ہیں ورنہ اس 'قدیم یا کلاسیکی دور' کے بے شمار کتبے دریافت ہو چکے ہیں۔ اسی عہد کے سومیری نوشتوں میں شاہی مراسلت بھی شامل ہے۔ یہ خط و کتابت بادشاہ اور سرکاری حکام کے درمیان ہوتی تھی۔ کم از کم میرے علم کے مطابق سب سے قدیم خطوط وہ ہیں جو سنہ ۲۴۲۰ قبل مسیح میں لکھے گئے تھے، لیکن سومیری شاہی خطوط میں سب سے اہم وہ ہیں جو اُر شہر کے تیسرے حکمران شاہی خاندان (۲۱۱۲/۲۰۰۴ ق.م) کے عہد میں رقم کئے گئے۔ ان مراسلوں سے اس دور کے مختلف محرکات، مقاصد، حرص و لالچ، ترغیب، رقابتوں،

دشمنیوں اور پس پردہ ریشہ دوانیوں اور سازشوں کا پتہ چلتا ہے۔ یہ خط اس وقت یعنی
سنہ ۲۴۰۰ ق م تک کی ملنے والی دوسری تحریروں مثلاً نذر و نیاز اور تاریخی فارمولوں پر مبنی
نوشتوں کی طرح بالکل ہی روکھے پھیکے اور بے جان نہیں ہیں بلکہ ان میں فطرت انسانی
منہ سے پوری طرح بولتی نظر آتی ہے۔

اوّلین ادبی تحریریں

موجودہ معلومات کی بنا پر فی الحال یہ وثوق سے کہا جا سکتا ہے کہ
سومیریوں نے اپنی اوّلین ادبی نگارشات عراق میں رسم الخط
کی ایجاد کے کوئی ایک ہزار برس بعد سنہ ۲۵۰۰ ق م یعنی اب سے ساڑھے چار ہزار برس قبل
کے لگ بھگ لکھنا شروع کی تھیں مگر اب تک جو سب سے قدیم سومیری ادبی نوشتہ دستیاب
ہوا ہے وہ تقریباً سنہ ۲۴۰۰ ق م کا ہے۔ گو کم از کم مجھے اس بات کا پختہ یقین ہے کہ اس سے
قبل کے عہد یعنی "اوّلین دور" (سنہ ۲۵۰۰–۲۴۰۰ ق م) میں ہی کسی وقت ادب پارے سپرد قلم کیے
جانے لگے تھے اور یقیناً وہ وقت آئے گا جب ماہرین اس "اوّلین دور" (سنہ ۲۵۰۰–۲۴۰۰ ق م)
میں لکھی جانے والی ادبی تحریریں برآمد کر لیں گے۔

بہر حال زیر نظر یعنی "قدیم یا کلاسیکی دور" (سنہ ۲۴۰۰–۲۳۰۰ ق م) میں لکھی جانے والی
سومیری ادبی تخلیقات میں اساطیری اور رزمیہ کہانیاں، بھجن، مناجاتیں اور حکیمانہ اقوال
شامل ہیں۔ جن تحریروں سے سومیری قوم کا واضح طور پر سراغ ملتا ہے وہ سنہ ۲۵۰۰ ق م
سے زیادہ پرانی نہیں ہیں گویا یہ ایسے عہد میں رقم کی گئی تھیں جب عراق میں مذہبی مراکز
یعنی ایسے شہر پہلے ہی وجود میں آ چکے تھے جن میں کسی دیوی یا دیوتا کے مندر کو مرکزی
حیثیت حاصل ہوتی تھی اور یہ شہر مذہبی اہمیت کے حامل تھے۔

بہر حال اب سے ساڑھے چار ہزار سال قبل لکھی جانے والی نگارشات سومیریوں
کا تاحال قدیم ترین ادبی تحریری سرمایہ ہیں۔ یہ تحریریں مل چکی ہیں۔ مٹی کی ایک ٹھوس اسطوانہ
دستیاب ہوئی ہے جس پر بیس کالموں میں ایک اسطورہ (MYTH) رقم ہے یہ ۲۴۰۰ ق م

کے لگ بھگ ضبط تحریر میں لائی گئی تھی۔ بنیادی طور پر یہ اساطیری کہانی سومیریوں کے
عظیم ترین دیوتا اَن لِل اور اس کی بہن نِن ہُرسَنگ دیوی کے بارے میں ہے۔ ان دونوں
کے علاوہ اس کہانی میں دوسرے مقبول ترین دیوی دیوتاؤں مثلاً اِننا (اِن آنا) دیوی
اَن کی اور نِن اُرتا دیوتاؤں کا ذکر بھی ہے۔ اس کہانی کا پلاٹ تو ماہرین کی سمجھ میں پوری
طرح ابھی تک آ نہیں سکا ہے تاہم اس کے مفرد (الفاظ) فقروں اور بنیادی خصوصیات
سے ایک ایسے اسلوب اور ہیئت کا پتہ چلتا ہے جو کافی مدت کے بعد لکھی جانیوالی
اساطیر کے اسلوب اور ہیئت سے بہت مشابہ ہے گویا بات یہ بنی کہ سومیر (جنوبی عراق)
میں ادب صدیوں تک تسلسل اور یکسانیت کے ساتھ نشو ونما پاتا رہا۔ اس حقیقت کی تائید
سن ۲۴۰۰ قبل مسیح کی ہی ایک اور ٹوٹی ہوئی لوح پر لکھی ہوئی ایک ضمیاتی کہانی سے بھی
ہوتی ہے۔ یہ میتھ، اَن لِل دیوتا اور اس کے بیٹے طوفان کے دیوتا اِشکُر سے متعلق
ہے۔ اِشکُر عالم ظلمات میں غائب ہوگیا۔ غمگین دیوتا اَن لِل نے آسمانی دیوتاؤں اَنوناکی
کو مدد کے لئے بلایا اور پھر غالباً لومڑی نے اِشکُر کو پاتال (ظلمات۔ عالم اسفل)
سے واپس لانے کی رضاکارانہ پیش کش کی تھی۔ لومڑی سے وابستہ دانائی و چالاکی
کا یہ سومیری تصور وہی ہے جو بعد کے زمانے میں لکھی جانے والی ایک اور سومیری کہانی
میں بھی کسی حد تک ملتا ہے۔ یہ خوبصورت اور انتہائی اہم کہانی اَن کی دیوتا اور نِن ہُرسَنگ
دیوی کے گرد گھومتی ہے۔ علماء نے اسے "قصۂ فردوس" یا "جنت کہانی" کا عنوان بھی دیا
ہے یہ پوری کی پوری کہانی زیر نظر کتاب میں شامل کی جارہی ہے۔ یقینی بات ہے کہ
سینکڑوں برس کے دوران سومیریوں کا تحریری ادبی سرمایہ برابر بڑھتا رہا اور تیسری
ہزاری قبل مسیح کے اواخر یعنی اب سے کوئی سوا چار ہزار برس قبل تک تو سومیری ادبی
تخلیقات میں بے پناہ اضافہ ہوچکا تھا۔ یہ وہ وقت تھا جب سومیری درس گاہیں درس و
تدریس اور علم کا اہم مرکز بن چکی تھیں۔

ایسی حمدیں اور مناجاتیں بھی ملی ہیں جو شہری ریاست لاگاش کے نامور سومیری حکمران گودیا کے دور (۲۲۵۰ ق۔م) میں لکھی گئی تھیں۔ نپور سے ایک استوانہ پر رقم ایک حمد دستیاب ہوئی ہیں جس کی طرز تحریر سے پتہ چلتا ہے کہ اسے گودیا کے زمانے سے بھی پہلے لکھا گیا تھا۔ ان دونوں شواہد سے بھی یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ سومیری لٹریچر سوا چار ہزار سے بھی صدیوں قبل تخلیق کیا جا چکا تھا گو سومیریوں کا بیشتر ادب چار اور پونے چار ہزار سال پہلے کا لکھا ہوا ہے لیکن یہ بات پورے وثوق سے کہی جا سکتی ہے کہ ان کے ادب کا بہت بڑا حصہ ساڑھے چار اور پونے پانچ ہزار سال قبل تخلیق اور فروغ پذیر ہوا تھا اور آج سے سوا چار اور ساڑھے چار ہزار قبل بھی حمدیں اور منظوم اساطیری کہانیاں بڑی تعداد میں کہی جا رہی تھیں نہ صرف کہی بلکہ لکھی بھی جا رہی تھیں۔ ان ابتدائی ادوار کے یہ جو اتنی مختصر سی تعداد میں ادب پارے اب تک کھود کر نکالے جا سکے ہیں، اسے دراصل آثار کاوی کا اتفاق ہی کہا جائے ورنہ مجھے اس میں تو خیر کوئی شک و شبہ ہی نہیں ہے کہ اس دور کے بھی ادبی نوشتے قدیم سومیری شہروں کے کھنڈروں میں دبے پڑے ہیں اور کوئی وقت جاتا ہے کہ ماہرین انہیں بھی برآمد کر لیں گے۔

"نو" سومیری دور

۲۱۱۴ ق۔م تا ۲۰۰۴ ق۔م

یہ زمانہ "اُر" کی شہری ریاست کے تیسرے شاہی خاندان کے عہد حکومت ۲۱۱۴ قبل مسیح سے لیکر ۲۰۰۴ قبل مسیح تک یعنی اب سے کوئی سوا چار ہزار سال قبل سے لیکر چار ہزار برس قبل تک کی مدت پر محیط ہے۔ اُر کے اس تیسرے سومیری شاہی خاندان سے قبل چونکہ اکادیوں نے عراق میں سیاسی غلبہ حاصل کر لیا تھا اس لئے اکادی کو تحریری زبان کی حیثیت سے بھی بالادستی نصیب ہو گئی تھی اور سومیری زبان کی حیثیت سمٹ سمٹا کر سومیر کے اپنے محض دس ہزار مربع میل کے علاقے تک محدود ہو کر رہ گئی تھی۔ اُر کے تیسرے شاہی خاندان کے زمانے میں سومیریوں کو جب ایک مرتبہ پھر سیاسی اور عسکری قوت

لی تو اس کے ساتھ ساتھ سومیری زبان کا بھی تحریری لحاظ سے احیاء ہوا اور اس زمانے
میں بہت ساری سومیری ادبی تخلیقات سپردِ قلم کی گئیں۔ ۲۰۰۰ ق م کے لگ بھگ یعنی
کوئی چار ہزار سال پیشتر 'ار' کے تیسرے سومیری شاہی خاندان (جس نے دو سو برس
تک حکومت کی) کے آخری بادشاہ اِبی سِن کو ایران کے ایلامیوں نے شکست دے کر
قید کر لیا اور اس طرح سومیریوں کی سیاسی تشخص کے لحاظ سے حیثیت ختم ہو گئی۔ سومیری
زبان کا عمومی اثر اور مقبولیت ختم ہو چکی تھی بلکہ ایک لحاظ سے سومیری زبان مردہ ہو چکی تھی
کیونکہ اس وقت سومیر کو سامی نسل کے لوگ فتح کر چکے تھے۔ ———

--- اور سامی گروپ کی زبان رفتہ رفتہ سومیری زبان کی جگہ لے کر اس سرزمین
میں بولی جانے والی زندہ زبان کا درجہ حاصل کر چکی تھی۔ تاہم سامی فاتح کئی صدیوں تک
سومیری زبان کو علمی، ادبی اور مذہبی زبان کی حیثیت سے استعمال کرتے رہے، بالکل
اسی طرح جیسے رومی دور میں یونانی اور ازمنۂ وسطیٰ میں لاطینی زبان استعمال ہوتی رہی۔
سامیوں نے نہ صرف سومیری زبان کی علمی، ادبی اور مذہبی حیثیت برقرار رکھی بلکہ سومیری زبان
کا رسم الخط بھی اپنی سامی زبان کے لئے اپنائے رکھا۔ صدیوں عراق کے نہ صرف بابلی
اور اشوری بلکہ ارد گرد کی بہت سی دوسری اقوام مثلاً ایلامیوں، حریوں، حتیوں اور کنعانیوں
وغیرہ کے لئے سومیری زبان اور ادب کا مطالعہ درسگاہوں اور منشی خانوں کی بنیادی
ضرورت بنا رہا۔

'ار' کے تیسرے خاندان کے خاتمے اور شہر 'ار' کی المناک تباہی کے بعد اس شہر
کے پہلے شاہی خاندان (۲۰۱۷ ق م تا ۱۷۹۴ ق م) لارسہ شہر کے شاہی خاندان
(۲۸۲۵ ق م تا ۱۷۶۳ ق م) اور بابل کے پہلے حکمران خاندان (۱۸۹۴ ق م تا ۱۵۹۵ ق م)
کی حکومتیں قائم ہو گئیں۔ یہ سب حکمران خاندان سامی النسل تھے اور ان تینوں خاندانوں
پر مشتمل زمانہ "قدیم بابلی دور" (۲۰۲۵ ق م تا ۱۵۹۵ ق م) بھی کہلاتا ہے۔ اس دور

یں سومیریوں کا بہت سارا لٹریچر ضبط تحریر میں لایا گیا۔ نہ صرف پرانے ادب پاروں کی نئی نقول تیار کی گئیں بلکہ سومیریوں کا وہ بہت سارا ادب بھی، اب تک کی معلومات کے مطابق، پہلی مرتبہ لکھا گیا جو سینہ در سینہ منتقل ہوتا چلا آ رہا تھا۔ اب زیادہ سے زیادہ ادب پارے لکھے گئے خواہ وہ سابقہ زمانوں میں تخلیق ہوئے تھے یا اسی زیر نظر دور میں —— اس زمانے میں تحریر کردہ سومیری لٹریچر وافر مقدار میں دستیاب ہو چکا ہے۔ اور کتنی ہی ادبی تخلیقات ایسی ہیں جو سنہ ۱۷۵۰ قبل مسیح کے لگ بھگ لکھی گئی تھیں۔ رسم الخط اور دوسرے شواہد سے پتہ چلتا ہے کہ بہت سارے ادب پارے "ار" کے تیسرے حکمران خاندان (۲۱۱۲/۲۰۰۴ ق م) کے خاتمے کے بعد "متاخر سومیری دور" یعنی اب سے پونے چار ہزار سال (سنہ ۱۷۵۰ ق م) میں سپرد قلم کیے گئے۔ "اسِن" شہر کے حکمران خاندان (سنہ ۲۰۱۷ ق م سے ۱۷۹۴ ق م) بلکہ اس کے بعد تک سومیری درسگاہیں کام کرتی رہیں۔ ان مدرسوں میں اس دور سے پہلے کے سومیری لٹریچر کا مطالعہ کیا جاتا، نئی ادبی نقول تیار کی جاتیں اور بڑے ذوق و شوق اور سرگرمی مگر بہت احتیاط اور سوجھ بوجھ کے ساتھ سومیری ادب پاروں کی تدوین و ترتیب نو کی جاتی۔ گویہ حقیقت ہے کہ دوسری ہزاری قبل مسیح کے پہلے نصف کے عہد یعنی چار ہزار سے لے کر ساڑھے تین ہزار برس قبل کے درمیان سومیر میں سامی اکادی زبان بول چال کی زبان کی حیثیت سومیری زبان کی جگہ لے رہی تھی تاہم اس دوران بھی سومیری ادب پارے وجود اور ضبط تحریر میں آتے رہے۔ یہ حقیقت ہے کہ سومیری درسگاہوں میں متعین سامی زبان یعنی اکادی بولنے والے اساتذہ، شاعروں اور اہل قلم نے نت نئی سومیری ادبی تخلیقات کیں۔ ویسے قدرتی امر ہے کہ اکادی زبان بولنے والوں کی یہ نئی تخلیقات ہیئت اور مضمون، اسلوب اور نمونے کے لحاظ سے سابقہ ادب پاروں سے بہت قریب تھیں۔

قدامت کا موازنہ

آج ہم مختلف اقوام اور ملکوں کے لٹریچر سے بخوبی آگاہ ہیں ان میں عراق کے علاوہ مصر، شام، فلسطین (ارامی اور عبرانی وغیرہ) پاکستان، بھارت، یونان اور روم وغیرہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ پھر ابھی حال ہی میں شام کی ایک ہزاروں برس قدیم شہری ریاست 'ابلا' کے کھنڈروں سے بھی ان کے تخلیق کردہ لٹریچر پر مبنی الواح کثیر تعداد میں دستیاب ہوئی ہیں۔ اس میں تو خیر کوئی شبہ نہیں کہ قدیم اقوام مثلاً آریہ، عبرانیوں، یونانیوں، ہندوؤں اور رومیوں کے لٹریچر کے مقابلے میں عراق کی (صرف) ایک "قوم" سومیری کا ایسا لٹریچر فی الحال کم مقدار میں ملا ہے جسے پڑھا بھی جا چکا ہوگا مگر اس کی کمی کے باوجود سومیری ادب کی یہ فقید المثال اہمیت اپنی جگہ ٹھوس حقیقت رکھتی ہے کہ وہ مذکورہ بالا اقوام ہی نہیں، مصریوں سمیت دنیا کا ایسا قدیم ترین ادب ہے جو اتنی زیادہ مقدار میں نہ صرف دستیاب ہوتا ہے۔ بلکہ اس کا خاصا حصہ پڑھ بھی لیا گیا ہے۔ سومیری لٹریچر کی نسبت نہ صرف پاکستانی آریاؤں کی عظیم منظوم تخلیق ـــــ رگ وید ـــــ ایلیڈ اور اوڈیسے سمیت تمام یونانی ادب، رومی ادب عبرانیوں کی بائبل (عہد نامہ قدیم) اور بھارت کی رامائن و مہابھارت اور دوسرا تمام ہندو ادب بہت بعد کا ہے، بلکہ مصریوں کا بے پناہ ادب بھی بحیثیت مجموعی سومیری لٹریچر کی نسبت کم قدیم ہے۔ البتہ تھوڑا سا مصری لٹریچر ایسا ضرور ہے۔ جو تحریری صورت میں بھی بہت سے سومیری ادب پاروں سے زیادہ پرانا ہے اور سومیریوں کے "قدیم یا کلاسیکی دور" (سنہ ۲۶۰۰ تا ۲۴۰۰ ق م) کا ہم عصر ہے۔ جن فراعنہ اور بیگمات کے مقبروں کی کی دیواروں پر یہ مصری ادب کندہ ہے ان کا دور تقریباً سنہ ۲۵۶۰ ق م سے لے کر سنہ ۲۲۸۰ ق م تک مانا گیا ہے۔ بعض محققین کے خیال میں یہ مذہبی لٹریچر ان مقبروں میں سنہ ۲۳۵۰ ق م سے لے کر سنہ ۲۱۵۰ ق م کے بین بین رقم کیا گیا تھا گویا یہ اب سے ساڑھے چار ہزار سال قبل سے لے کر کوئی سوا چار ہزار برس کی درمیانی کسی بھی مدت

کا قرار دیا جاسکتا ہے۔ یہ مصری لٹریچر مذہبی نوعیت کا ہے اور جہاں تک مجھے علم ہے
مصر سے تاحال تحریری صورت میں اس سے زیادہ قدیم قابل ذکر تعداد میں ادبی تخلیقات
دستیاب نہیں ہوئی ہیں۔ ماہرین نے اس قدیم ترین مصری ادب کو "ہرمی ادب"
(PYRAMID TEXTS) کا نام دیا ہے۔ اس لئے کہ یہ عبارتیں چھ فرعونوں اور تین بیگمات
کے مقبروں کی دیواروں پر کندہ ہیں۔ جن فراعنہ کے مقبروں میں یہ مذہبی لٹریچر رقم
ہے۔ ان میں پانچویں شاہی خاندان کا آخری فرعون اُنی (اناس)۔ چھٹے شاہی خاندان
کے چار فراعنہ تیتی (تیتا)، پیپی اول، مرن را، پیپی دوم (نفر کارا) اور ساتویں خاندان
(۲۲۸۰ق۔م) کا حکمران اُبا (ابی) شامل ہیں۔ تین بیگمات کے نام اوجب تن، نیت اور
اپوئیت ہیں۔ ان تینوں کے مقبرے بھی الگ الگ ہیں اور تینوں پیپی دوم کی بیگمات تھیں۔ پیپی دوم وہ
حکمران ہے جس نے پوری دنیا کی تاریخ میں سب سے زیادہ مدت یعنی کوئی نوے
برس تک حکومت کی۔ ہرمی ادب سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ تیسری ہزاری قبل مسیح
کے دوران وہاں ادب نہ صرف تخلیق بلکہ لکھا بھی جارہا ہے لیکن اس دور کا مصری
ادب تحریری شکل میں اس لئے نہیں مل سکا ہے کہ مصری اپنے ادب پارے نباتاتی
"کاغذوں" (پیپرس) پر لکھتے تھے اور جو ضائع ہوچکے ہیں چنانچہ اس بات کا کوئی خاص
امکان نہیں ہے کہ اس دور کا مصری ادب اتنی مقدار میں مل سکے گا کہ سومیری ادب
کے اس ہم عصر مصری ادب کا بہت زیادہ نہ سہی تو معقول حد تک ہی جائزہ لیا جاسکے۔
شمالی شام کے قدیم شہر راس شامرہ (راس شمرہ) کی کھدائیوں کے دوران فرانسیسیوں
نے قدیم کنعانی ادبی تخلیقات تحریری شکل میں برآمد کیں۔ یہ کنعانی ادب پارے بھی سومیریوں
کی طرح الواح پر لکھے ہوئے ہیں۔ گو یہ کنعانی الواح مقابلتاً بہت ہی کم تعداد میں ہیں تاہم
ان سے یہ ضرور پتہ چل جاتا ہے کہ کنعانیوں کے ہاں بھی ایک وقت بہت ترقی یافتہ
لٹریچر موجود تھا۔ جہاں تک سومیری ادب کے مقابلے میں قدامت کی بات ہے

راس شامرہ سے پائی جانے والی کنعانیوں کی یہ تمام الواح ۱۴۰۰ء قبل مسیح میں لکھی گئی تھیں گویا یہ سومیریوں کی سب سے بعد کی 'ادبی الواح' سے بھی کئی سو سال بعد لکھی گئی تھیں۔

جہاں تک عراق کے سامی النسل بابلیوں اور اشوریوں وغیرہ کا سوال ہے ان کی ادبی تخلیقات بھی سومیریوں کے صدیوں بعد لکھی گئی تھیں۔ بابلیوں اور اشوریوں کی تحریری ادبی تخلیقات مثلاً آفرینش اور خیر و شر کی قوتوں میں ٹکراؤ کے موضوعات پر مبنی سات تختیوں پر لکھی ہوئی مشہور اور اہم بابلی ادبی تخلیق "انوما الش" (یعنی جب اوپر) بارہ الواح پر مرقوم "گلگامش کی داستان"، "عشتار کا سفر ظلمات"، 'اداپا کی کہانی' 'اتانا کی آسمان کو روانگی' 'زو کی کہانی' اور دوسرے عظیم بابلی ادب پاروں سے بھی صاف ظاہر ہے کہ یہ نہ صرف سومیری ادبی تخلیقات کے بعد میں لکھے گئے بلکہ ان میں سے متعدد ادب پارے اور ان کے موضوعات و مندرجات سومیری ادبیات سے براہ راست مستعار لئے گئے تھے۔

عبرانیوں (اسرائیلیوں) کے عہد نامہ قدیم (بائبل) کی قدامت کا جہاں تک سوال ہے اس کا بھی سومیری ادب سے کوئی تقابلہ اور موازنہ ہی نہیں کیونکہ بائبل کا کوئی نوشتہ بھی تین ہزار برس سے زیادہ قدیم نہیں کہا جا سکتا۔

یہ درست ہے کہ ادبیات قدیم میں سے بعض تخلیقات ایسی ہیں جو تہذیب انسانی کے مذہبی پہلوؤں پر بہت زیادہ اثر انداز ہوئی ہیں مثلاً پاکستان کے قدیم علاقوں میں بسنے والے آریاؤں کی تخلیق رگ وید، ایرانیوں کی اوستا، یونانیوں کی الیڈ اور اوڈیسے اور عبرانیوں کی بائبل (عہد نامہ قدیم) ــــ مگر قدامت کی بات جب آتی ہے ان پانچوں تخلیقات یعنی رگ وید، اوستا، الیڈ، اوڈیسے اور بائبل میں سے محققین کے عمومی نظریئے کے مطابق کوئی ایک بھی ایسی نہیں ہے کہ اسے اس کی موجودہ شکل میں پہلی

ہزاری قبل مسیح کے پہلے نصف سے قبل لکھا گیا ہو گا یا یہ مذکورہ کتابیں زیادہ سے زیادہ اڑھائی تین ہزار برس قدیم ہیں جبکہ سومیری ادبی نوشتے سنہ ۱۷۵۰ ق م سے لے کر کم از کم سنہ ۲۵۰۰ ق م تک تو لکھے ہی گئے تھے۔ اس طرح سومیری ادب پارے مذکورہ کتابوں سے ایک ہزار دو سو برس سے لے کر دو ہزار برس زیادہ تک قدیم ہیں۔

سومیری تحریروں اور رگ وید، اوستا، ایلیڈ، اوڈیسے اور بائبل وغیرہ میں ایک انتہائی اہم اور بہت بڑا فرق یہ ہے کہ ان پانچوں کتابوں کی عبارتیں اب جس حالت میں ہیں ان کے مؤلفین اور مرتبین نے اپنے مختلف اور گوناگوں مقاصد اور نکتہ ہائے نظر کو سامنے رکھتے ہوئے ان میں تغیر و تبدل کیا، ترامیم و اضافے کئے، انہیں ترتیب دی، تدوین کی۔ لیکن سومیری لٹریچر کے ساتھ ایسا ہرگز نہیں ہوا۔ چار اور ساڑھے چار ہزار برس قبل منشیوں نے الواح پر جس طرح سومیری ادب پاروں کو لکھا تھا۔ وہ اسی اصل صورت میں موجود ہیں۔ بعد کے مرتبین اور شارحین نے ان میں ہرگز کوئی تبدیلی نہیں کی اور نہ ہی پھر سے ان کی تدوین کی۔

ہم عصر لٹریچر کی دریافت

البتہ تحریری قدامت کے لحاظ سے اگر دنیا کا کوئی اور لٹریچر سومیری ادب کا مقابلہ کر سکتا ہے تو وہ ہے ملک شام کی ایک قدیم شہری ریاست 'ابلا' سے برآمد ہونے والا لٹریچر گو یہ ابھی تک قابل ذکر حد تک پڑھا تو نہیں گیا ہے تاہم اس کی نوعیت اور اصناف کا قدرے تعین ضرور کر لیا گیا ہے۔

شام کے شہر حلب سے تیس میل کے فاصلے پر جنوب میں موجودہ 'تل مردیخ' کے مقام پر روم یونیورسٹی کی ایک آثاریاتی ٹیم نے سنہ ۱۹۶۴ سے کھدائی شروع کی جو میرے علم کے مطابق کم از کم سنہ ۱۹۷۸ تک تو کوئی پندرہ برس تک مختلف مراحل میں ہوتی آ رہی ہے ہو سکتا ہے کہ یہاں اس کے بعد بھی آثار کاوی ہوتی رہی ہو۔ کھدائی کے دوران یہ انتہائی اہم

علمی اور سنسنی خیز انکشاف ہوا کہ تیسری ہزاری قبل مسیح کے دوران یہاں 'ابلا' نامی عظیم الشان شہر آباد تھا اور یہ شہری ریاست کا صدر مقام تھا۔ ابلا کی یہ شہری ریاست موجودہ شام کے رقبے سے بھی وسیع تر تھی اور یہ سنہ ۲۳۵۰ ق م سے لے کر سنہ ۲۲۵۰ ق م یعنی اب سے چار ہزار تین سو پچاس برس قبل سے لے کر سوا چار ہزار برس قبل تک مشرق وسطیٰ کی دو سب سے بڑی قوتوں میں سے ایک تھی۔ دوسری بڑی قوت عراق کے سامی النسل اکادیوں کی تھی جن کا دارالحکومت اکاد نامی شہر تھا۔ اکادیوں کی حکومت خلیج فارس سے لے کر بحیرۂ روم تک پھیلی ہوئی تھی۔ ابلا شہر کو اکاد کے مشہور بادشاہ نارام سِن (۲۲۵۴ تا ۲۲۱۸ ق م) نے ایسا تباہ کیا کہ پھر وہ سر نہ اٹھا سکا اور رفتہ رفتہ کوئی ساڑھے تین ہزار برس قبل آن کر بالکل ختم ہو کر کھنڈر بن کر رہ گیا۔ ماہرین کا اندازہ ہے کہ چار ہزار چار سو برس پہلے ابلا شہر اور اس کے مضافاتی محلوں کی آبادی دو لاکھ ساٹھ ہزار تھی۔

ابلا کی کھدائی کے دوران قصرِ شاہی سے ایک ایسا کمرہ برآمد ہوا جو شاہی دفتر خانہ تھا۔ اس میں مرقوم الواح لکڑی کے تختوں پر بطور ریکارڈ رکھی جاتی تھیں۔ جب نارام سِن نے ابلا شہر کو تباہ کیا تو اسے آگ بھی لگا دی۔ شاہی دفتر خانہ بھی آگ کی زد میں آیا اور لکڑی کے شیلف بھی جل کر رہ گئے۔ ساتھ ہی الواح زمین پر گریں اور بہت سی ٹوٹ پھوٹ بھی گئیں۔ مگر یہ آگ مفید بھی ثابت ہوئی اور وہ یوں کہ اس کی حدت سے کچی الواح پک کر مضبوط ہو گئیں اور ہزاروں سال تک ملبے میں دبے رہنے کے باوجود اب اکثر و بیشتر بہت عمدہ حالت میں نکل آئی ہیں۔ کھدائی کے دوران یہاں سے کوئی ساڑھے سولہ ہزار مرقوم تختیاں برآمد ہوئیں۔ بعض الواح تو بہت ہی بڑی ہیں کہ ایک ایک لوح پر ساٹھ ساٹھ کالم اور تین تین ہزار سطور لکھی ہوئی ہیں۔ یہ الواح چار ہزار چار سو برس قبل سے لے کر سوا چار ہزار برس قبل تک یعنی ڈیڑھ سو برس تک لکھی جاتی رہی تھیں۔ اٹلی کے ماہر لسانیات گیوانی پتیناتو کے خیال میں ان الواح میں سے بعض تو

کم از کم ساڑھے چار ہزار برس قبل لکھی گئی تھیں اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ابلا میں تحریر کا فن ۲۵۰۰ ق م سے بھی کہیں پہلے مروج ہو چکا تھا۔ ابلا میں کھدائی کرنے والی ٹیم کے قائد پروفیسر پاولو متھائی (PAOLO MATTHIAE) نے ان مرقوم الواح کی دریافت کو علمی دنیا میں "زلزلہ" قرار دیا ہے ان کا کہنا ہے کہ ان تختیوں کے مندرجات سے مشرق وسطیٰ کی قدیم تاریخ میں معلوماتی انقلاب آجائے گا۔ الواح کا رسم الخط سومیریوں کا ایجاد کردہ پیکانی (کیونی فارم) ہے، اگرچہ یہ ایسی زبان میں لکھی ہوئی ہیں جو پہلی بار دریافت ہوئی ہے یہ دراصل سامی زبان ہے اور سامی بھی اب تک سب سے معلوم قدیم زبان۔ ماہرین نے اس زبان کو بائبل کی اس عبرانی زبان کے قریب قرار دیا ہے جو ابلا کے زوال کے ایک ہزار برس بعد بولی جاتی تھی "ابلائی" (EBLAITE) زبان لبنان کے سامی النسل فونیقیوں کی زبان سے بھی مشابہ ہے۔ مذکورہ ابلائی زبان کو ان معنوں میں بھی سب سے قدیم تحریری سامی زبان بتایا گیا ہے کہ سامی کی دوسری شاخوں کے نوشتے ابلائی الواح کے ایک ہزار تین سو برس بعد کے ہیں۔

گو اب تک دنیا کی قدیم ترین تحریریں سومیریوں کی ہیں لیکن ابلا والوں کا چار ہزار چار سو قبل کا یہ اتنا بھاری تحریری ذخیرہ ہے کہ مختصر سے ایک ہی وقت (۲۴۰۰-۲۲۸۰ ق م) کی اتنی زیادہ تعداد میں یعنی ساڑھے سولہ ہزار مرقوم الواح کسی بھی اور جگہ یا ملک سے اب تک نہیں ملی ہیں، سومیر سے بھی نہیں۔ سومیر سے ملنے والی الواح کی تعداد ابلا کی تختیوں سے بدرجہا زیادہ ہے مگر یہ سومیری الواح ایک ہی دور کی نہیں ہیں بلکہ مختلف ادوار سے تعلق رکھتی ہیں۔ ڈاکٹر پتیناتو کے مطابق ابلائی دور (۲۴۰۰-۲۲۵۰ ق م) کی جس قدر الواح دستیاب ہوئی ہیں دنیا کے کسی بھی اور حصے سے اسی دور کی یا اتنی ہی قدیم ملنے والی الواح کی تعداد ابلا کی تختیوں کے مقابلے میں ایک چوتھائی بھی نہیں ہے۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہا جائے کہ اس دور (۲۴۰۰-۲۲۵۰ ق م) کی سومیر سے

اب تک جتنی الواح ملی ہیں وہ تعداد کے لحاظ سے اپنی ہم عصر ابلائی الواح کا چوتھا حصہ بھی نہیں ہے۔

ابلا سے پائے جانے والے لٹریچر کی وسعت کا پوری طرح تعین ماہرین ابھی تک نہیں کر سکے ہیں۔ کیونکہ ساڑھے سولہ ہزار الواح کے انبار میں ادبی تخلیقات کی تلاش کے لئے یقیناً خاصا وقت درکار ہے۔ تاہم قدامت کے اعتبار سے ایک بات وثوق سے کہی جا سکتی ہے کہ موجودہ شام کے قدیم شہر ابلا والوں کی بعض ادبی تخلیقات ایسی بھی مل چکی ہیں جو قدامت کے لحاظ سے "نوسومیری دور" (۲۱۱۲-۲۰۰۴ ق م) اور اس کے بعد لکھے جانے والے سومیری ادبی نوشتوں سے بھی زیادہ قدیم ہیں۔ اٹلی کے ماہرین کا کہنا ہے کہ ابلا سے ملنے والی ادبی تحریروں پر مبنی الواح کے مندرجات اور اور مضامین کا تنوع اتنا وسیع ہے اور ان ادبی اور لغوی نوشتوں کی اہمیت اور تعداد اتنی زیادہ ہے کہ اس لحاظ سے اسے دنیا کا سب سے قدیم لٹریچر قرار دیا جا سکتا ہے۔

قدیم ترین ڈکشنریاں

ابلا سے دریافت ہونے والی الواح کے مندرجات اور اور موضوعات اٹلی کے ماہرین کے خیال میں حیران کن حد تک متنوع ہیں۔ یہ موضوعات ادبی، لغوی، مذہبی، قانونی، تجارتی، اقتصادی، شاہی فرامین سرکاری مراسلت اور بین الاقوامی معاہدوں پر پھیلے ہوئے ہیں۔ ادبی اور مذہبی نوشتے اقوال حکیمانہ اساطیر، تخلیق کائنات اور طوفانِ عظیم کے بارے میں کہانیوں، دعاؤں حمدوں، مناجاتوں، قربانیوں اور مذہبی رسوم کے بیان پر مشتمل ہیں۔ اٹلی کے ماہرین کا کہنا ہے کہ تخلیق کائنات اور طوفانِ عظیم کے بارے میں ابلا سے ملنے والی کہانیاں عراق کے بابلیوں اور بائیبل (عہد نامہ قدیم) کی اسی سلسلے کی کہانیوں جیسی ہی ہیں۔ ابلا کے اس شاہی دفترخانے سے ڈکشنریاں بھی دستیاب ہوئی ہیں جو سامی زبان سے سومیری اور سومیری زبان میں سامی میں ہیں۔ اپنی نوعیت یعنی دو زبانوں پر مشتمل یہ

ڈکشنریاں دنیا میں سب سے قدیم ہیں۔ اگست ۱۹۷۶ء تک ایبلا سے دریافت ہونے والی ان لغات کی تعداد بتیس تھی۔ اقتصادی نوشتوں میں ایسی تحریریں بھی شامل ہیں جن میں دیوتاؤں کے لیے مندروں میں نذر کی جانے والی اشیاء خصوصاً اناج، مویشیوں، عمارتی لکڑی اور قیمتی پتھروں کا ذکر ہے۔ تاریخی یا وقائع نگاری پر مبنی ایسی الواح ملی ہیں جو شاہی فرامین، شاہی شادیوں کے معاہدوں، سرکاری مراسلت اور بین الاقوامی معاہدوں پر مشتمل ہیں۔ یہ معاہدے ایبلا کے حکمرانوں نے دوسری ہم عصر حکومتوں سے کیے تھے ایک ایسے معاہدے کا ذکر بھی ہے جو ایبلا اور 'اشور' (عراق) کے مابین ہوا تھا۔ قانونی اور سیاسی امور پر دیئے گئے فیصلوں، فوجی افسروں اور سفیروں کی رپورٹیں باجگزار حکمرانوں کی طرف سے ایبلا والوں کو دیئے جانے والے خراج اور تجارتی نوعیت کی مرقوم الواح بھی دستیاب ہوئی ہیں ایسی الواح بھی ہیں جن پہ جانوروں، پرندوں مچھلیوں، مقامات، مختلف پیشوں اور ذاتی ناموں کی فہرستیں درج ہیں۔ بہرکیف ایبلا کی ان چار ہزار چار سو برس قبل سے لے کر چار ہزار دو سو پچاس برس تک پرانی الواح کا اسی فیصد حصہ تجارتی، اقتصادی، باہمی سودوں اور لین دین کے مندرجات پر مبنی ہے۔

ہزاروں برس پہلے پاکستان میں لٹریچر

اب آیئے سومیری ادب کے مقابلے میں قدامت کے لحاظ سے پاکستانی علاقوں میں ہزاروں سال پہلے بسنے والے انتہائی مہذب قدیم پاکستانیوں اور ساڑھے تین ہزار سال پہلے ہمارے ملک میں آنے والے آریاؤں کی مشترکہ اہم تخلیق رگ وید اور اس سے متعلقہ مابعد کے زمانے کے ویدی اور ہندو لٹریچر کی طرف ——

یہاں ایک بات واضح کردوں کہ رگ وید کی تخلیق میں آریاؤں سے پہلے کے پاکستانیوں کے عقائد و افکار کا عملاً حصہ ہے اس کی تخلیق میں غیر آریائی قدیم پاکستانی شعراء کا بھی پورا پورا ہاتھ ہے۔ میں یہ تسلیم کر ہی نہیں سکتا کہ رگ وید خالصتاً اور صرف آریائی شاعروں

کی تخلیق ہے اس میں پاکستان کے قدیم علاقوں میں بسنے والے غیر آریائی شاعروں کا کوئی حصہ نہیں ——— بہرکیف یہ بڑی ہی بدقسمتی کی بات ہے کہ پاکستان کے چاروں صوبوں سرحد، پنجاب، سندھ اور بلوچستان میں پھیلی اس رفیع الشان تہذیب ——— جسے وادیٔ سندھ کا علمی نام دیا گیا ہے ——— کے دور کی تحریریں، نوشتے اور "کتابیں" اب تک نہیں مل سکی ہیں۔ اس لئے نہیں کہا جا سکتا کہ آریاؤں کی ہمارے ملک میں آمد سے قبل اور عراق میں سومیری دور کے ساتھ ساتھ، یعنی اب سے ساڑھے تین ہزار برس قبل سے لے کر ساڑھے چار اور پانچ ہزار برس پیشتر تک پاکستان میں طویل تحریروں، مختلف تحریری نوشتوں اور ادب یا لٹریچر کی نوعیت کیا تھی۔ مجھے اس بات کا یقین ہے کہ عراق اور مصر کے شانہ بشانہ چار، ساڑھے چار اور تقریباً پانچ ہزار برس پہلے پاکستان میں ہر طرح کا ادب تخلیق ہو رہا تھا، نہ صرف تخلیق ہو رہا تھا بلکہ مختلف قسم کے مختصر اور طویل نوشتے لکھے جا رہے تھے جو مذہبی بھی تھے، واقعاتی بھی تھے اور کاروباری، قانونی اور ادبی نوعیت کے بھی تھے۔ پھر یہ بھی کیا اتفاق ہے کہ چند حروف پر مشتمل مہروں کی شکل میں قدیم پاکستانیوں کے لکھے ہوئے ہڑپہ اور موئنجوڈارو وغیرہ سے جو چھوٹے چھوٹے ذخیروں کتبے برآمد ہوئے ہیں ان کی طرز تحریر بھی تو ابھی تک یقینی طور پر نہیں پڑھی جا سکی کہ آیا ان پہ کوئی ایسا اشارہ، استعارہ اور تلمیح درج بھی ہے جس سے کچھ قیاس آرائی کی جا سکے۔

ہڑپہ، موئنجوڈارو اور کوٹ ڈیجی وغیرہ سے مذکورہ قدیم پاکستانی دور کی ادبی اور دوسری نوعیت کی تحریریں نہ مل سکنے کی وجہ میرے نزدیک یہ ہے کہ اس زمانے کے پاکستانی نباتاتی چیزوں، چھلیوں اور شاید خصوصی طور پر اسی مقصد کے لئے تیار کی جانے والی کسی چیز پر اپنی طویل اقتصادی، کاروباری، قانونی، مذہبی اور واقعاتی تحریریں اور ادبی تخلیقات لکھتے تھے۔ ان کی یہ تحریریں ہزاروں برس تک قدیم پاکستانی شہروں

ہڑپہ اور موئنجوڈارو وغیرہ کے کھنڈروں میں دبے دبے ختم ہو کر رہ گئیں، اور کھدائیوں کے دوران دستیاب نہ ہو سکیں۔ ورنہ کوئی وجہ کہ ہزاروں برس پہلے پاکستانیوں نے عراق کے سومیریوں، اکادیوں، بابلیوں، اشوریوں اور ادھر مصریوں کے ہم پلہ اور اتنی ہی کثیر مقدار میں مختلف قسم کا لٹریچر تخلیق و تصنیف نہ کیا ہو۔

ہمارا پاکستان قدرتی مناظر کے لحاظ سے عراق اور مصر کی نسبت بدرجہا حسین اور خوبصورت ہے۔ مصر کو صرف اور صرف ایک دریا اور ایک عراق کو بڑے دریا محض دو نصیب ہوئے ہیں لیکن پاکستان کو تو قدرت نے سات بڑے دریاؤں سندھ (سندھو)، جہلم (ویتستا)، چناب (اسکنی)، راوی (پروشنی)، بیاس (وپاش)، ستلج (شتدری) اور ہاکڑہ (گھگر، سرسوتی) سے نواز رکھا تھا۔ ہری بھری وادیوں، برفپوش پہاڑوں، دلفریب جنگلوں، پرندوں سے معمور چھوٹی بڑی جھیلوں اور تالابوں کی بہاروں کی کیا کمی تھی۔ اقتصادی وسائل پاکستانیوں کے پاس مصریوں اور عراقیوں سے زیادہ تھے۔ پاکستانی ان سے زیادہ آسودہ خاطر اور خوشحال تھے۔ پاکستان میں ذہنی اور فکری بالیدگی اور سوچ و فکر کو بروئے کار لا کر مختلف قسم کی ادبی تخلیقات کے مواقع عراق اور مصر کی نسبت زیادہ تھے تہذیبی ترقی میں بھی پاکستانی مصریوں اور عراقیوں سے پیچھے نہ تھے۔ چنانچہ یہ کیسے ممکن ہے کہ قدیم پاکستانیوں کا دامن ادب، خوبصورت ادب کی تخلیق سے خالی اور عاری رہا ہو۔ انہوں نے ادب یقیناً تخلیق کیا تھا، سومیریوں، اکادیوں، بابلیوں اور مصریوں سے زیادہ مقدار میں، زیادہ دلکش، زیادہ فکر انگیز اور زیادہ اہم ادب تخلیق کیا تھا۔ 'رگ وید' کا بہت بڑا حصہ پاکستان میں تخلیق کیا گیا اور اس کی وہ خوبصورت ترین نظمیں پاکستان میں تخلیق ہوئیں جو صبح کی دیوی اُوشا اوشاس۔ اوشش، اور آسمان کے ایک دیوتا ورونا کی شان میں ہیں۔ اوشا کی شان میں کہی گئی یہ نظمیں اتنی خوبصورت اور دلکش ہیں کہ دنیا کے کسی بھی ادب میں ان کا جواب نہیں ہے۔

بہرحال میں پاکستان کے اس دور کی ادبی تخلیقات کی دستیابی کے سلسلے میں مایوس نہیں ہوں۔ کبھی آس بندھتی ہے کہ شاید ہڑپہ اور موئنجوڈارو کی مزید کھدائی کے دوران ہی پاکستان کے قدیم ادب پارے اگر کسی طرح کے مصنوعی مواد پر نہیں تو کسی لوح، کسی سنگ سل وغیرہ پر ہی لکھے ہوئے مل جائیں۔ اور انہیں تو ڈاکٹر محمد رفیق مغل کے نو دریافت شدہ ہڑپہ اور موئنجوڈارو کے ہم عصر اور اتنے ہی وسیع و عریض شہر گنویری والا (بہاولپور ڈویژن) کے کھنڈرات کی کھدائی کے دوران حسنِ اتفاق سے پاکستانیوں کی ہزاروں سال پرانی ادبی تخلیقات کسی نوع کی تحریری صورت میں برآمد ہو جائیں۔

برِصغیر کا قدیم ادب

برِصغیر کے تا حال قدیم ترین لٹریچر کو مضامین اور زبان کی نوعیت کے لحاظ سے دو حصوں یا ادوار میں تقسیم کیا گیا ہے پہلا حصہ "ویدی دور یا ویدی لٹریچر" کہلاتا ہے اور یہ نام اسے اس لئے دیا گیا ہے کہ اس کے مضامین کی نوعیت خالصتاً مذہبی ہے۔ اس پہلے حصے میں چاروں وید یعنی رگ، سام، یجر اور اتھروید، براہمنز (براہمنا)، اُپنشد، آرن یک، وید انگ اور سُوتر نامی تصانیف پر مبنی لٹریچر آتا ہے (اس سے پہلے حصے یعنی ویدی لٹریچر کو بھی تین شاخوں میں بانٹ دیا گیا ہے جس کی تفصیل آگے آتی ہے۔

مذکورہ قدیم ترین لٹریچر کا دوسرا حصہ یا دور وہ ہے جو بقول بعض محققین تقریباً سنہ۵۰۰ ق م یعنی اب سے کوئی اڑھائی ہزار سال پہلے اور کچھ محققین کے خیال میں سنہ۲۰۰ ق م یعنی اب سے کوئی سوا دو ہزار سال پیشتر شروع ہوا اور ۱۰۰۰ء تک جاری رہا۔ اس دور کا پورے کا پورا لٹریچر چونکہ خالص سنسکرت زبان میں ہے۔ اس لئے اسی مناسبت سے یہ "سنسکرت ادب" کہلاتا ہے۔ جیسا کہ اوپر کہا جا چکا ہے کہ اس کی تصنیف و تحریر کا سلسلہ آج سے اڑھائی یا سوا دو ہزار سال پہلے سے شروع ہو کر سنہ۱۰۰۰ء تک چلتا رہا۔ یہ سنسکرتی لٹریچر ویدی ادب کی طرح مکمل طور پر مذہبی نہیں ہے،

اس میں نصائح اور مذہبی رنگ بھی موجود ہے۔ اس کی حیثیت ادبی بھی ہے اور مختلف علوم اور دنیاوی امور بھی اس کا حصہ ہیں مثلاً فلسفے وغیرہ علوم پر مبنی تصانیف، رامائن اور مہابھارت جیسی عظیم رزمیہ داستانیں، رومانی افسانے، قصے اور کہانیاں اور بھارت کے عظیم ترین قدیم شاعر اور ڈرامہ نگار کالی داس کے شکنتلا، وکرم اُروسی جیسے شاہکار ڈراموں سمیت دوسرے ڈرامہ نگاروں کے بہت سے ڈرامے اس سنسکرتی لٹریچر کا حصہ ہیں۔ بعض محققین کا کہنا ہے کہ متعدد شاعر تھے جنہوں نے اعزازی طور پر اپنا نام کالی داس رکھا ہوا تھا۔ کچھ کے خیال میں کالی داس اجین (بھارت) کے راجہ وکرمادتیہ کے درباری نورتنوں میں سے تھا۔ اس وکرمادتیہ کا عہد حکومت ۵۶ ق م سے شروع ہوا تھا۔ بعض کا خیال ہے کہ وہ چھٹی صدی عیسوی یعنی اب سے کوئی چودہ سو برس قبل ہونے والے راجہ ہرش وکرمادتیہ کے دربار سے منسلک تھا۔ کچھ محققین کالی داس کا زمانہ تیسری صدی عیسوی کا آغاز اور بعض دوسری صدی عیسوی قرار دیتے ہیں۔ کالی داس سے ایک اور ڈرامہ 'مالوی کاگنمترا' بھی منسوب کیا جاتا ہے۔ 'رگھوونس'، 'کمار سمبھو'، 'میگھ دوت'، 'رتوسمہارا' اور 'نالودیا' نامی مشہور اور دلکش نظموں کا خالق بھی کالی داس کو بتایا جاتا ہے۔ مگر محققین کو شبہ ہے کہ کالی داس ہی ان تمام خصوصاً آخری نظم کا بھی خالق تھا۔

ویدی ادب

مگر میں یہاں برصغیر کے قدیم ترین لٹریچر کے صرف پہلے حصے یعنی "ویدی لٹریچر" کے بارے میں تفصیل سے کچھ کہوں گا۔ رگ وید، اور اس سے متعلق لٹریچر "ویدی ادب" (VEDIC LITERATURE) کہلاتا ہے اور یہ 'ویدی لٹریچر' تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

(۱) پہلا حصہ چار منظوم مجموعوں یعنی رگ وید، سام وید، یجروید اور اتھروید پر مشتمل ہے۔

(۱۱) دوسرا حصہ تین قسم کی تصانیف یعنی براہمنز (براہمنا)، آرن یک اور اُپ نشد نامی کتب پر مشتمل ہے۔ یہ تینوں ایک دوسرے سے تعلق رکھتی ہیں اور ان کی تخلیق و تحریر میں صدیاں لگیں مگر یہ رگ وید کے بعد ہی کی تصانیف ہیں وہ کتابیں جو چاروں ویدوں کے سلسلے میں براہمنوں نے اپنے لئے لکھیں، براہمنز (براہمنا) کہلاتی ہیں۔ چند ایک کو چھوڑ کر باقی تمام نثر میں ہیں۔ ہر وید سے متعلق یا وابستہ براہمنزوں کی تعداد ایک سے زیادہ ہے ان میں قربانی اور نذر و نیاز کی رسموں کی ادائیگی کے طریقوں کے سلسلے میں عملی ہدایات کا ذکر ہے اور مذہبی رسوم کے معانی اور مطالب کی تشریح کی گئی ہے۔ براہمنزوں میں مذہبی رسوم اور ارکان کو نہ صرف تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے بلکہ مصنفین نے ان کی اہمیت، جواز اور فائدے کو ثابت کرنے کی سعی کی ہے۔ ان کتابوں کی زبان وید اور سنسکرت کی درمیانی زبان ہے اور یہ سنسکرت سے زیادہ قریب ہے۔ آرن یک کے نام سے جو کتابیں لکھی گئیں وہ ریاضت اور گیان دھیان کے موضوعات پر مبنی ہیں۔ ہندوؤں کے نزدیک ان کتابوں کا پڑھنا اور ان کے احکام پر عمل کرنا صرف اس وقت ضروری ہوتا ہے جب برہمن تارک الدنیا ہو کر جنگلوں میں جا کر رہنے لگیں۔ (برہمن یا براہمن یعنی عقلمند، زیرک۔ براہمن کا ایک مطلب پوجا کرانے والے کے بھی ہیں۔ پوجا کرانے والے کے معنی میں لفظ براہمن رگ وید میں کم از کم چھیالیس مرتبہ آیا ہے۔)

"اُپ نشد" کے نام سے جو کتابیں لکھی گئیں ان میں "آرن یک" کے مندرجات سے متعلقہ نفس اور کائنات کے موضوعات کے بارے میں مذاکرات اور بحث مباحثے درج ہیں۔ ان کتابوں میں کائناتی فلسفہ بیان کیا گیا ہے۔ پہلے ان کتابوں (اُپ نشدوں) کو ویدانت (ویدوں کا تتمہ) کہا جاتا تھا۔ خاص بات یہ ہے کہ اُپ نشدوں نے تاویل اور تعبیر کو بروئے کار لا کر رگ وید کے تخیل اور مذہب کو بدل کر رکھ دیا۔ "اُپ نشد" کا مطلب ہے "پاک صاف ماحول میں بیٹھ کر احترام کے ساتھ سننے سنانے کی چیز۔"

(iii) ویدی لٹریچر کا تیسرا حصہ 'سوتروں' پر مشتمل ہے۔ اس تحریری ادب کی تخلیق براہما (براہمنز) کے ساتھ ساتھ شروع ہو گئی تھی۔ سوتری تصانیف کی تقسیم دو حصوں میں کی گئی ہے پہلی نوع کے مندرجات ویدوں اور براہمنا سے براہِ راست لئے گئے ہیں۔ ان کا دوسرا حصہ رسموں اور روایت پر مبنی ہے۔ سوتری لٹریچر ان چھ مضامین پر مشتمل ہے (i) شکشا (تلفظ وغیرہ)، (ii) چھند (عروض)، (iii) ویاکرن (قواعد صرف و نحو)، (iv) نرکت (لغت) (v) جیوتش (نجوم)، اور (vi) کلپ (مناسک و مسالک)

اس پہلے دور یا حصے یعنی ویدی لٹریچر کی زبان ویدی بھی ہے اور سنسکرت بھی سنسکرت اس حصے کی کے آخری دور میں تخلیق ہونے والی تصانیف کی زبان ہے اور ویدی زبان ابتدائی لٹریچر یعنی ویدوں کی زبان ہے۔ ویدی لٹریچر کی تخلیق کا زمانہ نے کم از کم پندرہویں صدی قبل مسیح سے لے کر دوسری صدی قبل مسیح (۱۵۰۰ تا ۲۰۰ ق م) تک ہے۔ گویا چاروں ویدوں اور ان سے متعلق دوسری مذہبی تصانیف (براہمنز، اپنشد، آرن یک، ویدانگ اور سوتر وغیرہ) کی تخلیق و تصنیف کا سلسلہ ۲۰۰ ق م یعنی سوا دو ہزار سال پہلے تک جاری رہا۔ اور اگر رگ وید کو چودہویں صدی عیسوی میں تحریری طور پر کتابی شکل دینا مان لیا جائے۔ (جیسا کہ بیشتر محققین کا خیال ہے) تو پھر یہ لٹریچر اب سے صرف چھ سو سال قبل تک لکھا جاتا رہا۔

رگ وید پاکستان میں تخلیق ہوا تھا

رگ وید کا بیشتر حصہ ہمارے اپنے پاکستان ہی میں تخلیق ہوا تھا اور قدیم پاکستان کے غیر آریائی اور نو وارد آریائی شعرا کا کلام اس منظوم کتاب (رگ وید) میں شامل ہے۔ رگ وید میں پاکستان کا نام 'سپت سندھاوا' (سات دریاؤں کی سرزمین۔ سات دریاؤں کا ملک) آیا ہے۔ تعجب کرنے کی بات یہ ہے کہ رگ وید کی تخلیق میں آریاؤں سے بھی پہلے ہمارے ملک میں موجود انتہائی متمدن و مہذب

اور پڑھے لکھے قدیم پاکستانیوں کا کتنا عمل دخل ہے، رگ وید کا کونسا اور کتنا حصہ ایسا ہے جو غیر آریائی پاکستانی شعرا نے تخلیق کیا تھا اور یہ کہ رگ وید کی نظموں کی تخلیق میں غیر آریائی پاکستانیوں کا کتنا اثر رہا ہوگا اور اس کتاب (رگ وید) سے قدیم پاکستانی علاقوں، پاکستانیوں اور یہاں کے دوسرے فطری اور انسانی حالات کے بارے میں کیا کچھ معلوم ہو سکتا ہے۔ یہ کام خصوصاً رگ وید میں قدیم پاکستانی شعرا کے اثرات و تخلیقات کا پتہ لگانا بہت ہی دشوار مگر ناممکن بھی تو نہیں ہے۔ شاید یہ وقت اور تحقیق طلب اور اہم کام بھی کر ہی لیا جائے۔

گو رگ وید کی نظموں میں اس دور کے بارے میں بھی متعدد اشارے ملتے ہیں جب آریا ابھی پاکستان میں وارد نہیں ہوئے تھے۔ تاہم رگ وید کی بیشتر شاعری وہی ہے جس کا تعلق پاکستان سے ہے اور یہ پاکستان ہی میں تخلیق کی گئی۔ ایسی شاعری بھی ہے جو آریاؤں نے پاکستان میں صدیوں رہنے کے بعد بھارت میں جا کر تخلیق کی۔ پاکستان پر جب آریہ حملہ آور ہوتے اور یہاں پھیلتے گئے تو یوں ہوا کہ پاکستان میں اپنی آمد سے قبل کی شاعری آریہ بھولتے چلے گئے اور جیسے جیسے تغیر پذیر حالات و واقعات کا تقاضا ہوا اسی کی مطابقت سے نت نئی نظمیں تخلیق ہوتی چلی گئیں۔

بہرکیف پاکستان کے آریاؤں نے رگ وید کا زیادہ تر حصہ پاکستان ہی میں تخلیق کیا تھا۔ ویسے بعض یورپی محققین کا کہنا ہے کہ رگ وید کا بڑا حصہ پاکستان (پنجاب) میں نہیں بلکہ اس کی بیشتر نظمیں بھارت کے سابقہ انبالہ ڈویژن کے جنوب یعنی موجودہ بھارتی صوبے ہریانہ میں تخلیق کی گئی تھیں اور یہ مغربی علماء اپنے اس خیال کی تائید میں دلیل یہ دیتے ہیں کہ رگ وید میں عناصر فطرت کے حسن کا، تو، بادلوں کی ہولناک گرج، بجلی کی کڑک اور جن طوفانی پُرشور بارشوں کا ذکر ہے اس کا سماں تو ہریانہ میں ہوتا ہے پاکستان (پنجاب) میں نہیں اور یہ کہ چونکہ پاکستان میں آج

کل برسمی بارشیں خاموشی، خاموش اور نرمی و آہستگی کے ساتھ ہوتی ہیں اس لئے آریائی دور میں بھی اسی طرح کی بارشیں پاکستان میں ہوتی ہوں گی۔ ہم پاکستانی جو اپنے ہاں کی موسمی اور بے موسمی شدید، خوفناک اور طوفانی بارشوں کا خوب تجربہ رکھتے ہیں، اچھی طرح جانتے ہیں کہ بعض مغربی محققین کی مذکورہ دلیل کس قدر بے وزن اور ہلکی ہے اور ہمارے موسموں، ہمارے ہاں کی فضاؤں اور وحشی پیغامِ فطرت کے شدید تصادم اور بارشوں کی نوعیت سے کس قدر لاعلمی اور عدم واقفیت پر مبنی ہے۔ ان مغربی علماٗ کو اب کوئی یہ کیوں نہ بتاتے کہ موسم برسات کا ہو یا بے موسمی بارش کا، پانی تو ہمارے پاکستان میں دل ہلا دینے والی گرج اور کڑک کے ساتھ بھی پڑتا ہے اور پورے طمطراق اور پُرشور انداز میں برستا ہے۔ ہوشربا قسم کے ریتلے اور ہواؤں کے رونگٹے کھڑے کر دینے والے پکتے جھکتے طوفان بھی بادلوں اور بجلیوں کے ساتھ دست و گریباں ہوتے، انہیں اپنے جلو میں لیتے دہشتناک بارشیں برساتے آتے ہیں اور گزرتے چلے جاتے ہیں۔ موسمی تو موسمی یہاں تو بے موسمی بارش بھی قیامت بن کر سر سے گزر جاتی ہے۔ آج اٹھائیس فروری ۱۹۸۱ء کی ہی بات کرتا ہوں۔ اس وقت رات کے دو بج رہے ہیں جب کہ میں یہ سطور لکھ رہا ہوں۔ اعصاب شکن قسم کی گرج، کڑک اور خیرہ کن چمک ہے۔ ہوا بھی سیٹیاں بجاتی خوب تیز چل رہی ہے۔ پوری تندی کے ساتھ پانی برسے جا رہا ہے۔ اولے بھی پڑے ہیں۔ سنسناتی بارش کا یہ سلسلہ رات کے بالکل ابتدائی حصے سے شروع ہوا اور طویل وقفوں میں، تھم تھم کر، ابھی تک شاید تیسری بار جاری ہے۔ کیا یہ رگ وید کا سماں نہیں بندھ رہا؟۔ اگر مغربی محققین اس دلیل کا سہارا لیتے ہیں کہ چونکہ موجودہ دور میں پاکستان میں چپ چپاتے بارش ہوتی ہے اسلئے ساڑھے تین ہزار برس قبل بھی ایسا ہوگا تو پھر میں حقائق کے پیشِ نظر یہ کیوں نہیں کہہ سکتا کہ آج کل کے زمانے میں ہمارے ہاں

چونکہ بلاخیز انداز میں بھی بارش ہوتی ہے۔ بار و گرد کے ہولناک طوفان آتے ہیں لہٰذا ہزاروں سال پہلے بھی ضرور ایسا ہوتا ہوگا اور جب یقیناً ایسا ہوتا تھا تو کیا رگ وید کے خالق شعراء نے پاکستان کی ان موسمی کیفیات کا مشاہدہ نہیں کیا ہوگا؟ اور جب یقینی طور پر انہوں نے یہ مشاہدہ کیا تھا تو ان عناصرِ فطرت کی کش مکش اور سخت بارشوں کے سلسلے کی نظمیں شعراء نے یہاں اپنے مشاہدات کو بروئے کار لاتے ہوئے پہلے یقیناً پاکستان ہی میں تخلیق کی تھیں۔ بھارت کے ہریانہ کی باری تو صدیوں بعد جا کر آئی تھی۔

رگ وید

جیسا کہ میں کہہ چکا ہوں کہ 'ویدی لٹریچر' کا پہلا حصہ چار منظوم مجموعوں رگ وید، سام وید، یجروید اور اتھروید پر مشتمل ہے اور رگ وید ان میں سب سے اہم اور پورے ویدی ادب کی بنیاد ہے۔ اس کتاب کا پورا نام "رگ وید سمھتیہ" ہے۔ 'رگ (رک)' کے معنی ہیں 'راگ (گیت)' 'وید' کے معنی ہیں علم اور سمھتیہ کا مطلب ہے مجموعہ یا کلیات۔ لفظ وید کا مخرج 'ود' ہے جس کے معنی ہیں جاننا (یعنی علم، مقدس علم)۔

رگ وید میں دس منڈل (کتابیں) ہیں۔ منڈل کے معنی 'دور' کے ہیں چنانچہ 'منڈل' کے معنی کتاب کے لئے گئے ہیں۔ ان دس منڈلوں یعنی کتابوں میں ایک ہزار سترہ (۱۰۱۷) سُوکت یعنی بھجن (حمد، مناجات) ہیں۔ تاہم آٹھویں کتاب (منڈل) کے گیارہ بھجن یا گیت ایسے ہیں جن کے بارے میں محققین کا خیال ہے کہ وہ بعد میں شامل کئے گئے تھے۔ اس طرح اگر انہیں بھی شمار کر لیا جائے تو بھجنوں یا حمدوں کی کل تعداد ایک ہزار اٹھائیس (۱۰۲۸) بنتی ہے۔ رگ وید میں دس ہزار چار سو سترہ (۱۰۴۱۷) رِک — (اشلوک — بند — قطعات) اور بقول بعض قطعات کی تعداد دس ہزار چار سو دو سے لے کر دس ہزار چھ سو بائیس تک ہے۔ یہ وید ایک لاکھ ترپن ہزار آٹھ سو چھبیس (۱۵۳۸۲۶) پد یعنی الفاظ اور چار لاکھ تینتیس ہزار سات سو (۴۳۳۷۰۰) حروف پر مشتمل ہے۔

رگ وید کی ہر کتاب میں حمدوں یا مناجاتوں (بھجنوں، گیتوں) کی تعداد مختلف ہے پہلی کتاب ایک سو اکانوے (۱۹۱)، دوسری کتاب تینتالیس (۴۳)، تیسری باسٹھ (۶۲) چوتھی اٹھاون (۵۸)، پانچویں ستاسی (۸۷)، چھٹی پچہتر (۷۵)، ساتویں ایک سو چار (۱۰۴)، آٹھویں بانوے (۹۲) نویں ایک سو چودہ (۱۱۴) اور دسویں کتاب ایک سو اکانوے مناجاتوں پر مشتمل ہے۔ پہلی اور دسویں کتاب (منڈل) کے بھجنوں کی تعداد یکساں ہے۔ آٹھویں کتاب کے بانوے بھجنوں میں گیارہ اضافہ شدہ بھجن بھی شامل کر لئے جائیں تو پھر اس کتاب کے بھجن ایک سو دو (۱۰۲) اور رگ وید کے کل بھجن ایک ہزار اٹھائیس (۱۰۲۸) ہو جاتے ہیں۔

اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ رگ وید کو موجودہ شکل میں حتمی طور پر کتابی صورت دیئے جانے سے قبل اس میں کچھ گیتوں کا اضافہ کر دیا گیا تھا۔ دسویں کتاب (منڈل) میں کچھ قدیم اور اس کے ساتھ ساتھ کچھ نیا مواد بھی شامل کیا گیا۔ ایک خیال یہ بھی ہے کہ شروع شروع میں رگ وید پہلی چھ کتابوں (منڈلوں) پر مشتمل تھا مگر بعد کے زمانے میں اس میں چار مزید منڈلوں (کتابوں) کا اضافہ کر دیا گیا اس طرح منڈلوں کی کل تعداد دس ہو گئی۔ رگ وید کی پہلی چھ کتابوں کی طرز یکساں ہے۔ انہیں "خاندانی کتب" کہا جاتا ہے۔ وجہ اس کی یہ کہ خالق شعرا نے ان چھ کی چھ کتابوں کو کسی نہ کسی خاص خاندان یا پھر اس خاندان کے افراد سے منسوب کیا ہے۔ رگ وید کی ہر کتاب (منڈل) میں متعدد 'انوواک' (ابواب) ہیں اور ہر باب سوکتوں (بھجنوں، نظموں) پر مشتمل ہے۔ بھجن میں 'بند' ہوتے ہیں۔ عام طور پر بھجن میں بند دس بارہ ہی ہوتے ہیں ویسے بھجنوں میں بند تین سے لے کر اٹھاون تک ہیں۔

رگ وید کے شاعر

رگ وید کسی ایک شاعر کی نہیں بلکہ بہت سارے پروہت شاعروں کی تخلیق ہے۔ انہیں آریاؤں کے قومی اور 'درباری'

شاعر کہنا چاہیئے۔ ویسے تو مذہبی لوگوں کا خیال ہے کہ رگ وید کے بھجن رشیوں (عارفوں) پر نازل ہوتے تھے اور یہ الہامی ہیں۔ اسی خیال کو ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ دراصل ان رشیوں نے یہ بھجن تخلیق کئے تھے۔ رگ وید کے خالق شاعروں کے نام نہ صرف ہر بھجن (حمد) کے شروع میں درج ہیں بلکہ بھجن کے متن میں ان کے نام مذکور ہیں۔ عموماً التزام یہ برتا گیا ہے کہ جس شاعر کا نام اس کے تخلیق کردہ بھجن کے اوپر دیا گیا ہے اکثر و بیشتر یہی نام بھجن میں بھی موجود ہے۔ ان شعرا کا حقیقی وجود مشتبہ ہے کہ آیا سب کے سب ہی واقعی جیتے جاگتے لوگ تھے؟ کیونکہ بعد کے زمانوں تک آتے آتے یہ رشی شاعر افسانوں اور قصے کہانیوں کے انبار میں کھو کر رہ گئے۔

دراصل آریہ مختلف قبائل کا مجموعہ تھے اور یہی قبائل مجموعی طور پر آریہ کہلاتے۔ ان کے ہر قبیلے، فرقے اور حکمران خاندان سے کوئی نہ کوئی مغنّی شاعر، شاعروں کا کوئی نہ کوئی خاندان وابستہ رہتا تھا۔ رگ وید کی دوسری سے لے کر ساتویں تک کی کتابیں مختلف پروہت خاندانوں سے منسوب ہیں یعنی ان چھ کتابوں کو پروہت شاعروں کے مختلف خاندانوں نے تخلیق کیا تھا۔ پہلی کتاب (منڈل) کا پہلا حصہ (پہلے سے لے کر پچاسویں بھجن تک) اور آٹھویں کتاب پروہت شاعروں کے 'کنو' نامی خاندان سے منسوب ہے۔ گویا یہ شاعر پروہت تھے۔ جیسا کہ کہا جا چکا ہے کہ ان پروہت شاعر مغنّیوں کے نام رگ وید کے بھجنوں میں ملتے ہیں۔ اکثر یہ شاعر نسل در نسل اپنے اپنے قبیلوں سے منسلک رہتے تھے۔ البتہ بعض اوقات وشوامتر کی طرح کوئی شاعر ایسا تھا کہ کسی دوسرے قبیلے سے بھی جا ملتا تھا۔ وشوامتر پہلے (روایت کے مطابق) کشتری تھا مگر پھر اپنی سخت تپسیا (عبادت و ریاضت) کے طفیل برہمن ذات میں شامل ہو گیا۔ وہ ابتدا میں ترت شو نامی قوم کے حکمران 'سوداس' کا پروہت شاعر تھا۔ اس کے پروہت خاندان کا نام کوشیک تھا۔ بعد میں وشوامتر سوداس کے مخالف آریائی قبیلے سے جا ملا اور پھر دریا سے

راوی کے کنارے رگ ویدی زمانے میں دس راجاؤں کی مشہور جنگ لڑی گئی۔ سوداس نے اپنے پروہت شاعر وائشستھ کی مدد سے وشوامتر اور اس کے نئے سرپرستوں بھرت اور پورو قوم کو بری طرح شکست دی۔

بہرحال یہ پروہت شاعر پوجا پاٹھ کرنے اور مذہبی گیت تخلیق کرنے کے علاوہ اپنی قوم اور قومی سربراہوں کی منظوم مدح سرائی کرتے تھے۔ ان نظموں کی نوعیت منقبت اور مدحت کی ہے۔ یہ لوگ دیوی دیوتاؤں کی شان میں جو حمدیں یا نظمیں کہتے تھے انہیں مذہبی رسوم کی ادائیگی کے وقت گایا اور پڑھا جاتا تھا۔ انہی نظموں کو رگ وید کی تحریری صورت دے دی گئی۔ میں یہاں ان تمام شاعروں کے نام دینا چاہتا ہوں۔ جن کا تذکرہ رگ وید کی نظموں میں ہے۔ متعدد شاعر ایسے ہیں جنہوں نے نہ صرف یہ کہ متعدد نظمیں تخلیق کیں بلکہ مختلف کتابوں کی نظمیں تخلیق کیں چنانچہ ان کا نام ایسی تمام نظموں کے ساتھ (ایک سے زائد بار) آتا ہے جن کے وہ خالق تھے۔ میں نے ایسے شاعروں کا نام صرف ایک بار ہی لکھنے پر اکتفا کی ہے تاکہ ان کے نام بار بار نہ آنے پائیں۔ ان میں سے بہت سے شاعر نہ صرف پاکستانی آریائی (PAKISTANI ARYAN) تھے بلکہ میرے نزدیک تو کچھ شاعر غیر آریائی پاکستانی بھی تھے۔ جو صورت بھی رہی ہو میرے نزدیک درست یہ یہ ہے کہ رگ وید کے بہت سارے شعرا پاکستانی تھے۔ خواہ وہ پاکستانی آریہ رہے ہوں یا غیر آریائی پاکستانی۔ ذیل میں محض ایسے شاعروں کے نام دے رہا ہوں جو مجھے رگ وید سے دستیاب ہو سکے ہیں۔

رگ وید کی پہلی کتاب (منڈل) کے شعراء میں مدہوچ چھنداس، میدھاتیتی (جیتا)، میدھاتیتی، شوناشپ، ہرنیا شتوپا، کنوا، پرس کنوا، ساویا، نوداس، پراشرا، گوتما، کتسا، کشیپ، ریجراشوا، تریتا آپتیا (یا کتسا)، ککشی وان، بھاوایا دیا، دیو ماشا، پرچھیپ، درگتماس، اندر ماروت، اگستیا اور لوپ مدرا نامی بائیس شاعر شامل ہیں

دوسری کتاب میں گرت سامدا، سوما ہوتی، اور گرما نامی تین شاعروں کا ذکر ملتا ہے۔ ——— تیسری کتاب (منڈل) میں آٹھ شاعروں وشوامتر، رشبھا، اُتکلا، کاتا، گاتھن دیواسراوس، دیوورت اور پرجاپتی (یا وشوامتر) ——— چوتھی کتاب میں یم دیو، اندر، اُدیتی، ترسادا سیو اور پورو مِلها کے نام آتے ہیں ——— پانچویں کتاب کے خالقوں میں ۴۶ شعرا کے نام آتے ہیں جو یہ ہیں۔ بدھ، گاوِشٹھر، کمارا (یا ورِسام)، واسو شروت، اِشا، گایا، سُوتم بھرا، دَبھروتا، پُوروِو، دوِتا، وائیری، اپریا سُوت، پرایادت، سُس، وِشوامن دیومن، وشوامتر شنی، گوپایانا (یا لوپ یانا)، واسولیوس، تریارونا، اُشومیدھ (یا اتری) وشوادارا، گوری وِتی، ببھرو، اَوَاسیو، گاتو، سم ورن، پربھو واسو، اتری بھوما، اُوتسرا، سدپرن، پرتیک شتر، پرتی رتھا، پرتی بھانو، پرتی پربھا، سواستی، سیاواسوا، سروت ودی، ارچن واس، رتہاویا، ستیہ ہوت، اُرو چکری، باہو ورکتا، پورا، ست دھری ست یسرواس)، اوادا مارودت ——— چھٹی کتاب میں بھاردواج، وتاہاویتا، شونہوترا شوناہوترا، نارا، سامیو، گرگا، رجشوان اور پایو نامی نو شاعروں کا ذکر ہے ———

ساتویں کتاب واشسٹھ میترورونی، واشسٹھ، شکتی واشسٹھ اور واشسٹھ کے بیٹوں کی تخلیق ہے ——— آٹھویں کتاب کے خالقوں میں یہ پچپن شاعر شامل ہیں۔ پرگاتھا کانوا، میدھیا تتھی، سُشروتی، پریا میدھا، دیوتتھی، برہما تتھی، وتسا، پونارو تسا، سداپرش سُسش کرن، پرگاتھا، ییروت، ناروا، گوشوکتی، اُشوسوکتی، ارم تتھی، سوبھری، وشوامنس، متورے دیوت، منو (یا کشیپ)، بناتتھی، واسورو چنتیس، شنیا واشو ناہجاکا ارچن انس (یا نابھاکا)، وِروپا، تری شوکا، وتسا آشویا، بھرگا، کالی، متیا (یا مانیا)، پوروہمن، سورتی، ہریت، گوپاون (یا ست دھری)، گورو سوتی، کرت نو، اگدیو، کوسی دن، اُشناکاویا، کرشنا، وشوک، دیوم لی کا (یا پریا میدھا یا کرشنا)، نری میدھا، پورو میدھا، آپالا، شرو دینک اکشا (یا سوک اکشا)، سوک اکش، وندو (یا پوتیدکشا)

ترِشش چی، دیوتان (یا ترِش چی)، رَبھا، نَما، جَمَد اگنی اور بَرِا لوگا (یا اگنی بارِ ہسپتیا، یا اگنی گری ہیتی یا یویشتھا) ——— آٹھویں کتاب کے گیارہ اضافہ بھجنوں کے یہ نو شاعر ہیں۔ پرَس کَنوا، پُشٹی گُو، شُروشٹی گُو، آیُو، میدھیا، ماترِی شوَن، کرِشا، پرِشَدرا اور سُوپارنا ——— نویں کتاب کے خالقوں میں مندرجہ ذیل ترین شاعر شامل ہیں۔ اَسی تالا (یا دیوالا)، ورِلہہ اَگیُوت، اِدھا دا ہا، پربھواسو، راہوگن، برہن ماتی، ایاسیا، کادی (کوی)، اچاتھیا، اماہیو، ندھرُودی، بھیرگو (یا جمداگنی)، گوتم اَترِی، ویکھاناس، پوِترا، وَتسپری، رَنُو، ہرِی مَنتا، واسُو، وَنا، اَکرِشنا، ماشَس، سِکتا نِواورِس، پرِسنی، اَجَس، اترِی، اشانا، پراتردانا، اندرپرماتی، مَنیُو، اُپ مَنیُو، وِیاگھراپاد، سکتی کرناشرُوت، مرِی لِکا، واسوکر، اَمبارِشا، رَبھا سُونُوس، اَندِھیگو، ویاتی، نہُوشا، رَویتا اَپنیا، سِکھنڈِنیس، اگنی اِچک سشس، گوری ورِتی، اُرُو، اُردھو وَسدمان، کرت یاشا، رِنان چھایا، ترِیارُونا، ترسداسیو، اننت اور رِشی شو ——— دسویں اور آخری کتاب کے ایک سو باون شعرا یہ ہیں۔ ترِی شیرس، سِندھو دِویپ، یَم، یامی، ہوِردھان اگنی، وِوسوان، شنکھا، وَمنا، دیوشرُوس، سنکوسُوکا، مَتھیتا، چھایاوَن (یا بھیرگو)، وِمدا (یا دسُوکرِت)، واسوکر کی بیوی، کَوشا، اَکشا (یا کَوشا)، لُوشا، اَبھی تاپا، اندرمُشکاوَن، گھوشا، سُوہستیا، سَپ تاگو، اندروسے کنٹھ، اگنی سُوچیکا، برہاکتھا، بندھُو، شرُوتابندھو، وِپرابندھُو، گوپایناس، نابھانِدِشتھا، سُومیترا، برِہسپتی، سندھو کشِت، جرت کرن، اسیومرِسی، سپتی اگنی، وِشواکرمن، سُوریہ، اندرانی، وِرشاکاپی، پایا، مُردھنون، ناراتی، اروتا، ساریاتا، تاتوا، اَرکوِدا، پُوروَرَوَس، اُروَاسی، بارو (یا سَرِوہری)، بھی شاج، وَمرا، دیلاپی، دُروواسیو، بندھا، مُدگلا، اَپرتی رتھا، اَشٹک، دُرمیترا، بھوتان شا، دلویا (یا دکشنا) سراما، پایس، جُوہُو، راما، اَشت رادن شت را، نابھا نیدِشٹھن

شت پرجدن، سدھری، (یا گھربا)، اپ ستوتا، اگنی پوت (یا اگنی توپ) بھکشو،
اُرودک ستیا، لاوا، پرہمدلیوا، ہرنیہ گربھ، چتر مہا، ورُوتا، سوما، واک، نگ کلا بہشا،
دیاان ہوموچ)، کوشک (یا راتری)، دہادیا، پرجاپتی پرمیش تھن، یسپا، سوکرتی،
شک توپا، سوداس، ماندھاتر، گودھا، کمارا، جوتی، ودت جوتی، دیرچوتی، وری شانگ،
اُتاسا، ریشیا شرنگا، انگا، وشوادسُو، اگنی پاوک، اگنی تاپسا، جری تر، ورونا،
سارس رکوا، ستپا میترا، شپارنا، اردھوا کرشنا، دیوامنی، سودی واس، پرشو دینیا،
ارچن، شرد با، شاسا، شرم تبھا، کیتو، بھُوذن (یا سارھا)، چک شوس، ساچی توپوی،
ترپان، یکشامن ستانا، رکشوبا، دوربا، پرچاس، گپوتا، اینلا، شبرا، دھراج، اتا،
سمورت، دھرُوا، ابھی ورت، اُردھوا گردن، شونو، پاتنگا، آریشتانمی، شی بی،
پرت ردن، داسوشنس، ابایا، پرتھا، سپرا تھا، گھربا، تپورمُردھن، پجاون، تورشتار،
(یا وشنو)، سیتہ دھرتی، الا، وتسا، ستیا، سار پراجنی، اگھمارشا اور ساموران —
اس طرح رگ وید کی دس کتابوں میں، اگر مجھ سے کوئی غلطی سرزد نہیں ہوئی ہے
تو، مجھے کل چار سو چوالیس (۴۴۴) شعراء کے نام ملے ہیں۔

شاعری

رگ وید کی تقریباً تمام نظموں کا رنگ مدحیہ، دعائیہ اور مناجاتیہ ہے اور
یہی ان کی خصوصیت ہے کہ وہ مناجاتی اور دعائیہ ہیں۔ البتہ دسویں
کتاب میں اضافہ شدہ کچھ نظمیں اس خصوصیت کی حامل نہیں۔ یہ نظمیں رگ وید کی
باقی نظموں سے بہت بعد میں اس وقت تخلیق کی گئی تھیں جب آریہ صدیوں تک
پاکستان میں رہنے کے بعد آگے بڑھ کر بھارت کی وادیٔ گنگا و جمنا میں پہنچ کر
آباد ہو چکے تھے۔ رگ ویدی نظموں میں فطری سادی مناظر کا بیان ہے۔ اکثر کا تعلق
مختلف رسوم سے بھی ہے۔ رگ وید کے شاعروں نے بڑی مہارت اور خوش سلیقگی
کے ساتھ بھی اپنی نظمیں تخلیق کی تھیں۔ ایک خاص بات یہ ہے کہ اس وید میں عام

قسم کی نظموں یا عوامی گیتوں کو بالکل کوئی جگہ نہیں دی گئی۔ (اس وید کے شعروں کو ہندوؤں کے ہاں منتر بھی کہا جاتا ہے) شاعروں نے رگ وید کی شاعری میں تقریباً پندرہ بحریں استعمال کی ہیں۔ آٹھ بحروں کو تو بہت ہی کم برتا گیا ہے۔ باقی سات میں سے تین ہی بحروں میں رگ وید کی بیشتر شاعری تخلیق کی گئی ہے۔

جب ہم تہذیب انسانی کے ابتدائی دور میں تخلیق کی جانے والی شاعری کا تصور کرتے ہیں ——— ایسی شاعری کا جو کسی بھی قوم نے کہیں تخلیق کی ہو ——— تو قدرتی طور پر یہ آس لگا بیٹھتے ہیں کہ وہ سادگی، لطافت اور فطری دلگدازی کی آئینہ دار ہوگی۔ لیکن رگ وید کی شاعری ہماری اس توقع پر پوری نہیں اترتی؛ کیونکہ قابل ذکر بات یہی ہے کہ مذکورہ شاعری کا دامن اس متوقع سادگی، دلگدازی اور لطافت سے بحیثیت مجموعی نمایاں طور پر خالی ہے۔ اکثر و بیشتر نظموں کی زبان اور اسٹائل بے تکے پن کی حد تک پر تصنع ہے اور اس شاعری کا بیشتر حصہ بڑے ہی طمطراق کا آئینہ دار اور میکانکی ہے۔ اسٹائل کے لحاظ سے متعدد نظمیں عملاً خاصی سادہ بھی ہیں۔ زیر نظر شاعری میں اعلیٰ تشبیہات اور استعارے برائے نام ہی ملتے ہیں ——— مؤثر اور جاذب توجہ افکار اور بلند تخیلات کی بجائے طفلانہ قسم کے خیالات و تصورات زیادہ ملتے ہیں۔ رگ وید میں مذہبی رسومات کی باریکیوں کی بھی بھرمار ہے اور یہ غیر شاعرانہ نقش نویں کتاب (منڈل) میں سب سے زیادہ ہے۔ ساری کی ساری نویں کتاب سوما نامی ایک پودے کی شان میں کہے گئے بھجنوں پر مشتمل ہے۔ سوما سے ایک خاص قسم کا مشروب تیار کیا جاتا تھا جو آریاؤں کو بہت ہی مرغوب اور من پسند تھا۔ یہ مشروب غالباً نشے اور سرور کی سی کیفیت کا حامل تھا۔ مذکورہ نویں کتاب کی شاعری روکھی پھیکی اور بے کیف ہے۔ رگ وید کی بعد کی بعض نظموں میں تصوف کا خاصا رنگ ملتا ہے مگر یہ نظمیں اس وید کی باقی نظموں سے بہت ہی بعد میں تخلیق ہوئی تھیں۔ ان

میں افکار و خیالات زیادہ منتشر نظر آتے ہیں اور شاعرانہ چیستیاں دشمنوں میں پناہ ڈھونڈنے کا رجحان صاف جھلکتا ہے۔ یہی وجہ آج رگ وید کی شاعری عموماً ہماری سمجھ میں نہیں آتی اس کی وجہ یہ ہے کہ ویدی دور کے بارے میں ہمارا علم فی الحال بہت ہی محدود ہے ان نظموں میں ایسے حوالے تلمیحات اور کنائے ہیں جنہیں ہم سمجھ نہیں پاتے البتہ یہ نظمیں کہنے والے شاعروں پر تو یہ حوالے، اشارے، کنائے اور تلمیحات ظاہر ہے کہ بالکل واضح تھیں۔

رگ وید کی نظمیں شاعرانہ معیار کے لحاظ سے بعض جگہ بہت ہی مختلف بھی ہیں مثلاً جہاں یہ شاعری عمومی طور پر بے روح، پر تصنع اور خالی از لطافت ہے۔ وہیں کچھ نظمیں شاعرانہ تخیل اور جذبات و محسوسات کا بہت ہی اعلیٰ اور خوبصورت نمونہ نمونہ بھی ہیں اور بعض مقامات پر شاعری کے عمدہ اور دلکش نمونے رگ وید میں ضرور مل جاتے ہیں۔ مثلاً آسمان کے ایک دیوتا ورُونا خصوصاً صبح کی دیوی اُوشا (اوشس، اوشاس) کی شان میں جو نظمیں کہی گئیں وہ متعدد مقامات پر شعری تخیل کی بلند پروازی اور اظہار کے لحاظ سے شاعری کی بہت ہی کامل اور دلآویز مثالیں ہیں۔ دلکشی اور جاذبیت کے لحاظ سے اوشا کے لئے تخلیق کی جانے والی ان نظموں کا جواب سومیریوں کے ہاں تو کیا دنیا کے کسی بھی مذہبی لٹریچر میں دیکھنے کو نہیں ملتا۔ لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ رگ ویدی شاعری کا یہ دلنشیں اور سہانا انداز تادیر برقرار نہیں رہتا۔

رگ وید کی آٹھ کتابوں (منڈلوں) میں اوشا کے لئے کہی جانے والی نظموں کی کل تعداد میرے مطالعے کے مطابق بائیس بنتی ہے۔ دوسری اور نویں کتاب میں اوشا کے لئے کوئی نظم شامل نہیں ہے۔ پہلی کتاب میں ۴۸، ۴۹، ۹۲، ۱۱۳، ۱۲۳، اور ۱۲۴ ویں کل چھ نظمیں ہیں اور یہ پرسکنوا، گوتما، کتسا اور ککشی وان نامی شاعروں کی ہیں۔ ۹۲ ویں نظم، جو گوتما کی ہے، کے آخری چند مصرعے اشوین دیوتاؤں سے کے

لیکن باقی تقریباً ساری نظم اوشا کے بارے میں ہے۔ تیسری کتاب میں صرف ایک نظم (۶۱ ویں) ہے جو دِیر گھواتر نے تخلیق کی تھی۔ چوتھی کتاب میں دو (۵۱ ویں اور ۵۲ ویں) نظمیں ہیں اور ان دونوں کا خالق یم دیو نامی شاعر تھا۔ پانچویں کتاب میں ستیہ سراوس کی تخلیق کردہ ایک ہی نظم (۷۹ ویں) ہے چھٹی کتاب میں بھی اوشا کے لئے دو ہی (۶۴ ویں اور ۶۵ ویں) نظمیں ہیں اور یہ دونوں بھاردواج کی قوتِ فکر کا نتیجہ تھیں۔ ساتویں کتاب میں آٹھ (۴۱ ویں اور ۷۵ ویں تا ۸۰ ویں) نظمیں ہیں اور یہ سب کی سب وشسٹھ نامی شاعر کی تخلیق کردہ ہیں۔ البتہ ۴۱ ویں نظم کا صرف کچھ آخری حصہ ہی اوشا سے متعلق ہے۔ آٹھویں کتاب میں ایک (۴۷ ویں) اور دسویں کتاب میں بھی ایک (۱۷۲ ویں) ہی نظم اوشا کے بارے میں ہے۔ اوّل الذکر ترت آپتیا اور موخر الذکر سموَرت نے کہی تھی۔ ترت آپتیا نے اپنی پوری نہیں بلکہ اس کا کچھ حصہ اوشا کے لئے کہا تھا۔

ویدی زبان

چاروں ویدوں کی اپنی ہی ایک مخصوص زبان ہے جو "ویدی زبان" کہلاتی ہے۔ رگ وید کی زبان ویدی سنسکرت کی قدیم ترین صورت ہے۔ یعنی یہ ویدی زبان سنسکرت سے قدرے مختلف ہے۔ اور اسے سنسکرت کی پرانی یا ابتدائی شکل کہا جا سکتا ہے اس ویدی زبان کا تعلق بھارت سے پہلے تو دراصل "سات دریاؤں کی سرزمین پاکستان (سپت سندھو یا سپت سندھوا) سے قائم ہوا تھا۔ یہ ساڑھے تین ہزار برس پہلے کی بات ہے۔ اس وقت آریہ ہمارے ملک پاکستان ——— دریائے سندھ (سندھو)، جہلم (وتستا)، چناب (اسکنی)، راوی (پرُوشنی)، بیاس (رپاش)، ستلج (شتدری) اور ہاکڑہ (گھگر سرسوتی) کی سرزمین ——— پاکستان پر حملہ آور ہو کر یہاں آباد ہو رہے تھے۔ یہاں میں نے قوسین' میں پاکستانی دریاؤں کے جو نام دیئے ہیں وہ

پہلے کے ہیں اور یہ سب نام رگ وید میں موجود ہیں۔ رگ وید میں پاکستان کا نام "سپت سندھو" یعنی "سات دریاؤں کی سرزمین یا ملک" آیا ہے۔ میں نے اس سلسلے میں اپنی ایک کتاب "سات دریاؤں کی سرزمین، تین پُراسرار خطّے اور ملتان" میں تفصیل بات کی ہے۔

دراصل آریہ بہت سارے قبائل کا مجموعہ تھے۔ ان قبائل میں رگ وید کی رو سے گندھاری (گاندھار)، تُرواسو، دُرُہیو، ترِت سُو، بھرت، اَنو، متسی، کُورُو، (کُرُو) اور یُدو زیادہ نمایاں ہیں۔ یہی رگ ویدی آریائی قبیلہ 'یدو' بعد کے زمانوں میں 'یادو' کہلایا۔ کرشن جی کی ہستی فرضی ہے یا حقیقی یہ بحث الگ ہے، روایتوں کی رُو سے وہ یادو قبیلے کے فرزند تھے۔ یہ تمام قبائل مجموعی طور پر آریہ کہلاتے تھے۔

آریائی قبیلے مختلف تھے مگر ان کی زبانیں اور مذہب ایک تھا۔ دراصل "پاکستانی آریہ" (PAKISTANI ARYANS) مشابہ قسم کی کئی بولیاں بولتے تھے۔ پاکستان اور اس کے صدیوں بعد بھارت میں یہ زبانیں فروغ پذیر ہوئیں۔ ان میں ایک خاص قسم کی زبان بھی تھی جسے 'رگ وید' جیسی عظیم کتاب کی زبان بننے کا شرف حاصل ہوا۔ دوسری آریائی زبان وہ تھی جو پجاریوں، گیت اور مناجاتیں تخلیق کرنے والوں یعنی شاعر طبقے اور گویوں (مغنیوں) کی عام یا روزمرہ کی بول چال کی زبان تھی۔ اس دوسری زبان کو دراصل ویدی زبان ہی کہتے ہیں۔ تیسری زبان وہ تھی جو مختلف قبیلوں میں مروّج بولیوں کا مجموعہ تھی۔ تیسری زبان پر مشتمل بولیاں مجموعی یا انفرادی طور پر 'بھاشا' (عام بولی) کہلاتی تھیں۔ پھر رفتہ رفتہ وہ زمانہ بھی آگیا کہ رگ ویدی زبان سے لوگ آشنا نہ رہے اور اس کے اکثر و بیشتر الفاظ اور کلمات کا استعمال جاتا رہا۔ اور پھر یوں بھی ہوا کہ پاکستانی آریاؤں کی مذکورہ دوسری زبان میں بھی، جو پجاریوں شاعروں اور مغنیوں کی روزمرہ کی زبان تھی، تغیر و تبدل رونما ہوا۔ یہی زبان پجاریوں وغیرہ سے نکل کر معاشرے کے اونچے طبقات کی بھی زبان بن گئی۔ اونچے طبقے

کی اس زبان کو "بھاشا" کا نام دیا گیا حتیٰ کہ چوتھی صدی قبل مسیح آ گئی۔ اس دور میں اسی "بھاشا" کو رنگ روپ دے کر اصل زبان کا مقام دے دیا گیا۔ یہ نکھری ہوئی زبان سنسکرت کہلائی۔ اصل زبان کا مقام ملنے کا مطلب یہ کہ اس زبان (سنسکرت) کی حیثیت علمی اور ادبی تھی اور یہ اسی طبقے کی زبان تھی جس کی پہلے رگ وید کی زبان تھی۔

پھر یہ بھی کہ یہ سنسکرت اعلیٰ طبقوں کی زبان تھی۔ اس زبان یعنی سنسکرت کو صاف ستھرا بنانے میں گرامر کے ماہرین نے حصہ لیا جن میں "پاننی" خاص طور پر مشہور اور قابل ذکر ہے۔ "سنسکرت" کے معنی ہیں "صاف کی ہوئی، مرتب اور یکجا کی ہوئی۔" سنسکرت کو حضرت عیسیٰؑ سے پانچ یا چھ صدیاں قبل یعنی اب سے کوئی ڈھائی ہزار سال قبل ادبی حیثیت ملنا شروع ہوئی اور اس وقت سے مروج ہونے لگی۔ لیکن جیسا کہ کہا جا چکا ہے کہ اسے باقاعدہ شکل چوتھی صدی قبل مسیح میں کیا گیا۔

راوی کے کنارے جنگ

"رگ وید" کا مواد الیڈ اور اوڈیسے دونوں کے مشترکہ مواد کے تقریباً برابر ہے مگر یہ بات قابل ذکر ہے کہ اتنی بڑی کتاب سے پاکستان کی معاشرتی اور سیاسی و واقعاتی تاریخ پر یا اس کن حد تک برائے نام ہی روشنی پڑتی ہے۔ البتہ رگ وید میں ایک بہت ہی بڑے اور اہم تاریخی واقعے کا ذکر ملتا ہے اور وہ واقعہ ہے دس راجاؤں کی جنگ۔ یہ جنگ آریائی قبیلے ترت سو اور اس کے اتحادی بھرت قبائل نے ایک اور آریائی قبیلے پُورُو (پرُو) اور اس کے حامی آریائی اور شمال مغربی پاکستان کے غیر آریائی قبائل کے خلاف لڑی۔ بھرت قبائل کا راجہ سوداس تھا جو آریائی شاخ ترت سو سے تعلق رکھتا تھا۔ ترت سو اور بھرت وغیرہ پاکستان میں صدیاں گزار کے بعد بھارت میں داخل ہو چکے تھے۔

یہ قبیلے راوی پار کر کے اس خطے میں داخل ہو چکے تھے جو بعد کے زمانے میں "برہم ورت" کہلایا۔ یہ خطہ بھارت کے موجودہ صوبے "ہریانہ" پر مشتمل تھا۔ پُورُو اور اس کے حامی

دوسرے آریہ قبیلے غالباً پاکستان میں پہلے آریائی قبائل کی آمد کے بعد پہنچے تھے۔ پُورُو (پُرُو) قبیلہ دریائے سندھ کے کنارے رہتا تھا اور پھر اس کے کچھ گروہ راوی کے کنارے پر بھی آباد ہوئے اور کچھ آگے بڑھ کر دریائے سرسوتی (ہاکڑہ۔ گھگر) کے دونوں کناروں پر جا بسے۔ یہی آریائی قبیلہ بہت بعد کے زمانے یعنی ۳۲۶ قبل مسیح میں یونانی فاتح سکندر اعظم سے جہلم کے کناروں پر سخت لڑائی لڑا۔ سکندر کے اس مخالف راجہ کا نام بھی کتابوں میں پُورُو (یونانیوں کا پورس) آیا ہے۔ رگ وید میں مذکورہ دس راجاؤں کی اس جنگ کے ہیرو سوداس کا خاندانی پروہت عظیم رشی اور شاعر واشسٹھ تھا۔ واشسٹھ سے پہلے سوداس کا خاندانی پروہت ایک اور عظیم رشی و شاعر وشوامتر تھا۔ واشسٹھ کی رہنمائی میں بھرت قبائل نے دریائے وپاش (بیاس) اور شُتُدری (ستلج) کے کناروں پر دشمنوں سے کامیاب جنگیں لڑیں۔ وشوامتر بھرت قبیلے والوں سے روٹھ کر ان کے دشمنوں یعنی آریائی قبیلے پُورُو اور اس کے اتحادی دوسرے قبائل سے جا ملا۔ اور انہیں ترت سو اور بھرت کے خلاف لڑنے کے لئے لے آیا۔ بھرت سے لڑنے والے ان قبیلوں کی تعداد دس تھی۔ پُورُو اور اتحادی راوی پار کرکے بھارت میں داخل ہونا چاہتے تھے مگر سوداس نے راوی ہی کے کنارے ان سے سخت جنگ لڑی۔ اس جنگ میں سوداس کو فیصلہ کن فتح حاصل ہوئی۔ لیکن اس کے دو حامی قبائل کے راجہ مارے گئے۔ یوں وشوامتر کی آرزو پوری نہ ہو سکی اور پُورُو وغیرہ راوی عبور نہ کر سکے۔ سوداس کے خلاف جنگ لڑنے والے قبائل کی تعداد دس تھی۔ پُورُو، یادو، ترادشو، دُرُوہیُو، اَنُو، پکتھا یا پکتا، بھالا ناسی، شوا، اَلِنا اور وشانِن۔ ان میں سے اول الذکر پانچ آریائی قبائل رگ وید میں زیادہ مشہور اور موخر الذکر پانچ نسبتاً غیر معروف ہیں۔ اَنُو، درُوہیو، ترادشو، یادو اور پورو کا ذکر رگ وید میں کئی جگہ آتا ہے۔ اَنُو قبیلہ پروشنی (راوی) کے کنارے اور دُرُوہیو اَنُو کے قریب جوار

میں رہتا تھا۔ پکھتا۔ (پکتا) پاکستان کے پختونوں کو سمجھا جا سکتا ہے یا ان لوگوں کو جو اس علاقے میں رہتے تھے۔ بھالاناسی قبیلہ غالباً درہ بولان (بلوچستان) کے آس پاس رہتا تھا اور شوانامی قبیلے کا مسکن دریائے سندھ کا کنارا تھا۔

بہرحال رگ وید کے برعکس سومیری ادب سے سومیری اور قدیم عراق کے معاشرتی اور سیاسی و واقعاتی حالات پر کہیں زیادہ روشنی پڑتی ہے۔ ویسے یہ بھی حقیقت ہے کہ سومیری ادب بہت ہی متنوع ہے مگر اس کے مقابلے میں رگ وید کی ایک ہزار اٹھائیس نظموں کا موضوع بہت ہی محدود ہے۔ یعنی اس کا بیشتر حصہ ویدی دیومالا کے دیوی دیوتاؤں وغیرہ کی شان میں حمدوں، مناجاتوں اور دعاؤں وغیرہ پر مشتمل ہے حالت یہ ہے کہ ایک ہزار اٹھائیس نظموں میں سے صرف چالیس کے لگ بھگ ایسی ہیں جن میں ویدی دیوی دیوتاؤں یا دیوتائی صفات کی حامل کسی اور چیز سے براہ راست خطاب نہیں کیا گیا۔ ان تقریباً چالیس نظموں سے ہی ویدی دور کی زندگی اور افکار کے بارے میں مختلف معلومات فراہم ہوتی ہیں۔ بہرحال اگر ہم یہ مان لیں کہ 'رگ وید' کو موجودہ تحریری صورت پہلی بار آج سے دو ہزار چھ سو برس قبل دی گئی تھی تو پھر یہ وہ قدیم ترین نوشتہ ہے جس سے پاکستان کی اس دور میں جغرافیائی، مذہبی، قبائلی، منافرت، جنگ و جدل، نو وارد آریاؤں کی پاکستان میں ڈھائی ہوئی ہولناک تباہ کاریوں، کچھ تاریخی صورت حال اور ساڑھے تین ہزار سال پہلے کے پاکستانیوں کی ذہنی و فکری کاوشوں پر قدرے روشنی پڑتی ہے۔

تین وید دوسرا وید یعنی سام وید دراصل رگ وید ہی کے مخصوص اشعار اور منتروں کا انتخابی مجموعہ ہے۔ سام لفظ سامن سے مشتق ہے۔ جس کے معنی ہیں "گانے کی چیز" اس میں ایک ہزار پانچ سو انچاس بند ہیں اور یہ بیشتر رگ وید کے آٹھویں اور نویں منڈلوں (کتابوں) سے منتخب کئے گئے تھے۔ البتہ سام وید کے

بندوں کو نیا اور اضافہ شدہ قرار دیا جا سکتا ہے۔ تاہم یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ یہ پچھتر بند بھی پرانے ہوں اور کسی وجہ سے رگ وید میں شامل نہ کئے جا سکے ہوں۔

تیسرا وید یجر وید ہے۔ ماہرین کا خیال ہے کہ اس کی زبان رگ وید کی زبان اور سنسکرت کے درمیان کی کوئی زبان ہے۔ یجر وید کی یہ زبان رگ وید کی زبان سے نسبتاً زیادہ دور ہے۔ یہ وید رگ کے بہت بعد تخلیق اور تصنیف ہوا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب برہمنی مذہب پاکستان اور بھارت میں پوری طرح پھیل چکا تھا اور آریہ پاکستان میں صدیوں کے قیام کے بعد آگے بڑھ کر بھارت کے دریائے گنگا اور جمنا کے درمیانی خطے دوآبہ (یوپی) میں بھی آباد ہو چکے تھے۔ اس وید میں پاکستانی علاقوں کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ البتہ ستلج بلکہ دریائے سرسوتی (گھگر) اور جمنا کے اس درمیانی خطے کا خصوصی ذکر ہے جو آریائی قوم کُرو (کورو) کے نام پر کروکشیتر (یعنی کورو یا کرو کا میدان) کہلاتا تھا۔ سرسوتی اور جمنا کے اسی درمیانی خطے یعنی بھارت کے موجودہ صوبہ ہریانہ کو برہم ورت (مقدس سرزمین) کا نام بھی دیا گیا۔ اسی کروکشیتر یا برہم ورت میں روایت کے مطابق مہابھارت کی مشہور فرضی یا حقیقی جنگ لڑی گئی تھی۔ دوسرا علاقہ جس کا یجر وید میں بطور خاص تذکرہ ملتا ہے، دوآبہ (یوپی) کا متھرا ضلع سمیت بالائی علاقہ ہے یہ خطہ براہمنز (براہمنا) کے دور میں 'برہم رشی دیش' (رشیوں کی مقدس سرزمین) کہلاتا تھا۔ یجر وید انہی خطوں میں تخلیق ہوا تھا۔

ویدی لٹریچر کے پہلے حصے کا چوتھا وید اتھر وید ہے جو پہلے تین ویدوں یعنی رگ، سام اور یجر وید کے بعد تخلیق ہوا۔ محققین کا خیال یہ بھی ہے کہ اتھر وید کو ان لوگوں نے تخلیق کیا تھا جو دریائے سندھ کے کناروں پر رہتے تھے۔ ان لوگوں کو "سندھاوا" کہا گیا ہے۔ خیال ہے کہ اس کی تخلیق حضرت عیسیٰؑ سے دو سو برس پہلے تک ہوتی رہی تھی۔ اتھر وید اسی زمانے میں تخلیق ہوا تھا جب رگ وید کی آخری یعنی دسویں کتاب

(منڈل) کے گیت کہے گئے تھے اور یہ دسویں کتاب رگ وید کی باقی کتابوں (منڈلوں) کے بہت بعد میں تخلیق ہوئی تھی۔ اتھروید کی زبان رگ وید کی زبان سے بعد کی ہے۔

یہ بات ذہن نشین رکھنی چاہیئے کہ اصل وید تو "رگ وید" ہی ہے۔ سام اور یجروید تو ایک طرح رگ وید کے ہی تقریباً تمام و کمال 'نئے ایڈیشن' ہیں۔ یہ دونوں یعنی سام اور یجروید دراصل 'رگ وید' ہی کے گیتوں پر مشتمل ہیں۔ بس فرق یہ ہے کہ 'رگ وید' کے ان گیتوں (بھجنوں حمدوں) کو خصوصی مقاصد کے پیش نظر مختلف طریقے پر سام اور یجروید کی صورت میں ترتیب دے دی گئی تھی۔ لیکن اتھروید کی حیثیت جداگانہ طور پہ ایک مستقل کتاب کی ہے رگو اس میں رگِ وید کی بھی معدودے چند نظمیں شامل ہیں اس وید کی خاص بات یہ ہے کہ اس میں غیر آریائی مقامی اقوام اور لوگوں کے اثرات یقیناً اور واضح ہیں۔ اس میں عموماً سفلی عقائد ملتے ہیں، زندگی کے تاریک گوشے بھی اس میں شامل ہیں، جادو اور ٹونے ٹوٹکے اس میں موجود ہیں۔

سومیری ادب اور رگ وید کی قدامت

عمومی نظریئے کے مطابق رگ وید کی نظمیں ۱۵۰۰ ق م سے لے کر ۱۰۰۰ ق م کی درمیانی مدت یعنی اب سے ساڑھے تین ہزار برس پہلے سے لے کر تین ہزار برس قبل کے بیچ میں تخلیق کی گئیں۔ بعض علماء کا یہ خیال بھی ہے کہ رگ وید کی قدیم نظمیں ساڑھے چار ہزار سال قبل سے لے کر چار ہزار سال قبل تک کے کسی دور میں بھی تخلیق کی گئی ہوں گی۔ مجھے اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ اس کے بعض بھجن ایسے بھی ہیں جو اس وقت تخلیق ہوئے تھے جب آریاؤں نے ابھی پاکستان پہ حملہ کر کے یہاں آباد ہونا شروع نہیں کیا تھا اور رگ وید کی متعدد نظمیں ایسی ضرور ہیں جو پاکستان میں آریائی ورود سے قبل کی ہیں اور یہ وہ ہمارے ملک میں آنے سے قبل افغانستان، ایران اور عراق میں تخلیق کر چکے تھے یہ نظمیں آریہ وہاں سے اپنے

ساتھ لے کر پاکستان پہنچے اور پھر انہیں بھی تحریری صورت میں ان نظموں کے ساتھ
کتابی صورت میں جمع کر لیا گیا جو انہوں نے پہلے پاکستان اور پھر کچھ بھارت میں
تخلیق کی تھیں۔

رگ وید تخلیقی لحاظ سے کتنا بھی قدیم ہو اور اس کی بعض نظمیں خواہ چار اور ساڑھے
چار ہزار برس ہی پرانی ہوں، سومیری تحریری ادب سے موازنے کے پیش نظر اصل
سوال یہ ہے کہ تحریری طور پہ رگ وید ہے کتنا پرانا اور قدامت کے لحاظ سے سومیری
ادب کے مقابلے میں اس کا کیا مقام ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ رگ وید کا کوئی بھی
موجودہ نسخہ سن ۱۵۰۰ء یعنی پانچ سو برس سے زیادہ پرانا نہیں ہے۔ ماہرین نے اس خیال کا
اظہار کیا ہے کہ رگ وید سے وابستہ انتہائی تقدیس کی بنا پہ اسے چودھویں صدی عیسوی
یعنی اب سے صرف چھ سو برس قبل تک ضبط تحریر میں نہیں لایا گیا۔ لیکن مجھے علماء
کے اس خیال سے پورا پورا اتفاق نہیں ہے۔ یہ تسلیم کہ اسے شروع ہی میں یا بہت
پہلے کتابی صورت نہیں دی گئی، یہ بھی مان لیتا ہوں کہ تقدس کی بنا پر اس کے گیت
(نظمیں) عام طور پہ لکھے نہیں جاتے تھے پھر بھی اتنا مجھے تو یقین ہے کہ آریائی پروہت
ہزاروں برس پہلے پڑھے لکھے پاکستانی عالموں کے زیر اثر آ کر یا ان کی تقلید میں سے،
تین ساڑھے تین ہزار برس قبل بھی رگ وید کے تمام مروجہ بھجن نہیں تو کچھ نہ کچھ ضرور
لکھتے رہتے ہوں گے۔ مگر وہ کسی ایسی نباتاتی یا مصنوعی اشیاء اور جھلی وغیرہ لکھے
گئے ہوں گے کہ اب وہ گل سڑ کر ختم ہو چکے ہیں اور کہیں بھی جگہ سے دستیاب نہیں
ہو سکے ہیں۔ آریائی پروہتوں نے اپنی یہ رگ ویدی نظمیں پاکستان میں پہلے سے مروج
قدیم پاکستانی رسم الخط میں ہی مذکورہ ضائع شدہ چیزوں پر لکھی تھیں۔ اس پاکستانی رسم الخط
میں جس کے مختصر مختصر سے نمونے ہڑپہ اور موئنجوڈارو وغیرہ سے دستیاب شدہ مہروں
پر موجود ہیں۔ آریہ اپنے ساتھ تو کوئی رسم الخط لے کر نہیں آتے تھے۔ بہرحال ماہرین

کے مذکورہ بالا نظریے کے مطابق رگ وید کی نظموں کو جمع کر کے چودھویں صدی عیسوی
یعنی اب سے صرف پانچ چھ سو سال قبل پہلی مرتبہ ضبط تحریر میں لا کر کتابی صورت دی گئی۔ بعض
علما کا خیال ہے کہ ——— رگ وید کو بھارت کے موجودہ صوبے یوپی کے ضلع
متھرا اور بالائی یوپی پر مشتمل "برہم رشی دیش" میں جمع کیا گیا، لکھا گیا اور پھر کتابی صورت
دے دی گئی۔ گویا پاکستان میں رگ وید کی تخلیق (سنہ ۱۵۰۰ ق م) کے بھی کوئی تین ہزار
برس بعد۔ اور اگر ہم یہ تسلیم کر لیں کہ کتابی صورت رگ وید کی چھٹی یا پانچویں صدی قبل مسیح
میں دی گئی تب بھی یہ کتاب ——— اپنی تخلیق کے ایکہزار برس بعد جا کر کتابی شکل میں
سامنے آئی۔ پاکستانی آریہ صدیوں بعد جب یہاں سے بھارت پہنچے تو وہ اپنے رگ وید کی پاکستانی
نقلیں بھی بھارت لیتے گئے یہ نقلیں انہیں ازبر تھیں۔ جن لوگوں نے رگ وید کے بھجنوں کو
مجتمع کر کے تحریری طور پر کتاب کی شکل دی ان کا مقصد یقیناً یہی تھا کہ وہ رگ ویدی پجاریوں
میں جاری و ساری مذہبی روایات کو کتابی جامہ پہنا کر محفوظ کر لیں۔

اس تمام بحث کی روشنی میں یہ طے ہے کہ رگ وید خواہ سنہ ۶۰۰ قبل مسیح
میں ضبط تحریر میں لایا گیا ہو یا سنہ ۱۴۰۰ء میں یہ ہر صورت میں سومیری تحریری ادب کے مقابلے
میں کم از کم بارہ سو سال سے لے کر چار ہزار برس بعد تک کا ہے۔ ہندوؤں کے ہاں
رگ وید کو مذہبی، "الہامی" اور تقدس کا درجہ حاصل ہے اس مذہبی صورت کو
پیش نظر رکھتے ہوئے سومیریوں کے مذہبی تحریری لٹریچر کی قدامت کو جانچیں تو معلوم
ہوگا کہ سومیریوں کی حمدیں اور مناجاتیں وغیرہ ——— ساڑھے چار ہزار برس پرانی ہیں۔ گویا
رگ وید کے تحریری بھجنوں سے سومیری حمدیں اور مناجاتیں وغیرہ اگر چار ہزار برس
نہیں کم از کم بارہ تیرہ سو سال زیادہ پرانی تو بہر صورت ہیں ہی۔ وہ بھی اس صورت میں
کہ سومیری حمدیں پونے چار ہزار برس سے لیکر چار ہزار برس قبل تک کی بھی لکھی ہوئی ملی ہیں اور اگر
رگ وید کو صرف پانچ سو برس قبل (سنہ ۱۴۰۰ء) کا لکھا ہوا طے سمجھا جائے تو پھر سومیری لٹریچر رگ وید سے
تین اور چار ہزار برس زیادہ پرانا بھی ہے۔

باب ۴

اصناف، اہمیت اور اثرات

"ادبیات عالم کی اوّلین اصناف اور موضوعات"

سومیریوں نے ــــــ آریاؤں کے رگ وید، عبرانیوں (اسرائیلیوں) کے عہد نامہ قدیم (بائبل) اور یونانیوں کی ایلیڈ اور اوڈیسے سے بھی ایک، ڈیڑھ اور دو ہزار برس قبل ایسا بھرپور اور ترقی یافتہ ادب تخلیق کیا اور اسے خوب ہی فروغ دیتے چلے گئے جس کا دامن مضامین اور متنوع موضوعات کے لحاظ سے مالا مال ہے اور جو ہیئت کے لحاظ سے بہت مؤثر ہے مضامین اور ہیئت کے اعتبار سے ان کا لٹریچر مختلف اصناف پر مشتمل ہے۔ قدامت کو پیش نظر رکھتے ہوئے جب ہم ان ادبی تخلیقات پر نظر ڈالتے ہیں تو ان کا تنوع بہت حیران کن معلوم ہونے لگتا ہے۔ بہرکیف سومیریوں کی تحریروں کے موضوعات اور مضامین بہت متنوع اور وسیع ہیں۔ ان کی اصناف ادب میں عزا تی یا ماتمی گیت، حمدیں، مناجاتیں، التجائیں، دعائیں، نوحے (شہر آشوب)، رزمیہ، اساطیری اور تکوینی (آفرینش) کہانیاں جانوروں کی (سبق آموز) کہانیاں، مضامین، اقوال حکیمانہ، کہاوتیں، لوریاں، رومانی وعشقیہ شاعری اور ادبی چاشنی لئے ہوئے تاریخی واقعات پر مبنی نوشتے شامل ہیں۔ میں سومیری ادب میں ایسی تحریروں کو شامل نہیں کر رہا ہوں جن میں دیوی دیوتاؤں اور مندروں کے لئے نذر نیاز کی اشیاء اور اوقاف کا ذکر ہے حالانکہ ان میں سے بعض تو خاصی ادبی اہمیت کی حامل ہیں مثلاً سومیری شہری

ریاست کے اُن تُم اَنا نامی حکمران (۲۲۷۰ قبل مسیح) کے تاریخی واقعات اور لاگاش کے اسی خاندان کے ایک اور فرمانروا اُرُوکا گی نا (۲۲۹۵ ق م) کی سماجی اور اخلاقی اصلاحات پر مبنی تحریریں۔ علاوہ ازیں سیاسی نوعیت کے کچھ خطوط ایسے ہیں جن میں ادبی رنگ واضح طور پر جھلکتا ہے۔ فریڈرک شلر یونیورسٹی (FRIEDRICH-SCHILLER UNIVERSITY) مشرقی جرمنی کے ذخیرے ڈیڑھ سوالیس الواح اور ان کے چھوٹے چھوٹے شکستہ ٹکڑے موجود ہیں جن پر سومیری ادبی تخلیقات رقم ہیں۔ ان پر اساطیری اور رزمیہ کہانیاں، حمدیں، نوحے، خطوط، اقوال زریں، مضامین اور مناظرے وغیرہ لکھے ہوئے ہیں۔ یہ تقریباً سب کی سب وہی ادبی تحریریں ہیں جو پہلے سے معلوم تھیں ان میں ایسے ادب پاروں کی تعداد بہت ہی کم ہے جن سے ماہرین پیشتر ازیں آگاہ نہیں تھے۔ شلر یونیورسٹی کی ان سومیری الواح کی سب سے نمایاں اہمیت یہ ہے کہ ان سے بہت سارے سومیری ادھورے ادبی نوشتوں کو مکمل کرنے میں بہت مدد ملتی ہے۔ ان نو دریافت شدہ سومیری ادب پاروں میں زیادہ دلچسپ اور اہم یہ ہیں۔

ہِند اُرسَنگا دیوتا کی حمد۔

اِننّا اور دوموزی کا عشقیہ مکالمہ۔

ظلمات کے دیوتا ننگِش زِدا اور نن اَزی مُوا دیوی کی کہانی۔

ایک اور اساطیری کہانی کا کچھ حصہ جس میں یہ بتایا گیا ہے کہ دو بھائی دیوتا پہاڑ سے جَو سومیر میں لیکر کیسے آئے۔ یہ جَو اس پہاڑ پر ان لِل دیوتا نے ذخیرہ کر رکھا تھا کہانی کی رو سے اس سے قبل سومیر میں جَو پیدا نہیں ہوتا تھا۔

کتابوں کی دو فہرستیں۔

سومیریوں کے اکثر و بیشتر نوشتے اور دستاویزات ان کے شہروں اُر، اُرُوک، نفار، نیپور، لاگاش اور دُجوخا سے دستیاب ہوئی ہیں۔ ان میں قوانین کے مجموعے،

شاہی تحریریں، قانونی فیصلے، انتظامی، اقتصادی اور تاریخی واقعات پر مبنی نوشتے اور خطوط شامل ہیں۔ البتہ ادبی تخلیقات کا بہت بڑا حصہ نپور شہر کے کھنڈروں سے برآمد ہوا ہے۔ جہاں تک ان کی سرکاری دستاویزوں اور اقتصادی و انتظامی نوشتوں کا سوال ہے ظاہر ہے کہ اس قسم کی روکھی پھیکی تحریروں سے عام آدمی کو دلچسپی نہیں ہو سکتی صرف مؤرخ اور ماہرین لسانیات ہی ان میں دلچسپی لے سکتے ہیں۔

لٹریچر کی عالمی تاریخ میں سومیریوں نے سب سے پہلے کس قدر متنوع موضوعات اور اصناف پر مشتمل ادب تحریر کیا اور جو ہل بھی چکا ہے اس کا کچھ اندازہ ذیل کی ادبی اصناف اور موضوعات بآسانی ہو جائے گا۔ ان موضوعات اور اصناف ادب کی دنیا بھر میں سب سے پہلی تحریری مثالیں سومیریوں کے ہاں ہی ملتی ہیں۔

اساطیر،

حمد اور دعا،

قصائد،

حکیمانہ ادب، یعنی اقوال، پند و نصائح اور تمثیل وغیرہ۔

مراثی

نوحے (شہر آشوب)

رزمیہ اور رادار شجاعت،

رومانی و جنسی شاعری

مضامین

مباحث (مناظرے)

اخلاقیات — (سماجی، اخلاقی، مساوات، انصاف کے تصور اور شعور آزادی پر مبنی نوشتے جو سوا چار ہزار برس قبل تحریر کئے گئے۔)

علم کائنات۔

تخلیق کائنات (آفرینش)

وسعت کائنات۔

فردوس۔

جزا و سزا۔

حیات بعد الموت۔

عالم ظلمات۔

سیاسیات۔

اژدہے کا قتل۔

انسان کا سنہری زمانہ۔

دوبارہ جی اٹھنا۔ (دوبارہ جی اٹھنے کا تصور اور عقیدہ دنیا میں سب سے پہلے سومیریوں کی منظوم کہانی 'اِنّا کا سفر ظلمات' میں ملتا ہے۔ یہ نظم اس کتاب میں شامل ہے۔ یہی نظریہ بعد میں عیسائیوں کے ہاں ملتا ہے۔)

بائبل کے بعض مذہبی نظریات و تصورات کے پیشرو اور مشابہ سومیری افکار و نظریات۔

سیلاب عظیم۔ (دنیا میں ایک انتہائی خوفناک اور تباہ کن سیلاب و طوفان کا ذکر اکثر اقوام کے ہاں ملتا ہے مگر تحریری طور پر اس کا ذکر سب سے پہلے سومیریوں کے ہاں موجود ہے۔ الہامی کتب مقدسہ میں طوفان نوحؑ کا تذکرہ ہے۔)

مذکورہ بالا اصناف اور موضوعات کے علاوہ اعصابی یا 'سرد جنگ' کا عالمی لٹریچر

میں سراغ سب سے پہلے سومیری ادب میں ملتا ہے (’’ان مرگرا اور ارتا کا بادشاہ‘‘ کی رزمیہ کہانی)، تاریخ انسانی میں رشوت کا سب سے پہلا تحریری ثبوت سومیری ادب میں موجود ہے۔ عالمی تاریخ میں دو ایوانی سیاسی اسمبلیوں اور ان کے اجلاس کا ذکر سب سے پہلے سومیری ادب میں پایا گیا ہے (’’گلگامیش اور اگا‘‘ کی رزمیہ کہانی)

انسان کے ’’سنہری زمانے‘‘ کا تصور تحریری طور پر سب سے پہلے سومیریوں نے پیش کیا۔ بعد میں یہی خیال اور عقیدہ دوسری قدیم اقوام مثلاً مصریوں، ہندوؤں اور یونانیوں کے ہاں بھی ملتا ہے۔ یہ ایسا ’’سنہری زمانہ‘‘ تصور کیا جاتا رہا ہے اور اب بھی کیا جاتا ہے جب نسل انسانی کو خوشیاں ہی خوشیاں نصیب تھیں، اس دور میں لوگوں کو کسی خوف، تردد اور پریشانی کا سامنا نہیں کرنا پڑتا تھا۔ بہرکیف ’’سنہری زمانے‘‘ کی موجودگی کا اوّلین تصور پیش کرنے والے سومیری ہی تھے۔ ’’ان مرگرا اور ارتا کا بادشاہ‘‘ نامی ایک سومیری رزمیہ کہانی میں اکیس مصرعوں پر مبنی ایک ٹکڑا ہے جس میں اس ’’سنہری زمانے‘‘ کی بات کی گئی ہے۔ اس میں ایسے دور کا ذکر ہے جو امن اور سلامتی کا دور تھا۔ مگر پھر اس کے بعد انسان کو یہ خوشی میسر نہ رہی۔

’’ایک وقت تھا جب سانپ نہیں تھا، بچھو نہیں تھا،
چرخ نہیں تھا، شیر نہیں تھا،
جنگلی کتا نہیں تھا، بھیڑیا نہیں تھا،
کوئی ڈر نہیں تھا، دہشت نہیں تھی،
انسان کا کوئی حریف نہیں تھا،
ایک وقت تھا (جب) ملک ’’شبو اور ہمازی‘‘،
بادشاہت کے مقدس قوانین کا عظیم ملک سومیر،
ہر مناسب چیز رکھنے والا (ملک) ’’اُری‘‘ (اور) ملک مارتو،

امن و سلامتی میں بستے تھے،
ساری کائنات (اور) لوگ مل کر،
ایک زبان ہو کر ان لِل (دیوتا) کی ثنا کرتے تھے۔"

یہ گیارہ مصرعے بہت عمدہ حالت میں محفوظ ہیں۔ ان سے ظاہر ہے کہ بہت مدت پہلے انسان دنیا میں امن اور خوشحالی کے ساتھ رہ رہے تھے۔ اس وقت انہیں کسی سے خطرہ نہیں تھا، انہیں کوئی خوف نہیں تھا اور وہ سب ایک ہی معبود "ان لِل" کی عبادت کرتے تھے۔ مگر پھر "انو"، "ان لِل" اور "ان کی" دیوتاؤں پر مشتمل سومیری تثلیث کے تیسرے رکن ان کی دیوتا نے کسی بات پر ناخوش ہو کر، یا ان لِل کی مقبولیت سے حسد کھا کر انسانوں کو اس "سنہری زمانے" سے محروم کر دیا۔ اس منظوم ٹکڑے کی ایک خاص اور اہم بات یہ بھی ہے کہ اس سے طبعی دنیا کے جغرافیے اور وسعت کے بارے میں سومیریوں کے علم کا بھی کچھ پتہ چلتا ہے۔ چھٹے اور نویں مصرعے سے معلوم ہوتا ہے کہ نظم کے سومیری شاعر کے خیال میں دنیا چار بڑے ملکوں میں تقسیم تھی۔ ایک تو اس کا اپنا ملک سومیر ہی تھا جو اس کائنات کی جنوبی حد تھا اور شاعر کے خیال میں دجلہ اور فرات کے درمیانی خطے پر مشتمل تھا۔ سومیر تینتیسویں عرض بلد کے نیچے سے لے کر خلیج فارس تک تھا۔ سومیر کے عین شمال میں "اُری" نامی ملک تھا اور دریائے دجلہ اور فرات کے درمیان تینتیسویں عرض بلد کے شمال میں واقع تھا۔ یہی ملک "اُری" بعد میں اکاد اور اشوریہ میں بٹ گیا تھا۔ سومیر اور اُری کے مشرق میں "شوبور ہمازی" نامی ملک تھا۔ اس میں جنوبی ایران کا بیشتر حصہ شامل تھا۔ سومیر کے مغرب اور جنوب میں ملک "مارتُو" تھا۔ اس میں دریائے فرات، بحیرۂ روم اور ملک عرب کے درمیان کا حصہ شامل تھا۔ گویا سومیری شاعروں کے نزدیک "کائنات" شمال میں سطح مرتفع آرمینیا سے لے کر خلیج فارس اور مشرق میں

ایرانی سطح مرتفع سے لیکر

بحیرۂ روم تک کے علاقے پر مشتمل تھی۔

قدیم ترین لوری

تحریری شکل میں دنیا کی سب سے قدیم لوری بھی سومیر سے دستیاب ہوئی ہے۔ یہ ادبی تخلیق اپنی موجودہ صورت میں کم از کم چار ہزار برس قدیم تو ہے ہی۔ کیونکہ قرائن سے ایسا لگتا ہے کہ یہ لوری "اُر" (سومیری اُرِیم) کے تیسرے سومیری شاہی خاندان کے سب سے نامور اور قابل ترین فرمانروا شولگی (۲۰۹۴/۲۰۴۷ ق م) کی ملکہ اُبی سمتی نے اپنے ایک بیمار بیٹے کے لیے گائی تھی۔ لوری سے واضح ہے کہ یہ ملکہ اپنے بیٹے کی بیماری سے سخت پریشان اور مضطرب تھی۔ چونکہ یہ لوری ایک ماں کی طرف سے ہے اس لئے بجا طور پر توقع یہ کی جاتی ہے کہ اس پوری کی پوری لوری میں مادر ملکہ نے صرف اپنے بیٹے سے ہی خطاب کیا ہوگا مگر حقیقت میں ایسا نہیں ہے نظم کے بیشتر حصے میں تو بے شک بیٹے سے ہی براہِ راست خطاب ہے۔ تاہم باقی ماندہ حصوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ملکہ اپنے بیٹے کا صیغہ واحد غائب کی حیثیت سے ذکر کرتے ہوئے ایک طرح کی خود کلامی میں مصروف ہے اور ایک جگہ وہ نیند کو مجسم 'تجسیم' مان کر اس (نیند) سے مخاطب ہے۔

لوری کا آغاز ایک ماں (ملکہ) کی پُرحسرت اور آرزو مندانہ خود کلامی سے ہوتا ہے۔ ماں اس نظم (لوری) میں خود کو یقین دلا رہی ہے کہ اس کی خواہش اور تمنا کے مطابق اس کا بیٹا بڑا ہوگا۔ قوی ہیکل اور توانا بنے گا۔ پھر وہ اپنے بیٹے کو پیار اور نیند آجانے کی نوید سنا کر اس کا حوصلہ بڑھاتی ہے۔ اس کے بعد ملکہ نیند کا ذکر کرتی ہے اور براہِ راست اسی (نیند) سے بات کرتی ہے۔ اور اس پہ زور دیتی ہے کہ وہ اس کے بیٹے کی جاگتی کھلتی آنکھوں کو بند اور بڑبڑاتی زبان کو چپ کر دے۔ نیند سے بلاواسطہ تخاطب کے بعد ملکہ پھر اپنے بیمار بیٹے سے مخاطب ہے کہ اسے چھوٹے چھوٹے خوش ذائقہ پنیر کھانے کو ملیں گے، ان سے وہ صحت یاب ہوجائے گا اور شہزادہ پانی سے

خوب سینچا ہوا کاہو بھی کھلے گا (ملکہ کا بیٹا شوگی کے صلب سے تھا) لوری گاتے گاتے
ملکہ تصور میں اپنے اس بیٹے کے لئے محبت کرنے والی بیوی لاتی ہے، اس کے ہاں
پیارا پیارا بیٹا پیدا ہوگا، جسے ایک خوش دل اُنّا پروان چڑھائے گی ـــــ یعنی ہر ماں
کی بیٹے کے لئے وہی دائمی خواہش ـــــ لوری میں پھر ایک موڑ آتا ہے۔ اور
ملکہ پر اپنے بیٹے کی پریشانی پھر غالب آجاتی ہے ـــــ وہ اپنے اضطراب انگیز
تصور ہی تصور میں اپنے بیٹے کو مُردہ دیکھتی ہے۔ اسے خیال آتا ہے کہ پیشہ ور نوحہ گر
اور مختلف جانور اس کے بیٹے کے لئے آہ و فغاں کرنے میں معروف ہیں۔ اس کے
بعد کے مسخ شدہ ٹکڑے میں نیند کا ایک بار پھر ذکر ہے۔ اس حصے کے بعد مادر ملکہ بیمار
بیٹے کو بیوی اور بیٹے، وافر اناج، سرخ گندم، ایک نیک دل محافظ فرشتے اور ایک پُرمسرّت
اور خوش آئند دورِ حکومت کی دعا دیتی ہے۔ اس کے بعد ایک اور مسخ شدہ اور ناقابلِ فہم
حصہ آتا ہے جو کھجور کے ایک درخت سے متعلق دو مصرعوں پر ختم ہوتا ہے۔ اس ٹکڑے کے
بعد مادر ملکہ ایک مرتبہ پھر اپنے بیٹے اور مستقبل کے بادشاہ (بیمار شہزادے) سے خطاب
کرتی ہے اور اسے 'اُر' اور 'اُروک' نامی شہروں کے ساتھ ثابت قدم رہنے اور ان
شہروں کا ساتھ نہ چھوڑنے۔ دشمن کتے کے بازو پکڑ لینے کے لئے کہتی ہے۔ اس کتے پر قابو
نہ پایا گیا تو وہ اس (بیمار شہزادے) کے ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا۔

لوری

اُدا ! اَلُوا !

میرا لغزہ مسرّت ۔ وہ تنومند بنے گا،

میرا لغزہ مسرّت وہ بڑا ہوگا،

'اُری نا' درخت کی طرح اس کی جڑ مضبوط ہوگی،

ـــ اُدُا ! اَلُوا ! ـ اُدا لوری کے لیے شاعرانہ آواز ہے۔ اور اَلُوا کے معنی ہیں، واہ، ہائے، اُف وغیرہ۔

'شنگر' پودے کی طرح وہ اوپر سے پھیلا ہوگا،
آقا! ...... سے ...... تجھے معلوم ہے،
دریا کے کنارے   قطار در قطار کھڑے سیب کے ان درختوں کے درمیان،
جن کی کونپلیں پھوٹتی ہیں،
جو ...... تجھ پر اپنا ہاتھ پھیلائے گا،
جو وہاں لیٹا ہے، اپنا ہاتھ تیرے اوپر اٹھائے گا،
میرے بیٹے نیند تجھ پر غلبہ پانے کو ہے۔
نیند تجھ پر طاری ہونے کو ہے،
نیند آجا! نیند آجا!
میرے بیٹے کو آجا،
نیند میرے بیٹے کو جلدی آجا،
اس کی بے آرام آنکھوں کو سُلا دے،
اپنا ہاتھ اس کی کاجل لگی آنکھوں پر رکھ دے،
اس کی بڑبڑاتی زبان،
اس کی بڑبڑاہٹ سے (اس کی) نیند بھاگنے نہ پائے،
وہ تیری گود سرخ گندم سے بھر دے گا۔
میں اسے میں تیرے لئے پنیر کے ننھے منے خوش ذائقہ ٹکڑے بناؤں گی،
پنیر کے وہ ننھے منے ٹکڑے جو آدمی کو شفا دیتے ہیں،
آدمی کو شفا دینے والے، بادشاہ کے بیٹے کو، شاہ شُوبگی کے بیٹے کو،
میرا باغ وافر پانی سے سیراب کیا ہوا ہے،
یہ 'گنگل' کا ہوا ہے،

ص وہ، 'شُوبگی' ؟ بالکل بھی واضح نہیں ہے کہ 'وہ' سے مراد کون ہے۔

بادشاہ یہ کا ہو کھائے گا۔

اپنے نغمۂ مسرت میں —— میں اسے ایک دولہن دوں گی،

(میں) اسے (ایک دولہن) دوں گی، میں اسے ایک (بیٹا) دوں گی،

خوش دل اَنا اس کے ساتھ باتیں کرے گی،

خوش دل اَنا اسے دودھ پلائے گی،

میں! —— میں اپنے بیٹے کے لئے دولہن لاؤں گی،

وہ اس کے لئے بہت ہی پیارا بیٹا جنے گی،

بیوی اس کی گرم گود میں لیٹ جائے گی،

بیٹا اس کے پھیلے ہوئے بازوؤں میں لیٹ جائے گا،

بیوی اُس کے ساتھ شاداں فرحاں ہوگی،

بیٹا اُس کے ساتھ مسرور ہوگا،

نوجوان بیوی اُس کی گود میں حظ اٹھائے گی،

بیٹا، اس کے شفیق گھٹنے پر پڑا ہوگا۔

تجھے درد ہے،

میں بے کل ہوں،

میں گنگ ہو جاتی ہوں، میں تاروں کو دیکھتی ہوں،

نیا چاند نیچے میرے منہ پر چمکتا ہے،

تیری ہڈیاں فصیل پر رکھدی جائیں گی،

فصیل کا آدمی[۱] تیرے لئے آنسو بہائے گا،

۱؎ فصیل کا آدمی، فصیل کا نگران

نوحہ گر تیرے لئے بربط توڑ ڈالیں گے،
گلّو تیرے لئے گال زخمی کرے گا،
کمی تیرے لئے اپنے بال نوچ پھینکے گی،
چپکلی تیرے لئے اپنی زبان کاٹ دے گی،
مرثیہ خواں تیرے لئے مرثیئے پڑھیں گے،
ماتم کرنے والے تیرے لئے ماتم کریں گے۔ع۱
بیوی تیری مددگار بنے،
بیٹا تیرا مقدر بنے،
صاف کیا ہوا جَو تیری دولہن بنے،
"گرسُو" دیوی اُش تن ع۲ تیرا ساتھ دے،
تجھے خوش بیان محافظ روح ملے،
تیری حکومت مسرت بخش دنوں کی حامل ہو،
تیری تقاریب سے پیشانی چمک جائے۔ع۳
اور تُو! تُو نیند میں لیٹ جا،
اپنے کھجور کے درخت کی شاخیں پھیلا دے،
میں تجھے ...... کی مانند خوشیوں سے بھر دوں گی،
"حل دُبا" عفریت کی طرح "اُر" (شہر) کا ساتھ دے،
...... عفریت کی طرح اُروک (شہر) کا ساتھ دے،

ع۱ اس کے بعد چھ مصرعے ضائع ہو چکے ہیں۔ ع۲ اُش تن۔ اناج کی دیوی۔ گرسُو، اُش تن دیوی کا وصفی نام تھا۔ ع۳ اس کے بعد اٹھائیس مصرعے ضائع ہو چکے ہیں۔

......عفریت کی طرح کتے کا منہ پکڑ لے،

اس کے بازو، سرکنڈوں کے جال سے باندھ دے،

کتے کو خوف زدہ کر کے اپنے سامنے جھکا دے،

ایسا نہ ہو کہ وہ تیری کمر تھیلے کی طرح چاک کر ڈالے۔[6]

قافیہ اور بحر کا استعمال نہیں تھا

سومیریوں کی بیشتر ادبی تخلیقات منظوم ہیں۔ قافیے اور بحر کا استعمال ان کے ہاں بالکل نہیں تھا۔ لیکن عملی طور پر انہوں نے دوسرے تمام شعری اصول، تیکنیک اور خصوصیات خاصی مہارت اور سلیقے کے ساتھ برتی ہیں۔ ان کی شاعری میں تخیل اور تاثر کی کوئی کمی نہیں۔ تکرار اور متوازیت، تشبیہ اور ہم آہنگ ترجیع کا استعمال بھی ان کے ہاں بڑی عمدگی کے ساتھ ملتا ہے۔ ان کی متعدد نظمیں بہت خوبصورت ہیں۔ مختصر نظمیں تو خاصی دلکش ہیں ہی، دو طویل نظمیں بھی شعری خوبی کے لحاظ سے اعلیٰ معیار کی قرار دی گئی ہیں۔ پہلی نظم دو سو اسی مصرعوں پر مشتمل ہے اور یہ جس تاریخی واقعہ پر مبنی ہے وہ سومیری اکادی تاریخ کے چند سب سے زیادہ تباہ کن واقعات میں سے ہے۔ اس نظم کو 'اکاد کی تباہی' کا عنوان دیا گیا ہے اور اسے کتاب میں شامل کیا جا رہا ہے۔

دوسری نظم سومیری شہر اُروک کے ایک حکمران اُتو ہیگل (سنہ ۲۱۱۵ ق م) کی گوتی نامی پہاڑی قوم کے آخری حکمران تری گن پر شاندار فتح اور سومیری بادشاہت کی بحالی کے بارے میں ہے۔ ان دونوں نظموں سے سومیر کی تاریخ پر بھی کسی نہ کسی حد تک روشنی پڑتی ہے۔

---

[5] کتا۔ کتے سے مراد کوئی خاص نوعیت کا کتا ہے۔ [6] باقی ماندہ مصرعے ضائع ہو چکے ہیں۔

سومیریوں نے بیانیہ انداز میں جو منظوم ادب تخلیق کیا اس میں اساطیری اور رزمیہ کہانیاں شامل ہیں۔ ان کی یہ بیانیہ شاعری سکونی صفات، طویل تکرار اور تواتر یا تکراری فارمولوں، جزئیات نگاری اور طویل تقریروں سے بھری پڑی ہے۔

سومیری ادیبوں کو پلاٹ (بافتہ ساخت یا بُنت) سے دلچسپی بس واجبی سی بلکہ نہ ہونے کے برابر تھی۔ ان کی کہانیاں غیر مربوط، یکساں اور اکثر بیزار کن سے انداز میں آگے بڑھتی ہیں۔ لہجے اور تاثر میں تنوع بہت کم ملتا ہے۔ پھر ایک اور خاص بات یہ ہے کہ یوں لگتا ہے جیسے سومیری شاعروں میں 'نقطۂ عروج' (کلائمکس) کے شعور یا احساس کا فقدان تھا اگر فقدان نہیں تو اس کی بہت کمی ضرور تھی۔ اساطیر اور رزمیہ میں کہانی جیسے جیسے آگے بڑھتی ہے تجسس اور جذبے کی شدت کم ہوتی جاتی ہے اور اکثر یوں ہوتا ہے کہ آخری قصہ یا واقعہ پہلے قصے یا واقعے سے زیادہ مؤثر اور محرک نہیں رہتا۔ ان کے ہاں کردار نگاری اور نفسیاتی تجزیے کی کوشش کی بھی نشان دہی نہیں ہوئی۔ کہانیوں کے سورما گوشت پوست کے انسانوں سے زیادہ وسیع ٹائپ لگتے ہیں۔

ادبی فہرستیں

کریمر نے نپور سے پائی جانے والی ایک انتہائی اہم تختی کی پہلی مرتبہ نشان دہی کی۔ اس تختی پر کوئی ادب پارہ تحریر نہیں ہے۔ بلکہ یہ ادبی تخلیقات کے عنوانات پر مشتمل فہرست ہے۔ اس فہرست سے سومیری لٹریچر کی وسعت اور مقدار کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ یہ فہرست اب سے کوئی چار ہزار برس قبل (۲۰۰۰ ق م) مرتب کر کے لکھی گئی تھی۔ اس میں ادب پاروں کے صرف نام یا عنوان دیئے گئے ہیں۔ جن ادبی تخلیقات کی فہرست اس لوح پر درج ہے۔ وہ فہرست اسی دور میں تخلیق کر کے لکھی گئی تھیں بلکہ ان میں سے بہت سی صدیوں پہلے تخلیق ہوئی تھیں۔ مگر اس فہرست کے دور میں ان کی نقول تیار کی گئیں اسی طرح یہ فہرست اور اس میں مندرج ادب پارے تخلیقی اور تحریری لحاظ سے ہم عصر ہیں۔ فہرست میں مذکور متعدد ادبی

تخلیقات ایسی ہیں جواب نہ صرف مل چکی ہیں بلکہ انہیں پڑھا بھی جا چکا ہے۔

یہ اہم ترین لوح تقریباً بالکل مکمل اور صحیح حالت میں ہے اور ہے بھی بہت چھوٹی۔ یعنی یہ کل اڑھائی انچ لمبی اور ڈیڑھ انچ چوڑی ہے۔ چار ہزار برس پہلے کے اس نامعلوم منشی نے اس تختی کے دونوں رخ چار کالموں میں تقسیم کر دیئے تھے گویا تختی کے ہر رخ کو اس نے دو کالموں میں بانٹا اور بہت ہی باریک لکھائی کی، اتنی باریک کہ اس پر اس نے دس بیس نہیں بلکہ باسٹھ سومیری ادب پاروں کے عنوان لکھ دیئے۔ چالیس عنوان تو اس منشی نے دس دس کے گروپ بنا کر چار حصوں میں لکھے۔ یوں اس نے دس اور گیارہ، بیس اور اکیس، تیس اور اکتیس اور چالیس اور اکتالیس عنوانوں کے درمیان چار لکیریں کھینچیں۔ باقی ماندہ بائیس عنوانوں کو اس نے دو غیر مساوی حصوں میں منقسم کیا۔ پہلے حصے میں نو اور دوسرے میں تیرہ عنوان شامل ہیں۔

اس اہم فہرست کی ایک خاص اور دلچسپ بات یہ ہے کہ اس میں مندرج کم از کم اکیس ادب پارے ایسے ہیں جنہیں آج ہم دریافت شدہ مختلف الواح اور ان کے ٹکڑوں کی مدد سے بہت بڑی حد تک مکمل کر سکتے ہیں، اور یہ بات بھی یقینی ہے کہ اس فہرست میں درج متعدد ادبی تخلیقات ایسی ہوں گی جو سومیری شہروں کے کھنڈروں سے بازیافت ہونے والی الواح پر لکھی ہوئی ہوں گی مگر انہیں الواح کے بے پناہ ذخائر سے ابھی تلاش نہیں کیا جا سکا ہے۔ سومیری ادب پارے کا عنوان عام طور پر اس کی پہلی سطر کے پہلے حصے پر مبنی ہوا کرتا ہے۔ ایسی بہت ساری الواح پائی گئی ہیں جن پر لکھی ہوئی عبارت کا بڑا حصہ تو محفوظ ہے مگر ان کی ابتدائی سطور ضائع ہو چکی ہیں چنانچہ ان ادبی تخلیقات کے عنوان اب معلوم کرنا اس وقت ممکن نہیں ہے تاوقتیکہ وہی ادب پارہ کسی اور لوح پر بھی لکھا ہوا مل نہ جائے اور صرف مل ہی نہ جائے بلکہ اسے پڑھ بھی لیا جائے اور اس کا ابتدائی حصہ بھی محفوظ رہ گیا ہو۔

اس طرح پر جن باشعور ادب پاروں کے عنوان موجود ہیں ان میں سے مندرجہ ذیل ادبی تخلیقات حقیقی معنوں میں بڑی حد تک مکمل کی جا سکتی ہیں اور یہ دریافت بھی ہو چکی ہیں۔

شُولگی[5] بادشاہ کی حمد (در مدح خود)

لپیت اِشتر[6] بادشاہ کی حمد۔

کدال کی تخلیق (اسطورہ)

(ملکۂ فلک) اِنّنا (دیوی) کی حمد۔

اَن لِل (دیوتا) کی حمد۔

کِش شہر میں مادرِ عظیم نِن ہُرسَگ کے مندر کی حمد۔

گلگامیش، اَن کیدو اور عالمِ ظلمات (رزمیہ کہانی)

اِنّنا اور ابیہہ (رزمیہ کہانی)

گلگامیش اور ہُواوا (رزمیہ کہانی)

گلگامیش اور آگّا (رزمیہ کہانی)

مویشی اور اناج (اسطورہ)

اکاد (شہر) کی تباہی کا نوحہ

اُر (شہر) کی تباہی کا نوحہ

نِپور (شہر) کی تباہی کا نوحہ

سومیر کی تباہی کا نوحہ

لُوگل باندا اور اَن مَرکَر (رزمیہ کہانی)

اِنّنا دیوی عالمِ ظلمات میں (اسطورہ)

---

[5] شُولگی ۲۰۹۴ ق م تا ۲۰۴۷ ق م [6] لپیت اِشتر ۱۹۳۴–۱۹۲۴ ق م

(غالباً) اِنّنا دیوی کی حمد
سومیر کے تمام اہم مندروں کی شان میں مناجاتوں کا مجموعہ
حکیمانہ ادب۔ (جس میں طالب علم کے منشی بننے کے سلسلے میں سرگرمیوں کا بیان ہے)
کسان کی اپنے بیٹے کو نصیحتیں۔

اس ادبی فہرست کے علاوہ پیرس کے لوور عجائب گھر میں بھی ایک ایسی لوح موجود ہے جس پہ اڑسٹھ سومیری ادبی تخلیقات کے عنوان درج ہیں جبکہ اول الذکر فہرست میں باسٹھ عنوان ہیں۔ دونوں ادبی فہرستوں میں تینتالیس ادب پاروں کے عنوان مشترک ہیں۔ اس طرح لوور میں موجود تختی پہ پچیس ایسی ادبی تخلیقات کے عنوان لکھے ہیں جو پہلی فہرست میں نہیں ہیں۔ اور پہلی فہرست کے انیس عنوان لوور عجائب گھر والی لوح پہ رقم نہیں۔ ان دونوں الواح پہ کل ایک سو تیس ادبی تخلیقات (کے عنوانوں) کا ذکر ہے۔ جن میں سے تینتالیس مشترک ہیں لیکن اس سے یہ ہرگز نہ سمجھا جائے کہ چار ہزار سال پہلے سومیریوں کی ادبی تخلیقات کی تعداد صرف اور صرف اتنی سی تھی۔ بلکہ صورت حال اس کے بالکل برعکس تھی اور اس بات کے پختہ شواہد موجود ہیں کہ چالیس صدیوں پہلے سومیر میں ادبی تخلیقات کی متنوع اصناف اور ان کی تعداد سینکڑوں تک پہنچتی تھی۔ سومیریوں کا عقل و دانش کا دیوتا "اَن کی" تھا اور اس دیوتا کا مرکزی شہر اریڈو تھا۔ اب ظاہر ہے کہ جس شہر کا مربی اور سب سے بڑا معبود عقل و دانش کا دیوتا ہو، وہ دیوتا ان شہریوں کے نزدیک خود بھی اس شہر میں رہتا ہو اور وہ اس کا مرکزی مقام ہو، وہ شہر علمی اور ادبی سرگرمیوں کا کتنا بڑا مرکز رہا ہوگا اور وہاں کے پڑھے لکھے لوگوں نے کتنا کچھ ادب تخلیق نہ کیا ہوگا۔ اگر سومیریوں کے اس شہر اریدو کی وسیع پیمانے پہ کھدائی کی جائے تو یقیناً وہاں سے بڑی تعداد میں ادبی تحریریں برآمد ہوں گی۔ ابھی اس جگہ چھوٹے پیمانے پہ کھدائی کی گئی ہے اور محققین نے اس بات پہ سخت حیرانی کا اظہار کیا ہے کہ عقل و دانش کے دیوتا "اَن کی" کے اس مرکزی مقام سے ایک بھی مرقوم لوح نہیں

ل ہے۔ میرے نزدیک محققین کا یہ تجزیہ درست نہیں ہے۔ کوئی لوح نہ ملنے کی وجہ میں سمجھتا
ہوں یہ ہے کہ اریڈو میں مرقوم الواح کسی بہت بڑی لائبریری یا متعدد چھوٹی چھوٹی لائبریریوں
میں بھی رکھی جاتی ہوں گی۔ اب اتفاق یہ ہے کہ ماہرین آثار کے بیلچے کی زد میں کوئی لائبریری
نہیں آسکی جو برآمد ہو جاتی۔ مستقبل میں یقیناً ایسی لائبریریاں ضرور مل جائیں گی۔

لندن کے برٹش میوزیم میں سومیریوں کی لکھی ہوئی الواح کا بھاری ذخیرہ موجود ہے
ان الواح میں سے ابھی تک بہت ہی کم الواح کے مندرجات و موضوعات خصوصاً
ادبی موضوعات اور تخلیقات کا پتہ لگایا جا سکا ہے۔ ۲۱ نومبر ۱۹۷۲ء کے "لندن ٹائمز" کے
مطابق برٹش میوزیم میں موجود سومیری الواح کے انبار سے سومیریوں کی دو نئی ادبی فہرستوں
کا سراغ لگا۔ انہیں دریافت کرنے کا سہرا میوزیم کے "شعبہ مغربی ایشیا" کے نائب منتظم
ایڈمنڈ سولبرگر کے سر ہے۔ اسی شعبے کے منتظم اعلیٰ ڈاکٹر رچرڈ بارنٹ نے انہیں پڑھنے
اور شائع کرنے کے لئے امریکی یونیورسٹی آف پینسلوینیا میں الواح کے ناظم پروفیسر سموئیل کریمر
کے سپرد کر دیا۔ ان فہرستوں کی بازیافت پر کریمر نے اس یقین کا اظہار کیا کہ سومیریوں کے بہت
سارے مزید ادبی نوشتے مل جائیں گے۔ بہرکیف ان فہرستوں کے مل جانے سے ماہرین
کو یہ ہیجان خیز اور پرشوق امید پیدا ہو گئی ہے کہ برٹش میوزیم میں یقیناً ایسی بہت سی الواح بھی
یقیناً موجود ہیں جن پر سومیریوں کی ایسی اساطیری اور رزمیہ کہانیاں، حمدیں، مناجاتیں اور زرخیزی
و حسن و عشق کی دیوی اِنّنا اور اس کے محبوب شوہر ڈوموزی (بابلی تموز) کے بارے میں نوحے
لکھے ہوں گے جن سے اب تک کوئی آشنا نہیں اور جب یہ ادبی تخلیقات دریافت ہو کر
ترجمہ ہوں گی تو پہلی بار لوگوں کے سامنے آئیں گی۔ ان دونوں نئی ادبی فہرستوں کی اہمیت
پوری بھی یہی ہے کہ ان سے ماہرین کے اس خیال کی تصدیق ہو جاتی ہے کہ سومیری
لٹریچر اس سے کہیں زیادہ مقدار میں تخلیق اور فروغ پا رہا تھا جس کا پتہ سومیری ادبی تخلیقات
پر مبنی پانچ ہزار الواح اور ان کے ٹکڑوں سے چلتا ہے۔

ان دونوں ادبی فہرستوں کی بازیافت سے قبل دنیا کے عجائب گھروں سے ادبی تخلیقات کے عنوانات پر مبنی صرف چھ فہرستیں دریافت ہو سکی تھیں۔ ان چھ فہرستوں سے تحریری طور پر یہ ثابت ہے کہ کوئی چار ہزار سال پہلے سومیر میں دو سو سے زیادہ ادب پارے لکھی ہوئی صورت میں موجود تھے۔ لیکن ان چھ فہرستوں میں مذکورہ ادبی تخلیقات میں سے آثار کاویوں کے دوران اب تک صرف پچاس ہی برآمد ہو سکی ہیں یا ان کی نشاندہی ہو سکی ہے لیکن یہ بات پیش نظر رہنی چاہیے کہ ایسی بہت ساری سومیری ادبی تخلیقات بھی ملی ہیں جن کا ذکر مذکورہ ادبی فہرستوں میں نہیں ہے گویا یہ مذکورہ پچاس ادب پاروں سے الگ ہیں۔

ادبی تخلیقات کے عنوانوں پر مبنی ان دونوں الواح میں سے پہلی دس سنٹی میٹر لمبی اور آٹھ سنٹی میٹر چوڑی ہے۔ اس پر چار کالم ہیں اور ان چار کالموں میں ترانسی منظوم ادبی تخلیقات کے عنوان درج ہیں۔ یہ لوح لکھنے والے منشی نے ان نظموں کو مجموعی طور پر "دیوتاؤں کے ارشتا" کہا ہے۔ اس سومیری لفظ "ارشتا" کے لفظی معنی ہیں ڈھول کے ساتھ رونا" سومیریوں کی ایسی نظمیں ماتمی گیت یا نوحوں کی ذیل میں آتی ہیں یہ اس انداز میں کہے جاتے تھے گویا کوئی دیوی یا دیوتا کسی المناک واقعے مثلاً کسی شہر اور اس کے مندروں کی تباہی پر یہ نوحے ادا کر رہا ہو۔ اس ادبی فہرست پر مندرج ادبی تخلیقات کے عنوانوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس میں مذکورہ پندرہ "ارشتا" (نوحے) ایک جیسے ہی ہیں۔ ان کی اس یکسانیت کے پیش نظر فہرست میں ایسی نظموں کی تعداد ترانسی سے گھٹ کر اڑسٹھ رہ جاتی ہے جو ایک دوسری سے مختلف ہیں۔ لوح کی دوسری سطر میں ایک منظوم ادب پارے کا عنوان "چرواہے نے کیا کیا ہے؟" دیا گیا ہے۔ باقی ہر سطر میں ایک سے زیادہ عنوان دیئے گئے ہیں۔ پہلی لوح میں جن ادبی تخلیقات کے عنوان دیئے گئے ہیں ان میں سے کوئی ایک بھی تاحال سومیری کھنڈروں سے برآمد نہیں ہوئی ہے اور اگر کوئی ہوئی بھی

گئی ہے تو دنیا کے عجائب گھروں میں الواح کے انبار میں سے اس کی نشاندہی اب تک نہیں ہو سکی ہے۔ اس لوح کے عنوان " دیوتاؤں کے ارشما " سے ظاہر ہوتا ہے کہ لوح میں جس نظم کو " چرواہے نے کیا کیا ہے ؟ " عنوان دیا گیا ہے وہ تحریری صورت میں تا حال دستیاب نہیں ہو سکی ہے۔ اور اگر یہ سومیری کھنڈروں کی کھدائیوں کے دوران کہیں سے برآمد ہو بھی چکی ہو تو دنیا کے مختلف عجائب گھروں اور دوسری جگہوں پر موجود ہزاروں الواح میں کہیں پڑی ہو گی۔ لیکن اس کی نشاندہی اب تک ہو نہیں سکی ہے۔ ممکن ہے کہ مستقبل میں کبھی یہ تلاش کر لی جائے۔ گو یہ نظم تو نہیں مل سکی لیکن زیر نظر لوح میں دیئے ہوئے اس کے عنوان " چرواہے نے کیا کیا ہے ؟ " سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ چرواہے دیوتا دُمُوزی کے بارے میں ہے ہو سکتا ہے کہ اس منظوم ادبی تخلیق میں دُمُوزی کو عالم اسفل زبردستی لے جاتے جانے کا نوحہ کہا گیا ہو۔ دُمُوزی کو اس کی بیوی اِنّانا دیوی کے کہنے پر عالم اسفل کے عفریت لے گئے تھے۔ چونکہ ظلمات سے واپسی کی صرف ایک ہی صورت تھی کہ وہاں سے لوٹ آنے کا خواہشمند اپنی جگہ کوئی دوسرا وہاں بھیجے۔ اِنّانا دیوی ظلمات (عالم اسفل) گئی تھی۔ وہاں اسے ہلاک کر دیا گیا۔ وہ دوبارہ زندہ ہوئی اور اسے وہاں سے واپسی کی اجازت مل گئی مگر اپنے بدلے اِنّانا کو ظلمات میں کسی کو بھیجنا تھا۔ دُمُوزی جب اِنّانا کی واپسی پر اسے ملا تو اس نے اِنّانا کے ساتھ مغرورانہ اور گستاخانہ رویہ اختیار کیا جس پر خفا اِنّانا نے دُمُوزی کو اپنی جگہ عالم اسفل میں بھیج دیا۔ یہ کہانی سومیریوں کی مشہور، دلکش اور انتہائی اہم منظوم تخلیق " اِنّانا کا سفرِ ظلمات " میں بیان ہوئی ہے اور اس کتاب میں شامل ہے۔ بہر حال خیال ہے کہ " چرواہے نے کیا کیا ہے ؟ " نامی یہ تخلیق دُمُوزی کو ظلمات میں زبردستی لیجائے جانے کے سلسلے یا موضوع پر مبنی ہو گی۔

دوسری لوح ساڑھے چھ سنٹی میٹر لمبی ہے اس کا قطر تین سنٹی میٹر ہے اور اس پر ادبی تخلیقات کے عنوان پانچ کالموں میں لکھے گئے ہیں۔ اس لوح پہ دراصل " ، ، ،

نظموں کے عنوان لکھے گئے تھے مگر انیس عنوان لوح کی شکست وریخت کی وجہ سے ضائع ہو چکے ہیں۔ منشی نے اس لوح کی نظموں کو مجموعی عنوان "اِنَنّا دیوی کے اِرشَما" کا عنوان دیا ہے اور سات نظموں کا عنوان "نِن شُوبُرَ" دیوتا کے ارشما" ہے۔ "نِن شُوبُرَ" اِنَنّا دیوی کا معتمد خصوصی اور ایلچی تھا۔ اس دوسری لوح پر بائیس ایسی تخلیقات کے عنوانوں کا ذکر ہے جو پہلی لوح میں بھی موجود ہیں۔ اس طرح اس دوسری لوح پر بیالیس ایسی منظوم تخلیقات (ارشما نظمیں) کا ذکر ہے جن کے بارے میں پہلی مرتبہ یہ علم ہوا ہے کہ کبھی یہ نظمیں بھی تخلیق کی گئی تھیں اور تحریری صورت میں سومیریوں کے ہاں موجود تھیں۔ جیسا کہ کہا جا چکا ہے کہ پہلی لوح پر ارسٹھ نامعلوم ادبی تخلیقات کے عنوان لکھے ہیں۔ اس طرح ان دونوں الواح سے کم از کم ایک سو دس ایسی ادبی تخلیقات کا پتہ چلتا ہے جن کے بارے میں اب تک یہ علم نہ تھا کہ ہزاروں برس پہلے سومیر میں تحریری صورت میں یہ بھی موجود تھیں۔

سومیری ادب اور بھاٹ

سومیری ادب کی تخلیق اور ارتقا میں اس دور کے بھاٹ (مطرب، مغنی) بہت اہم اور بنیادی کردار ادا کرتے رہے۔ بھاٹ کو سومیری نَر (نار) کہتے تھے اور بعض اوقات حمدوں اور مناجاتوں میں نَر (بھاٹ) کا ذکر دُب سار (دُب سَر منشی) کے ساتھ ساتھ ملتا ہے۔ لیکن ای دُبا (مدرسے) کے ساتھ بھاٹ کے تعلق کی نوعیت واضح نہیں ہے۔ تاہم ممکن ہے کہ سومیری درسگاہوں سے فارغ التحصیل بعض لوگ مذہبی تخلیقات کے سلسلے میں خصوصی مہارت حاصل کر لیتے ہوں اور مندروں سے وابستہ گویوں اور سازندوں کو تعلیم دینے اور مذہبی رسوم کی نگرانی و رہنمائی کرنے کے لئے مندروں کی ملازمت اختیار کر لیتے ہوں اور ایسے فارغ التحصیل سومیری بھی ہوتے ہوں گے جو اساطیری اور رزمیہ کہانیاں گانے وغیرہ کے سلسلے میں مہارت حاصل کر لیتے تھے، وہ دربار کے ملازم ہو جاتے اور پھر درباری مغنیوں اور دل بہلانے والوں کی تربیت اور نگرانی کرتے تھے۔ بہرکیف فی الحال اس قسم کی تفاصیل کے بارے میں

ملی شواہد یا معلومات دستیاب نہیں ہوسکی ہیں۔

تمام سومیری ادب مذہبی نہیں اور پجاریوں کی تخلیق نہیں،

یہاں میں ایک اہم بات کی وضاحت کرتے ہوئے یہ کہہ دینا چاہتا ہوں کہ سارے کا سارا سومیری ادب نہ تو محض مذہبی ہی ہے۔ اور نہ ہی وہ سب پجاریوں کی ہی تخلیق ہے گو عام تاثر یہی رہا ہے پورا سومیری ادب نوعیت کے لحاظ سے مذہبی ہے اور پجاری اسے تخلیق، مدوّن اور از سر نو مرتب اس غرض کی بنا پر کرتے رہے کہ اسے مذہبی رسوم کی ادائیگی کے وقت مندروں میں پڑھایا جایا کرے۔ یہ خیال حمدوں، بعض اساطیری کہانیوں اور سب نہیں بعض نوحوں کی حد تک تو صحیح مان لینے میں شاید کوئی مضائقہ نہ ہو لیکن باقی سومیری ادب کے بارے میں اس تاثر کو درست قرار نہیں دیا جاسکتا۔ یہ سوچنا یقیناً سومیری ادیبوں کے ساتھ زیادتی ہوگی کہ سومیریوں کی ضرب الامثال، مقولے، کہاوتیں، کچھ رومانی یا عشقیہ نظمیں، لوریاں یا درسگاہوں سے متعلقہ مضامین پجاریوں نے تخلیق کئے ہوں گے یا پجاریوں نے نہیں تو ان کے لئے لکھے گئے ہوں گے، یا پھر ان کا تعلق مختلف مندروں سے وابستہ رسوم وعقائد سے رہا ہوگا۔ اس کے علاوہ یہ مان لینے کی بھی کوئی ٹھوس وجہ موجود نہیں ہے کہ سومیری سورماؤں ان مرکر، لوگل باندا اور گلگامش سے متعلقہ رزمیہ کہانیاں پجاریوں نے تخلیق کی تھیں اور انہیں مندروں پڑھا جاتا ہوگا۔ رہا سوال اساطیری کہانیوں کا تو کم ازکم سومیری اور بعد از سومیری دور کے بارے میں اس بات کے بھی کوئی شواہد یا علامت نہیں ملتی کہ یہ اساطیری منظوم کہانیاں مندروں میں ادا کی جانے والی مذہبی رسوم اور عبادات یا مذہبی تہواروں کے دوران پڑھی جاتی تھیں۔ صرف حمدوں اور نوحوں کے بارے میں البتہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ انہیں مندروں میں مذہبی رسوماتی طور پر پڑھنے کے لئے تخلیق اور مدوّن کیا گیا ہوگا۔ تاہم ایک بات اور قابل غور ہے کہ سومیریوں کے اہم شہر نپور کی

کھدائیوں کے دوران دوسری ادبی تخلیقات پر مبنی الواح کی طرح وہ لوحیں بھی مندروں سے نہیں بلکہ منشی خانے سے دستیاب ہوئی ہیں جن پر حمدیں اور نوحے لکھے ہوئے ہیں چنانچہ اس حقیقت سے یہ نتیجہ نکال لینا شاید کچھ ایسا غلط بھی نہ ہو کہ ان حمدوں اور نوحوں کو بھی پجاریوں کی بجائے 'ای دُبا' (مدرسہ) کے اسٹاف نے مدرسوں ہی میں تخلیق کیا ہوگا۔ سومیری عبارتوں سے 'ای دُبا' کے جس تدریسی عملے کا پتہ چلتا ہے اس میں یہ ذکر کہیں نہیں ہے کہ پجاری بھی درسگاہوں کے اسٹاف میں شامل ہوتے تھے۔

یہ بات تقریباً طے ہے کہ سومیری 'ای دُبا' (مدرسہ) سے فارغ التحصیل لوگ ہی لکھنے پڑھنے سے آشنا تھے اور بظاہر یہ بات ممکن دکھائی نہیں دیتی کہ خواندہ لوگ بھی اپنے ذاتی شوق، تفریح طبع اور آگہی کی خاطر بھی لائبریریاں قائم کرتے ہوں، تقریباً سو فی صد امکان یہی ہے کہ صرف "ای دُبا" ہی میں لائبریریاں ہوا کرتی تھیں۔ (سومیری مدرسے یا درسگاہ کو 'ای دُبا' کہتے تھے۔ 'ای دُبا' کے لفظی معنی ہیں "بیت لوح۔ تختی کا گھر") ویسے مندروں اور شاہی محلات یا درباروں میں بھی اپنے مطلب کی تخلیقات کی نقول رکھی جاتی ہوں گی۔

یہ قطعی ترین قیاس نہیں ہے کہ سومیری ادب پارے تحریری شکل میں درسگاہوں کی الماریوں میں محض تدریسی مقاصد کے لئے ہی رکھے جاتے ہوں۔ یقینی بات ہے کہ یہ ادب مندر، دربار شاہی اور بازار کے چوک میں عام لوگوں کے اجتماعات میں ضرور پڑھ کر سنایا جاتا تھا۔ ان سامعین میں وہ لوگ شامل تھے جو دوسروں سے یہ ادبی تخلیقات سن کر محظوظ ہوتے تھے گو خود ناخواندہ تھے البتہ پڑھے لکھے سومیری بھی موجود تھے ضرور۔

اہمیت و اثرات

سومیری ادب بنیادی اہمیت اور قدر و قیمت کا حامل ہے اور اس میں ذرا بھی شک و شبہے کی گنجائش نہیں ہے کہ اس 'پُراسرار' قوم کا یہ عظیم اور درخشندہ لٹریچر اقوام عالم کے لئے نہ صرف از منہ قدیم میں بنیادی اہمیت رکھتا تھا بلکہ اس کی یہ خصوصیت آج بھی برقرار ہے۔

سومیری لٹریچر کی ایک سب سے نمایاں اہمیت اور خصوصیت یہ ہے کہ عملاً دنیا کا سب سے
قدیم تحریری ادب ہے۔ ان معنوں میں سب سے قدیم کہ اتنی بڑی مقدار، اتنے بہت
سے متنوع انداز اور اتنی قابل ذکر اور معقول تعداد میں ایسی اہمیت کا حامل دنیا
کی کسی بھی قوم اور ملک کا ادب اب تک نہیں ملا ہے، اور یہ بھی کہ سومیریوں کے متعدد
ادب پارے اپنے موضوع اور ہیئت کے اعتبار سے دنیا کی قدیم ترین ادبی تحریریں
ہیں۔ چونکہ اس قدر کثیر تعداد میں سومیری ادبی تخلیقات عالمی تاریخ کی سب سے قدیم اور
اولین تخلیقی تحریریں ہیں اسی لئے انہیں تہذیب انسانی کی پوری تاریخ میں منفرد اور مخصوص
مقام حاصل ہے۔ کہ میرے نزدیک تو اس بات کا بھی شاذ ہی امکان ہے کہ سومیری
ادب سے زیادہ قدیم ادبی نگارشات تحریری صورت میں سومیر کو چھوڑ کر دنیا کے کسی
بھی اور علاقے سے مل جائیں۔

سومیری ادب کی ایک اور خصوصی اور قابل ذکر اہمیت ہے اور وہ یہ کہ سومیریوں
کی ادبی تخلیقات عالمی لٹریچر میں اس لحاظ سے بھی بے مثل اور منفرد حیثیت رکھتی ہیں
کہ پونے چار، چار، ساڑھے چار اور بعض صورتوں میں تو شاید پونے پانچ ہزار برس
گزر جانے کے باوجود وہ اپنی اسی اصل شکل میں دستیاب ہوئی ہیں جس صورت
میں کہ انہیں اس دور میں منشیوں نے لکھا تھا۔ سومیریوں کے پائے جانے والے ان
ادبی نوشتوں میں، ان کی تحریر کے بعد سے آج تک، بعد کے مرتبین اور تدوین کرنے
والے نے کوئی تبدیلی نہیں کی، کوئی ترمیم و اضافہ نہیں کیا۔ دنیا کے کسی بھی اور لٹریچر کو یہ
فخر حاصل نہیں ہے کہ پونے چار سے لے کر پونے پانچ ہزار برس قبل اس قدر وسیع
پیمانے پر لکھا بھی گیا ہو اور پھر اپنی اسی اصل شکل میں مل بھی گیا ہو جس میں کہ وہ لکھا
گیا تھا۔

یہ حقیقت ہے کہ ساڑھے تین سے لے کر پونے پانچ ہزار سال تک پیوند زمین

ہونے کے باعث دنیا کی نظروں سے اوجھل رہنے اور فراموش ہوجانے والے اس سومیری لٹریچر کی ماہرین کے ہاتھوں بازیافت انسانی برادری کے لئے موجودہ صدی کی انتہائی اہم خدمت اور فی الواقع ایک بصیرت افروز اور معلومات افزا کارنامہ ہے۔ "انسانیات" اور لسانیات، روایات و عقائد، مذہب، ادب اور انسانی تہذیب کی تاریخ کے طالب علموں اور ماہرین آثار کے لئے سومیری ادبیات نئی، بھرپور اور غیر متوقع معلومات کا خزینہ ہیں۔ اور یہ بھی حقیقت ہے کہ اس ادب کی بازیافت سے قبل ہماری، سومیریوں کے بارے میں معلومات برائے نام ہی تھیں۔ سومیری لٹریچر کی بازیافت سے قبل سومیریوں کی، بلکہ صحیح اور مناسب طور پر یوں کہا جائے کہ پونے پانچ اور پانچ ہزار برس قبل پوری نوع انسانی کی مذہبی، فکری، عقلی، تخیلی، معاشی، معاشرتی، سیاسی اور واقعاتی (تاریخی) صورت حال پر وقت، کھنڈروں اور ملبے و خاک دھول کی گویا دبیز اور سیاہ نقاب پڑی تھی، مگر پھر یوں ہوا کہ ماہرین آثار کی حد درجہ عرق ریزی، تجسس اور محنت کے طفیل نظروں کے سامنے سے پردہ بتدریج ہٹتا گیا اور سومیریوں کی ادبی تخلیقات کی بدولت زمانے اور لاعلمی کی گہری نقاب سرکتی چلی گئی جیسے جیسے ان کے نت نئے، پڑھ لئے جانے والے اور دریافت شدہ ادب پارے سامنے آتے جائیں گے ویسے ویسے سومیری قوم کی تمام تر خیرہ کن خصوصیات اور تہذیبی کارہائے نمایاں واضح سے واضح تر ہی ہوتے جائیں گے۔ یہ سومیری لٹریچر ہی ہے جس سے تاریخ قدیم کی عظیم ترین "قوم" —— سومیریوں کی زندگی کے تقریباً ہر پہلو پر اگر نہیں تو اکثر و بیشتر گوشے خوب معلومات افزا انداز میں اجاگر ہوتے ہیں۔ اس سومیری لٹریچر کے آئینے میں ہم سومیریوں کا مذہبی، معاشرتی، معاشی اور سیاسی و واقعاتی ماضی بخوبی پڑھ سکتے ہیں۔ اس ادب سے سومیریوں کی زندگی کا روحانی اور فکری پہلو خوب اجاگر ہوتا ہے بالکل اسی طرح جیسے یونانی اور عبرانی ادب قدیم یونانیوں اور اسرائیلیوں کی روحانی اور فکری صورت حال کا عکاس ہے۔ اگر سومیری ادبی تخلیقات نہ ملتیں تو ہم اس

کے اس پہلو یعنی روحانی اور فکری و عقلی پہلو سے تقریباً لاعلم رہتے۔ سومیری لٹریچر سے فکر انسانی کے انتہائی اہم پہلو نکھر کر سامنے آتے ہیں۔ ان تصورات، نظریات اور عقائد کا پتہ چلتا ہے جو معلوم تاریخ انسانی کے اولین نظریات وعقائد قرار دیئے جا سکتے ہیں اس لٹریچر سے ہم لادینی یا بنیادی مسائل اور امور کے بارے میں سومیریوں کے غور وفکر سے بہت کچھ آگہی حاصل کر سکتے ہیں ان خصوصیات کی وجہ سے بھی سومیریوں کی بہت سی ادبی تخلیقات ادبیات عالم میں منفرد، خصوصی اور بہت اہمیت کی حامل ہیں۔

مہذب انسان کی جمالیاتی ادبی تاریخ میں سومیری ادب ایسے اہم مقام رکھتے ہیں اور قدیم یونانی وعبرانی (اسرائیلی) ادبی شاہکاروں سے ان کا ایک حد تک موازنہ کیا جاسکتا ہے، سومیریوں کا لٹریچر اتنا متنوع، وسیع، جامع اور متاثر کن تھا کہ نہ صرف ان کی اپنی ہمسایہ بلکہ دنیا کی دوسری قوموں کے ادب پر بھی اس کے گہرے اثرات مرتسم ہوئے اور ہمسایہ اقوام کے تہذیبی اور روحانی ارتقاء پر سومیری لٹریچر خوب اثر انداز ہوا۔ بابلیوں، اشوریوں (عراق) حیتوں (ترکی)، ایلامیوں (ایران) اور کنعانیوں سمیت مغربی ایشیا کی دوسری اقوام نے اپنے مفاد کی خاطر یہ مناسب جانا کہ وہ اپنے سرکاری، انتظامی، اقتصادی اور دوسرے امور کا ریکارڈ تیار کرنے کے لئے سومیریوں کا میخی رسم الخط اپنا لیں لیکن اس طرزِ تحریر کو اپنانے کے لئے ضرورت اس بات کی تھی کہ سومیری زبان اور لٹریچر سے مکمل واقفیت اور اس کی تربیت حاصل کی جائے۔ چنانچہ پڑوسی ملک اور قومیں اس مقصد کی خاطر سومیری اساتذہ اور منشیوں کو اپنے ہاں درسگاہوں میں درس وتدریس کے لئے منگواتے تھے علاوہ ازیں ان ملکوں اور قوموں کے اپنے منشی سومیری درسگاہوں میں خصوصی ہدایات اور حصول تعلیم کی خاطر سومیر جاتے تھے۔ اس طرح سومیریوں کی تہذیب اور لٹریچر اور ساتھ ہی مذہب، علم کائنات، اخلاقیات اور طرز تعلیم وغیرہ کے بارے میں سومیریوں کے تصورات اور معیارات دور دور تک پھیل گئے۔ مشرق وسطیٰ کے قدیم علاقوں میں

تہذیبی اور روحانی ترقی کا صحیح اور مناسب اندازہ لگانے کے سلسلے میں سومیری ادبیات خصوصی اہمیت رکھتی ہیں۔

سومیریوں کی ادبی اصناف، ان کے موضوعات، پلاٹ، جمالیاتی تکنیکیں، افکار و تخیلات اور اسالیب دوسری اقوام نے اپنا لئے۔ جبکہ عراق ہی کی دوسری قدیم قوموں مثلاً اکادیوں، بابلیوں اور اشوریوں وغیرہ نے تو سومیری ادبی تخلیقات کو تقریباً ہو بہو مستعار لے لیا۔ ترکی کی قدیم قوم 'حتی' اور شام و فلسطین کی حری اور کنعانی اقوام نے بہت سے سومیری ادب پاروں کا اپنی زبان میں ترجمہ کیا، ان کا اتباع کیا اور ان میں اضافے کرتے چلے گئے۔ قدیم یونانیوں کے مختلف ادب پاروں پر بھی سومیری اثرات خصوصاً مذہبی فکر کے اثرات نمایاں طور پر دیکھے جا سکتے ہیں۔

فلسطین کے عبرانیوں (اسرائیلیوں) نے بھی سومیری ادبیات اور ان کے حوالے سے خوب خوب اثر قبول کیا۔ بائبل کی مختلف کتابوں (عہد نامہ قدیم) کی تصنیف و تدوین فلسطین ہی میں کی گئی۔ بہت سے عبرانی ادب پارے ایسے ہیں جو ہیئت اور مواد کے لحاظ سے سومیری لٹریچر سے متاثر ہوتے ہیں۔ بائبل کے قدیم ترین حصے اپنی موجودہ شکل میں پانچ سو یا زیادہ سے زیادہ ایک ہزار قبل مسیح یعنی اب سے ڈھائی یا تین ہزار سال قبل لکھے گئے تھے۔ لیکن سومیریوں کی ادبی تصانیف حضرت عیسیٰؑ سے پونے دو ہزار سے لے کر ڈھائی پونے تین ہزار سال قبل رقم کی گئی تھیں۔ چنانچہ اس صورت میں عہدنامہ قدیم (بائبل) کے خالق عبرانی سومیری لٹریچر سے براہِ راست تو بہرحال متاثر نہیں ہو سکتے تھے اور نہ ہی انہوں نے سومیری تخلیقات کو سومیری دور ہی میں تحریری صورت میں اپنایا تھا۔ سومیریوں کا اثر بائبل پر دراصل کنعانیوں، حریوں، حتیوں خصوصاً اکادیوں کے لٹریچر کی وساطت سے پڑا تھا۔ البتہ بائبل کے اکادی وغیرہ کی نسبت سومیری لٹریچر سے کہیں زیادہ براہِ راست طور پر متاثر ہونے کا ایک امکان اور ذریعہ ہے ضرور۔

اور وہ ذریعہ ہے حضرت ابراہیمؑ کا خاندان اور دوسرے عبرانی۔ حضرت ابراہیمؑ سنہ ق م کے لگ بھگ سومیر کے مشہور شہر "اُر" (سومیری نام اُریم) میں پیدا ہوئے تھے اور اس شہر میں نہ صرف آپؑ کا خاندان بلکہ آپؑ کے ہم نسل دوسرے عبرانی بھی رہتے تھے۔ چنانچہ یہ عین ممکن ہے کہ اُر میں بسنے والے یہ عبرانی سومیری ادبی تخلیقات سے بخوبی واقف ہوں اور جب وہ فلسطین پہنچے تو اپنے ساتھ ہی سومیر ادبیات کے موضوعات بھی لے کر آئے ہوں۔ پھر جب عبرانی علماء اور مصنفوں نے عہد نامہ قدیم (بائبل) میں شامل مختلف کتابیں لکھیں تو سومیریوں کے یہ ادبی موضوعات بھی ان میں سمو دیئے ہوں۔ سومیریوں کے اثرات جو سومیری ادبیات کے ذریعے بائبل پر مرتب ہوئے وہ بائبل کے مندرجہ ذیل موضوعات اور گوشوں میں دیکھے جا سکتے ہیں۔ کائنات کی تخلیق، انسان کی تخلیق، تکوینی عمل، باغِ تمدن یعنی جنت کا تصور، سیلابِ عظیم، ہابیل اور قابیل کا تنازعہ، مینار بابل اور نسلِ انسانی کا پھیلاؤ، زمین اور اس پر نظم و ضبط، ذاتی دیوتا، قانونِ اخلاقیات، آسمانی انتقام اور قومی تباہی، آفات کا نزول، مصائب و قناعت، موت اور عالمِ اسفل، دوبارہ جی اٹھنا، ضرب الامثال، اقوالِ حکیمانہ اور نوحے ——— یہ تو چند ایک مثالیں ہیں۔ جیسے جیسے سومیری تحریریں پڑھی جا رہی ہیں بائبل پہ ان کے اور بھی اثرات واضح ہوتے جا رہے ہیں۔

باب ۵

حمد

سومیریوں کے ہاں حمد کی تخلیق بہت ہی پیچیدہ فن تھا اور سومیری شعرا حمد کہتے میں بہت توجہ اور احتیاط سے کام لیتے تھے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ تخلیقی ادبی فن اس قدر پیچیدگی اختیار کر گیا کہ ہزاروں برس پہلے خود ان سومیری شاعروں نے اپنی حمدوں کی متعدد زمروں میں تقسیم در تقسیم کر رکھی تھی۔ متعدد حمدیں ایسی دستیاب ہوتی ہیں جن کے آخر میں سومیری شاعروں یا ان حمدوں کی الواح پر کتابت کرنے والے سومیری منشیوں نے لکھ دیا تھا کہ ان کا تعلق کس زمرے سے ہے۔

حمد کی اقسام

سومیری شاعر حمد کے لئے عمومی یا مشترکہ لفظ 'سر' استعمال کرتے تھے۔ یہ بات یوں بھی کہی جاتی ہے کہ سومیری 'حمد' کو 'سر' کہتے تھے۔ خواہ وہ کسی بھی نوعیت یا قسم کی حمد ہو۔ 'سر' یعنی حمد کے سومیریوں کے ہاں بعض 'زمرے' یا اقسام یہ تھیں۔

'سر با مُتن' ——— اس زمرے میں غالباً 'خوش ترتیب' یا ہم آہنگ حمدیں آتی تھیں۔

'سر نم نر' ——— سرود آگیں یا نغمے اور ساز میں ڈھلی ہوئی حمدوں کا شمار 'سر نم نر' کے زمرے میں آتا تھا۔

'سِرِ نَم گالا' ـــــــ یہ حمدیں وہ سومیری پروہت تخلیق کرتے یا گاتے تھے جو غالباً ایک طرح کے مغنّی اور شاعر ہوتے تھے۔

'سِرِ نَم اُرسَگّا' ـــــ رجزیہ حمدیں۔

'سِرِ نَم سی پَد اِنَنّا' ـــــ اِنّا دیوی کی گلّہ بانی کی حمدیں۔ ان حمدوں میں چرواہا دُوموزی دیوتا ہوتا تھا۔

ایسی حمدیں بھی تھیں جن کے نام ان سازوں کے نام پر رکھے گئے تھے جو اُن کے ساتھ بجائے جاتے تھے۔ ان حمدوں کو سومیری شعرا نے 'تی گی'، 'اِرشِمّا' اور 'اُداب' (اُدُب) کے نام دیئے ہیں۔ 'تی گی' نامی حمد غالباً ایک طرح کے بربط یا چنگ اور 'اِرشِمّا' شاید ڈھول کے ساتھ گائی جاتی تھی۔ 'اُداب' کے ساتھ تاروں والا کوئی ساز بجایا جاتا تھا۔ اس ساز کی نوعیت یا قسم اب تک معلوم نہیں ہو سکی ہے۔ یہ ثبوت کہ 'تی گی' اور 'اُداب' کے زمرے سے تعلق رکھنے والی حمدیں سازوں کے ساتھ گائی جاتی تھیں، یوں بھی ملتا ہے کہ اسی طرح کی حمدوں کو سومیری شعرا نے حصوں (SECT-IONS) میں تقسیم کیا ہے اور ایک ہی نظم کے تقسیم شدہ حصوں کے آخر میں 'سا گِرّا' اور 'ساگِدّا' (سَنگ اِدّا) لکھا ہے۔ گویا اس طرح حمد کے مختلف حصوں کے نام رکھ دیئے گئے ہیں۔ 'ساگِرّا' کے لفظی معنی غالباً "تاروں کی ترتیب" اور "ساگِدّا" کے معنی 'لمبے تار' کے ہیں۔ 'اُداب' زمرے کی حمدوں میں خصوصی حصے بھی ملتے ہیں جن کے آخر میں 'بار سُد' (بَرسُد) اور 'شَب اُدُکُو' (شَباتوکُو) لکھا ہے۔ ان دونوں لفظوں کے معنی ماہرین تاحال متعین نہیں کر سکے ہیں۔ عام طور پر اس قسم کے حصے یا ٹکڑے حمد میں بادشاہ کے لئے تین مصرعوں پر مشتمل دعا پر ختم ہوتے ہیں۔ اسے سومیریوں نے 'اُراُن بم' کہا ہے۔ 'اُراُن بم' کے معنی بھی ابھی تک حتمی طور پر متعین نہیں کئے جا سکے ہیں۔

'اداب' اور 'تی گی' دونوں ہی زمروں کی حمدوں میں سے ایک سے چار مصرعوں پر مشتمل 'جوابی گیت' (ANTIPHON) بھی ملتے ہیں۔ یہ ایک طرح کے ٹیپ کے ٹکڑے (ٹیپ کی تال) ہیں جن کے آخر میں ایک مبہم سا لفظ ملتا ہے۔ علما نے فی الحال اسے 'ازگگ' پڑھا ہے۔ اور بہت سی حمدیں ایسی بھی ہیں جن کے متعدد بند ہیں۔ ہر بند کے آخر میں 'کرزگو' لکھا ہوتا ہے۔ 'کرزگو' کے معنی ہیں عبادت میں گھٹنوں کے بل کھڑا ہونا۔ ان کے آخر میں ٹیپ کی طرح کا ایک ٹکڑا بھی ہوتا ہے۔

سومیر کے مختلف قدیم شہروں کے کھنڈروں سے کھدائیوں کے دوران الواح وغیرہ پر لکھی ہوئی بیسیوں ایسی حمدیں دستیاب ہوئی ہیں جنہیں علما نے پڑھ لیا ہے اور عجائب گھروں وغیرہ میں سومیری الواح وغیرہ کے بے پناہ ذخائر میں جو حمدیں ابھی تک یونہی پڑی ہیں اور جن کی نشاندہی تا حال نہیں ہو سکی ہے اور ایسی معلوم حمدیں بھی ہیں جو کسی وجہ سے اب پڑھی نہیں جا سکی ہیں۔ ان سب کی تعداد نامعلوم کتنی ہو گی۔ دستیاب شدہ اور ترجمہ شدہ حمدوں کی طوالت مختلف ہے۔ یعنی کوئی پچاس مصرعوں سے لے کر تقریباً چار سو مصرعوں تک ــــ یہ یقینی بات ہے کہ صدہا برسوں کے دوران سومیری شاعروں نے جو ان گنت حمدیں تخلیق کی تھیں، معلوم اور دستیاب شدہ تعداد تو ان کے مقابلے میں آٹے میں نمک کی سی مثال ہو گی۔

مضمون یا مندرجات کے پیش نظر معلوم شدہ سومیری حمدوں کو چار بڑے بڑے حصوں یا زمروں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

ا۔ دیوی دیوتاؤں کی حمدیں

اا۔ ایسی دعائیہ حمدیں جن میں دیوی دیوتاؤں کی توصیف و ثنا میں بادشاہوں کے لئے نازل شدہ برکتوں اور دعاؤں کو ضم کر دیا گیا ہے۔

۱۵۔ سومیری مندروں کی عظمتوں کی عکاس حمدیں۔

۱۶۔ بادشاہوں کی حمدیں۔

دیوی دیوتاؤں کی حمدیں

دیوی دیوتاؤں کی حمدوں کی دو صورتیں ہیں ایک تو یہ کہ ان میں شاعر کسی معبود سے مخاطب ہے اور دوسری یہ کہ ان میں دیوی دیوتاؤں کی تمجید اور ان کے کارناموں کا ذکر ہے۔ یہ کارنامے واحد غائب کی صورت میں بیان کئے گئے ہیں۔ حمدوں کی صورت میں جو سومیری ادبی تخلیقات دستیاب ہوئی ہیں وہ دیوی دیوتاؤں کی شان میں بھی ہیں اور بادشاہوں کی شان میں بھی سومیریوں کے تمام بڑے اور نسبتاً زیادہ اہم و مقبول دیوی دیوتاؤں کی عظمت و رفعت کے جو گیت اور حمدیں تحریری صورت میں ملی ہیں وہ طوالت، ہیئت اور مضمون کے لحاظ سے بہت متنوع اور مختلف ہیں۔ اس پہلے زمرے یا سلسلے کی نسبتاً طویل اور زیادہ اہم حمدوں میں یہ بارہ حمدیں شامل ہیں۔

ان لِل کی حمد ــــ اس حمد کی ایک خاص بات یہ ہے کہ اس میں بڑے عمدہ شاعرانہ اختصار کے ساتھ تہذیب و تمدن کو ان لِل دیوتا کے فضل و کرم کا نتیجہ بتایا گیا ہے۔

نِن اُرتا کی حمد ــــ اس حمد میں جنوب کی طوفانی ہوا اور جنگ کے اس دیوتا کو نہ صرف نِن اُرتا بلکہ پاگی بِل سَگ اور نِن گِرسُو کے نام سے بھی مخاطب کیا گیا ہے۔

اِنّنا کی حمد ــــ وہ حمد جو شرو کن اعظم (سارگون اوّل) $\frac{2334}{2279}$ ق۔م کی بیٹی شاہزادی اَن ہی دُوانّا، اِنّنا دیوی کی شان میں گاتی تھی۔

<u>اِنّنا کی حمد</u> ——— زہرہ ستارے کی حیثیت سے اِنّنا دیوی کی حمد ——— یہ حمد اس لیے قابلِ ذکر اور قابلِ توجہ ہے کہ اس میں اِنّنا دیوی اور سومیر کی شہری ریاست 'اِسِن' کے پہلے خاندان (۲۰۱۷/۱۷۹۴ ق.م) کے تیسرے بادشاہ 'اِدّن داگن' (۱۹۷۴/۱۹۵۴ ق.م) نامی کی اِنّنا دیوی سے سالِ نو کے تہوار کے موقع پر "مقدس شادی" کا ذکر ہے۔ "مقدس شادی" پر تفصیلی اظہارِ خیال زیرِ مطالعہ اس کتاب میں "رومانی و جنسی شاعری" کے باب میں کیا گیا ہے۔

<u>اِنّنا کی حمد</u> ——— اس حمد میں اِنّنا سے جنگ اور غیظ و غضب کی دیوی کی حیثیت سے خطاب کیا گیا ہے۔

<u>اُتو کی حمد</u> ——— اس حمد میں سورج دیوتا اُتو کو انصاف اور دنیاوی نظم و ترتیب کی نگرانی اور اس میں باقاعدگی پیدا کرنے والا دیوتا کہا گیا ہے۔

<u>نن شی کی حمد</u> ——— اس حمد میں نن شی دیوی کو اخلاقیات، ——— انسانی سیرت اور چلن کا نگران قرار دیا گیا ہے۔

<u>ہنڈرسگ کی حمد</u> ——— ہنڈرسگ نن شی دیوی کا خصوصی طور پر منتخب شدہ وزیر تھا اور انسان کے اچھے اور برے اعمال کو جانچنے کا انچارج تھا۔

<u>نن اِسنا کی حمد</u> ——— اس حمد میں نن اِسنا (نن بنّا) دیوی کو "کالے سروالوں" کی عظیم طبیب کی حیثیت سے مخاطب کیا گیا ہے۔ وہ

فنِ طب اور شفا کی مربی دیوی تھی۔

نن کاسی کی حمد	اس حمد میں نن کاسی دیوی کو نشہ آور مشروب کی دیوی کی حیثیت سے مخاطب کیا گیا ہے۔
ندابا کی حمد	اس حمد میں ندابا (نی دابا) دیوی کو تحریر، عقل و دانش اور حساب کتاب کی دیوی قرار دیا گیا ہے۔
نن گل کی حمد	اس حمد میں نن گل دیوی کو "کالے سر والوں" (انسانوں) کی منصف اور محافظ کی حیثیت سے مخاطب کیا گیا ہے۔ نن گل عالم ظلمات (عالمِ اسفل) کی ملکہ ارشکی گل کی بیٹی تھی۔

دیوتاؤں اور بادشاہوں کی مشترکہ حمدیں

سومیریوں کے ہاں حمد کی وہ قسم بہت ہی مقبول اور من پسند تھی جس میں دیوی دیوتاؤں کی ثنا خوانیوں کو سومیری بادشاہوں کے لئے نازل شدہ برکتوں اور ان میں مانگی جانے والی دعاؤں سے مربوط کیا گیا ہے۔ یہ حمدیں سومیریوں کے تمام اہم ترین دیوی دیوتاؤں مثلاً آسمان کے دیوتا ان (انو) ہوا کے دیوتا ان لل، عقل و دانش اور میٹھے پانی کے دیوتا ان کی، چاند دیوتا ننا، سورج دیوتا اتو، طوفانی ہوا اور جنگ کے دیوتا نن اُرتا، عالم ظلمات کے ایک دیوتا نرگل، محبت، جنس، تولید اور جنگ کی دیوی انانا، زمین اور منبعِ حیات کی دیوی باؤ اور اسن شہر کی سرپرست اور طب و شفا کی دیوی نن اسنا کے لئے مخصوص ہیں۔ البتہ ایک بات ضرور غیر متوقع ہے کہ حمدوں کے زیرِ نظر زمرے کی کوئی حمد اب تک دستیاب نہیں ہوئی ہے جو "مادرِ عظیم" نن ہرسگ دیوی کی شان میں کہی گئی ہو۔ مذکورہ بالا دیوی دیوتاؤں کے ساتھ ساتھ ان حمدوں میں جن خوش بخت، مبارک، برکت یافتہ اور

ممدوح بادشاہوں کا ذکر ملتا ہے۔ اِن میں شہری ریاست اُر کے تیسرے شاہی خاندان (۲۱۱۴/۲۰۰۴ ق م) کے تمام بادشاہ یعنی اُرنمّو (۲۱۱۲/۲۰۹۵ ق م)، شُولگی (۲۰۹۴/۲۰۴۷ ق م)، اَمار سوئین (۲۰۴۶/۲۰۳۸ ق م)، شُوسِن (۲۰۳۷/۲۰۲۹ ق م) اور اِبّی سِن (۲۰۲۸/۲۰۰۴ ق م) اور شہری ریاست اِسِن کے پہلے شاہی خاندان (۲۰۱۷/۱۷۹۴ ق م) کے ابتدائی فرمانروا مثلاً اِشبی اِرّا (۲۰۱۷/۱۹۸۵ ق م) شُو اِلی شُو (۱۹۸۴/۱۹۷۵ ق م)، اِدّن دَاگن (۱۹۷۴/۱۹۵۴ ق م)، اِشمی داگن (۱۹۵۳/۱۹۳۵ ق م) اور لِپِت اِشتر (۱۹۳۴/۱۹۲۴ ق م) وغیرہ شامل ہیں ——— ایک حمد میں بادَدوی سے لاگاش کے شہری ریاست کے حکمران اِی اناتُم (۲۴۵۰ ق م) کی حامی اور رفیق کی حیثیت سے خطاب کیا گیا ہے۔ اس سے یہ قطعی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ اس نوع کی حمدیں اکاد کے سامی النسل فرمانروا شَروکِن اول (سارگون اعظم (۲۳۳۴/۲۲۷۹ ق م) کے دور سے بھی پہلے سومیر میں کہی جا چکی تھیں۔

مندروں کی حمدیں

اس یعنی تیسرے زمرے میں وہ حمدیں آتی ہیں جو سومیری مندروں کی شان میں تخلیق کی گئیں۔ اس سلسلے کی ایک حمد تو سومیری شہر نِپُّر (موجودہ نُفَر) میں واقع اِن لِل دیوتا کے اِی کُر نامی مندر کی ستائش سے متعلق ہے۔ اور جو راقم الحروف نے اس کتاب میں شامل کی ہے۔ ایک اور اہم حمد کِش نامی شہر میں نِن ہُرسَنگ دیوی کے مندر کی شان میں ہے۔ یہ سب سے اہم حمد ہے جو سومیر اور اکاد کے تمام ممتاز ترین مندروں کے بارے میں مختصر مختصر حمد وثنا کا مجموعہ ہے۔ یہ حمد چار سو سے بھی زیادہ مصرعوں پر مشتمل ہے۔ مندروں کے سلسلے کی تمام حمدوں میں ایک سب سے نمایاں حمد وہ ہے جو لاگاش کی شہری ریاست کے حکمران گودیا نامی (۲۱۴۳/۲۱۲۴ ق م) کے دور کی لکھی ہوئی ہے۔ گودیا پرہیزگار بادشاہ تھا۔ اس طویل حمد میں کوئی ایک ہزار چار سو مصرعے ہیں اس میں اِی نِنّو نامی مندر کی از سرِ نو تعمیر کا ذکر ہے اور

یہ سندر لاگاش میں تھا۔

بادشاہوں کی حمدیں

بادشاہوں کی شان میں جو حمدیں ملی ہیں ان کی نوعیت عام طور پر خودستائی یا "در مدح خود" کی ہے۔ یہ حمدیں زیادہ تر اُر شہر کے تیسرے شاہی خاندان کے تمام حکمرانوں اور ان کے بعد اِسن شہر کے پہلے شاہی خاندان کے بادشاہوں کے لئے تخلیق کی گئی تھیں۔ تاریخی حقیقت کے لحاظ سے بھی بادشاہوں کی حمدوں کی بہت اہمیت ہے۔ ان کی مدد سے بہت سے سومیری لٹریچر کی تخلیق کی صحیح تاریخ معلوم ہو جاتی ہے۔ اُر کے تیسرے شاہی خاندان نے تیسری ہزاری قبل مسیح کی آخری دو صدیوں (۲۱۱۲ - ۲۰۰۴ ق م) کے دوران حکومت کی اور جب ۲۰۰۴ ق م میں اس خاندان کے آخری بادشاہ ابی سن کو ایلامیوں نے شکست دے کر گرفتار کر لیا اور اُر شہر کو بری طرح تباہ و برباد کر دیا تو سومیر سیاسی تشخص کے لحاظ سے ختم ہو کر رہ گیا۔ اُر کے اس تیسرے شاہی خاندان کے بعد اِسن شہر میں جو خاندان برسرِ اقتدار (۲۰۱۷ / ۱۷۹۴ ق م) آیا وہ سومیری نہیں سامی النسل تھا۔ تاہم اس خاندان کے حکمرانوں کی شان میں جو گیت (حمدیں) تخلیق کی گئیں وہ سومیری زبان ہی میں لکھی گئی تھیں۔ سومیری زبان کو سومیریوں کے فاتح سامی النسل حکمرانوں نے اپنے مذہبی اور ادبی زبان کی حیثیت سے اختیار کئے رکھا۔

سومیری بادشاہوں کی مدح سرائی میں جو حمدیں دستیاب ہوئی ہیں۔ ان میں سب سے اہم وہ ہیں جو اُریم (اُر) کی شہری ریاست کے تیسرے حکمران خاندان کے دوسرے فرمانروا شُولگی (۲۰۹۴ / ۲۰۴۷ ق م) کی شان میں لکھی گئی تھیں۔ ان میں سے اب پانچ ایسی ہیں جنہیں مکمل یا بڑی حد تک سمجھا جا سکتا ہے۔ دو حمدیں شُولگی کے باپ اور اس خاندان کے بانی اُرنمّو (۲۱۱۲ / ۲۰۹۵ ق م) کے لئے لکھی گئی تھیں۔ اِسن کی شہری ریاست کے پہلے خاندان کے حکمران خصوصاً اِدن داگن (۱۹۷۴ / ۱۹۵۴ ق م)، اِشمی داگن (۱۹۵۳ / ۱۹۳۵ ق م) اور لپت اشتر (۱۹۳۴ / ۱۹۲۴ ق م) کی

شاعروں کے لکھے ہوئی ہی حمدیں دستیاب ہوئی ہیں۔ بادشاہوں کی شان میں لکھی گئی بیشتر
حمدیں ایسی ہیں جن میں وہ اپنی حد سے زیادہ خودستائی میں مصروف نظر آتے ہیں۔ ان
حمدوں میں وہ اپنی عظمت، شان و شوکت اور کارناموں کے گن گاتے چلے جاتے ہیں
بظاہر تو یوں لگتا ہے کہ جیسے یہ منظوم مدح سرائیاں خود بادشاہوں نے ہی تخلیق کی تھیں
لیکن اس حقیقت میں ذرا بھی شبہ نہیں ہونا چاہیئے کہ درحقیقت ان حمدوں کے خالق شاعر
کوئی اور ہی تھے۔ اگر ہم اپنے آج کے نقطۂ نظر سے جانچیں تو بادشاہوں کا اپنی ہی تعریفوں
اور عظمتوں کا یوں پل باندھنا ان کے شایانِ شان نظر نہیں آتا۔ لیکن ان کی روش دراصل
نفسیاتی اہمیت کی حامل ہے۔ اصل میں سومیریوں کا عمومی رویہ یہ تھا کہ وہ وقار، عظمت اور
برتری کے خاص طور پر متلاشی اور کوشاں رہتے تھے۔ چنانچہ جب اس پس منظر میں سومیری
بادشاہوں کی انتہائی خودستائیوں کو جانچا جائے گا تو ان کی بظاہر یہ غیر معمولی روش ناگوار
معلوم نہ ہوگی۔

عظیم ترین دیوی دیوتا

سومیریوں کے سینکڑوں ہی دیوی دیوتا تھے اور ان کے اب تک کوئی تین ہزار دیوی دیوتاؤں کے
نام مل چکے ہیں مگر یہ تو وہ ہیں جن کے نام ملے ہیں اور پڑھے بھی جا چکے ہیں اور جن دیوی
دیوتاؤں کے نام اب تک دریافت اور معلوم ہی نہیں ہو سکے ہیں ان کی تعداد نجانے
کتنی ہوگی ـــــ بہرحال ان معلوم دیوی دیوتاؤں میں سے چار سب سے اہم اور
مقتدر تھے ـــ یعنی آسمان کا دیوتا 'ان'، فضا اور ہوا کا دیوتا 'ان لل'، میٹھے پانی اور عقل و
دانش کا دیوتا 'ان کی' اور مادرِ کائنات یا مادرِ عظیم 'ننِ خُرسَنگ' ـــــ سومیری زبان
میں 'ان' کے معنی 'آسمان' کے ہی ہیں، 'ان لل' کے معنی ہیں 'طوفان کا آقا، طوفان کا بادشاہ
(ان بمعنی آقا یا بادشاہ اور لل بمعنی طوفان، ہوا، سانس، روح اور آسمان و زمین کے۔

درمیان ہیولی یا جوہر)۔ 'اُن کی' کے معنی ہیں زمین کا آقا۔ زمین کا بادشاہ' (اُن بمعنی آقا یا بادشاہ اور 'کی' بمعنی زمین) اور 'ننِ ہُرسَنگ' کے معنی ہیں "کوہِ عظیم کی ملکہ۔ کوہِ عظیم کی خاتون"۔

'اُن (اَنُو)، اَن لِل، اُن کی' اور 'ننِ ہُرسَنگ' کے علاوہ سومیریوں کے تین اور اہم معبود تھے۔ یہ آسمانی دیوی، دیوتا تھے۔ ان میں چاند دیوتا 'ننّا' (سِین)، سورج دیوتا 'اُتو' اور افزائشِ فصل و نسل، عشق و محبت، جنگ اور غیظ و غضب کی دیوی 'اِنّنا' (اِن اَنّا) شامل تھے۔ اس طرح سومیریوں کے یہ سات سب سے بڑے معبود ہوئے یعنی دو دیویاں 'ننِ ہُرسَنگ' اور 'اِنّنا' اور پانچ دیوتا 'اُن' 'اَن لِل' 'اُن کی' 'ننّا' اور 'اُتو'۔ سومیری کتبوں میں قسمتوں کا تعین کرنے والے عظیم دیوی دیوتاؤں کے جس گروہ کا ذکر آتا ہے وہ غالباً یہی سات دیوی دیوتا یعنی اُن، اَن لِل، اُن کی، ننِ ہرسَنگ، اِنّنا، ننّا اور اُتو تھے۔

اُن دیوتا

اِنّنا دیوی، ننِ ہُرسَنگ دیوی اور اُن کی دیوتا کا تفصیلی تعارف تو اس کتاب میں شامل 'اِنّنا کی حمد' اور 'قصۂ فردوس' میں ملے گا۔ تاہم یہاں 'اُن (اَنُو)' دیوتا کا کچھ ذکر کر دینا چاہتا ہوں کہ ایک وقت تو یہ سومیریوں کا سب سے بڑا دیوتا رہ چکا تھا اور پھر یہ کہ زیرِ نظر کتاب میں بھی اس کا ذکر بہت سے مقامات پر ملتا ہے۔ ابتدا میں اُن (اَنُو) سومیریوں کا سب سے بڑا معبود تھا۔ 'اُن' کے معنی ہیں 'آسمان'۔ وہ آسمان کا دیوتا، آسمانوں کا حکمران اور تمام سومیری دیوتاؤں کا سربراہ تھا۔ اس کی ذات میں 'اقتدار' اور انصاف جمع تھے۔ وہ نوعِ انسانی کا ہمدرد اور مشفق تھا۔ تمام دوسرے دیوتا اپنے باپ کی طرح اس کی تعظیم کرتے تھے۔ نازک اوقات میں وہ منصوبے بناتا تھا اور اس سلسلے میں احکام جاری

کرتا تھا ـــــ پھر ایک دور ایسا آیا جب ان (انو) کی اہمیت اور اقتدار کم رہ گیا اور یہ دور اب سے کم از کم ۴½ ہزار برس پیشتر آیا تھا۔ اس وقت کی حمدوں، اور اساطیری کہانیوں میں اس کا ذکر بہت کم ملتا ہے۔ اس دور میں اس کا اقتدار اور اکثر و بیشتر خصوصیات اَن لِل دیوتا کو تفویض کر دی گئیں ـــــ جیسا کہ کہا جا چکا ہے کہ اَن دیوتا آسمانوں کا حکمران تھا۔ چنانچہ وہ سب سے بالائی (او پنچے) خطے میں رہتا تھا۔ یہ خطہ "انو" کا آسمان کہلاتا تھا۔ 'اَن' کبھی آسمان کے خطوں کو نہیں چھوڑتا تھا اور زمین پر کبھی نہیں آتا تھا۔ البتہ وہ کبھی کبھی آسمان کے اس حصے میں چہل قدمی کیا کرتا تھا جو صرف اسی کے لئے مخصوص تھا۔ اس حصے کا نام تھا "انو کا راستہ"۔ اس کا مقدس جانور سانڈ (ثورِ فلک) تھا۔

اَن لِل دیوتا

سومیریوں کا دوسرا بڑا دیوتا 'اَن لِل' تھا۔ 'اَن لِل' کے معنی ہیں 'طوفان کا بادشاہ'۔ (اَن بمعنی بادشاہ، آقا ـــ لِل بمعنی طوفان، ہوا، سانس، روح) سومیری آسمان اور زمین کے درمیان ایک جوہر یا ہیولیٰ تسلیم کرتے تھے، اسے ... یہی وہ 'لِل' کہتے تھے۔ 'لِل' کی سب سے اہم اور نمایاں خصوصیت اور وصف اس کا پھیلاؤ اور تحرک تھی۔

'اَن لِل' کو 'اَل لِل' بھی کہا جاتا تھا۔ گو ابتدا میں یہ سب دیوی دیوتاؤں سے بڑا تو نہیں تھا البتہ بعد میں آ کر یہ سب سے اہم اور سب سے مقبول اور صاحب اختیار ضرور ہو گیا تھا۔ کم از کم ۲۵۰۰ ق م میں آ کر اَن لِل نے اپنے وقت کے مقتدر ترین اور دیوی دیوتاؤں کے سربراہ آسمان کے دیوتا 'اَن' کی جگہ لے لی۔ اب سومیریوں نے 'اَن' دیوتا کی جگہ اَن لِل کو اپنے دیوی دیوتاؤں کا سربراہ بنا دیا۔ اس سے قبل 'اَن لِل' کا مقام اور درجہ 'اَن' دیوتا کے بعد دوسرے نمبر پر تھا۔ لیکن اب وہ سب سے

طاقتور اور متعدد بن گیا ـــــ سومیر خصوصاً سومیر کے شہر نفور میں ان لل کی پوجا بہت قدیم زمانے سے ہوتی آرہی تھی ـــــ جب وہ سومیری دیومالا کا اہم ترین رکن بن گیا تو پھر پورے سومیر کی مذہبی رسوم، اساطیر، مناجاتوں اور تمدنوں میں سب سے اہم، غالب اور نمایاں حیثیت دی جانے لگی ـــــ وہ زمین کا دیوتا بھی تھا، وہ طوفان کا دیوتا بھی تھا اور اس کا ہتھیار "سیلاب" تھا۔ ان لل فطرت کی قوتوں کی علامت تھا اور اسے انسانوں کی قسمتوں کا مالک تصور کیا جانے لگا تھا (یہی خصوصیات صدیوں بعد یونانیوں کے دیوتا زیوس کی بھی تھیں)۔ ان لل کی ایک انتہائی اہم اور نمایاں خصوصیت یہ بھی کہ وہ "الواح تقدیر" کا محافظ اور نگران تھا۔ اسی لیئے اسے تمام موجودات کے مقدروں پر اختیار و قدرت حاصل تھی۔ اسے "دیوتاؤں کے باپ" "آسمان اور زمین کا بادشاہ" اور "تمام ملکوں کا بادشاہ" بھی کہا گیا ہے۔ بنسبتاً بعد کے ادوار کی سومیری تمدنوں اور اساطیری کہانیوں کی رو سے ان لل سب سے مہربان، مشفق، اور کریم دیوتا تھا۔ وہ انسانوں پر رحم اور فضل کرتا تھا۔ کائنات کے تمام فیض رساں عناصر کو باقاعدہ منصوبے اور ترتیب کے ساتھ اسی نے پیدا کیا۔ سب سے مفید اور کارآمد اور حاصل خیز چیزیں بنائیں اور پیدا کیں۔ دن بنایا۔ ان لل ہی کی منصوبہ بندیوں کے نتیجے میں تمام اجناس، بیج، پودے اور درخت زمین سے اُگے۔ وہ فراوانی اور خوشحالی بخشتا تھا۔ اس نے کدال اور ہل بنایا اور یہ زراعت کاری میں استعمال ہونے والے اولین کارآمد ترین زرعی آلات میں سے تھے۔

عام طور پر ان لل کو غلطی یا عدم مطالعہ کی بنا پر محض طوفان کا متشدد، ہلاکت آفریں اور تباہ کار دیوتا سمجھا جاتا ہے، ایسا دیوتا جس کے احکام اور کارروائیوں کے نتیجے میں ہمیشہ تباہی اور شر ہی پیدا ہوتا تھا ـــــ ان لل کے بارے میں یہ غلط فہمی سومیریوں

کی اولین تحریروں سے پیدا ہوتی۔ سومیریوں کی جو تحریریں پہلے پہلے شائع کی گئیں اتفاق سے وہ بیشتر ایسی تھیں جن میں بتایا گیا تھا کہ اَن لِل کا فرض یہ تھا کہ وہ دیوتاؤں کی طرف سے اعلان اور طے کردہ تباہی اور بدبختیوں کے فیصلے پر عملدرآمد کرے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ شروع شروع کے ماہرین سومیریات نے اَن لِل کو محض خوفناک اور تباہ کار دیوتا قرار دیا۔ لیکن بعد میں اور حال ہی میں اس سلسلے کی جو سومیری ادبی تخلیقات شائع کی گئیں ان کی رو سے اَن لِل انتہائی مشفق اور مونس اور ہمدرد دیوتا تھا جو تمام نوع انسانی خصوصاً سومیر میں بسنے والے لوگوں کی سلامتی، بھلائی اور خیر خواہی کا نگران تھا وہ انسانوں کے لئے بھلائی بھی کرتا تھا اور ان پر آفتیں بھی نازل کرتا تھا اور جب وہ خفا ہوا تو نسل انسانی کی تباہی کے لئے "سیلاب اور طوفان عظیم" نازل کر دیا ——— 'اَن' داؤں کی طرح اَن لِل کی چہل قدمی کے لئے ایک روش یا سیرگاہ مخصوص تھی جو اَن لِل کا راستہ کہلاتی تھی۔ تاہم اَن لِل عام طور پر مشرق کے کوہ عظیم "پر رہائش رکھتا تھا۔ اس کا سب سے اہم مشہور مندر شہر نپور (موجودہ نفر) میں تھا جس کا نام 'ای کر' یعنی پہاڑ کا گھر، خانۂ کوہ) تھا (ای یعنی گھر۔ کر یعنی پہاڑ) سومیری مندر کو 'ای' (گھر) بھی کہتے تھے۔

اَن لِل کی حمد (تعارف)

یہ حمد، جو 'اَن لِل' دیوتا، اس کے شہر نپور، اس کے مندر ای کر اور اس کی بیوی نن لِل دیوی کی شان میں ہے، کسی ایسے سومیری شاعر نے تخلیق کی تھی جو غالباً اَن لِل دیوتا کے ای کر نامی مندر سے وابستہ تھا اور وہ شاعر یقیناً ممتاز سومیری شہر نپور کے مشہور تعلیمی ادارے سے فارغ التحصیل تھا۔ یہ شاعر ای کر مندر کے اسٹاف میں شامل تھا اور ہو سکتا ہے کہ وہ ان شاعروں میں سے ہو جو مندروں میں مقیم رہا

کرتے تھے۔

شاعر نے اپنی اس تخلیق میں شعری کیفیت یا اثر پیدا کرنے کے لئے اسلوب کی جو نمایاں ساخت استعمال کی ہے وہ مجموعی متوازیت ہے۔ نظم کے شروع میں بیانیہ انداز میں بتایا گیا ہے کہ حاکم مطلق 'اہمہ ہیں' اور انتہائی عبودیت کے حامل ان لل دیوتا نے کس طرح نپور کے 'دُران کی'[1] میں اپنا مسکن بنایا۔ نظم میں کہا گیا ہے کہ ان لل دیوتا کا شہر نپور ہر انسان کی اعلیٰ ترین اخلاقی اور مذہبی اقدار کا محافظ ہے۔ چنانچہ اس لحاظ سے یہ شہر ان لل کے مسکن 'ای کر' مندر کے شایانِ شان ہے۔ اس کے بعد شاعر نے فخریہ انداز میں ان پراسرار اور مقدس مذہبی رسموں اور رِیتوں' کا ذکر کیا ہے۔ جو ان لل کے اس عظیم الشان مندر میں اعلیٰ درجے کے تربیت یافتہ پجاری ادا کرتے تھے۔ (مصرعہ ۱۳ تا ۶۴)۔ پھر شاعر ان لل کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور پر جلال و پرشکوہ مندر 'ای کر' کے بانی اور معمار کی حیثیت سے احترام کے ساتھ (ان لل) کی تمجید کی ہے اور عظمت بیان کی ہے۔ 'ای کر'، وہ ای کر جہاں تقریبیں اور جشن منائے جاتے تھے اور جہاں تمام بادشاہ اور حکمران نذر نیاز پیش کرتے تھے اور دعائیں مانگتے تھے جہاں تمام غیر ممالک بھاری خراج لاتے تھے (۶۹ تا ۹۰)۔ شاعر نے ان لل کو تمام نوع انسانی کا عالی قدر چرواہا قرار دیتے ہوئے بڑے طمطراق کے ساتھ ان لل کی عظمت کے گن گائے ہیں۔ وہ ان لل جس کے چہرے کی طرف سوائے اس (ان لل) کے با اعتماد مشیر 'ننگو' کے اور کوئی دیوتا دیکھنے کی جرات نہیں کر سکتا (۹۱ تا ۱۰۹)۔ ان لل

---

[1] "دُران کی"۔ اس سومیری لفظ کے معنی ہیں "آسمان اور زمین کا بندھن"۔ "دُران کی" دراصل نپور میں ان لل دیوتا کے وسیع و عریض اور عظیم الشان مندر کا دینی نام تھا۔

کے بغیر تہذیب وجود میں نہیں آسکتی تھی۔ چنانچہ اس کے بغیر نہ تو شہر ہوتے اور نہ گاؤں خانے، نہ بادشاہ ہوتے نہ مہا پجاری، نہ ہی مذہبی اور دنیوی حکام ہوتے، آبپاشی ہوتی نہ سیلاب، پرندے ہوتے نہ مچھلیاں، بارش ہوتی نہ روئیدگی یا سبزہ، نہ انسانوں اور جانوروں میں تولیدی سلسلہ ہوتا۔ (۱۰۹ تا ۱۳۰) شاعر پھر ان لِل سے مخاطب ہوتا ہے اور اس کے انتہائی پُراسرار کاموں اور کارناموں خصوصاً اس دیوتا کے ناقابلِ تغیر اور بابرکت حکم کے بارے میں توصیفی نغمۂ شکر بجا لاتا ہے۔ ان لِل اپنے اس حکم سے آسمان سے دھرتی پر شادمانی اور ہریالی و شادابی نازل کرتا ہے، ہریالی جو تمام ملکوں کی زندگی ہے (۱۳۵ تا ۱۵۴)۔ سب سے آخر میں شاعر نے ان لِل کی مہربان، کریم النفس، شیریں بیاں اور مقدر کا تعین کرنے والی بیگم ننِ لِل دیوی کی خصوصی طور پر مدح کی ہے (۱۵۵ تا ۱۷۰)

اس حمد سے ایک اہم اور خاص بات یہ منکشف ہوتی ہے کہ ان لِل کا حکم (لفظ فرمان) انتہائی کریمانہ بھی ہوتا تھا۔ اس کا 'حکم' یا فیصلہ "ہمہ تن وہ کارانہ قوت" ہی نہیں تھا جیسا کہ عام طور پر کچھ عرصہ پہلے تک ماہرین کا خیال تھا۔

عین ممکن ہے کہ حمد ای کُر مندر میں ان لِل اور ننِ لِل کی 'مقدس شادی' کی رسم کی ادائیگی کے موقع پر تخلیق کی گئی ہو۔ اس رسم میں ان لِل دیوتا کی نمائندگی کوئی سومیری بادشاہ اور ننِ لِل کی نمائندگی کوئی پجارن ادا کرتی تھی۔ مقدس شادی کی اس رسم کے بارے میں زیرِ نظر کتاب کے باب 'رومانی و جنسی شاعری' میں مفصل اظہارِ خیال کیا گیا ہے۔

ان لِل کی حمد

ان لِل! جس کا حکم ہمہ گیر ہے، اس کا حکم سربلند اور مقدس ہے۔

جس کا حکم[۱] تبدیل نہیں کیا جا سکتا، جو مستقبل میں دیر دور تک تقدیروں کا تعین کرتا ہے۔

جس کی اٹھی ہوئی آنکھیں ملک میں جھانک لیتی ہیں،

جس کی اٹھی ہوئی روشنی تمام ملک کا دل ٹٹول لیتی ہے،

جب ان لِل باپ مقدس شاہ نشین پر، بلند شاہ نشین پر پھیل کر بیٹھتا ہے،

جب نُونم نِر[۲] بادشاہت اور سلطانی کو اکمل ترین بنا دیتا ہے،

(تو) دھرتی کے دیوتا رضا و رغبت سے اس کے سامنے جھک جاتے ہیں،

ان انّا[۳] اس کے سامنے عاجزی کرتے ہیں،

(اپنی) ہدایات کے مطابق فرمانبرداری سے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

عظیم (اور) جلیل القدر آقا، آسمان اور زمین میں مقتدر اعلیٰ،

اس نے وُرانُ کی میں اپنی نشست قائم کی ہے جو عقیل و فہیم،

عظیم جگہ کی اُرْ کو فرمانروائی میں ممتاز بنا رہا ہے،

کائنات کے ارفع نپور[۵] کو اپنا مسکن بنایا ہے،

شہر[۶] ــــ اس کا چہرہ پر ہیبت اور پرجلال ہے،

اس کے باہر کوئی دیوتا رسائی حاصل نہیں کر سکتا،

---

[۱] حکم :ـ فیصلہ، لفظ، اعلان [۲] نُونم نِر :ـ ان لِل دیوتا کا ایک نام
[۳] ان اُنّا (انوناکی) :ـ انناگی ۔ بڑے دیوتا۔

[۴] کی اُرْ :ـ ان لِل دیوتا کی بیوی ننلِل دیوی کا مندر جو ان لِل کے مندر ای کُر کا ہی ایک حصہ تھا۔ [۵] نپور :ـ سومیر کا ایک عظیم الشان شہر [۶] شہر :ـ اس مصرعے سے نپور شہر کا ذکر اور بیان شروع ہوتا ہے۔

اس کے اندر اطفال کا شور ہے، خونریزی کی چیخ و پکار ہے،
یہ پھندہ ہے جو سرکش ملک کے لئے گڑھا اور جال ہے،
یہ شکنجی باز کو زیادہ دنوں کی مہلت نہیں دیتا،
(مقدس) فیصلے کے خلاف کوئی کلمۂ بد کہنے کی اجازت نہیں دیتا۔
منافقت، غلط بیانی،[8]
تہمت، شرارت، غلط بیانی،
گستاخی، مخاصمت، ظلم،
حسد، بہیمانہ قوت، توہین آمیز گفتگو،
تکبر، قول شکنی، معاہدہ شکنی، عدالتی فیصلے پر نکتہ چینی،
شہر برداشت نہیں کرتا[9]
نپور، جس کا بازو ایک وسیع جال ہے،
جس کا دل تیز پرواز ہُوڈن[10] پرندہ ہے۔
جس کے ہاتھ سے بدی اور شیطنت بچ نہیں سکتی،
راست بازی سے سرفراز شہر،
جہاں راستی اور انصاف دائمی ہے،

---

[8] بیسویں اور اکیسویں مصرعے کا زیادہ لفظی ترجمہ یوں ہوگا۔

"وہ جس کا باطن ظاہر کی طرح نہیں، بات جو راست نہیں،

معاندانہ باتیں، وہ جو معاندانہ ہے، وہ جو خوب مسلّم نہیں۔"

[9] یعنی ان لل دیوتا کا شہر نپور ان تمام برائیوں کو برداشت نہیں کرتا۔ [10] ہُوڈن پرندہ۔۔

سومیری روایات کی رو سے عقاب نما اساطیری پرندہ۔

جہاں (دریائی) گھاٹ پر بھی صاف پوشاکیں پہنی جاتی ہیں،
جہاں بڑا بھائی چھوٹے بھائی کی عزت کرتا ہے (اس کے ساتھ) شفقت سے
پیش آتا ہے،
جہاں بزرگوں کی باتوں پر توجہ دی جاتی ہے، جہاں یہ خوف سے دہرائی جاتی ہیں،
جہاں بیٹا انکساری سے ماں سے ڈرتا ہے، جہاں بزرگی . . . قائم . . . ہے،
شہر میں ان لل کی مقدس نشست گاہ،
نپور میں باپ[۱۱] کا من پسند مندر، کوہ عظیم کا،
فراوانی کا مندر، ای کر، لاجوردی گھر[۱۲]، اس نے خاک میں آباد کیا،
(اونچے) اٹھتے ہوئے آسمان کی طرح ایک مقدس جگہ آباد کیا،
اس کے فرمانروا، کوہ عظیم، ان لل باپ،
(نے) اپنا مسکن ای کر (رفیع الدرجات) مندر کے شاہ نشین پر بنایا،
گھر — آسمان کی طرح اس کے "می" تہ وبالا نہیں کئے جا سکتے،
اس کی مقدس رسمیں زمین کی طرح الٹ پلٹ نہیں کی جا سکتیں،
اس کے "می" کو "آب زو" کے "می" کی طرح کوئی دیکھ نہیں سکتا،
اس کا وسط[۱۳] ایسا پُراسرار ہے جیسے دور دراز کا سمندر، جیسے آسمانی سمت اقراس،

---

[۱۱] باپ :- ان لل دیوتا

[۱۲] لاجوردی گھر :- ان لل کے مندر "ای کر" کا نام [۱۳] "آب زو" :- اریڈو شہر میں "ان کی" دیوتا کا مندر۔ علاوہ ازیں نپور میں ان لل دیوتا کے مندر "ای کر" میں بنا ہوا معبد "آب" بھی "آب زو" کہلاتا تھا۔ یہ بات ذہن نشین رہے کہ یہاں "آب زو" اریڈو میں "ان کی" دیوتا کے مندر کو نہیں بلکہ "ای کر" میں بنے ہوئے مذکورہ معبد "آب" کو کہا گیا ہے [۱۴]۔ اس کا وسط :- "ای کر" مندر کے درمیانی حصے سے مراد ہے۔

تاروں بھری نشانیاں، اس کی روشن نشانیاں،

درگا[۱۵۸] (اور) پرانے می پر پورا عمل کیا جاتا ہے،

اس کے الفاظ بولنے کے لئے ہیں،

اس کے منتر دعا کے الفاظ ہیں،

اس کے لفظ مبارک فال ہیں جو......،

اس قدر بیش بہا مذہبی رسموں کا،

فراواں چربی اور دودھ سے معمور تہواروں کا،

(ان کی) تدبیریں (اور) ان کی دلی خوشیاں نہایت اعلیٰ ہیں،

ہر روز ایک جشن، پر پھننے کے وقت فصل کا ایک عظیم (تہوار)

ان یل کا گھر فراوانی کا پہاڑ ہے،

جہاں فقیر، جاروب کش اور آوارہ گرد (کا جانا) منع ہے،

گھر ___ اس کا "آن" اس کے ساتھ بڑھتا ہے،

اس کا "سی" "پر امن ہاتھ" کے لئے انتہائی موزوں ہے،

"اب زو" پاک کرنے والے پجاری رسموں کے لئے بہت موزوں ہیں،

ان کے نوگش[۱۶۰] پجاری مقدس دعاؤں کے لئے موزوں ہیں،

---

۱۵۸ درگا — اس لفظ کے معنی تو معلوم نہیں تاہم بظاہر یوں لگتا ہے کہ یہ "فقدانی" کا متوازی یا مدمقابل ہے۔ ۱۵۹ ان یل کا گھر — ان لل دیوتا کا معبد ای کر تھی۔ سی کسی طرح کا سرکاری افسر تھا۔ اور یہ سی سومیری شہنشاہ کی کا دوسرا حصہ ہے اور "آن" اور "سی" (عہدوں) کا مرکب ہے ویسے اس مصرعے کا دوسرا حصہ الجھا ہوا ہے۔ ۱۶۰ نوگش پجاری پجاریوں کا ایک طبقہ۔ تاحال ان پجاریوں کے بارے میں معلومات بہت کم حاصل ہو سکی ہیں۔

اس کا معزز کاشتکار، ملک کا وفادار چرواہا[19]

ایک اچھے دن پیدا ہُوا،

وسیع کھیت کے لئے موزوں کسان،

اپنے ساتھ عمدہ ترین غذائیں لاتا ہے،

لاجوردی اِی کُر کو ـــــ وہ اس کا . . . . . نہیں لاتا،

اَن لِل! جب تو نے مقدس آبادیوں کی حد بندی کی،

تُو نے نِپور کو اپنے ہی شہر کی حیثیت سے تعمیر کیا،

کی اُر، پہاڑ، تیری مقدس جگہ، جس کا پانی میٹھا ہے،

تو نے دکی اُر کو دُوران کی اُمیں بنایا، (کائنات) کے چاروں کونوں کے وسط میں،

اس کا میدان، ملک[20] کی زندگی، تمام لوگوں کی زندگی،

اس کی چٹانی سرخ دھات کی ہے، اس کی بنیادیں لاجوردی ہیں،

تو نے اسے[21] سومیر میں جنگلی سانڈ کی طرح پرورش کیا ہے،[22]

تمام ملک اس کے سامنے سر جھکاتے ہیں،

اس کے عظیم تہواروں کے دوران لوگ (اپنا) سارا وقت فیاضی سے گزارتے ہیں،

اَن لِل، مقدس زمین[23] جو تجھے خواہش سے معمور کر دیتی ہے،

اَب زو، مقدس قربان گاہ، تیرے اس قدر شایانِ شان،

کوہ عمیق، مقدس تہ خانہ، وہ جگہ جہاں تو تازہ دم ہوتا ہے،

---

[19] وفادار چرواہا:۔ سومیر کے بادشاہ سے مراد ہے [20] ملک:۔ سومیر سے مراد ہے [21] اسے بہ طور شہر [22] یعنی نِپور کو تعمیر کیا ہے [23] مقدس زمین:۔ ـــ اور یا اُرِن ـــ زمین کی عظیم

ـ دراوی۔

اِی کُر، خانۂ لاجورد[۲۳]، تیری عالی مرتبت رہائش گاہ، پُر جلال
اس کی دہشت اور رعب آسمان تک پہنچتا ہے،
اس کا سایہ تمام ملکوں پر پڑتا ہے،
اس کا سامنے کا حصہ آسمان کے وسط تک پہنچتا ہے،
تمام بادشاہ، سارے سلاطین،
اس جگہ[۲۴] مقدس نذرانے لے کر آتے ہیں،
تیرے حضور دعائیں اور التجائیں کرتے ہیں،
اَن لِل! چرواہا[۲۵] جسے تو شفقت سے دیکھتا ہے،
تخت کا جائز حقدار جسے تو نے ملک کا بادشاہ بنایا ہے ــــ،
غیر ملک اس کے ہاتھ میں، غیر ملک اس کے پاؤں پر،
تو نے انتہائی دور دراز کے ملکوں کو (بھی) اس کا ماتحت بنا دیا ہے،
تازہ دم کرنے والے پانی کی طرح ہر جگہ سے بے پناہ اشیاء لائی جاتی ہیں،
اپنے چرواہے اور کثیر خراج،
وہ گودام میں لاتے ہیں،
بڑے صحن میں وہ اپنے تحائف پیش کرتے ہیں،
اِی کُر میں، لاجورد کے گھر (میں) وہ (تحائف) پیش کرتے ہیں،
اَن لِل! پیدا ہونے والے انبوہ[۲۶] کثیر کا چرواہا،

---

[۲۳] خانۂ لاجورد۔ ان لل کے معبد اِی کُر کو خانۂ لاجورد (لاجوردی گھر) کہا گیا ہے [۲۴] اس جگہ۔ اِی کُر مندر
[۲۵] چرواہا۔ سمیر کے بادشاہ سے مراد ہے [۲۶] وہ۔ دوسرے ممالک کے لوگ [۲۷] انبوہ کثیر۔ بے شمار لوگوں سے مراد ہے۔

گڈریا! تمام (زندہ) مخلوق کا رہنما،

(اس نے) اپنی عظیم بادشاہت کو ممتاز و نمایاں کیا،

(اپنی) مقدس زلفوں پر تاج رکھا،

جب وہ (اپنا) شہ نشین کوہستانی گھر[۲۸] میں قائم کرتا ہے،

وہ اسے آسمان میں قوس قزح کی طرح حرکت دیتا ہے،

وہ اسے تیرتے بادل کی طرح گردش دیتا ہے،

آسمان ـــــ صرف وہی اس کا بادشاہ ہے، زمین ـــــ صرف وہی اس کا عظیم المرتبت (بادشاہ) ہے،

اَن اُنّاکی ـــــ وہ اَن[۲۹] کا رفیع الشان دیوتا ہے،

جب وہ اپنے جلال کے ساتھ مقدروں کا اعلان کرتا ہے،

کوئی دیوتا اس کی طرف دیکھنے کی جرأت نہیں کرتا،

صرف اپنے بلند مرتبت وزیر، حاجب ننگو،

(اپنے) لفظ (سے) جو اس کے دل میں ہے[۳۰]،

ننگو کو ہی اس نے آگاہ کیا،[۳۱] (اس سے) مشورہ کیا،

---

[۲۸] اس مصرعے اور اس سے اگلے دو مصرعوں میں بظاہر اَن لِل دیوتا کی آسمان میں کوہستانی نشست کا ذکر ہے۔ نیچے کے مصرعوں میں اَن لِل کی نشست کا یہاں ذکر نہیں ہے۔ [۲۹] یعنی اَن اُناکی نامی بڑے دیوتاؤں کے مجموعے کا اَن لِل بادشاہ ہے۔ [۳۰] یعنی وہ حکم یا بات جس سے صرف ان لِل ہی آگاہ ہے اور کسی کو معلوم نہیں کہ ان لِل [illegible] میں کیا ہے۔ [۳۱] اپنے دل کے اس حکم، اس بات سے اَن لِل نے صرف ننگو [illegible] اپنے مشیر کو ہی آگاہ کیا۔

دور بادشاہت (اپنے) احکام پر عمل درآمد کا حکم (ننشکو) کو دیا،
مقدس مے کے مطابق مقدس دعائیں اس نے (ننشکو) کو تفویض کیں،
اُن لِل، کوہِ عظیم، کے بغیر،
کوئی شہر تعمیر نہ ہو پاتا، کسی بستی کی بنیاد نہ ڈالی جاتی،
اصطبل نہ بنائے جاتے، باڑے نہ بنائے جاتے،
کسی بادشاہ کا درجہ بلند نہ ہوتا، کوئی اُن[33] پیدا نہ ہوتا،
کوئی گودہ[33] کوئی نِن دِن گِر[34] بھیڑ کے شگون (فال) کے ذریعے منتخب نہ ہو پاتی،[35]
مزدوروں کا کوئی محاسب نہ ہوتا، نگراں نہ ہوتا،
دریا — ان کے اونچے سیلابی پانی طغیانی نہ ہوتے،
سمندر اپنا کثیر خزانہ پیدا نہ کرتا،
سمندری مچھلیاں گھاس میں انڈے نہ دیتیں،
آسمان کے پرندے وسیع زمین پر (اپنے) گھونسلے نہ پھیلاتے،
آسمان میں بارش سے لدے ہوئے بادل اپنے منہ نہ کھولتے،
کھیتوں (اور) چراگاہوں میں کثیر اناج نہ ہوتا،

[32] اُن یہاں اُن آسمان کے دیوتا اُن (انو) کو نہیں بلکہ سومیری مندر کے مذہبی سربراہ "اُن" کو کہا گیا ہے۔ اک مذہبی سربراہ کو بھی سومیری اُن کہتے تھے۔ [33] گودہ: سومیری مندروں سے وابستہ پجاریوں کے ایک اہم طبقے کو گودہ کہا جاتا تھا۔ ان کے فرائض اور ذمہ داریوں کے بارے میں ابھی تفصیل سے کچھ معلوم نہیں ہو سکا۔ ڈیلے گودہ کے معنی ہیں بڑا آدمی، اعلیٰ مرتبہ آدمی دلو، یعنی آدمی، انسان، "مہ" یعنی بڑا، عظیم [34] نِن دِن گِر: سومیری مندروں سے وابستہ پجارنوں کا اہم طبقہ۔ ابھی تفصیل سے معلوم نہیں کہ یہ پجارنیں یعنی نِن دِن گِر کیا فرائض ادا کرتی تھیں۔ "نِن دِن گِر" کے معنی ہیں "خاتونِ فلک"۔ [35] ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بھیڑوں کے ذریعے کسی طرح فال نکال کر یا شگون لے کر مندروں کے لئے "نِن دِن گِر" پجارنوں کو منتخب کیا جاتا تھا۔

کوہستانی گھاس اور جھاڑیاں نہ اگتیں،

باغ میں بڑے بڑے کوہستانی درخت پھل نہ دیتے،

کوہِ عظیم! اَن لِل کے بغیر،
ننتو ہلاک نہ کرتی، قتل نہ کرتی، [۳۰]

گائے اصطبل میں اپنا بچھڑا نہ جنتی،

بھیڑ اپنے باڑے میں ... بغلوان نہ جنتی،

کثرت سے پیدا ہونے والے انسان،

اپنے ... میں نہ لیٹتے،

جانور چار ٹانگ والے بچے پیدا نہ کرتے، مباشرت .... چڑھتے،

اَن لِل! تیرے انتہائی پُرکمال کارنامے حیران کن ہیں،

ان کا مفہوم دھاگے کی طرح الجھایا ہوا ہے جو سیدھا نہیں ہو سکتا،

---

[۳۰] ننتو۔ اس کا نام ننتو بھی تھا اور وہ اَن لِل دیوتا کی بہن تھی [۳۱] یہ واضح نہیں، تہذیب انسانی کے لئے موت آخر ضروری کیوں تھی سومیریوں کے نزدیک؟ اس مصرعے سے تو معلوم ہوتا ہے کہ سومیری مرنے یا موت کو انسانی تہذیب کے لئے ضروری اور مفید خیال کرتے تھے۔ اگر ہم یہ فرض کرلیں کہ آج کے انسان کی طرح پانچ ہزار برس پہلے کے سومیری بھی کثرت آبادی اور قحط سے خائف رہتے تھے تو پھر یہ بات سمجھ میں آجائے گی کہ اہل سومیر تہذیب کی بہتری کے لئے موت کو ضروری خیال کرتے تھے اور یہ بھی واضح نہیں کہ سومیری ملاّ مذہب نے یہاں ننتو دیوی کو ہلاک کرنے والی کی حیثیت سے کیوں پیش کیا ہے۔ حالانکہ وہ تو پیدائش اور زچگی کی دیوی تھی، ننتو کا ہلاکت سے تعلق صرف اسی صورت میں سمجھ میں آسکتا ہے کہ ہم یہ سمجھ لیں کہ اس ننتو کا نوزائیدہ بچوں سے کوئی تعلق تھا۔

ایک دوسرے میں بٹے ہوتے دھاگے جو الگ الگ نہیں کیے جا سکتے،
(اس کے باوجود) تیری بادشاہت سے اعتماد پیدا ہوتا ہے،
تو عاقل، صلاح کار، باصلاحیت بادشاہ ہے،
کون تیرے کاموں کو سمجھ سکتا ہے،
تیرے "می" پراسرار (مخفی) "می" نہیں،
کوئی دیوتا تک تیرے چہرے پر نظر نہیں ڈال سکتا۔
تو بادشاہ! "ان لِل" آقا، دیوتا اور سلطان ہے،
جو منصف اور کائنات کے فیصلے کرنے والا ہے،
تیرا ارفع حکم، اتنا ہی بھاری ہے جتنا آسمان، کہیں تیری مخالفت نہیں۔
تیرے حکم سے تمام "ان اُناّ" دیوتا چپ ہو جاتے ہیں،
تیرا حکم — آسمان کی جانب یہ ایک ستون ہے، زمین کی جانب یہ (دنیا کا) چبوترہ ہے۔

آسمان کی طرف، یہ آسمان تک پہنچنے والا ایک لمبا ستون ہے،
زمین کی طرف یہ چبوترہ ہے جسے الٹ پلٹ نہیں کیا جا سکتا،
یہ آسمان پر پہنچتا ہے — وہاں فراوانی ہے،
آسمان سے نیچے (دھرتی پر) بارش ہوتی ہے،
یہ زمین پر پہنچتا ہے — وہاں فراوانی ہے،
زمین سے بھرا پُرا سبزہ پھوٹتا ہے،
تیرے حکم (سے) — پودے پیدا ہو جاتے ہیں، تیرے حکم (سے) — اناج پیدا ہو جاتا ہے،

تیرے حکم (سے) سیلابی پانی آجاتا ہے، تمام ملکوں کی زندگی،

زندہ مخلوق ..... پرچڑھتے ہوئے،

گھاس اور جھاڑیوں میں سہانا سانس لیتے ہیں،

اَن لِل! تو جو وفادار چرواہا ہے، تو نے ان کے طور طریقے مقرر کیے،

وہ تجودبخشی[38] کی حامل ہے، ستاروں بھری،

نِن لِل ہاں! مقدس بیوی! جس کا حکم شفقت آمیز ہے،

پاکیزہ 'ما' پوشاک[39] میں ملبوس) ..... ؟

وفاشعار خاتون[40] ـــ (تو نے) اپنی آنکھوں سے اسے دیکھ کر تو نے اس سے شادی کرلی،

ای کُر کی جاذبیت[41] ملکہ! جو جانتی ہے کہ زیبا کیا ہے۔

خوش گفتار، جس کے بول شستہ ہیں،

جس کی باتیں بدن کو بھاتی ہیں،

مقدس شہ نشین پر، پاکیزہ شہ نشین پر تیرے پہلو میں بیٹھی ہے،

---

[38] وہ ــ اَن لِل کی بیگم نِن لِل دیوی [39] پاکیزہ 'ما' پوشاک ــ ایک طرح کی پوشاک جس کا معنی سے کوئی تعلق نہ تھا [40] وفاشعار خاتون ــ نِن لِل سے مراد ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس مصرعے میں زیر نظر کتاب میں شامل اساطیری کہانی "چاند کی پیدائش" میں بیان کردہ نِن لِل کی وفاشعاری کی طرف اشارہ کیا ہے حتیٰ کہ "اپنی آنکھوں سے اسے دیکھ کر تو نے شادی کرلی" میں "چاند کی پیدائش" میں بیان کردہ واقعات اور اَن لِل نِن لِل کی شادی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ نہ صرف اشارہ کیا گیا ہے بلکہ "آنکھوں سے دیکھ کر" کے الفاظ بھی تقریباً وہی آئے ہیں جو "چاند کی پیدائش" میں استعمال ہوئے ہیں مثلاً "وہ تجھے اپنی آنکھوں سے دیکھے"۔ [41] جاذبیت ــ ای کُر (معبد) کی جاذبیت بھی نِن لِل کو کہا گیا ہے۔

تیرے ساتھ شیریں بیانی سے باتیں کرتی ہے، تیرے پہلو میں (بیٹھی) محبت بھری سرگوشیاں کرتی ہے،

اس جگہ مقدروں کا اعلان کرتی ہے، جہاں سورج طلوع ہوتا ہے،

ننلِل! کائنات کی ملکہ!

کوہِ عظیم[۴۲]، کی تعریف میں گائے جانے والے گیتوں میں جس[۴۳] کا ذکر ہے،

بلند مرتبت! جس کے احکام مستحکم ہیں،

جس کا حکم اور عنایت ناقابلِ تغیر ہیں،

جس کے فیصلے اٹل ہیں

جس کے منصوبے 'لفظ کی توثیق' کرتے ہیں ـــ

اے 'کوہِ عظیم'! انلِل! تیری ثنا ارفع ہے!

---

[۴۲] کوہِ عظیم۔ انلِل دیوتا

[۴۳] جس کا۔ ننلِل کا

○

اَن لِل کی حمد (تعارف)

اس حمد میں 'ان لِل' کو کائنات کے حکمران دیوتا کی حیثیت سے مخاطب کیا گیا ہے۔ حمد کو منشی یا پھر خالق شاعر نے 'ارشمّا' قرار دیا ہے۔ 'ارشمّا' وہ حمدیں ہیں جو ڈھول کے ساتھ گائی جاتی تھیں حمد کے سترہ مصرعوں پر مشتمل ابتدائی حصے میں اَن لِل دیوتا کے اختیارات، خوبیوں اور اوصاف کا غیر متبدل اور رسمی انداز میں ذکر کیا ہے جن میں سے اور اس کی بیوی کو بلا شرکت غیرے حکمران قرار دیا گیا ہے۔ اس کے بعد اَن لِل کو نظم میں زرخیزی کے دیوتا کی حیثیت سے پیش کیا گیا ہے اور پھر حمد ایسے تین مصرعوں پر ختم ہوتی ہے جن کا موضوع یا مضمون بہت ہی اہم بھی ہو سکتا ہے، مگر ان مصرعوں کے معنی واضح نہیں اور چیستانی انداز کے ہیں۔

جہاں تک اس حمد کی ہیئت کا تعلق ہے، اس تخلیق میں کوئی خاص بات نہیں ہے۔ البتہ اس کے پہلے دو مصرعوں میں سومیری شاعروں کی مخصوص قسم کی تکرار ملتی ہے اور انیسویں، بیسویں مصرعے میں صنعت "تضاد" پر مبنی متوازیت موجود ہے۔ حمد بیانیہ انداز کی ہے جس میں 'اَن لِل' رحمدل، نیک اور متاثر کن نظر آتا ہے، مگر اس کی یہ "تصویر کشی" وجد آفریں نہیں ہے۔

اَن لِل کی حمد

بادشاہ! جو ملک کی تقدیر جانتا ہے، جس کا حکم قابلِ اعتماد ہے،

اَن لِل! جو ملک کی تقدیر جانتا ہے جس کا حکم قابلِ اعتماد ہے،

اَن لِل باپ! تمام ملکوں کا بادشاہ،

اَن لِل باپ! حکمِ برحق کا بادشاہ،

اَن لِل باپ! کالے سَروالوں[1] کا چرواہا
اَن لِل باپ! اس کا حکم بصیرت پر مبنی ہے،
اَن لِل باپ! جنگلی سانڈ! جو لوگوں میں اِدھر اُدھر گھومتا ہے،
اَن لِل باپ! جو بڑے آرام سوتا ہے،
لیٹا ہوا جنگلی سانڈ! پرسکون بیل،
اَن لِل بادشاہ! وسیع دھرتی کا تاجر[2]
بادشاہ! جس کی بیوی[3] زمین کی سوداگر[4] ہے،
بادشاہ! جو اُیرن چربی[5] اور نُونَز[6] دودھ فراوانی کے ساتھ پیدا کرتا ہے،
بادشاہ! جس کا مسکن شہروں کی رہنمائی کرتا ہے،
جس کی خوابگاہ ہدایات کے لحاظ سے عظیم ہے،
طلوعِ آفتاب کے پہاڑ سے لے کر غروبِ آفتاب کے پہاڑ تک،

---

[1] کالے سروالے:۔ سومیریوں کا وصفی نام۔ سومیری یہ وصفی نام اپنے لئے کم از کم "اُر" کے تیسرے شاہی خاندان (۲۱۱۲ – ۲۰۰۴ ق۔م) کے زمانے سے استعمال کرنے لگے تھے۔ ویسے کالے سرواوں کی ترکیب عراق میں اکادی اور بابل وغیرہ کے ادوار میں دنیا کے دوسرے انسانوں کے لئے بھی استعمال ہوتی تھی۔

[2,4] معلوم نہیں سومیری شاعر نے اَن لِل دیوتا اور اس کی بیگم نِن لِل دیوی کو زمین کا تاجر اور سوداگر کیوں کہا ہے [3] بیوی:۔ اَن لِل دیوتا کی بیوی نِن لِل دیوی [5] اُیرن چربی:۔ کچھ پتہ نہیں کہ سومیری کس قسم کی چربی کو "اُیرن" چربی کہتے تھے۔ [6] نُونَز دودھ:۔ معلوم نہیں ہوسکا کہ "نُونَز" دودھ کس قسم کا دودھ ہوتا تھا۔ ویسے اسی کتاب میں شامل اساطیری کہانی "اِنَنا کا سفرِ پاتال" میں کسی قسم کے قیمتی پتھر کو بھی "نُونَز" کہا گیا ہے۔

ملک میں کوئی اور بادشاہ نہیں ہے، صرف تو ہی تو بادشاہ ہے،
اَن لِل! تمام ملکوں میں اور کوئی ملکہ نہیں ہے، صرف تیری بیوی ملکہ ہے،
شہ زور! آسمان کی بارش، زمین کا پانی تیری زیرِ نگرانی ہے،
اَن لِل! دیوتاؤں کا چرواہے کا آنکس تیری سرداری میں ہے،
اَن لِل باپ! تو پودے اگاتا ہے، اناج اگاتا ہے،
اَن لِل باپ! تیری کرنیں سمندر میں مچھلیوں کو گرمی پہنچاتی ہیں،
تو آسمان میں پرندوں میں خوب اضافہ کرتا ہے، سمندر کو مچھلیوں سے بھر دیتا ہے،
اَن لِل باپ! تو نے ذی وقار۔۔۔۔۔ کو پیدا کیا، گی گر[ش] سر پہ برسایا،
زمین کے بادشاہ! تو نے تباہ کن ہتھیار بنایا، جہاں گی گر بادشاہت کے لئے ہے،
اَن لِل باپ! وفادار غلام غدار غلاموں میں تبدیل کر دیئے گئے ہیں[ش]
یہ ار شما گیت ہے۔

ش گی گر:۔ عام طور پر گی گر ایک قسم کی نوکری کو کہتے تھے۔ مگر یہ معنی یہاں موزوں معلوم نہیں ہوتے معلوم نہیں یہاں گی گر سے یہاں کیا مراد ہے؟

ش یہ مصرعہ اپنے مطالب کے لحاظ سے واضح نہیں ہے۔

اِنّنا کی حمد (تعارف)

شاعر نے یہ حمد اِنّنا دیوی کی زبان سے خود اسی کی شان میں ادا کرائی ہے۔ گویا اسے "درمدح خود" کہا جاسکتا ہے۔ اس حمد کے ابتدائی تیرہ مصرعوں میں اننا دیوی بڑے فخریہ اور پرجوش انداز میں ان وسیع اختیارات اور اہم "اختیاراتِ شاہی" کو بیان کرتی ہے، جو سومیری دیوی دیوتاؤں کے سربراہ اَن لِل دیوتا نے اسے تفویض کئے تھے۔ پھر وہ اپنی بات جاری رکھتے ہوئے بڑے کروفر کے ساتھ بتاتی ہے کہ اَن لِل دیوتا کی "وحشی گائے" کی حیثیت سے اسے یہ رعایت حاصل ہے کہ وہ نپور شہر میں اَن لِل دیوتا کے پرشکوہ مندر "ای کر" میں داخل ہوسکتی ہے۔ یہ ایک خصوصی رعایت تھی جو غالباً دوسرے دیوی دیوتاؤں کو حاصل نہیں تھی۔ اپنی عظمت کی اپنی مدح کے آخر میں اِنّنا نے اپنے مندروں اور سومیر اور اکاد کے نسبتاً "اہم" شہروں کے نام گنوائے ہیں۔

ہیئت کے اعتبار سے اس منظوم تخلیق کو تین بندوں (اسٹروفوں) میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ پہلا بند پانچ مصرعوں پر مشتمل ہے۔ اس کے پہلے اور دوسرے اور چوتھے اور پانچویں مصرعے بالکل ہی ایک جیسے ہیں۔ صرف پہلے مصرعے میں اَن لِل دیوتا کے لئے "میرے باپ" کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں اور چوتھے مصرعے میں اس کا اصل نام یعنی "اَن لِل" ہی آیا ہے۔ اس بند کے تیسرے مصرعے میں اِنّنا کے لاثانی اور منفرد انداز کا بیان ہے۔ یہی مصرعہ پھر آگے چل کر صرف ایک مرتبہ اور نظم کے بالکل آخر میں آتا ہے۔ آٹھ مصرعوں پر مشتمل دوسرا بند (اسٹروفے) "متوازیت تواتر" پر مبنی ہے۔ اس کے بعد سات مصرعوں پر مشتمل ایک ٹکڑا ہے جس کی نوعیت بیانیہ ہے اور آخر میں بارہ مصرعوں پر مبنی ایک بند (اسٹروفے) ہے۔ اس کا تاثر دوسرے بند کی طرح "متوازیت تواتر" سے ہی سومیری شاعر نے قائم کیا ہے۔

اِنّا کی حمد

میرے باپ نے مجھے آسمان سونپا، مجھے زمین سونپی،

میں! میں آسمان کی ملکہ ہوں!

کیا کوئی ایک بھی دیوتا ہے جو میرا مدِمقابل ہو سکے!

اَن لِل نے مجھے آسمان سونپا! زمین سونپی،

میں! میں آسمان کی ملکہ ہوں!

اُس نے[1] مجھے فرمانروا بنایا ہے،

اس نے مجھے ملکہ بنایا ہے،

اس نے مجھے لڑائی سونپی ہے، اس نے مجھے مبازرت سونپی ہے[2]،

اس نے مجھے سیلاب سونپا ہے، اس نے مجھے طوفان سونپا ہے،

اس نے میرے سر پر آسمان کو تاج کی طرح پہنایا ہے،

اس نے میرے پاؤں میں زمین کو سینڈل کی طرح باندھا ہے،

اس نے مقدس سی پوشاک میرے بدن پر باندھی ہے،

اس نے مقدس عصا میرے ہاتھ میں تھمایا ہے!

دیوتا . . . . . ہیں، میں! میں ملکہ ہوں،

---

۱ اس نے :- اَن لِل دیوتا نے ۲ یعنی اَن لِل دیوتا نے اِنّا کو لڑائی، مبازرت، سیلاب اور طوفان کی انچارج بنا دیا۔

اَن اَنا[۳] قرار ہو جاتے ہیں، میں (میں زندگی بخشنے والی وحشی گائے ہوں،
میں اَن لِل باپ کی زندگی بخشنے والی گائے ہوں،
زندگی بخشنے والی اس کی گائے جو ممتاز ترین[۴] ہے،
میں جب اِی کُر میں داخل ہوتی ہوں، اَن لِل کے گھر (میں)
دربان مجھے روکتا نہیں[۵]،
نقیب مجھ سے نہیں کہتا "تھم جا!"

آسمان میرا ہے، زمین میری ہے،
اُرُوک میں اِی اَنّا[۶] میرا ہے،
زبالم میں گی گُنا[۷] میرا ہے،
نِپُّر میں دُراَن کی[۸] میرا ہے۔

۳۔ اَن اَنّا (اَنونا): غالباً انوناکی دیوتاؤں سے مراد ہے۔ 'انوناکی' کی مفصل وضاحت اس زیرِ نظر کتاب میں کسی مناسب جگہ کر دی گئی ہے۔ ۴۔ ممتاز ترین: یہاں جو اصل سومیری لفظ آیا ہے اس کے لفظی معنی ہیں "جو سب سے آگے چلتی ہے"۔ ۵۔ روکتا نہیں: یہاں دربان کے روکنے کے ذکر کے ساتھ جو اصل سومیری لفظ آئے ہیں ان کا لفظی ترجمہ یوں ہوگا "دربان اپنا ہاتھ میری چھاتی پر نہیں رکھتا"۔ ۶۔ اِی اَنّا: اروک شہر میں اِنّا دیوی کے مندر کا نام اِی اَنّا تھا۔ اور اروک ہی میں آسمان کے دیوتا اَن (انو) کا رہنی مسکن۔ ۷۔ گی گُنا: زبالم شہر میں ایک مندر کا نام۔ سومیری مندروں کے نیچے بنے ہوتے ایک خاص کمرے کو بھی گی گُنا کہتے تھے جس میں غالباً سال نو کی رسمیں ادا کی جاتی تھیں۔ ۸۔ دُراَن کی: نپور شہر میں ایک قربان گاہ یا مندر کا نام۔ ویسے 'دُراَن کی' کے لفظی معنی ہیں "آسمان اور زمین کا بندھن"۔

اَرَز میں اِی دلموّن[9] میرا ہے،
گِرسُو میں اِی شَدم[10] میرا ہے،
اداب میں اِی شارا[11] میرا ہے،
کِش میں ہُر سَگ کُل آما[12] میرا ہے،
دَر میں اُمُش گگا[13] میرا ہے،
اُمہ میں اَب گل[14] میرا ہے،
اِکاد میں اُل مُش[15] میرا ہے،
کیا کوئی ایک بھی دیوتا ہے جو میرا مدِّ مقابل ہو سکے!
یہ اِنّنا کا بلے گیت ہے۔

---

[9] اِی دلموّن (اِی دلمُن):- اَرَز شہر میں اِی دلموں ایک مندر کا نام تھا۔ اِی دلموں کے لفظی معنی ہیں دلموں کا گھر۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سومیریوں کی اِنّنا دیوی کا دلموں (پاکستان) سے کسی نہ کسی طرح کا تعلق ضرور رہا تھا۔ [10] اِی شَدم:- گِرسُو نامی شہر میں ایک مندر کا نام۔ شَدم کے لفظی معنی ہیں "حجلۂ عروسی، حرمِ سرا، کمرہ، شادی کا کمرہ"۔ مگر یہ ایک مندر کا نام بھی تھا اور یہاں یہ لفظ مندر کے معنی ہی میں آیا ہے۔ [11] اِی شارا (سلدائی شَرا) اداب شہر میں شارا دیوتا کے مندر کا نام۔ [12] ہُر سَگ کُل آما:- کِش شہر میں اِنّنا دیوی کے مندر کا نام تھا۔ ہُر سَگ کُل آما کے لفظی معنی ہیں "ملک کا پہاڑ"۔ [13] اُمُش گگا:- دَر نامی شہر میں ایک مندر کا نام۔ اُمُش گگا کے لفظی معنی ہیں "مقدس باڑا"۔ [14] اَب گل:- اُمہ شہر میں ایک مندر کا نام۔ اَب گل کے معنی نامعلوم ہیں۔ [15] اُل مُش:- اِکاد شہر میں اِنّنا دیوی کے مندر کا نام۔

عشتار کی حمد (تعارف)

جس لوح پر یہ حمد لکھی ہوئی ہے وہ بابل کے پہلے شاہی خاندان (۱۸۹۴/۱۵۹۵ ق.م) کے اواخر میں کسی وقت رقم کی گئی تھی۔ یعنی اب سے تین ہزار چھ سو برس قبل۔ گو یہ حمد سامی النسل بابلیوں کے دور میں تحریر کی گئی۔ تاہم ماہرین نے اسے سومیری اکادی' حمدوں کے زمرے میں رکھا ہے ـــــ کہا نہیں جا سکتا کہ یہ حمد تخلیق کب ہوئی تھی۔

یہ حمد عشتار دیوی کی شان میں ہے۔ عشتار سومیری دیوی اِننّا کا ہی "پچھلا روپ" تھی اور اِنّنا ہی عراق کے اکادی، بابلی، اشوری اور کلدانی وغیرہ ادوار میں "عشتار" کہلائی۔ حمد کے پہلے حصّے میں شاعر نے عشتار (اِننّا) کی رعنائیوں، جاذبیتوں اور صفات و خصوصیات کے گن گائے ہیں، آخر میں اس نے اپنی اس منظوم تخلیق میں ان نوازشوں اور رعنائیوں کا ذکر کیا ہے جو عشتار نے بابل کے پہلے شاہی خاندان کے حکمران اَمّی دِتنا (امّی دی تنا ۱۶۸۳/۱۶۴۷ ق.م) پر نازل کی تھیں اور ان نوازشوں کا ذکر شاعر نے ایسے انداز میں کیا ہے گویا یہ اُمّی دی تنا پر نازل ہو چکی تھیں۔

عشتار کی حمد

اس دیوی کے گن گاؤ، جو دیویوں میں سب سے زیادہ پُر جلال ہے،
لوگوں کی ملکہ کا احترام کرو، (جو) اِگی گی[1] میں سب سے عظیم (ترین ہے)،
عشتار کے گن گاؤ، جو دیویوں میں سب سے زیادہ پُر جلال ہے،
عورتوں کی ملکہ کا احترام کرو، (جو) اِگی گی میں سب سے عظیم ہے۔

---

[1] اِگی گی :- آسمان کے عظیم دیوتاؤں کا مجموعی نام

محبت اور مسرت اس کا لباس ہے،
وہ قوت حیات، دلربائی اور شہوت سے معمور ہے،
محبت اور مسرت اس کا لباس ہے،
وہ قوت حیات، دلربائی اور شہوت سے معمور ہے،

اس کے لب شیریں ہیں، اس کا منہ حیات بخش ہے،
اس کے ظہور سے بھرپور خوشی چھا جاتی ہے،
وہ درخشاں ہے، اس کے سر پر نقاب ڈالے جاتے ہیں،
اس کا بدن دلپذیر ہے، اس کی آنکھیں نور افگن ہیں۔

وہ صلاح کار ہے،
ہر شے کی تقدیر اس کے ہاتھ میں ہے،
اس کی نگاہ سے شادمانی پیدا ہو جاتی ہے،
قوت، شان و شوکت، محافظ دیوی اور سرپرست روح۔

وہ مشفق اور مہربان ہے اور یہی اس کا وطیرہ ہے،
حقیقی معنوں میں مربی ہے،
کنیز ہو، دوشیزہ (ہو) یا ماں، وہ سب کی محافظ ہے،
ہر شخص اسی کو پکارتا ہے، تمام عورتیں اسی کا نام لیتی ہیں۔

کون — کون اس کی عظمت کی ہمسری کر سکتا ہے،
اس کے فیصلے مستحکم، اعلیٰ اور شاندار ہوتے ہیں،
عشتار — کون اس کی عظمت کی ہمسری کر سکتا ہے،
اس کے فیصلے مستحکم، اعلیٰ اور شاندار ہوتے ہیں۔

دیوتاؤں میں لوگ اسی کو ڈھونڈتے ہیں، اس کا رتبہ ارفع ہے،
اس کے حکم کا سب احترام کرتے ہیں، یہ[2] ان سب پر بالا ہے،
دیوتاؤں میں عشتار، اس کا رتبہ[3] ارفع ہے،
اس کے حکم کا سب احترام کرتے ہیں، یہ ان سب پر بالا ہے۔

وہ ان کی ملکہ ہے، وہ اس کے احکام مسلسل بجا لاتے ہیں،
سب اس کے سامنے جھک جاتے ہیں،
وہ[4] اس کے سامنے اس سے روشنی پاتے ہیں،
مرد اور عورتیں بلاشبہ اس کی تکریم کرتی ہیں۔

اس کی مجلس میں اس کا حکم مقتدر ہے، یہ غالب ہے،
ان کے[5] بادشاہ اَنُوم[6] کے سامنے وہ ان کی پوری حمایت کرتی ہے،

---

[2] یہ: عشتار دیوی۔ [3] یعنی عشتار کا رتبہ سب سے اعلیٰ ہے۔ [4] وہ: لوگ۔
[5] ان کے: دیوتاؤں سے مراد ہے۔ [6] اَنُوم: آسمان کا دیوتا اَن۔ اس کا مقبول عام نام اَن (انُو) تھا۔

وہ ذہین ہے، زیرک ہے، داور، دانا ہے،[8]
وہ باہم مشورہ کرتے ہیں، وہ اور اس کا بادشاہ[9]

بے شک وہ[10] تختِ شاہی کے کمرے میں اکٹھے رہتے ہیں
آسمانی کمرے میں، مسرت کی جگہ،
ان کے سامنے دیوتا اپنی اپنی نشستوں پر بیٹھتے ہیں،
اُن[11] کی باتوں پر وہ[11] توجہ دیتے ہیں۔

بادشاہ[12]! ان کا پسندیدہ! ان کے دل کا محبوب
پاکیزہ نذرانے شان کے ساتھ انہیں پیش کرتا ہے،
اَمّی دِتنا اپنے ہاتھوں کا مقدس نذرانہ،
ان کے سامنے چربی، بیل اور ہرن لاتا ہے!

اُنُوم سے اپنے شوہر[13] (سے) وہ اس کے لئے التماس کر کے وہ خوش ہوتی ہے،
دیرپا، طویل زندگانی،
اَمّی دِتنا کو بہت سارے برسوں کی زندگانی،
اس عشتار نے عطا کی ہے، عشتار نے دینے کا فیصلہ کیا ہے۔

---

[8] وہ: عشتار [9] وہ اور اس کا بادشاہ: یعنی عشتار اور انُو دیوتا [10] وہ: عشتار اور انُو دیوتا

[11] ان کی باتوں پر: عشتار اور انو دیوتا کی باتوں پر [11] وہ: دیوی دیوتا [12] بادشاہ:
اَمّی دِتنا [13] شوہر: انوم دیوتا کے لئے شوہر آیا ہے۔

اپنے حکم سے اس[14] نے،
چہار دانگ عالم اس[15] کے پاؤں پر ڈال دیئے ہیں،
اور سارے لوگوں کو،
اس[16] نے اس[17] کے ماتحت کر دینے کا فیصلہ کیا ہے:

اِننا کی حمد (تعارف)

یہ اہم حمد اِننا (ان انّا) دیوی کی شان میں ہے

اِننا کے معنی ہیں "آسمان کی ملکہ — ملکۂ فلک" (اِن بمعنی ملکہ۔ اَن بمعنی آسمان)۔ بعد کے اکادی، بابلی اور اشوری وغیرہ ادوار میں یہی اِننا دیوی عشتار کہلائی اور اس کی ہمہ گیری، اقتدار اور مقبولیت میں خیرہ کن اضافہ ہوگیا۔ اِننا کا شمار سومیریوں کے سات عظیم ترین اور تقدیر ساز دیوی دیوتاؤں میں ہوتا تھا، جن میں آسمان کا دیوتا اَن، ہوا کا اور طوفان کا دیوتا اَن لِل، میٹھے پانی اور عقل و دانش کا دیوتا اَن کی، مادرِ کائنات نِن ہر سگ، چاند دیوتا ننّا، سورج دیوتا اُتو اور خود اِننا شامل تھی۔ وہ اِننا چاند دیوتا کی بیٹی، سورج دیوتا اُتو اور ظلمات (عالم اسفل) کی ملکہ اُریش کی گل کی بہن تھی۔ ویسے اسے بعض تحریروں میں اَن دیوتا کی بیٹی بھی کہا گیا ہے۔ اس کا محبوب اور شوہر چرواہا دیوتا دُموزی تھا جو موسم بہار کی تخلیقی قوتوں کی علامت تھا۔

اِننا (اِن انّا) زرخیزی و شادابی، بالیدگی و روئیدگی، عشق و محبت، افزائش نسل (تولید)، جنگ، غیض و غضب اور قہر کی دیوی تھی۔ لیکن جہاں وہ قہر اور جلال کی دیوی

---

[14] انّ نے، عشتار نے [15] اس کے پاؤں پر۔ انّی وتنّا کے پاؤں پر
[16] انّ نے، عشتار نے [17] اس کے ماتحت۔ انّی وتنّا کے ماتحت

تھی وہیں وہ انسان دوست اور انسان کی محافظ بھی تھی۔ وہ تہذیب و تمدن اور شائستگی کی خواہاں بھی تھی ــــــ وہ ان لِل وغیرہ جتنی مقتدر تو نہیں تھی، مگر اس میں کوئی شبہ نہیں کہ عام لوگوں میں سومیریوں کے چار عظیم ترین دیوی دیوتاؤں ان لِل خصوصاً ان، ان کی اور ین ہرسنگ کی نسبت کہیں زیادہ پسندیدہ اور مقبول و محبوب تھی۔ رومانی و جنسی نظموں اور اور کہانیوں سمیت سومیری ادبیات میں جتنی تحریریں اور تخلیقات اِنّا سے متعلق ہیں۔ اتنی اور کسی دیوی دیوتا سے نہیں ہیں اور اگر ہم یہ کہیں کہ سومیری لٹریچر میں جتنا ذکر اس محبوب دیوی اِنّا کا آتا ہے اتنا کسی اور دیوی دیوتا کا نہیں ملتا تو شاید غلط بھی نہیں ہے، بلکہ سومیری ادب میں تو وہ اور خصوصیات کے علاوہ محبت اور جنس کی علامت بھی بن کر رہ گئی ہے۔ جیسا کہ زیرِ نظر کتاب سے بھی بخوبی اندازہ ہو جائے گا۔

اِنّا (اِن اَنّا) دیوی کی شان میں یہ حمد سومیری ادبیات میں بہت نمایاں، ممتاز اور اہمیت کی حامل ہے۔ زیرِ نظر منظوم مذہبی تخلیق کو سومیری مذہبی اور سیاسی تاریخ کے نقطۂ نظر سے ایک خصوصی اور ایک انتہائی اہم مقام حاصل ہے گو یہ بالکل مکمل حالت میں ملی ہے تاہم مفہوم اور مطالب کے اعتبار سے اس کا خاصا حصہ گنجلک اور مبہم ہے۔ اس کی ایک خاص بات یہ ہے کہ گو اسے ایک خاتون گایا کرتی تھی مگر اسے اس زبان اور لہجے میں نہیں لکھا گیا، جو عورتوں، دیویوں اور پجارنوں وغیرہ کے لئے مخصوص تھی اور جو (زبان) اُم اَمل کہلاتی تھی۔ اس نظم کی شعری ہیئت اور اس کی ادبی اہمیت پر ولیم۔ ڈبلیو۔ ہیلو اور جے۔ اے۔ وان ڈجک نے خوب کام کیا ہے۔

ماہرین کا خیال ہے کہ یہ حمد شہزادی اُن ہی دُو اَنّا اِنّا کی شان میں گایا کرتی تھی خواہ اس کا خالق کوئی بھی ہو اور وہ مرد رہا ہو یا عورت۔ اُن ہی دُو اَنّا سلطنت اکاد اور

عراق میں پہلے عظیم سامی النسل حکمران خاندان (۲۳۳۴ - ۲۱۹۳ ق م) کے بانی سارگن اول
دُشرّوکن اعظم (۲۳۳۴ - ۲۲۷۹ ق م) کی بیٹی تھی۔ دنیا کے پہلے عظیم بین الاقوامی شہنشاہ
سارگن اوّل نے اپنی شہزادی بیٹی کو سومیر کے ایک ممتاز و اہم شہر 'اُر' میں چاند دیوتا 'ننّا'
کے مندر کی 'اَن' (مہا پجارن) مقرر کیا تھا ——— یہ طویل نظم دو غیر مساوی حصوں پر
مشتمل ہے پہلے اور طویل حصے میں ایک سو بیالیس مصرعے ہیں اور اس کی نوعیت
دعائیہ حمد کی ہے۔ صرف آٹھ سطور پر مشتمل دوسرا بہت ہی مختصر حصہ اس اعلان
پر ختم ہوتا ہے کہ اَن ہی دُوانّا کی دعا قبول کر لی گئی ہے اور اِننّا دیوی کے باپ چاند دیوتا
ننّا اور ننگل دیوی نے اُر شہر میں اپنی بیٹی اِننّا کا استقبال کر لیا ہے۔ اَن ہی دُوانّا نے
اپنی اس منظوم دعا کے آغاز میں اِننّا کو تمام 'می'[۱] یعنی ان مقدس اصولوں، فرائض اور اختیارات
کا نگران و مختار قرار دیا ہے جو تخلیق کائنات کے وقت وضع کئے گئے تھے تاکہ تہذیب و
تمدن کو سنوارنے کے لئے ان اصولوں وغیرہ کو ہم آہنگی کے ساتھ دائمی طور پر بروئے کار
لایا جا سکے (مصرعہ ۱ تا ۸) اس کے بعد نظم کے خالق نے اِننّا دیوی کے نسبتاً زیادہ
سفاکانہ، بے رحمانہ، تباہ کن اور منتقمانہ پہلو بیان کئے ہیں۔ وہ بادل کی طرح گرجنے
والی، سیلاب نازل کرنے والی، آگ برسانے والی اور زہر بھری دیوی ہے، اس کیلئے
ادا کی جانے والی رسوم بے انتہا اور لاانتہا ہیں (مصرعہ ۹ تا ۱۶) وہ طوفان کی دہشتناک
دیوی ہے جس سے تمام انسان کانپتے اور لرزتے ہیں (۱۷ تا ۲۰) وہ جنگ کی غضبناک،
سرکش اور بے درد دیوی ہے جس کے سامنے عظیم دیوتا بھی مارے خوف کے لرزاں
و ترساں رہتے ہیں (۲۱ تا ۴۲) وہ کوہ 'ایبیہ' اور اس کے باغی لوگوں کی سنگدل فاتح ہے

۱- 'می' کے بارے میں اس کتاب کے پہلے باب میں تفصیل سے لکھا جا چکا ہے۔

(۴۳ تا ۵۰) محبت اور جنگ کی دیوی کی حیثیت سے وہ روگردانی کرنے والے شہر کو تمام تر رو ئیدگی اور تولید (افزائش نسل) سے محروم کر دیتی ہے (۵۱ تا ۵۷) اس کے بعد شاعر یا شاعرہ نے ایک عظیم، دانشمند، رحیم اور حیات بخش دیوی کی حیثیت سے اِنّانا کے گن گاتے ہیں (۵۸ تا ۶۵) پھر ایک طویل ٹکڑے میں اَن ہی دُواَنّا نے اپنی مصیبت اور دکھ بیان کیا ہے (۶۶ تا ۱۰۸) اس ٹکڑے میں جگہ جگہ ایسے حوالہ جات آئے ہیں جو سیاسی واقعات پر مبنی ہیں اور ان کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ پھر شاہزادی (اَن ہی دُواَنّا) نے اِنّا دیوی کو اپنی پیاری اور مقتدر ملکہ قرار دیتے ہوئے ایک مختصر سی دعا کی ہے کہ اِنّانا اس کے دکھ اور مصیبت دور کرے (۱۰۹ تا ۱۲۷)۔ آگے چل کر اَن ہی دُواَنّا پر جوش انداز میں دیوی کی بے پناہ قوت و اختیار کی ثنا خوانی کرتی ہوئی التماس کرتی ہے کہ وہ اپنی اس ثنا خواں، دین دار اور پارسا پجارن شاہزادی پر اپنی شفقت اور عنایت نازل کرے (۱۲۲ تا ۱۴۲) اِنّانا اَن ہی دُواَنّا کی دعا قبول کر لیتی ہے (۱۴۳ تا ۱۵۰) نظم کی آخری تین سطور میں نظم کے خالق نے اِنّا دیوی سے خطاب کیا ہے (۱۵۱ تا ۱۵۳)

اِنّا کی حمد

سارے مِی[1] کی ملکہ، درخشاں نور ہے
حیات بخش خاتون! اَن[2] (اور) اُراش کی پیاری،
ان کی مقدس دیو داسی! جواہرات سے لدی پھندی،

---

[1] پہلے باب میں مِی پر مکمل روشنی ڈالی جا چکی ہے [2] اَن۔ آسمان کا دیوتا اَن (اَنُو)
[3] ... (اُراش) آسمان کے دیوتا اَنُو کی بیوی۔

حیات بخش، مرتبے مکث سے محبت کرنے والی، آسمانی بادشاہت کے لیے موزوں،
جو اپنے ہاتھ میں سات می[1] تھامے رہتی ہے،
میری ملکہ تو جو سارے عظیم می کی نگران ہے،
تو نے می کو سر بلند کیا ہے، تو نے می اپنے ہاتھوں پر باندھ لیے ہیں،
تو نے می یکجا کیے ہیں، می اپنی چھاتی سے بھینچ لیے ہیں۔
تو[2] نے اژدہے کی مانند دھرتی کو زہر سے بھر دیا ہے،
تو[3] اِش کُر کی طرح گرجتی ہے تو روئیدگی ختم ہو جاتی ہے،
تو! جو کوہسار سے سیلاب لاتی ہے،
عظیم ترین! جو آسمان اور زمین کی اِننّا ہے،
جو زمین پر شعلے کی طرح لپکتی آگ برساتی ہے،
جسے اَن (دیوتا) نے می سونپے[4] جانوروں پر سواری کرنے والی ملکہ!
جو اَن (دیوتا) کے پاک حکم پر (مقدس) کلمات ادا کرتی ہے،

---

[1] 'سات می': سات می سے مراد وہ عظیم 'می' ہیں جو سومیریوں کے سات عظیم ترین دیوی دیوتاؤں اَن، اِنلِل، اَن کی، ننھرسنگ (دیوی)، اِننّا (دیوی) اِننّا اور اُتُو دیوتا کے چارج میں تھے۔ زیرِ نظر حمد میں یہاں 'می' تھامے رہنے سے مراد یہ ہے کہ مذکورہ دیوی دیوتاؤں نے اپنے اپنے 'می' بھی اِننّا کو تفویض کر دیے۔

[2] 'تو نے': اِننّا سے مراد ہے۔

[3] اِش کُر: طوفان، بارش اور ہوا کا دیوتا۔

[4] اس مصرعے کی رو سے آسمان کے دیوتا اَن (انو) نے اِننّا کو 'می' سونپے تھے۔ مگر تہذیبی عناصر کی منتقلی کے عنوان سے زیرِ نظر کتاب میں شامل ایک سومیری اسطورہ کی رو سے 'می' اَن کی دیوتا نے اِننّا کو دیے تھے۔ ہو سکتا ہے کہ اسطورہ کے سومیر میں اور بھی 'نسخے' موجود رہے ہوں جو متن یا مندرجات کے اعتبار سے کچھ مختلف ہوں۔

کون تیری عظیم رسومات کا اندازہ کر سکتا ہے،

اجنبی دیسوں کو تباہ کرنے والی! تو نے طوفان کو پر عطا کئے ہیں،

آن لِل کی لاڈلی! تو نے اس (طوفان) کو دھرتی پر رواں کیا ہے،

تو نے اُن[1] کی ہدایات پر عمل کیا،

میری ملکہ! اجنبی ملک تیری چیخ سے گونج اٹھتے ہیں،

جنوبی ہوا[2] کے خوف (اور) دہشت سے لوگ،

تیرے سامنے اپنے دکھ کی دہائی دیتے ہیں،

تیرے سامنے دکھ سے چلاتے ہیں،

تیرے سامنے روتے دھوتے اور آہ و بکا کرتے ہیں،

شہر کی گلیوں میں تیرے سامنے بے پناہ نوحہ کرتے ہیں،

جنگ کی اگلی صف میں ہر چیز تیرے سامنے مار گرائی گئی!

میری ملکہ! تو ہر چیز فنا کر دینے پر تلی ہے،

---

[1] اُن (دانوں) کی ہدایات: مراد ہے اُن اَن لِل دیوتا کی ہدایات یا احکام۔ متعدد سومیری تحریروں میں ان دونوں دیوتاؤں انو اور اَن لِل کو ایک بھی کر دیا گیا ہے اور سومیر کے تیسرے شاہی خاندان کے بعد سومیری ادبی تخلیقات میں آن اور اَن لِل کو ایک ہی دیوتا بھی قرار دیا گیا ہے۔ اَن اَن لِل دیوتا کو ان میں بسا اوقات تباہ کن دیوتا کی حیثیت سے پیش کیا گیا ہے، کیونکہ سومیریوں کے سب سے بڑے دیوتا اَن لِل کو دیوتا ؤں کے ناخوشگوار فیصلوں کو عملی جامہ پہنانے کا فریضہ بھی انجام دینا پڑتا تھا۔

[2] جنوبی ہوا: جنوبی ہوا سے مراد سومیری عام طور پر جنوبی ہوا کے دیوتا "ننُ اُرتا" سے لیتے ہیں مگر یہاں غالباً طوفان ہی کی طرف اشارہ ہے۔

تو حملہ کناں طوفان کی طرح آگے بڑھتی رہی،
چنگھاڑتے طوفان سے بھی زیادہ (شور کے ساتھ) لپکتی رہی،
اِشکر سے بھی زیادہ (بلند آواز میں) گرجتی رہی،
شیطانی ہواؤں[11] سے (بھی) زیادہ بلند آواز میں) کراہتی رہی،
تیرے پاؤں تھکتے نہیں،
تو نے آہ و فغاں کے بربط پر نوحے بجوائے۔
میری ملکہ! عظیم دیوتا انونّا،
پھڑپھڑاتے چمگادڑوں کی طرح تیرے آگے بھاگ نکلے،
تیرے پُر ہیبت چہرے کے سامنے ٹھہر نہیں سکے،
تیری لرزہ خیز پیشانی کے قریب نہ آسکے۔
کون تیرے خشمناک دل کو ٹھنڈا کر سکتا ہے!
تیرا ناشاد کن دل پرسکون نہیں ہو سکتا!
ملکہ! پُرمسرت کلیجے والی! شاداں و فرحاں دل والی!
لیکن جس کا غصہ ٹھنڈا نہیں پڑ سکتا، سِن[12] کی بیٹی،
ملکہ! ملک میں مقتدر ترین! جس (ملک) نے (ہمیشہ) تجھے خوب تعظیم دی ہے،
پہاڑ جس نے تیرا احترام نہیں کیا ——— وہ روئیدگی سے محروم ہو گیا،
تو نے اس کے بڑے پھاٹک جلا ڈالے،

---

[11] شیطانی ہوائیں:- سات بلاخیز اور ہلاکت آفریں طوفان جنہیں اپنے حلیف دیوتے کر سومیری اور بابلی جنگجو دیوتا دشمن پر حملہ آور ہوتے تھے۔ [12] سِن - چاند دیوتا ننّا کا ہی ایک نام۔

اس کے دریاؤں میں تو نے خون رواں کر دیا، اس کے لوگوں کے پاس پینے کو کچھ نہ رہا،

اس کے فوجی (قیدی ہو کر) اپنی رضا سے تیرے آگے آگے چلے،
اس کی فوجیں اپنی رضا سے تیرے سامنے منتشر ہو گئیں،
اس کے طاقتور آدمی اپنی رضا سے تیرے سامنے چلے،
اس کے شہروں کی تفریح گاہوں میں ہنگامے ہو گئے،
اس کے جوانمردوں کو قیدیوں کی طرح تیرے سامنے ہانکا گیا،
اس شہر کے خلاف —— جس نے یہ نہیں کہا دکہ) "ملک تیرا ہے"،
جس نے یہ نہیں کہا دکہ) "اس کا باپ[۱۳] وہ ہے جس کے ہاں تو پیدا ہوئی"،
تو نے (اس شہر کے خلاف) اپنا مقدس حکم پورا کر دکھایا، اس سے منہ پھیر لیا،
اس کی بچہ دانی سے دور رہ گئی،
اس (شہر کی) عورت اپنے شوہر سے محبت آمیز بات نہیں کرتی،
گہری رات میں وہ اپنے (شوہر) سے محبت بھری سرگوشیاں نہیں کرتی،
اس (شوہر) پر اپنے دل کی پاکیزگی ظاہر نہیں کرتی،
بپھری ہوئی وحشی گائے! سن کی بڑی بیٹی،
اُن (دیوتا) سے عظیم تر ملکہ! جس نے (ہمیشہ) تجھے (خوب) تعظیم دی ہے،
بیگمات کی ملکہ! تو جو حیات بخش 'می' کی رو سے،

---

۱۳ باپ۔ اُن (انو) یا ننا دیوتا سے مراد ہے۔ مطلب یہ کہ جس شہر نے آسمان کے دیوتا اُن (انو) یا چاند دیوتا ننا کو اپنا دیوتا نہیں مانا اس شہر کی اننا کے ہاتھوں مصیبت آ گئی۔

اپنی ماں سے عظیم تر ہو گئی! جس نے تجھے اس وقت جنم دیا جب تو مقدس رحم سے باہر آئی،

علیم، زیرک، تمام ملکوں کی ملکہ،

جو (تمام) جانداروں (اور) لوگوں کی تعداد بڑھاتی ہے ——— میں نے تیرا مقدس گیت گایا ہے،

حیات بخش دیوی! ' می ' کے شایانِ شان! جس کی ستائش اعلیٰ ہے،

رحیم! حیات بخش خاتون! روشن قلب! میں تیرے سامنے (یہ) گیت ' می ' کے مطابق گایا ہے،

میں نے اپنے مقدس گی پر[14] میں تیرے سامنے داخل ہو گئی ہوں،

میں، اَن[15]، اَن ہی رُو اُنّا،

مُسَتَب[16] ٹوکری تھامے ہوئے، میں نے پُرمسرت نغمہ گایا،

(مگر اب) میں تیری بتائی ہوئی اچھی جگہ پر نہیں رہتی،

آ (کر) دن (نے) دھوپ نے مجھے جُھلسا ڈالا ہے۔

---

[14] گی پر۔ (گی پار، گیپار، گیپر) سومیری مندروں کا وہ حصہ یا کمرہ جہاں مندر کا مذہبی سربراہ رہتا تھا۔ اس مذہبی سربراہ، خواہ وہ عورت ہو یا مرد، کو بھی سومیری اَن کہتے تھے چنانچہ آسمان کے دیوتا اَن (انو) اور مذہبی سربراہ اَن میں فرق ضرور تھا۔ [15] اَن۔ اَن سے مراد یہاں مہا پجارن (پجارنوں اور دیوداسیوں بلکہ پورے مندر کی سربراہ) سے ہی ہے، آسمان کے دیوتا ' اَن ' (انو) سے نہیں۔

[16] مُسَتَب: مندروں میں ادا کی جانے والی مذہبی رسوم کے دوران استعمال جانیوالی ایک مخصوص ٹوکری۔

آ (کر) رات کی تاریکی (نے)، جنوبی ہوا نے مجھ پہ غلبہ پالیا،
میری شہد جیسی میٹھی آواز کرخت ہو گئی،
جس چیز سے مجھے خوشی ملی وہ خاک ہو گئی۔
ہائے 'سِن' (دیوتا) شاہِ فلک، میری تلخ مقدر ہے[۴۳]
'اَن' (دیوتا) سے کہہ دے، 'اَن' مجھے نجات دلائے گا،
مہربانی کرکے 'اَن' (دیوتا) سے کہہ دے، 'اَن' مجھے نجات دلائے گا،
آسمان کی بادشاہت، 'خاتون' (اِننّا) نے لے لی ہے،
جس کے قدموں تلے سیلاب زدہ دھرتی ہے،
خاتون اِننّا، اتنی ارفع جس نے مجھے شہر 'اُرُم' کے ساتھ لرزا دیا ہے[۴۴]،

---

[۴۴] یہاں سے کچھ ایسے مصرعے شروع ہوتے ہیں جن سے گمان ہوتا ہے کہ وہ سومیری شہروں کِش (یا اکاد)، اُروک اور 'اُر' کے مابین اکاد کے سامی النسل حکمران خاندان کے دورِ حکومت ($\frac{۲۳۳۴}{۲۱۹۳}$ ق م) کے دوران سیاسی کش مکش کے آئینہ دار ہیں۔ 'اُر' شہر میں اننا دیوی کی جاپجارن کی حیثیت سے اَن ہی دُوانّا 'اننا دیوی سے التجا کرتی ہے کہ وہ ان (انو) دیوتا سے اس (ان ہی دوانّا) کی سفارش کرے تاکہ وہ (ان دیوتا) اس (ان ہی دوانّا) کو اس کے تکلیف دہ انجام سے نجات دلائے (مصرعہ ۴۳ تا ۴۷) [۴۵] ۷۷ تا ۹۱ مصرعوں کی رو سے اَن (انو) دیوتا سومیری دیوی دیوتاؤں کا سربراہ باقی نہیں رہا تھا اور اننا دیوی نے اروک شہر میں 'اَن' کی عملداری ختم کرکے اپنے ہاتھ میں لے لی تھی ہوسکتا ہے کہ اس جگہ کِش اور اکاد شہریوں کے اروک پر یلغار کرنے اور فتح حاصل کرلینے کی طرف اشارہ ہو کِش اور اکاد نامی شہروں میں اننا کو بہت اہمیت حاصل تھی تاہم ۹۲ ویں سے ۹۸ ویں تک کے مصرعوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان ہی دوانّا ان دیوتا کو بدستور معتقد رکھتی تھی۔ آگے چل کر ۹۹ ویں تا ۱۰۸ ویں مصرعوں سے یوں لگتا ہے کہ 'اُر' شہر کسی تباہ کن واقعہ کا شکار ہو گیا تھا۔ ہوسکتا ہے کہ یہ تباہی اروک شہر کی لائی ہوئی ہو اروک شہر اننا دیوی کا تھا اور اروک نے شہر اُر پر حملہ اس لئے کیا ہو کہ وہاں بھی اننا کو اہم معبود تسلیم کرلیا جاتے تاہم چونکہ متعلقہ مصرعے (باقی اگلے صفحہ پر)

اسے[۱۹] باز رکھو، اس کا دل میری وجہ سے قرار پائے،
میں اُن ہی دواناہ، اس[۲۰] کے حضور التجائیں کروں گی،
میں خوش ذائقہ مشروب کی مانند،
اسے[۲۱] اپنے آنسوؤں کا نذرانہ پیش کروں گی،
میں مقدس اننا سے التماس کروں گی، میں اس کی تعظیم بجا لاؤں گی،
اشم ببیر[۲۲] پریشان نہ ہونے پائے!
اس (اننا) نے مقدس اُن دیوتاؤں کی رسوم یکسر بدل ڈالی ہیں،
اُن (دیوتاؤں) سے ای اننا[۲۳] چھین لیا ہے،
عظیم اُن سے وہ نہیں ڈرتی،
وہ گھر[۲۴] جس کی دلکشی بے پناہ تھی، جس کی کشش ...... تھی،
اس گھر کو اس (اننا) نے تباہ کر دیا ہے،
اس (اننا) کا ...... جو اس نے وہاں نازل کیا ...... ہے،
میری وحشی گائے[۲۵]، وہاں سے لوگوں پر حملہ کرتی ہے، انہیں قیدی بنا لیتی ہے!

(بقیہ حاشیہ ۱۸) بہت مبہم، پراسرار اور غیر واضح ہیں اس لیے گزشتہ اور زیر نظر نوٹس میں جو کچھ توضیح کی گئی ہے اسے حتمی اور قطعی ہی درست نہیں کہا جا سکتا۔ ۱۹، ۲۱ اسے یہ اننا دیوی سے مراد ہے ۲۰ اکلدکے حضور یا اننا کے حضور ۲۲ اشم ببیرا۔ ننا دیوتا۔ معنی کے لحاظ سے یہ مصرعہ بہت مبہم ہے
۲۳ ای اننا۔ اروک میں ان دیوتا اور اننا دیوی کے مشہور مندر کا نام ای اننا تھا تاہم سومیر کے دوسرے شہروں مثلاً لگاش اور اُر وغیرہ میں بھی ای اننا نامی چھوٹے چھوٹے مندر موجود تھے ۲۴ گھر۔ ای اننا نامی مندر کی طرف اشارہ ہے ۲۵ میری وحشی گائے۔ اننا دیوی کو یہاں وحشی جنگلی گائے کہا گیا ہے۔

میں! زندہ مخلوق کے درمیان میں کیا ہوں!

اُن (دیوتا) ان باغی ملکوں کو سزا دے، جو تیرے[۲۶] ننّا سے نفرت کرتے ہیں!

اُن (دیوتا) اس کے شہروں کے پرخچے اڑا دے،

اُن لِل (دیوتا) کا عذاب اس پر نازل ہو،

ماں وہاں کے روتے بچوں کو تسکین نہ دے سکے،

اے ملکہ! جس نے نالہ و شیون مقرر کیا،

آہ و بکا کی تیری کشتی دشمن ملک میں لنگر انداز ہوگئی ہے،

میں مقدس گیت گاتے گاتے وہاں مر جاؤں گی

جہاں تک میرا سوال ہے، میرے ننّا نے میری حفاظت نہیں کی،

مجھ پر انتہائی ظالمانہ حملہ کیا گیا ہے،

اَشم بَبتر نے میری (تقدیر) کا فیصلہ نہیں سنایا!

مگر کیا فرق پڑتا (تھا)، اس نے سنایا یا نہیں!

میں! جو کامرانی کی عادی تھی (مجھے اپنے) گھر سے نکال باہر کیا گیا،

میں ابابیل کی طرح چھپر سے اڑنے پر مجبور ہوگئی، میری زندگی ختم کر دی گئی۔

پہاڑی کانٹوں میں چلنے پر مجبور ہوگئی،

بادشاہت کا حیات بخش مکٹ مجھ سے چھین لیا گیا،

ہیجڑے مجھے سونپ دیئے گئے "یہ تیرے لئے موزوں ہیں" مجھے بتایا گیا،

سب سے پیاری ملکہ! اُن (دیوتا) کی لاڈلی،

---

[۲۶] تیرے: — اننّا دیوی سے مراد ہے

اپنا مقدس (عالی ظرف دل) میری طرف پھیر دے،

اُش اُم گل اَنا (ا) محبوب بیوی، [۲۷]

انو اور سمت الرّاس کی عظیم ملکہ،

اَنوناتیرے سامنے جھک گئے ہیں، [۲۸]

پیدائش کے وقت گو تو چھوٹی بہن تھی، [۲۹]

(مگر) تو انوناعظیم دیوتاؤں سے، کس قدر عظیم تر ہو گئی ہے،

انوناتیرے سامنے دھرتی کو بوسہ دیتے ہیں،

یہ میرا فیصلہ نہیں جو مکمل ہو گیا ہے، یہ انوکھا فیصلہ ہے جو میرے فیصلے میں بدل گیا ہے،

بارآور بستر تباہ کر دیا گیا ہے [۳۰]

(تاکہ) میں ان گل کے احکام لوگوں کو سمجھا نہ سکوں،

ننا کی نائندہ اُن میرے لئے [۳۱]

تیرا دل نرم ہو جائے، تو جوان (دیوتا) کی لاڈلی ملکہ ہے،

"تو ناموَر ہے، تو ناموَر ہے ۔۔۔ میں نے یہ (گیت) اَننا کے لئے نہیں گایا،

میں نے تیرے لئے گایا ہے"

---

[۲۷] اُش اُم گل اَنا ۔۔ اِننا کے شوہر دُموزی دیوتا کا ایک نام [۲۸] انونا ۔۔ عظیم دیوتاؤں کا مجموعی نام [۲۹] چھوٹی بہن ۔۔ اِننا اور ظلمت کی ملکہ ارشکی گل دو بہنیں تھیں۔ ارشکی گل بڑی اور اِننا چھوٹی۔

[۳۰] بارآور بستر ۔۔۔۔۔۔ یہ اور اس سے اگلے مصرعے میں غالباً چاند دیوتا ننا اور ننگل دیوی میں مقدس شادی کی رسم کی طرف اشارہ ہے جس میں غالباً ننگل کی نمائندگی "مہا پجارن" نے کی تھی۔ "مقدس شادی" کی رسم کے بارے میں زیر کتاب میں "رومانی شاعری" کے باب میں تفصیل سے لکھا گیا ہے۔ [۳۱] اَننا دیوی ۔ اُن ۔۔ اِننا دیوی سے مراد ہے۔ "اُن" مہا پجارن کا لقب تھا۔

تو آسمان جیسی اپنی رفعت کی وجہ سے مشہور ہے،
تو اپنی زمین جیسی چوڑائی کی وجہ سے مشہور ہے،
تو باغی ملکوں کو تباہ کرنے والی کی وجہ سے مشہور ہے،
تو ان (باغی ملکوں) کے لوگوں کا قتل عام کرنے والی کی وجہ سے مشہور ہے،
تو (ان) کے مردے کھا جانے والے کتے کی طرح مشہور ہے۔
تو اپنی دہشتناک صورت کی وجہ سے مشہور ہے۔
تو اپنی خوفناک صورت اوپر اٹھانے والی کی وجہ سے مشہور ہے،
تو اپنی شعلہ بار آنکھوں کی وجہ سے مشہور ہے،
تو اپنے جھگڑالوپن (اور) سرکشی کی وجہ سے مشہور ہے،
تو اپنی متعدد کامرانیوں کی وجہ سے مشہور ہے"۔
میں نے یہ (گیت) ننا کے لئے نہیں گایا ہے، میں نے یہ تیرے لئے گایا ہے۔
میری ملکہ! میں نے تیری ثنا کی ہے، صرف تو ہی اونچی ہے،
ملکہ! ان (دیوتا) کی لاڈلی! میں نے تیرے لئے شہ نشینیں بنائے ہیں،
کوئلوں کے ڈھیر لگائے ہیں۔ رسوم ادا کرلی ہیں،
تیرے لئے عروسی کمرہ بنالیا ہے، تیرا دل میرے لئے ملائم پڑ جائے،
عظیم ملکہ! (میں نے) کافی ۔۔۔ تیرے لئے کافی سے زیادہ نئی باتیں کی ہیں،
میں نے گہری رات میں تیرے لئے جو کچھ گایا ہے،
گالا مغنی[۲۲] دوپہر کو وہی گائے گا،

---

[۲۲] گالا (گلا) مغنی:۔۔۔ وہ سومیری پروہت تھا ایک طرح کے مغنی ہوتے تھے

[۳۳] اپنے قیدی شوہر! اپنے قیدی بیٹے کے لئے،
تو اس قدر غضب ناک ہو گئی ہے، تیرا دل اس قدر مضطرب ہو گیا ہے،
سب سے برتر ملکہ! مجلس (شوریٰ) کی پشت پناہ (رنفے)،
[۳۴] اس کی التجا قبول کر لی،
اِننا کا دل قرار پا گیا،
دن اس کے لئے سازگار تھا، وہ حسن سے معمور تھی، دلکشی کی دلکشی سے بھرپور تھی،
وہ کتنی دلربا تھی ـــ ابھرتی ہوئی چاندنی کی طرح!
حیرت زدہ ننا آگے آیا، اور اس کی ماں ننگل نے اس کی جناب میں دعا کی،
(معبد) کی دہلیز پر اس کا خیر مقدم کیا،
مقدس بیگم کے لئے جس کا فرمان معزز ہے،
غیر ملکوں کو تباہ کرنے والی "ان" (دیوتا) نے اسے "می" تفویض کئے،
میری ملکہ پرکشش ہے ـــ اے اِننا تیری حمد ہو!

ننُ اُرتا کی حمد (تعارف)

ننُ ارتا جنوب کی طوفانی ہوا اور جنگ کا دیوتا اور اَن بِل دیوتا کا کاشتکار تھا۔ یہ نادر اور کمیاب قسم کی غنائیہ حمد کسی نامعلوم سومیری شاعر نے ہزاروں برس پہلے ننُ اُرتا کی شان میں کہی تھی۔ اس میں ننُ اُرتا کو زرخیزی اور روئیدگی کے انچارج دیوتا کی حیثیت سے مخاطب

---

[۳۳] اس مصرعے میں غالباً اروک شہر میں کسی بڑی تباہی کی طرف اشارہ ہے [۳۴] اس کی ـــ اَن ہی دُو اَنّا کی [۳۵] اس کی: ـــ اِننا دیوی کی ماں

کیا گیا ہے۔ سومیریوں کے ہاں نن ارتا متضاد خصوصیات تھیں۔ اور ان دونوں خصوصیات کی حیثیت سے ہی اس کی پوجا ہوتی تھی۔ ان لل دیوتا کا بیٹا نن ارتا جنوبی ہوا کا انچارج تھا چنانچہ وہ جنگ کا ایسا دیوتا تھا جو باغی اور سرکش ملکوں کی سرکوبی کرتا تھا۔ گو وہ مخصوص اسطورہ تو ابھی تک نہیں ملی ہے۔ مگر دیگر ایسے تحریری شواہد پائے گئے ہیں کہ اس نامعلوم سومیری اسطورہ کی رو سے نن ارتا نے اپنے باپ کا انتقام لیا تھا۔ نن ارتا کی دوسری خصوصیت یا صفت یہ ہے کہ وہ ان لل دیوتا کا "کاشتکار" تھا چنانچہ اس حیثیت میں وہ زرخیزی، آسودگی اور طویل زندگانی کا دیوتا تھا۔ نن ارتا کی اسی مؤخر خصوصیت کا سومیری شاعر نے اس حمد میں گیت گایا ہے۔

اس منظوم تخلیق کا آغاز چار مصرعوں پر مبنی ایک بند (اسٹرونفے) سے ہوتا ہے۔ یہ سومیریوں کی مخصوص 'حمدیہ تخلیق' کا آئینہ دار ہے۔ اس پہلے بند کے پہلے دو اور آخری دو مصرعے بالکل ایک جیسے ہیں فرق صرف یہ ہے کہ بند کے پہلے نصف حصے میں نن ارتا کا جو وصفی نام یا وصف (حیات بخش منی ــ بادشاہ) آیا ہے بعد میں اس کی جگہ نن ارتا کا نام ہی استعمال کیا گیا ہے۔ اس کے بعد تین تین مصرعوں پر مشتمل کم از کم تین بند (اسٹروفے) ہیں اور ہر بند میں شاعر نے سادہ مگر مؤثر 'شعری تکراری انداز' اپنایا ہے۔

نن ارتا کی حمد

حیات آفریں منی، حیات آفریں تخم،
"بادشاہ" جس کے نام کا اعلان ان لل نے کیا،
حیات آفریں منی، حیات آفریں تخم،
نن ارتا جس کے نام کا اعلان ان لل نے کیا۔

میرے بادشاہ میں تیرا نام باربار پکاروں گا،
نن ارتا! میں تیرا بندہ ہوں، تیرا بندہ،
میں تیرا نام باربار پکاروں گا۔

میرے بادشاہ! بھیڑ نے حلوان جنا ہے،
بھیڑ نے حلوان جنا ہے، بھیڑ نے اچھی بھیڑ جنی ہے،
میں تیرا نام باربار پکاروں گا۔

میرے بادشاہ! بکری نے میمنہ جنا ہے،
(بکری) نے میمنہ جنا ہے، بکری نے اچھی بکری جنی ہے،
میں تیرا نام باربار پکاروں گا![1]

[2]......
بادشاہ......،
جب تک وہ بادشاہ تھا.....،
دریا میں شیریں پانی کی روانی تھی،
کھیت میں اناج فراوانی سے پیدا ہوتا تھا،

---

[1] یہ حمد تختی کے دونوں طرف لکھی ہوئی ہے۔ اس طرف کا باقی ماندہ حصہ ضائع ہو چکا ہے۔
[2] یہاں سے تختی کے دوسرے طرف لکھا ہوا حمد کا حصہ شروع ہوتا ہے۔

سمندر بیم ماہی اور..... مچھلیوں سے بھرا تھا
گھاس میں بوڑھے سرکنڈے، اور نوجوان سرکنڈے اُگتے تھے،

جنگل ہرنوں اور جنگلی بکروں سے بھرے پڑے تھے،
میدانوں میں مَاَبشِ گُرا اُگتے تھے،
سیراب باغ شہد (اور) شراب سے معمور تھے،
محل میں زندگانی طویل تھی۔
یہ بَل بَلے گیت ہے[۲]

نِن اُرتا کی حمد (تعارف)

اس حمد میں جنوب کی ہوا، جنگ اور اَن اِل کا شتکار دیوتا نِن اُرتا کو قہر و غضب کے دیوتا کی حیثیت سے مخاطب کیا گیا ہے۔ ایسا دیوتا جو راتوں کو گھومتا پھرتا ہے اور آفت اور وباؤں کے دیوتا 'اِرّا' کی طرح جنگ و جدل کرتا ہے۔ وہ (نن ارتا) عفریت نما اژدہا اور زہریلا سانپ ہے جو بدی، سرکش اور باغی ملکوں کی سرکوبی کرتا ہے۔ وہ ایسا منصف ہے جس کے فیصلے خوفناک ہوتے ہیں۔ وہ دشمن، جھگڑے بازوں اور نافرمانوں

---

[۲] بَل بَلے ہے ــــ ایک مخصوص قسم کی سومیری ادبی تخلیق کے سومیریوں کی مخصوص کردہ ایک اصطلاح سومیریوں کا اب تک جتنا بھی لٹریچر ملا ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ اصطلاح یعنی 'بَل بَلے' حمدیہ اور مناجاتی نوعیت کی منظوم تخلیقات کے لئے استعمال کی جاتی تھی۔ تاہم اس مرکب لفظ بَل بَلے کے صحیح اور حقیقی معنی ماہرین ابھی تک متعین نہیں کر سکے ہیں

کو تباہ کر ڈالتا ہے۔

ہیئت کے لحاظ سے یہ پوری نظم دو مصرعوں پر مبنی 'بندوں' (اسٹروفے) پر مبنی ہے اور ہر مصرعہ دو نیم مصرعوں میں منقسم ہے۔ ہر بند یا اسٹروفے کے دونوں مصرعے بالکل ایک طرح کے ہیں، سوائے اس کے کہ پہلا مصرعہ 'میرا بادشاہ' سے شروع ہوتا ہے اور دوسرا 'ننُ ارتا بادشاہ' سے۔

ننُ اُرتا کی حمد

میرا بادشاہ!..........،

جو راتوں کو اِرّا[1] کی طرح گھومتا ہے،

ننُ ارتا بادشاہ!..........،

جو راتوں کو ارّا کی طرح گھومتا ہے!

میرا بادشاہ! جو ارّا کی طرح کامل جوانمرد ہے،

شیر کے ہاتھوں، عقاب کے پنجوں والا اژدہا،

ننُ ارتا بادشاہ! جو ارّا کی طرح کامل جوانمرد ہے،

شیر کے ہاتھوں، عقاب کے پنجوں والا اژدہا!

میرا بادشاہ! جو باغی ملکوں کے گھر تباہ کرتا ہے، ان لِل کا عظیم بادشاہ،

تو! تو قوت سے متصف ہے،

---

[1] ارّا :- وبا، آفت اور جنگ کا دیوتا

نن ارتا بادشاہ! جو باغی ملکوں کے گھر تباہ کر دیتا ہے، اَن بل کا عظیم بادشاہ،
تُو! تُو قوت سے متصف ہے!

میرے بادشاہ! جب تیرا دل غیظ و غضب سے بھر گیا،
تُو نے سانپ کی طرح زہر اُگلا!
نن ارتا بادشاہ! جب تیرا دل غیظ و غضب سے بھر گیا،
تُو نے سانپ کی طرح زہر اُگلا!

میرا بادشاہ! دندانے دار کدال[۲]! جو بدی کے ملک کو تباہ کر دیتا ہے،
تیر[۳]! جو باغی ملک کے ٹکڑے کر ڈالتا ہے!
نن ارتا بادشاہ! دندانے دار کدال! جو بدی کے ملک کو تباہ کر دیتا ہے،
تیر! جو باغی ملک کے ٹکڑے کر ڈالتا ہے!

میرے بادشاہ! تیرا فیصلہ عظیم فیصلہ ہے، ناقابلِ تنسیخ،
تیرے حکم کو کوئی دیوتا دیکھ نہیں سکتا!
نن ارتا بادشاہ! تیرا فیصلہ عظیم فیصلہ ہے، ناقابلِ تنسیخ،
تیرے حکم کو کوئی دیوتا دیکھ نہیں سکتا!

۲۔ دندانے دار کدال: نن ارتا کو دندانے دار کدال سے تشبیہ دی گئی ہے۔ ۳۔ تیر: نن ارتا کو تیر سے تشبیہ دی گئی ہے۔

میرے بادشاہ! جب تو نے دشمن کو جالیا، تو نے اسے سینٹھوں کی طرح بکھیر دیا،
تو نے اسے ......!
نن ارتا بادشاہ! جب تو نے دشمن کو جالیا، تو نے اسے سینٹھوں کی طرح بکھیر دیا،
تو نے اسے ......!

میرے بادشاہ! تو دشمن کے گھر کا مخالف ہے،
تو اس کے شہر کا دشمن ہے!
نن ارتا بادشاہ! تو دشمن کے گھر کا مخالف ہے،
تو اس کے شہر کا دشمن ہے!

میرے بادشاہ! تو جھگڑے باز (اور) نافرمانبردار کے گھر کا مخالف ہے،
تو ان کے شہر کا دشمن ہے!
نن ارتا بادشاہ! تو جھگڑے باز (اور) نافرمانبردار کے گھر کا مخالف ہے،
تو ان کے شہر کا دشمن ہے!

اِی کُر کی حمد (تعارف)

سومیر کے ایک اہم ترین شہر نِپّور میں اَن لِل دیوتا کے مندر کا نام اِی کُر تھا، اِی کُر کے لفظی معنی ہیں "پہاڑ کا گھر۔ خانۂ کوہ۔" (اِی بمعنی گھر اور کُر بمعنی پہاڑ) سومیری اپنے اَن لِل دیوتا کو کوہِ عظیم بھی کہتے تھے۔ سومیری اپنے مندروں کو عموماً اِی کہتے تھے۔ اَن لِل دیوتا کا یہ مندر عظیم الشان اور وسیع و عریض تھا۔ اور اَن لِل کی بیوی نِن لِل دیوی کا مندر کی اُڑ اسی مندر (اِی کُر) کا حصہ تھا۔

زیرِ نظر چیسانی "قسم کی حمد کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ یہ نسبتاً" مختصر مصرعوں پر مبنی ہے جس لوح پر یہ نظم لکھی ملی ہے وہ اکثر و بیشتر موجودہ سومیری ادبی تحریروں کی طرح دوسری ہزاری قبل مسیح کے پہلے نصف میں کسی وقت لکھی گئی تھی۔ یعنی اب سے چار ہزار برس قبل سے لے کر ساڑھے تین ہزار برس قبل کے بیچ میں۔ جہاں تک اس حمد کی تخلیقی قدامت کا سوال ہے یہ یقینی طور پر کم از کم چار ہزار سال پہلے کسی سومیری شاعر نے کہی تھی۔ نظم میں چار گیت ہیں اور ہر گیت خصوصی ترجیع (ٹیپ) پر مبنی ہے۔ پہلے، دوسرے اور تیسرے گیت کو شاعر نے بالترتیب "سا گِدا" (ساگ اِدا۔ سَنگ اِدا)، کی اُر اُوگُدا" (کی اُر اُوگُدا، کی اُر اُگ اُدا) اور سا گرا" (سَنگ اُرا) قرار دیا ہے۔ ساگِدا اور سا گرا ایسے گیتوں کو کہا جاتا تھا جو تاروں والے سازوں کے ساتھ گائے جاتے تھے۔ ان دونوں الفاظ یعنی سا گدا اور سا گرا میں "سا" کے معنی تار کے ہیں۔ اور کی اُر اُوگدا" سے مراد غالباً ایسے گیت سے ہے جو کسی عبادت کے موقعہ پر عبادت گزار مل کر گاتے تھے۔ چوتھے گیت کی نوعیت شاعر نے مقرر نہیں کی یا اگر کی بھی تو منشی نے وہ لکھی نہیں اور ایسا غالباً اتفاقیہ ہوا ہے۔ پہلے، تیسرے اور چوتھے کے بعد "جوابی گیت" آتا ہے۔ مگر دوسرے گیت کے بعد ایسا کوئی جوابی گیت نہیں ہے۔

اس حمد کے متعدد مندرجات غیر واضح یا ناقابلِ فہم ہیں۔ پہلے گیت کے بیشتر حصے میں جن عمارتوں وغیرہ   نام آئے ہیں ان کی ماہرین اور علمائے آثار (آرکیالوجسٹس) ابھی تک نشان دہی۔ یہ لہ ‌‌   ح باقیماندہ تینوں گیتوں میں جو مذہبی اشارے کنائے بڑے ایجاز و اختصار سے ہی آئے ہیں وہ بھی گنجلک اور ناقابلِ فہم ہونے کے سبب الجھن اور پریشانی میں ڈال دینے والے ہیں۔

ای کُر کی حمد

خانۂ عظیم[۱]، یہ کوہِ عظیم[۲] ہے،
اَن لِل کا گھر[۳]، یہ کوہِ عظیم ہے،
نِن لِل کا گھر[۴]، یہ کوہِ عظیم ہے،
خانۂ تاریک، یہ کوہِ عظیم ہے،
گھر جو روشنی نا آشنا ہے، یہ کوہِ عظیم ہے۔
خانۂ بابِ بلند، یہ کوہِ عظیم ہے،
خانۂ بابِ امن[۵]، یہ کوہِ عظیم ہے،
قصرِ اَن لِل، یہ کوہِ عظیم ہے،
جرسنگ گُل اَنا[۶]، یہ کوہِ عظیم ہے،
بابِ عظیم، مقدس القاب، یہ کوہِ عظیم ہے،
جو نہ کاٹے جانے والا پھاٹک[۷]، یہ کوہِ عظیم ہے،

---

۱ ، ۲ خانۂ عظیم، کوہِ عظیم ہے۔ نِپور شہر میں واقع اَن لِل دیوتا کے ای کُر نامی مندر کو یہاں خانۂ عظیم اور کوہ عظیم کہا گیا ہے ۳ گھر ہے۔ مندر کو سومیری گھر کہتے تھے ۴ نِن لِل۔ اَن لِل دیوتا کی وفا شعار بیوی نِن لِل اس کا مندر کی از کہلاتا تھا جو ای کُر ہی کا ایک حصہ تھا ۵ خانۂ بابِ امن۔ غالباً نِپور میں کوئی ایسی جگہ تھی جہاں سومیری متحارب شہری ریاستوں کے نمائندے امن کے معاہدے کرنے یا انہیں باضابطہ بنانے کے لیے جمع ہوتے تھے یہی جگہ خانۂ بابِ امن کہلاتی تھی ۶ جرسنگ گُل اَنا، یعنی لفظی معنی اونچا اٹھا ہوا پہاڑ ۷ غالباً یہ نِپور شہر کا کوئی ایسا دروازہ تھا جہاں جُرم (اناج) کاٹنا منع تھا۔

مقدس ایوانِ شوری[۸]، یہ کوہِ عظیم ہے،

گاگش شوا[۹]، یہ کوہِ عظیم ہے،

اِن لل کا گھر، یہ کوہِ عظیم ہے،

بابِ اِن نمزا[۱۰]، یہ کوہِ عظیم ہے،

"فصیل مابانہ" کا گھر، یہ کوہِ عظیم ہے،

محل "سر بلند خانہ عظیم"[۱۱]، یہ کوہِ عظیم ہے،

گھر "سربلند فصیل ماہانہ"[۱۲]، یہ کوہِ عظیم ہے،

دروازہ "بادشاہ شایانِ شان ہے، زیرک ہے"[۱۳]، یہ کوہِ عظیم ہے،

دروازہ؛ اِن نم گد دازو[۱۴]، یہ کوہِ عظیم ہے،

دروازہ؛ سِن (دیوتا)[۱۵]، یہ کوہِ عظیم ہے،

دُوکو[۱۶]، مقدس جگہ، یہ کوہِ عظیم ہے،

کھیت؛ اِی ذمآ[۱۷]، یہ کوہِ عظیم ہے،

اَن (دیوتا) کا قائم کردہ کھیت، یہ کوہِ عظیم ہے،

---

۸ ایوانِ شوریٰ۔ اسمبلی ہال ۹ گاگش شوا۔ رفیع الشان محل۔ سربفلک محل ۱۰ بابِ ان نمزا (ان نم زا) معلوم نہیں اس دروازے کی نوعیت کیا تھی ۱۱ سربلند خانہ عظیم۔ محل کا نام ۱۲ سربلند فصیل، ماہانہ گھر (مندر) کا نام ۱۳ بادشاہ شایانِ شان ہے۔ زیرک ہے۔ نپور شہر یا شہر کے ایک دروازے کا نام ۱۴ ان نم گد دازو ۔۔ ایک دروازے کا نام ۱۵ دروازہ سِن۔ چاند دیوتا سِن (ننّا) کے نام پر شہر کے ایک دروازے کا نام — بابِ سِن، ۱۶ دُوکو: پاکیزہ رہائش گاہ۔ ای کُر مندر کا ایک مقدس کمرہ۔ ۱۷ اِی ذمآ۔ ایک کھیت کا نام۔

مقدس اشتی[18] ! یہ کوہِ عظیم ہے ،
گھر سربلند سبزہ زار[19] ! یہ کوہِ عظیم ہے ،
اِل کا خیمہ ! یہ کوہِ عظیم ہے ——
یہ سالگد ا[20] گیت ہے ۔
اس نے حکم دیا" آسمان کی جانب ——"
یہ اس کا جوابی گیت ہے[21]

اس کے لئے جس نے حکم دیا تھا ، اس کے لئے جس نے حکم دیا تھا ،
گھر[22] سورج کی طرح ابھرا ،
اس کے لئے جس نے پہاڑ میں حکم دیا تھا ،
گھر سورج کی طرح ابھرا ،
اس کے لئے جس نے اَن لِل کے گھر میں حکم دیا تھا ،
گھر سورج کی طرح ابھرا ،
اس کے لئے جس نے نِن لِل[23] کے گھر میں حکم دیا تھا ،
گھر سورج کی طرح ابھرا ،

---

[18] اشتی (اشتے) : ایک اناج گودام کا نام جو غالباً اَن کی اَوروزا (؟) تھا ۔ [19] سربلند سبزہ زار — ایک پارک ۔ نام [20] سالگدا (سگ اِدا) : ایسا گیت یا نغمہ جو کسی تاروں والے ساز مثلاً بربط وغیرہ کے ساتھ گایا جاتا تھا ۔ "یہ سالگدا گیت ہے" سے مراد یہ ہے کہ سالبة یعنی اس سے پہلے کے مصرعے پر ختم ہونے والا تین مصرعوں پر مبنی یہ بند سالگدا گیت ہے ۔ [21] "یہ اس کا جوابی گیت ہے" یعنی سالبة مصرعہ "اس نے حکم دیا آسمان کی جانب سے" جوابی گیت ہے ۔ [22] گھر : یعنی اِن لِل دیوتا کا مندر ای کر ۔ [23] گھر : نِن لِل دیوی کا مندر کی اَر ۔

اس کے لئے جس نے نِن اُرتا[۲۴] کے گھر میں حکم دیا تھا،
گھر سورج کی طرح ابھرا،
اس کے لئے جس نے سورج[۲۵] ـ شاہزادے[۲۶] ـ کے گھر میں حکم دیا تھا۔
یہ کی اُر اُو اُگدا[۲۷] گیت ہے۔
گھر نے عظیم 'می' کے مطابق، اپنا سر بلند کیا،[۲۹]
اس کے درمیان خوشبودار صنوبر کا پہاڑ ہے[۳۰]،
اَن لِل کے گھر نے عظیم 'می' کے مطابق اپنا سر بلند کیا،
اس کے درمیان خوشبودار صنوبر کا پہاڑ ہے،
نِن لِل کے گھر نے عظیم 'می' کے مطابق اپنا سر بلند کیا،
اس کے درمیان خوشبودار پہاڑ ہے،
اَن لِل کے ایوان نے عظیم 'می' کے مطابق اپنا سر بلند کیا،
اس کے درمیان صنوبر کا خوشبودار پہاڑ ہے،
نِن لِل[۳۱] کے ایوان نے عظیم 'می' کے مطابق اپنا سر بلند کیا،

---

۲۴ نِن اُرتا ـ ان لِل دیوتا کا کاشتکار، جنوب کی طوفانی ہوا اور جنگ کا دیوتا ۲۵ ۲۶ سورج، سورج دیوتا اُتو شاہزادہ بھی سورج دیوتا کو ہی کہا گیا ہے ۲۷ کی اُر اُو اُگدا ـ غالباً ایسا گیت جو عبادت گزار کسی عبادت کے موقع پر گاتے تھے ۲۸ ۲۹ ـ مطلب یہ کہ ان لِل دیوتا کے مندر کی تعمیر مقدس ضابطوں 'می' کے مطابق کی گئی تھی ۳۰ "خوشبودار صنوبر کا پہاڑ" ـ سومیریوں کا "کائناتی پہاڑ" جہاں سے سورج طلوع ہوتا ہے۔ اسی کائناتی پہاڑ کو سومیری "خوشبودار صنوبر کا پہاڑ" کہتے تھے اس پہاڑ کو سومیریوں کا اولمپس سمجھئے اور عین ممکن ہے کہ وہ ای کر مندر کو "کائناتی پہاڑ کا مشتی" سمجھتے ہوں ۳۱ نِن لِل ـ اصل سومیری مصرعے میں یہاں منشی نے "اَن لِل" لکھ دیا۔ حالانکہ یہاں دراصل "نِن لِل" ہونا چاہیئے۔ بہرحال راقم نے اسے یہاں "اَن لِل" کی بجائے "نِن لِل" لکھا ہے۔

اس کے درمیان خوشبو دار صنوبر کا پہاڑ ہے ــــ
یہ سا گرا[۳۲] گیت ہے ۔

گھر! ۔ ۔ ۔ ۔ جس میں اس نے ان کے ساتھ خوشی منائی،
یہ اس کا جوابی گیت ہے ۔

اس کا بادشاہ! 'فرمانبردار ابنیت'[۳۳] گھر میں، اَن لِل بادشاہ کے 'شایانِ شان' ہے
سُور مائن اُدّ نا! فرمانبردار ابنیت، گھر میں، اَن لِل بادشاہ کے شایانِ شان ہے،
نِن لِل کا بیٹا، 'فرمانبردار ابنیت' گھر میں اَن لِل بادشاہ کے شایانِ شان ہے،
بادشاہ 'اِی کُر' کا مرد میدان، 'فرمانبردار ابنیت' گھر میں،
ان لِل بادشاہ کے شایانِ شان ہے ؛
ان لِل کا بیٹا 'فرمانبردار ابنیت'، گھر میں،
اُن لِل بادشاہ کے شایانِ شان ہے،
بیٹا! 'اِی کُر' کا شاہزادہ 'فرمانبردار ابنیت' گھر میں،
اَن لِل بادشاہ کے شایانِ شان ہے،
'اَن لِل' کا، اس کا پسندیدہ ـــــ
یہ اس کا جوابی گیت[۳۴] ہے ۔

---

[۳۲] سا گرا ۔ تاروں والے سازوں کے ساتھ گایا جانے والا گیت [۳۳] فرمانبردار ابنیت :- 'اِی کُر' مندر کو فرمانبردار بیٹے کا گھر 'ذ فرمانبردار ابنیت کا گھر' کہا گیا ہے [۳۴] آخری دو مصرعوں کے درمیان کو مری میں ایک فقرہ لکھنا بھول گیا ۔ آخری مصرعے یعنی 'یہ اس کا جوابی گیت ہے' میں 'اس کا' اسی فرو گزاشت شدہ مصرعے کی طرف اشارہ کرتا ہے ۔

اِش کُر کی حمد (تعارف)

اِش کُر بارش، ہوا اور طوفان کا دیوتا تھا۔ وہ اِن لِل دیوتا کا بیٹا تھا اور بعض سومیری روایات کی رو سے وہ ظلمات میں گم ہوگیا تھا۔ اس حمد کا خالق سومیری شاعر یا لوح پر یہ حمد لکھنے والے منشی نے اس تخلیق کو 'اِرشَمّا' قرار دیا ہے۔ اِرشَمّا ایسی حمد کو کہا جاتا تھا جو غالباً ڈھول کے ساتھ گائی جاتی تھی۔ لگتا ہے کہ یہ نظم مندر سے وابستہ کسی شاعر کی تخلیق ہے۔ نظم میں وہ سومیریوں کو یہ یقین دلانے پر تلا نظر آتا ہے کہ اِش کُر دیوتا ان کے ساتھ ہے اور دشمنوں کے خلاف ان کی مدد کو آئے گا۔

اس نظم کو تین حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ پہلے حصہ میں 'اِش کُر' سے حمدیہ خطاب ہے جس میں اسے عالی مرتبت اور درخشاں بیل قرار دیا ہے جس کا نام آسمان کی 'سمت الراس' تک پہنچتا ہے۔ حتیٰ کہ 'کوہِ عظیم' اور سب سے بڑا دیوتا 'اِن لِل' بھی اس کی دھاڑ سے ڈر جاتا ہے۔ اس کے بعد شاعر کے بیان کے مطابق اِن لِل دیوتا 'اِش کُر' کو طلب کر کے اس سے کہتا ہے کہ وہ 'ہواؤں' کو جمع کرے۔ ان پر سواری کرے اور اپنے نقیب 'برق' کو آگے آگے رکھ کر سرکش ملک پہنچے اور اسے اولوں کی بے پناہ بارش سے تباہ کردے۔ تیسرے لیکن بہت ہی مختصر حصے میں شاعر نے سومیریوں کو پھر یقین دلایا ہے کہ 'دھاڑتے' اور 'غراتے' اِش کُر نے اِن لِل کے حکم پر عمل کیا۔ مگر یہاں اس نے یہ تفصیل بیان نہیں کی کہ اِش کُر نے کس طرح اس کے حکم پر پورا پورا عمل کیا۔

اسلوب بیان کا جہاں تک تعلق ہے شاعر نے اپنی اس تخلیق میں سادہ مگر متنوع شعری اسلوب کا استعمال کیا ہے۔ مثلاً سفائی اور نیم مصرعوں پر مشتمل ترجیع رٹیپ کی یکجائیت (پہلے مصرعے سے نویں مصرعے تک)، تواتر کے ساتھ متوازیت (دس سے چودہ اور چھبیس سے اٹھائیسویں مصرعے تک)، معمولی سی تبدیلیوں کے ساتھ مصرعوں کی تکرار

(پندرھویں سے اٹھارھویں مصرعے تک)، مختلف مصرعوں پر مبنی تحسین آمیز ترجیع (بیسویں سے تئیسویں مصرعے تک) اور صنعت وتضاد پر مبنی ٹکڑے (بائیسویں سے پچیسویں مصرعے تک)۔

اِش کُر کی حمد

عالی مرتبہ سانڈ! تیرا درخشندہ نام آسمان کی سمت الراس تک پہنچتا ہے،
اُش کُر باپ! عالی مرتبہ سانڈ! تیرا درخشندہ نام آسمان کی سمت الراس تک پہنچتا ہے،
اُن[1] کے بیٹے اِش کُر! عالی مرتبہ سانڈ! تیرا درخشندہ نام آسمان کی سمت الراس تک پہنچتا ہے!
اُن نی گی[2] کے بادشاہ! عالی مرتبہ سانڈ! تیرا درخشندہ نام آسمان کی سمت الراس تک پہنچتا ہے!
اُش کُر فراوانی کے بادشاہ! تیرا نام درخشندہ نام آسمان کی سمت الراس تک پہنچتا ہے!
بادشاہ اُن کی[3] کے جڑواں بھائی! عالی مرتبہ سانڈ! تیرا درخشندہ نام آسمان کی سمت الراس تک پہنچتا ہے،

---

[1] 'اُن': آسمان کا دیوتا (انو)۔ اس مصرعے میں آسمان کے دیوتا اُن (انو) کو اِش کُر کا باپ کہا گیا ہے لیکن ۲۶ ویں مصرعے میں اَن لِل کو اِش کُر کا باپ کہا گیا ہے۔ اس سے اس امر کی تصدیق ہو جاتی ہے کہ 'اُن' اور 'اَن لِل' دیوتا کو کسی وقت سومیری مذہبیات میں ایک ہی قرار دیا گیا تھا اور 'اُن' اَن لِل دیوتا کہلایا۔ [2] 'اُن نی گی': کسی مقام کا نام [3] 'اُن کی' کے جڑواں بھائی۔ بعض سومیری روایات کی رو سے 'اُن کی' دیوتا کا باپ بھی 'اَن لِل' دیوتا تھا۔

اِش کر باپ! طوفان کی سواری کرنے والے! تیرا نام آسمان کی سمت الراس تک پہنچتا ہے،

اِش کر باپ! عظیم شیر کی سواری کرنے والے! تیرا نام آسمان کی سمت الراس تک پہنچتا ہے،

اِش کر! شیرِ فلک! عالی مرتبہ سانڈ! جلیل القدر! تیرا نام آسمان کی سمت الراس تک پہنچتا ہے!

تیرا نام[4] ملک پر بار بار حملہ آور ہوا،
تیری تابانی نے ملک کو پوشاک کی طرح ڈھانپ لیا ہے،
تیرے دھاڑنے پر کوہِ عظیم اَن لِل خوف سے اپنا سر جھکا دیتا ہے،
تیرے ڈکارنے سے نِن لِل لرز جاتی ہے۔

اَن لِل نے اپنے بیٹے اِش کر کو طلب کیا:—
"میرے نوجوان بیٹے! اپنے آگے ہواؤں[5] کو جمع کر لے، اپنے آگے ہواؤں کو جوت لے[6]،

اِش کر! اپنے آگے ہواؤں کو جمع کر لے، اپنے آگے ہواؤں کو جوت لے،
سات ہوائیں تیرے لئے ایک جتھے کی طرح جُت جائیں، اپنے آگے ہواؤں کو جوت لے،

---

[4] نام:- یہاں نام غالباً حکم کے معنی میں آیا ہے [5] یہاں سے اِن لِل اِش کر سے مخاطب ہے [6] وہ سومیری اور بابلی اساطیری بلا خیز ہوائیں جنھیں جنگجو دیوتا دشمن پر حملہ آور ہوتے وقت استعمال کیا کرتے تھے۔ تباہ کن شیطانی اور طوفانی ہوائیں [6] یعنی ہواؤں کو لڑائی کے لئے جمع کرے۔

غرّانے والی ہوا تیرے لئے غرّاتے، اپنے آگے ہواؤں کو جوت لے،
تیرا النقیب بُرق تیرے آگے لپکے، اپنے آگے ہواؤں کو جوت لے،
میرے نوجوان بیٹے! جا خوشی خوشی جا! اس پہ ٹوٹ پڑنے والا تیری
مانند (اور) کون ہے!
باغی ملک کو (جا) تجھے پیدا کرنے والا تیرا باپ جس سے متنفر ہے، اس پر
ٹوٹ پڑنے والا تیری مانند (اور) کون ہے!
چھوٹے پتھر لے لے، اس پر ٹوٹ پڑنے والا تیری مانند (اور) کون ہے!
بڑے پتھر لے لے، اس پر ٹوٹ پڑنے والا تیری مانند (اور) کون ہے!
اس پر اپنے چھوٹے پتھر برسا، اپنے بڑے پتھر،
باغی ملک کو اپنی دائیں جانب تباہ کر ڈال، اپنی بائیں جانب زیر کر لے۔"

اِش کُر نے اپنے باپ کی باتوں پر توجہ دی، جس نے اسے پیدا کیا تھا،
گھر سے آگے بڑھتا ہوا اِش کُر باپ، غرّاتی ہوئی ہوا ہے،
گھر سے آگے، شہر سے آگے بڑھتا ہوا (اِش کُر)، نوطر شیر ببر ہے،
شہر سے آگے بڑھتا ہوا وہ دھاڑتا طوفان ہے۔
یہ اِش کُر کی اِرشمّا ہے۔

شُولگی کی حمد (تعارف)

شاعر نے یہ حمد اُر شہر کے تیسرے شاہی خاندان کے دوسرے بادشاہ شُولگی (۲۰۹۴/۲۰۴۷) ق م

اس پر... دشمن پر

کی زبان سے خود اسی کی شان میں ادا کی گئی ہے۔ گویا یہ حمد در مدح خود ہے۔ زیرِ نظر حمد غیر معمولی حیثیت کی حامل ہے اور سومیریوں کی دوسری حمدوں سے مختلف ہے۔ اس کا کچھ حصہ بیانیہ ہے۔ یہ حمد اس لحاظ سے بہت اہم ہے کہ اس سے سومیری حکمرانوں اور حکمران اداروں کی نوعیت اور کارِ منصبی کا پتہ چلتا ہے اور اس سے سومیریوں کی تہذیبی زندگی کے بعض وہ گوشے بھی سامنے آجاتے ہیں، جن کے بارے میں دوسرے ذرائع سے برائے نام معلومات حاصل ہو سکی ہیں۔ مثلاً چار ہزار برس پہلے سومیر میں ہوا اصلاحی صورتِ حال اور دلیرانہ جسمانی تفریحی مشاغل (اتھلیٹکس)

حمد کا آغاز سومیر کی شہری ریاست 'اُر' (ادیم) کے حکمران 'شُولگی' کی خوبیوں اور اوصاف کے مبالغہ آمیز بیان سے شروع ہوتا ہے۔ اپنی یہ خوبیاں اور اوصاف شولگی خود بیان کرتا ہے۔ ان میں ایسی صفات اور اچھائیاں بھی شامل ہیں جو دیوتاؤں نے اسے تفویض کی تھیں۔ یہ سب صفات سومیری بادشاہوں کی حمد و ثنا کا مخصوص حصہ رہی ہیں۔ البتہ ان میں شولگی کی ایک حیثیت حیران کن سی لگتی ہے اور وہ یہ کہ ان میں ـــ سومیری بادشاہوں سے متعلقہ نظموں میں ان کے بیان کردہ عام محاسن سے بالکل ہٹ کر ـــ شولگی کی یہ خصوصیت بھی ملتی ہے کہ وہ سڑکوں پر چلنے اور تیز رفتاری کا بہت رسیا تھا۔ اس کے بعد چھ سات مصرعوں پر مشتمل (۲۰ تا ۲۶) ایک اور حمدیہ ٹکڑا ہے۔ پھر شولگی نے بتایا ہے کہ اسے سفر سے بہت دلچسپی ہے۔ نظم میں اس کا دعویٰ ہے کہ اسے اس بات کا بہت خیال تھا کہ اس کے ملک کی سڑکیں اور راستے ہمیشہ اچھی حالت میں رہیں اور ان کی برابر مرمت ہوتی رہے۔ اپنی ہی مدح میں اس نظم میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ اس نے تھکے ماندے مسافروں کی آسائش کے لئے آرام گاہیں تعمیر کرائی تھیں۔ شولگی کی بنائی ہوئی مسافروں کے لئے یہ آرام گاہیں ہزاروں برس بعد مشرقی ممالک میں بننے والی سرائیں

اور آج کل کے ہوٹلوں (HOTELS) کو تاریخ عالم اِل ہینیرو میں۔ نظم میں شولگی نے یہی کہا ہے کہ وہ بے مثال دوڑنے والے کی حیثیت سے اپنا نام اور شہرت کمانے کا بہت خواہشمند تھا چنانچہ اس نے اپنی یہ حیثیت قائم رکھنے کے لئے نپور شہر سے اُر شہر کا سفر کیا۔ یہ فاصلہ پندرہ "دو گھنٹے ڈھائی گھنٹے" کا تھا یعنی یہی کوئی ایک سو میل۔ شولگی کے اسلاف میں گویا یہ فاصلہ صرف ایک "دو گھنٹے گھنٹے" کا رہا ہو۔ جب وہ نپور سے اُر پہنچا تو وہاں جمع اَن گنت لوگ اس کے کارنامے پر تالیاں بجا کر اسے خوش آمدید کہہ رہے تھے۔ ان لوگوں کی موجودگی میں شولگی نے سِن (چاند) دیوتا کے دور دراز تک شہرت یافتہ مندر "ای کِش نُوگل" میں بے پناہ چڑھاوے چڑھائے۔ قربانی دی گئی۔ قربانی دیتے وقت ساز بج رہے تھے اور گیت گائے جا رہے تھے۔ آخر میں اپنے محل میں شولگی نے کچھ دیر آرام کیا، نہایا اور کھانا کھایا اور پھر وہ نپور واپس روانہ ہو گیا حالانکہ اس وقت خوفناک ژالہ باری ہو رہی تھی۔

اس طرح شولگی نے، اس کے اپنے بیان کے مطابق، ایک ہی دن میں کوئی سو میل کے فاصلے پر واقع دو شہروں اور اُر اور نپور میں "اش اش" نامی تہوار منایا۔ نپور میں شولگی نے اپنی مقدس آسمانی محبوبہ یعنی زرخیزی کی دیوی انّنا اور سورج دیوی اُتو کے ساتھ ضیافت کھائی نپور ہی میں آسمان کے دیوتا نے شولگی کو شاہی نشان عنایت کیا جس کے سبب وہ نا قابل شکست حکمران بنا اور اس کی قوت اور شہرت چار دانگ عالم میں پھیل گئی۔

شولگی کی حمد

میں! بادشاہ! رحم (مادر) سے پیدا ہونے والا سورما میں ہوں۔

میں! شولگی! اپنی پیدائش کے دن سے ہی طاقتور انسان میں ہوں۔

اُشوم گل[1] سے پیدا ہونے والا، خوفناک آنکھ والا شیر میں ہوں۔

---

[1] اُشوم گل (اُشم گل) اژدہا نما ایک جاندار مخلوق۔

چاروں کھونٹ کا فرمانروا میں ہوں،

چرواہا۔ کالے سروالوں[۲] کا چرواہا میں ہوں،

معتبر، تمام ملکوں کا دیوتا میں ہوں،

ننِ گن[۳] دیوی کے ہاں جنم لینے والا میں ہوں،

مقدس اَن[۴] کے دل کی آواز میں ہوں،

اَن لِل سے فیض پانے والا میں ہوں،

شولگی! ننِ لِل کا پسندیدہ میں ہوں،

ننِ تو (دیوی) کا وفاداری سے پروردہ میں ہوں،

اَن کی دیوتا سے عقل و دانش پانے والا میں ہوں،

ننا (دیوتا) کا طاقتور بادشاہ میں ہوں،

اُتو (دیوتا) کا جبڑے کھلا شیر ببر میں ہوں،

شولگی! اِنانا کی .... کے لیے منتخب کردہ میں ہوں۔

سڑک پر چلنے والا شاہانہ گدھا میں ہوں،

شاہ راہ پر دُم لہرانے والا گھوڑا میں ہوں،

راستوں پر چلنے کے شائق سُموگن[۶] (دیوتا) کا معزز گدھا میں ہوں،

---

[۲] کالے سروالے۔ سومیری عام لوگوں کو "کالے سروالے" بھی کہتے تھے [۳] ننِ گن۔ شولگی کی آسمانی ماں۔ وہ دنیا کے اولین مشہور عراقی ہیرو گلگامش کی بھی روایتی ماں تھی [۴] اَن۔ یہاں 'اَن' سے مراد سورج دیوتا ہے [۵] ننِ لِل۔ اَن لِل دیوتا کی بیوی کا نام [۶] سُموگن۔ میدانوں اور میدانی جانوروں کا دیوتا۔ سُموگن کا ایک نام شاکان بھی تھا۔

نِدابا[sh] (دیوی) کا منشی میں ہوں،
اپنی دلیری کی طرح، اپنی طاقت کی طرح،
میں عقل و دانش سے (بھی) متصف ہوں،
مجھے انصاف پسند ہے،
مجھے بدی پسند نہیں،
میں بُرے لفظ سے متنفر ہوں،
میں اشولگی! جلیل القدر بادشاہ! ارفع ترین میں ہوں!
کیونکہ میں اپنے اعضا سے لطف اٹھانے والا قوی مرد ہوں،
میں نے راستے کشادہ کئے، ملک کی شاہراہیں کشادہ کیں،
میں نے سفر کو محفوظ بنایا، وہاں "بڑے بڑے گھر" بنائے،
ان کے ساتھ درخت لگائے "آرام گاہیں" بنائیں،
وہاں اچھے لوگ بسائے،
(تاکہ) جو نیچے سے آتا ہے، جو اوپر سے آتا ہے[sh]،
اس کی ٹھنڈی چھاؤں میں تازہ دم ہو سکے،
شاہراہ پر رات کو سفر کرنے والا مسافر،
وہاں ایک عمدہ تعمیر شدہ شہر کی سی آسائش پا سکے۔
اس لئے کہ میرا نام تا دیر باقی رہے، اس لئے کہ (میرا نام) لوگوں کے منہ سے محو نہ ہو،

[sh] نِدابا (نی دابا) — ریاضی، تحریر، اناج، لٹریچر اور عقل و دانش کی دیوی۔ [sh] سڑک کی دونوں سمت سے آنے والے مسافر۔ کسی سمت کو "اوپر" اور کسی کو "نیچے" کہا گیا ہے۔

اس لئے کہ میری ستائش ملک میں دور دور تک پھیل جاتے ،
اس لئے کہ سارے ملکوں میں میری تعریف ہو،
میں ! دوڑ لگانے والا ! اپنی قوت میں سرشار تھا، سڑک پر ہو لیا،
(اس) نپور سے اُر تک ۔
میں نے سفر کرنے کا ارادہ باندھ لیا، جیسے یہ ایک "دنّا"[۹] کا فاصلہ ہو،
شیر ببر کی طرح ، جو اپنی قوت سے نہیں تھکتا، میں اٹھا،
اپنی کمر پر پٹی باندھی ،
سانپ سے سہم کر اڑنے والی فاختہ کی طرح میں نے اپنے بازو لہرائے ،
پہاڑ کی طرف آنکھ اٹھانے والے "اِن زُودگُد"[۱۰] پرندے کی طرح میں نے اپنے
گھٹنے خوب پھیلائے ،
ملک میں میرے آباد کردہ شہروں کے لوگ ، جوق در جوق میرے گرد جمع ہو گئے[۱۱]
میرے[۱۲] کالے سروالے لوگ ، بھیڑوں کی طرح بے شمار ، مجھ پر حیران ہوئے ،
اپنی پناہ گاہ کی طرف لپکنے والے کوہستانی مینڈھے کی طرح ،
(انسانی) آبادیوں پر روشنی ڈالنے والے اُتو[۱۳] کی طرح ،
میں اِی کِش نُو گَل[۱۴] (میں) داخل ہو گیا،

---

[۹] دنّا :- ایک دو گھنٹے کا فاصلہ یعنی کوئی چھ میل [۱۰] اِن زُودگُد :- ایک اساطیری پرندہ جو قسمتوں کا اعلان کرتا تھا اور ناقابلِ منسوخ حکم جاری کرتا تھا ۔ بعض علماء نے اس کا نام اَن زُو پڑھا ہے [۱۱] یعنی شولگی جب دوڑ لگاتا تو شہر اُر پہنچا تو لوگ اس کے گرد جمع ہو گئے [۱۲] یعنی شولگی کی رعایا [۱۳] اُتو :- سورج دیوتا [۱۴] اِی کِش نُوگَل :- اُر شہر میں چاند دیوتا ننّا (سِن) کے مندر کا نام

ہن[15] کے گھر کو فراوانی سے بھر دیا،
وہاں بیل ذبح کئے، بہت ساری بھیڑیں ذبح کیں،
وہاں ڈھول اور ڈھولکی بجائی گئی،
وہاں دلکش "تی گی"[17] موسیقی کی نگرانی سنبھال لی[18]،
میں، شولگی، فیاض، (میں نے) وہاں روٹی نذر کی،
(اپنی) نشست شاہی سے شیرِ ببر کی طرح دہشت پیدا کی،
نن ای گل[19] کے پُرشکوہ محل میں،
میں نے (اپنے) گھٹنوں کو آرام دیا، تازہ پانی سے نہایا،
گھٹنے خم کئے، روٹی کھائی،
(پھر) میں اُلّو (اور) شاہین کی طرح اڑا،
اپنے ..... میں خود روانہ ہوا،
اس دن طوفان چنگھاڑا، تند ہوا بگولا بن گئی،
شمالی ہوا (اور) جنوبی ہوا خوب گرجی،
سات[20] ہواؤں کے ساتھ بجلی آسمان پر چھا گئی،

---

[15] ہن، چاند دیوتا (ننا) کا ایک اور نام۔ [17] "تی گی" موسیقی: ایسی طربیہ موسیقی اور نغمہ جو عام طور پر "بربط" کے ساتھ گایا جاتا تھا۔ [18] "نگرانی سنبھال لی" سے مراد غالباً یہ ہے کہ شولگی بادشاہ نے مغنیوں کے ساتھ مل کر خود بھی نغمہ سرائی شروع کر دی۔ [19] نن ای گل: اس کے لفظی معنی ہیں "محل کی ملکہ" - ملکہ فلک - مگر نہیں کہا جا سکتا کہ "نن ای گل" کونسی دیوی کو کہا گیا ہے۔ تاہم اکثر یہ یعنی "نن ای گل" اننا دیوی کے صفتی نام کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔ [19] محل: مندر سے مراد ہے۔ [20] سات ہوائیں: بلاؤں اور آفتوں کی سات اساطیری طوفانی ہوائیں۔

بہرہ کر دینے والے طوفان[20] سے دھرتی کانپ گئی،
پورے آسمان پر اِش کر گرجا،
اونچی ہوائیں نیچے کے پانیوں سے مل گئیں،
اس (طوفان) کے چھوٹے پتھر اس کے بڑے پتھر[21]
میری کمر پہ برسے ۔
مگر میں بادشاہ! خوفزدہ نہیں ہوا، مرعوب نہیں ہوا،
جھپٹنے کے لئے (تیار) نوجوان شیر ببر کی طرح میں نے خود کو جنبش دی[22]،
میدان کے گدھے کی طرح میں نے اپنے .... کو ڈھانپ لیا،
میرا شادماں دل راستے میں خوش ہوا،
اکیلے سفر کرتے ہوتے شاندار گدھے کی مانند،
گھر آنے کے (خواہشمند) اُتو (دیوتا) کی مانند،
میں نے پندرہ 'دنا' فاصلے کا سفر طے کیا،
میرے ننگ اُرسنگ[23] نے مجھے (حیرانی) سے دیکھا،
کیونکہ ایک (ہی) دن میں میں نے اِش اِش تقاریب اُر اور نیپور دونوں جگہ منائیں،
اپنے بھائی اور دوست اُتو[24] کے ساتھ،

---

[20] اِش کر - بارش، ہوا اور طوفان کا دیوتا [21] چھوٹے بڑے پتھر، مختلف حجم کے اولے برسے۔ سومیری ژالہ باری کے لئے پتھر برسنا کی ترکیب بھی استعمال کرتے تھے [22] یعنی دوڑنا شروع کر دیا [23] ننگ اُرسنگ (ماگرننگ) مندروں کے عملے کا ایک طبقہ، یہ طبقہ غالباً "مجذوبوں" پہ مشتمل تھا [24] شولگی نے اس مصرعے میں سورج دیوتا اُتو کو اپنا بھائی اور دوست قرار دیا ہے۔

میں نے اُنؔ کے تعمیر کردہ محل میں شراب پی،
میرے موسیقاروں نے میرے لیے ساتؔ تی گیؔ گیت گائے،
اپنی محبوب بیوی (کنواری اِنَنّا) ملکۂ آسمان (اور) زمین کی فرج کے ساتھ[25]
میں اس کے محل میں ضیافت پر بیٹھا،
اس (اِنَنّا) نے میری تقدیر کا حتمی فیصلہ نہیں کیا،[26]
جس طرف (بھی) میں نے اپنی نظریں اٹھائیں، میں وہیں پہنچا،
میرا دل جس طرف مجھے لے گیا، میں وہیں پہنچا،
اُنؔ (دیوتا) نے میرے سر پر مقدس تاج رکھا،
مجھے لاجوردی اِی کُر میں عصائے شاہی دیا،
درخشاں شہ نشین پر، اس نے مستحکم سربفلک تخت بنایا،
اس[27] نے وہاں میری بادشاہت کے اقتدار کو راسخ کیا،
میں تمام ملکوں پر جھکا، لوگوں کو تحفظ دیا،
کائنات کے چاروں کھونٹ لوگ ہم آہنگ ہو کر میرا نام لیتے ہیں،
مقدس نغمے بکھیرتے ہیں،
یہ کہہ کر میری سربلندی کا اعلان کرتے ہیں،
(کہ) وہ جسے فرمانروائی کا اقتدار اعلیٰ سونپا گیا،
اِی کُش نُو گَل سے اَنؔ (دیوتا) نے،

---

[25] اس مصرعے میں شولگی نے اِنَنّا دیوی کو اپنی بیوی قرار دیا ہے۔ [26] سیاق و سباق میں اس مصرعے کا مفہوم واضح نہیں ہے۔ [27] الف نے: یعنی آسمان کے دیوتا اُنؔ (انو) نے۔

بہادری، طاقت اور اچھی زندگی بخشی،
نُونم زِر[28] نے زبردست قوت سے سرفراز کیا
شولگی! تمام غیر ملکوں کو تباہ کرنے والا! جو تمام لوگوں کو تحفظ دیتا ہے،
کائنات کے 'می' کے مطابق،
'اَن' کے باعتماد بیٹے[29] نے شولگی کی پرورش کی!
اَے ندابا! تیری حمد ہو![30]

---

[28] نُونم زِر۔ اَن لِل دیوتا کا ایک نام [29] 'اَن' دیوتا کے باعتماد بیٹے سے مراد چاند دیوتا سِین (ننّا) ہے،
[30] بہت سی سومیری تحریریں مناجاتیں اسی مصرعے پر ختم ہوتی ہیں۔ ندابا۔ ریاضی، تحریر اور لٹریچر کی دیوی تھی۔

باب ۶

اساطیر

ماہرین نے سومیری اساطیری کہانیوں کو بنیادی طور پر ادبی نوعیت کی قرار دیا ہے سومیری قوم[1] کی قدامت (ابتدا ۲۵۰۰ ق م) کو پیش نظر رکھیں تو یہ حقیقت بہت ہی نمایاں اہمیت کی حامل نظر آئے گی کہ اساطیر پر مبنی سومیری ادب کی وسعت بہت ہی پھیلی ہوئی ہے اور سومیریوں کی یہ کہانیاں ایک قابل قدر اور قابل توجہ ادبی ورثہ مختلف تفاصیل سے حیران کن حد تک معمور ہے۔ ان سومیری اساطیری کہانیوں کی ایک خاص بات یہ ہے کہ وہ صرف دیوی دیوتاؤں کے قصے کہانیوں، سرگرمیوں اور کارناموں پر ہی مشتمل نہیں ہیں بلکہ ان سے ہمیں سومیریوں کی اپنی روزمرہ کی مذہبی اور دنیاوی زندگی اور تصورات و نظریات کے بارے میں بہت کچھ پتہ چلتا ہے۔ تخلیق کائنات[2] کے بارے میں ان کے افکار سامنے آتے ہیں۔ ان کے سیاسی، معاشی، اخلاقی، طبقاتی، معاشرتی نظام و زندگی اور

---

[1] سومیری قوم: سومیریوں کے لئے "قوم" کا لفظ میں نے آج کے مروجہ اور مانوس معانی و مفہوم میں ہرگز ہرگز استعمال نہیں کیا ہے بلکہ ان لوگوں کو مخصوص کرنے کے لئے کیا ہے جو ساڑھے پانچ ہزار برس قبل سے لے کر چار ہزار برس قبل تک جنوبی عراق (سومیر) میں سیاسی لحاظ سے برتر و بالا رہے۔ اور جو ایک خاص زبان بولتے اور لکھتے تھے جو اپنے وقت میں دنیا کے نمایاں و ممتاز ترین مہذب لوگ تھے۔

[2] کائنات۔ سومیریوں کی "کائنات" آسمان اور زمین پر مشتمل تھی۔ آسمان کو وہ "آن" اور زمین کو "کی" کہتے تھے۔

اس کے متعلقہ رویوں کے مختلف پہلو اجاگر ہوتے ہیں۔ روزمرہ کے استعمال اور گرد و پیش کی جن اشیاء جیسی قدرتی و جغرافیائی ماحول، مظاہر فطرت، مختلف اقوام و ممالک، شہروں، مختلف آویزشوں اور جنگ و جدل سے ان کا سابقہ رہتا تھا اس سے بھی خاصی واقفیت حاصل ہوتی ہے۔

بنیادی طور پر یہ کہانیاں کائنات کی تکوین اور اس کے نظم و ضبط، دیوتاؤں کی پیدائش انسان کی تخلیق، دیوی دیوتاؤں کی محبتوں، نفرتوں، بے پناہ عشق، شدید جنسی جذبوں اور ان کے عملی اظہار، جنسی جارحیت، ہرجائی پن، شادی بیاہ، باہمی عداوتوں، رقابتوں، بغض و کینہ، حسد و عناد، سازشوں و ریشہ دوانیوں، ان کے اپنے خوف، ان کی برکتوں، فیاضیوں عنایتوں، قہر و عذاب، بددعاؤں، انسان دوستی، تخلیق اور تخریب و تعمیر پر مبنی کارناموں کی آئینہ دار ہیں۔ وہ بیمار بھی ہوتے تھے، مرتے بھی تھے، تھک ہار بھی جاتے تھے، شراب بھی پیتے تھے اور پی کر بدمست بھی ہو جاتے تھے۔ یوں دیوی دیوتاؤں کے طرز عمل اور رویوں کے پردے میں دراصل سومیریوں بہ الفاظ دیگر انسان کے اپنے مختلف پہلو سمٹ آتے ہیں یہ سب باتیں سومیریوں نے اپنی ان ادبی تخلیقات —— اساطیری کہانیوں میں سمو دی ہیں اور بلاشبہ بہت خوبصورت ادبی رنگ میں بھی سموئی ہیں۔ ایک خصوصی بات یہ ہے کہ سومیریوں کی ان افسوں طرازیوں میں دیوتاؤں کے مابین اقتدار کی جنگ کا تذکرہ شاذ ہی ملتا ہے اور کسی اسطورہ میں ملتا ہے تو اس میں خونریزی کی حد تک پہنچ جانے والی خوفناک کینہ پروری اور انتقام کا ذکر نہیں ہوتا، بلکہ اور خون تک بہا دینے والے تنازعہ اور ٹکراؤ کا اظہار کبھی نہیں ہوتا۔

سومیری اساطیر نگار (افسوں ساز) ابتدائی دنوں کے ناخواندہ مغنی شعراء اور بھاٹوں کے براہ راست جانشین تھے۔ ان سومیری اساطیر نگاروں کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ وہ دیوی دیوتاؤں کے بارے میں ایسی کہانیاں نظم کریں جو دلچسپ،

دلکش اور متاثر کرنے والی ہوں اور سومیریوں کی حد تک وہ اپنے اس مقصد میں پوری طرح کامیاب تھے۔ میرے نزدیک تو ان کی متعدد کہانیوں میں آج کے انسان کے لئے بھی بہت ساری دلچسپیاں اور اثر آفرینی یقیناً موجود ہے۔ اپنے اس اساطیری ادب کی تخلیق کے لیے سومیری شعراء نے منطق، تعقل یا معقولیت کو اپنا نمایاں اور اہم ادبی سہارا نہیں بنایا بلکہ انہوں نے خیال آرائی و پرواز فکر اور قوتِ واہمہ کو نمایاں طور پر بروئے کار لاتے ہوئے یہ منظوم کہانیاں تخلیق کیں۔

سومیریوں کے اپنے لٹریچر بلکہ عالمی ادب میں ان کی اساطیر خصوصی اہمیت کی حامل ہیں، ادبی معیار سے جانچیں تو بلاشبہ متعدد تو بہت خوبصورت، قابل توجہ اور دلچسپ ہیں۔ موضوع اور انفرادیت کے اعتبار سے بھی دیکھا جائے تو بھی اساطیر پر مشتمل سومیریوں کا یہ ادبی سرمایہ نمایاں اور ممتاز مقام پر فائز نظر آتا ہے۔ ان کی کتنی ہی کہانیاں اس لحاظ سے دنیا کی اوّلین ادبی تخلیقات ہیں جن میں کوئی مخصوص خیال، موضوع، کوئی عقیدہ نظریہ یا کوئی ایسی روایت پیش کی گئی ہے جو بعد کے زمانوں میں دنیا کے مختلف ملکوں اور قوموں نے اپنا لیں۔ یوں پھر یہ ہوا کہ سومیری ادبیات کی اس صنف، 'اساطیر' کی بدولت سومیریوں کے ادبی موضوعات، عقائد، تصورات، نظریات اور روایات کو بین الاقوامی اور ہمہ گیر قسم کی مقبولیت و شہرت حاصل ہو گئی چنانچہ سومیریوں کا اساطیری ادب اس لحاظ سے بھی بہت اہمیت اور منفرد خصوصیت کا حامل ہے کہ قدیم 'مشرق قریب' (مشرق وسطیٰ) اور اس کے قریبی علاقے میں بسنے والی اقوام مثلاً اکادی، بابلی، اشوری (عراق)، ایران کے ایلامی، اناطولیہ (ترکی) کے حتّی، حرّی اسرائیلی اور کنعانی سمیت شام و فلسطین کی دوسری اقوام حتیٰ کہ میرے نزدیک تو ہزاروں برس پہلے کے قدیم پاکستانی، بھارتی اور ادھر افریقہ کے مصری وہ لوگ تھے جن کی صنمیات کسی نہ کسی حد تک سومیری اساطیر سے متاثر ہوئی تھیں۔ اور اکادیوں، بابلیوں، اشوریوں

ایلامیوں، حرّیوں، حتیوں اور کنعانیوں وغیرہ کی اساطیر کے صحیح اور مناسب علمی مطالعے اور جائزے کے لئے سومیری اساطیر اور روایتوں سے واقفیت ہونا بنیادی ضرورت بھی ہے اور لازمی بھی۔

سامی النسل بابلیوں نے تیسری ہزاری قبل مسیح کے اواخر میں سیاسی لحاظ سے سومیریوں کو زیر کر لیا۔ مگر انہوں نے سومیریوں سے جہاں اور بھی بہت کچھ مستعار لیا۔ وہیں انہوں نے اپنی اساطیر کے ارتقاء کے لئے سومیری کہانیوں اور روایتوں کو بطور بنیاد اپنا لیا۔ چنانچہ سومیری اساطیری ادب کے بہت بڑے حصے کے بارے میں آج کے انسان کو جو کچھ آگہی ہے وہ دراصل بابلیوں کی ہی اساطیری کہانیوں کے طفیل ہے۔ بابلیوں نے سومیریوں کی اساطیری کہانیوں کو اپنایا۔ ان میں ترمیم، تغیر و تبدل کیا، انہیں مدوّن و مرتب کیا۔ اور پھر ان پر اپنی دینیات کی دلکش اور اہم عمارت کھڑی کر لی۔

گزشتہ صدی تک ایک وقت تو ایسا تھا جب لوگ یونانیوں، رومیوں، ہندوؤں قدیم ایرانیوں، اسرائیلیوں، بابلیوں اور مصریوں کی ہی اساطیر سے روشناس تھے، اور اس کے کہیں بعد جا کر سومیری اساطیری ادب لوگوں کے سامنے آیا۔ بابلیوں اور مصریوں کی دیومالا سے واقفیت انیسویں صدی عیسوی کے پہلے نصف کے اواخر سے حاصل ہونا شروع ہوئی تھی۔ اس وقت تک غیر سامی اور غیر آریائی لوگوں یعنی سومیریوں کے اساطیری ادب سے کوئی بھی روشناس نہیں ہوا تھا، وہ سومیری جو ۳۵۰۰ قبل مسیح یعنی ساڑھے پانچ ہزار برس قبل سے لے کر ۲۰۰۰ قبل مسیح یعنی چار ہزار سال پہلے تک تہذیبی و سیاسی قوت کے لحاظ سے نہ صرف عراق پر چھائے ہوتے تھے بلکہ وہ اس ڈیڑھ ہزار برس کے طویل عرصے تک پورے مشرق وسطیٰ میں سب سے اہم تہذیبی جماعت کی حیثیت رکھتے تھے۔

نمایاں کہانیاں

سومیریوں نے اپنی طویل تہذیبی و سیاسی تاریخ کے دوران نامعلوم کتنی اساطیری کہانیاں تخلیق اور تحریر کی ہوں گی۔ بہت سی دستیاب بھی ہو چکی ہیں اور ان کی نشاندہی کر لی گئی ہے۔ ان کی دریافت شدہ الواح کے بے پناہ انبار میں نہ جانے کتنی کہانیاں اب بھی ایسی ہوں گی جن کا پتہ فی الحال نہیں چل سکا ہے بہرحال خاصی تعداد میں پڑھ بھی لی گئی ہیں۔ مگر ان میں سب سے زیادہ اہم اور دلچسپ کہانیوں کی تعداد بیس ہے۔ کچھ بہت طویل ہیں اور کچھ نسبتاً بہت مختصر —— یہ بیس کہانیاں ایسی ہیں جو اپنے مضمون کے لحاظ سے باقی معلوم کہانیوں کی نسبت زیادہ مکمل ہیں۔ یعنی جن الواح پر یہ رقم ہیں وہ ان بیس کے علاوہ باقی کہانیوں کی الواح کی نسبت بہت محفوظ حالت میں پائی گئی ہیں۔ زیرِ نظر بیس کہانیوں میں سے اکثر و بیشتر ایک سے زیادہ الواح پر بھی لکھی ہوئی ملی ہیں، چنانچہ تختیوں کے مسخ اور نامکمل ہو جانے کے باوجود ان کہانیوں کو تقریباً مکمل کر لینے میں بہت آسانی رہی۔ ان بیس کہانیوں کی نہ صرف نشان دہی ہو چکی ہے بلکہ ماہرین نے مختلف موجودہ زبانوں میں ان کا ترجمہ بھی کر لیا ہے۔

ان میں سے پانچ کہانیوں کا مرکزی کردار محبت، جنس، زرخیزی، تولید، غیض و غضب اور جنگ و جدل کی دیوی اِننا (ان انا) —— چار کہانیوں کا مرکزی کردار عقل و دانش اور پانی کا دیوتا اَن کی ——، چار ہی کہانیوں کا چرواہا دیوتا اور اِننا کا شوہر دُمُوزی ——، دو کا فضا اور ہوا کا دیوتا اَن لِل ——، دو کا جنوبی ہوا جنگ اور اَن لِل دیوتا کا کاشتکار دیوتا نِن اُرتا ——، ایک کا چاند دیوتا ننّا ——، اور ایک کا مرکزی کردار صحرانشین بدوؤں کا دیوتا مارتو ہے۔ ایک کہانی بادوباراں کے تباہ کن سیلاب اور طوفان کے بارے میں ہے۔ اس کا مرکزی کردار زی اُسُدرا نامی فانی انسان تھا۔

مذکورہ بیس کہانیوں کو سہولت کے لئے یہ عنوان دیئے جا سکتے ہیں۔

چاند کی پیدائش

قصۂ فردوس

"اَن کی" اور نظم عالم

تہذیبی عناصر کی منتقلی

انسان کی تخلیق

اِننّا کا سفر ظلمات

دُومُوزی کی موت

دُومُوزی اور گلّا

ننّا کا سفر نپور

اِننّا کی شادی ۲۹؎

چرواہا اور کسان

باغبان کا گناہ

اِننّا اور کوہ ابیہ کی تسخیر

اِننّا اور بِلُولُو

ننُ اُرتا کے کارنامے

ننُ اُرتا کی نپور واپسی

کدال کی تخلیق

اَن کی اور اَریدو (شہر)

مارتُو کی شادی

۲۹؎ شادی:- یہ اسطورہ اس کتاب کے رومانی شاعری کے باب میں شامل کی گئی ہے۔

سیلاب عظیم

مرکزی کردار

مذکورہ بالا بیس کہانیوں میں سے 'چاند کی پیدائش' اور 'کدال کی تخلیق' کا مرکزی کردار اَن لِل دیوتا ——، 'مقصد فردوس'، 'اَن کی اور نظم عالم'، 'انسان کی تخلیق' اور 'اَن کی اور سازیدُو' کا مرکزی کردار 'اَن کی' دیوتا ——، 'تہذیبی عناصر کی منتقلی'، 'اِنَنّا کا سفرِ ظلمات'، 'باغبان کا گناہ'، 'اِنَنّا اور کوہ ایبہہ کی تسخیر' اور 'اِنَنّا اور بِلولو' کا مرکزی کردار اِنَنّا دیوی ——، 'چرواہا اور کسان'، 'اِنَنّا کی شادی'، 'دُموزی کی موت' اور 'دُموزی اور گلا' کا مرکزی کردار نَنّا دیوتا ——، 'نِن اُرتا کے کارنامے' اور 'نِن اُرتا کی نپور (شہر) واپسی' کا مرکزی کردار نِن اُرتا دیوتا ——، 'مارتو کی شادی' کا مرکزی کردار مارتُو دیوتا ——، اور 'سیلاب عظیم' کا مرکزی زی اُسُدرا ہے،

سومیریوں کی اساطیری کہانیوں کے مرکزی کردار کچھ زیادہ نہیں ہیں۔ ان بیس کہانیوں کو ہی لیں تو ان کی تعداد سے دے کر کل آٹھ بنتی ہے۔ ان کی کہانیوں کے سب سے اہم مرکزی کرداروں میں اِنَنّا دیوی، اَن لِل دیوتا، 'اَن کی' دیوتا، مادرِ ارض یا مادرِ کائنات نِن ہرسنگ (نِن تُو، نِن مح) دیوی، نَنّا دیوتا، دُموزی دیوتا، نِن اُرتا دیوتا اور مارتو شامل ہیں۔ ان بیس کے علاوہ اور بھی جتنی سومیری اساطیری کہانیاں دستیاب ہو چکی ہیں ان میں سب سے زیادہ کہانیاں اِنَنّا سے ہی متعلق ہیں۔ جن کہانیوں میں سومیریوں کی اس مقبول ترین دیوی کا کردار مرکزی نہیں بھی ہے ان میں بھی یہ کہانی پر چھائی ہوئی سی نظر آتی ہے۔

چاند کی پیدائش

کوئی ایک سو باون مصرعوں پر مشتمل ایک سومیری 'متھ' ایسی ملی ہے جسے 'چاند کی پیدائش' "یا اَن لِل اور نِن لِل کی کہانی" کا عنوان دیا جا سکتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس خوبصورت نظم کی تخلیق کا مقصد

چاند یا بہ الفاظ دیگر چاند دیوتا ننّا اور ظلمات کے تین دیوتاؤں مس لم تیا (نرگل)، ان اُنزو وغیرہ
کی پیدائش بیان کرتا تھا (تیسرے دیوتا کا نام اصل سومیری عبارت میں ضائع ہو چکا ہے
مس لم تیا یعنی نرگل دیوتا ازشکی گل کا شوہر تھا وہ ظلمات کی ملکہ تھی۔ (ہندوؤں کے ہاں
دوزخ کے لیے "نرک" کا لفظ بھی استعمال ہوتا ہے۔ کیا ان دو الفاظ نرگل اور نرک میں
کوئی تعلق ہو سکتا ہے؟)۔ اس اہم اساطیری کہانی کو مختلف الواح کی مدد سے مکمل
کر لیا گیا ہے۔ بس کہیں کہیں ذرا ذرا نامکمل اور غیر واضح ہے۔

اہم ترین خصوصیات

اس منظوم کہانی کی انتہائی نمایاں اور خاص طور پر اہم بات یہ ہے
کہ تاریخ انسانی میں کسی دیوتا کی قلب ماہیت (METAMORPHOSIS)
کی یہ اولین اور قدیم ترین معلوم مثال ہے۔ اس سلسلے میں اس قدیم ترین تحریری شہادت
کی رو سے "ان لل" دیوتا نے تین مرتبہ قلب ماہیت کی اور تین مختلف افراد "دروازے
کے آدمی"، "دریائے ظلمات کے آدمی" اور "کشتی کے آدمی" کی تجسیم اختیار کی اور "ننلل"
سے تینوں بار مباشرت کر کے اسے تین بچے دیئے۔ اسی نظم سے ایک اہم انکشاف
یہ بھی ہوتا ہے کہ یونانیوں سے بھی صدہا برس پیشتر سومیریوں کے ہاں عالم ظلمات میں
ایک ایسے دریا کی موجودگی کا نظریہ پایا جاتا تھا جو (دریا) انسانوں کو نگل جاتا تھا اور جسے
مرنے والوں کو عبور کرنا پڑتا تھا۔ نہ صرف یہ دریا ہی تھا بلکہ سومیریوں کے نزدیک اس دریا
میں ایک کشتی بھی تھی اور اس کا ایک ملاح بھی تھا۔ یہ ملاح اپنی اس کشتی میں ان لوگوں
کو دریا عبور کراتا تھا جو مرنے کے بعد ظلمات پہنچتے تھے۔ بعد کے زمانوں میں یہی سومیری
نظریہ اور عقیدہ پورے "مشرق قریب" اور بحیرۂ روم کے ملکوں میں پھیل گیا۔ یونان والے
ظلمات کے اس دریا کو اسٹائیکس اور ملاح کو چیرون کہتے تھے۔

زیر نظر کہانی کا ایک اہم نکتہ یہ بھی ہے کہ ننلل نے جس مظلومیت، بے بسی،
وفاداری اور محبت کا ثبوت دیا، اور جس طرح اسے بظاہر اس کہانی میں مرکزی درجہ دیا

گیا ہے اس کے باعث پڑھنے والوں کی نظروں میں وہ ایک خاص مقام حاصل کر لیتی ہے اور قاری کی ہمدردیاں بھی اس کے ساتھ ہو جاتی ہیں لیکن جس سومیری شاعر نے بھی اس نظم کو موجودہ صورت دی تھی اسے ننلل سے کوئی دلچسپی نہیں تھی اور نہ اس نوجوان و ناتجربہ کار و دلکش لڑکی کے مصائب، فراق اور بے عزتی کی پرواہ۔ اس شاعر کی تمام توجہ تو وہ بچے رہے جنہیں ننلل جننے کو تھی یعنی چاند اور اس کے تین دوسرے بھائی۔ اس کہانی کار نے تو ننلل کو اتنی دیر تک غالباً اس لیے برداشت کیا کہ وہ ان چار دیوتاؤں کی ہونے والی ماں تھی یوں لگتا ہے جیسے اس سومیری کہانی کار کے نزدیک ننلل ان جذبات سے عاری تھی جن (جذبات) کی بنا پر کوئی خود اپنی ذات سے دلچسپی رکھتا ہے اسی لیے یہ کہانی اچانک ہی کچھ اس طرح انجام کو پہنچتی ہے کہ پڑھنے والے کا ذہن دھچکہ سا محسوس کرتا ہے۔ مگر کہانی کے خالق کو اب اس کی طوالت سے کیا دلچسپی ہو سکتی تھی جب آخری بچہ بھی رحم مادر میں پہنچ گیا۔ اس کا مقصد تو پورا ہو چکا تھا۔

لیکن سب سے بڑا سوال تو ذہن میں یہ ابھرتا ہے کہ آخر کیا وجہ تھی کہ بلندیوں میں چمکنے والا ماہتاب (ننا۔ سن دیوتا) عالم اسفل کی تین جہنمی اور شیطانی یا تاریک قوتوں (دیوتاؤں) کا بھائی مانا گیا۔ افلاک کی رفعتوں میں درخشاں چاند اور زمین کے نیچے تاریک عالم ظلمات میں رہنے والے تین دیوتاؤں میں رشتہ کیسا؟۔ دوسرا سوالیہ نشان اس حقیقت کے پیش نظر بنتا ہے کہ انلل ہواؤں اور طوفانوں کا دیوتا اور زمین و آسمان (ان کی) پہلی سومیری کائنات کی قوت کا منبع تھا، آفاقی بھی تھا پھر اس کے تین بیٹے ظلمات کے دیوتا کیوں بنے؟ ان سوالوں کے جواب نفسیاتی طور پر اسی کہانی میں ڈھونڈے جا سکتے ہیں۔ پہلے سوال کا جواب تو خود انلل کی ذات میں مضمر ہے انلل کی ہستی میں انتہا درجے کی تندی اور قوت چھپی پڑی تھی۔ اپنے اس فطری وحشی پن اور تشدد کے باعث وہ معاشرے کے قوانین و ضوابط کو تار تار کر کے رکھ دیتا تھا۔

چنانچہ اس نفرت کا مظاہرہ اس نے نِن کے ساتھ ناروا سلوک کر کے کیا۔ اس ناجائز حرکت کا نتیجہ تھی 'نَنّا' کی پیدائش۔ نظم و ضبط کو کنٹرول کرنے والی دیوتاؤں کی مجلس نے اَن لِل کو جلاوطنی کی سزا دی۔ اَن لِل کے تین بیٹے ماں کے پیٹ میں اس وقت سانس لیتے ہیں جب ان کا باپ 'عالمِ نُور' سے 'عالمِ تاریک' کی جانب عازمِ سفر تھا اور ظلمات کے دھندلے سایوں میں کھو گیا تھا۔ چنانچہ اس سفر کے دوران اور ظلمات میں جا کر اس نے تین بیچے نِن لِل کو دیئے لازماً ان تینوں کا تعلق ظلمات سے ہی ہونا تھا۔ ان تین مواقع پہ نِن لِل کو پھسلانے کے لئے دیوتا جو الفاظ کہہ کر جنسی فعل پہ آمادہ کرتا تھا ان لفظوں سے ان تینوں بھائیوں کی خصوصیات اور اوصاف ان کے لئے مقدر ہو کر رہ گئے تھے۔ ہر موقع پہ اَن لِل اپنی تعاقب کنان نِن لِل سے اسی قسم کی باتیں کہتا کہ ——— آؤ تمہیں ایک بیٹا دے دوں جو ظلمات میں رہے گا۔ چونکہ اَن لِل کا کہا اور مرضی اٹل ہوتی تھی اس لئے جو کچھ وہ کہتا پورا ہو کر رہتا ———
بہرحال اَن لِل نے ظلمات کے سفر کے دوران "دروازے کے آدمی"، "دریائے ظلمات کے آدمی" اور کشتی کے آدمی کی تجسیم اختیار کر کے تین مرتبہ نِن لِل کیساتھ مقاربت کی اور اسے تین بچے دیئے۔ ان تینوں بچوں کو گویا ظلمات میں اپنے سب سے بڑے بھائی 'ننّا' (چاند) کا متبادل بننا تھا۔ اس طرح ننّا کو ظلمات کو بطور متبادل دیئے جانے والے اپنے ان مِس لم ییتا، رِن اَزُو وغیرہ نامی تین بھائیوں کے عوض آسمان پہ آجانا تھا۔

اس کہانی کی ایک اور خصوصیت یہ ہے کہ اس میں 'واقعات' کا تانا بانا کچھ اسطرح بنا گیا ہے گویا یہ دیوی دیوتاؤں کی بجائے انسانوں کے گرد گھوم رہے ہوں۔ 'بشریت' اس کہانی پہ پوری طرح چھائی ہوئی ہے۔ بہرحال کہانی میں دیوی دیوتا بالکل انسانوں کی طرح کام کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ حتیٰ کہ سومیریوں کے سب سے بڑے دیوتا اَن لِل کو بھی تجسیم انسانی کا حامل دکھایا گیا ہے اور یہ حقیقت بھی ہے کہ سومیریوں کے دیوتا انسانوں کی طرح مختلف مشاغل میں معروف رہتے اور انسانوں کی مانند ہی سوچتے تھے۔ انسانوں

کی طرح وہ کوئی منصوبہ بناتے اور پھر اسے عمل جامہ پہنانے میں معروف ہو جاتے۔ وہ کھاتے پیتے بھی تھے، شادی بیاہ بھی رچاتے تھے۔ بچے پیدا کرتے، گھر بار چلاتے اور انسانی خواہشات اور کمزوریوں سے مبرا بھی نہیں ہوتے تھے۔ عام طور پر وہ باطل اور ظلم کی جگہ حق و انصاف کو پسند کرتے تھے لیکن اکثر اوقات ان کی منشاء اور مرضی مبہم اور غیر واضح ہوتی تھی اور انسان اسے سمجھنے سے قاصر رہتا۔ سومیری عقیدے و نظریئے کے مطابق وہ کائناتی پہاڑ' پر رہتے تھے۔ اسی جگہ سے سورج طلوع ہوتا تھا۔ یہ دیوتا ایک جگہ سے دوسری جگہ سفر کیسے کرتے تھے اس کے متعلق تفصیلی طور پر کچھ علم نہیں ہو سکا۔ ایک طرف تو ان کے دیوتا لافانی تھے اور دوسری طرف وہ اپنی بقا کے لئے خوراک کے محتاج تھے مرنے کی حد تک بیمار بھی ہو جاتے، وہ لڑتے بھی تھے، زخم بھی کھاتے تھے اور قتل بھی ہو جاتے۔ اپنے ہاتھوں بھی خود کو زخمی کر لیتے اور مر جاتے۔ وہ اپنے کاموں کے لئے انسانوں کے بھی محتاج تھے اور ایک سومیری نظریئے کے مطابق انسان کی تخلیق دیوتاؤں نے اسی لئے کی کہ وہ ان کی خدمات بجالائے۔

یہ نظم ننِ لِل ہی نہیں کسی بھی نوجوان سومیری لڑکی کی وفاشعاری اور صدق دل کی بھرپور عکاسی ہو سکتی ہے۔ ننِ لِل ابتدا میں جس زیادتی اور جنسی جبر کا شکار ہوئی۔ اور پھر اس مظلومیت کے بعد اس نے اپنے عصمت دَر کے ساتھ جس ثابت قدمی، وفاداری اور محبت کا مظاہرہ کیا اس کے باعث وہ پڑھنے والوں کی نظر میں ایک خاص مقام اور ہمدردی حاصل کر لیتی ہے۔

ظلمات کے طویل سفر میں اس نے بے پناہ مصیبتیں جھیلیں پر اپنے مطلوب کا پیچھا نہ چھوڑا۔ ظلمات پہنچتے پہنچتے وہ اپنی دانست میں تین مرتبہ دوسرے لوگوں کی جنسی زیادتی کا بھی شکار ہوئی (گو درا صل ان تینوں کے جسمانی روپ میں خود اَن لِل ہی تھا) جہاں قدیم دوسری نظموں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایسی سومیری لڑکیاں بھی تھیں جو شادی سے پہلے

ہی اپنے من بھائے نوجوانوں کے ساتھ جنسی مقاربت گوارا کر لیتی تھی دہیں زیر نظر نظم سے صاف آشکارا ہے کہ ایسی سومیری دوشیزائیں بھی تھیں جو عفت مآبی اور وفا پرستی کے جوہر سے خوب خوب متصف تھیں۔ وہ جنسی شکست وریخت کے لئے خوشی سے ہرگز آمادہ نہیں ہوتی تھیں اور اپنے تقدس کی ہر ممکن طریقے سے حفاظت کرنے کی کوشش کرتی تھیں طاقت کے بل پر مغلوب ہو جانے کی بات دوسری ہے۔ وہ ہر حال میں محبوب سے قلبی ناطہ نبھانے پر بھی تیار رہتی تھیں۔ اور اس کی خاطر بے پناہ مصائب ہنستے کھیلتے سہہ لیتی تھیں۔

جنس کا واشگاف بیان

ان لِل اور ننِ لِل کی اس نظم بلکہ اسی کتاب میں شامل بعض اور نظموں میں بھی "واقعات" کا بالکل جس انداز سے بنایا گیا ہے اور سومیری شاعروں کے جنس کے بارے میں کھلے کھلے اور واشگاف انداز بیان سے اس میں جو فضا پیدا ہو گئی ہے ممکن ہے بعض طبیعتوں پر وہ گراں گزرے لیکن آج ہمارے اخلاقی نظریے اور جنس کے سلسلے میں طرز اظہار ہزاروں برس پہ اسنے سومیری دور کی اخلاقی قدروں، نظریوں اور انداز بیان سے مختلف ہے۔ دو تفصیل نکتے کسی صورت میں اوجھل نہیں ہونے چاہئیں۔ ایک تو یہ کہ یہ منظوم کہانی ایک ایسے معاشرے اور ایک ایسے قدیم زمانے کی پیداوار ہے جس میں بعض علمائے تحقیق کے نزدیک عورت کی تقدیس یا عزت و احترام نسبتاً غیر مانوس سی بات تھی۔ ان محققین کا خیال یہ ہے کہ کسی کنواری کی عصمت دری ہوتی تو یہ اقدام خود اس کے خلاف نہیں بلکہ اس کے وارث کے خلاف متصور ہوتا تھا اور بیاہی عورت اس قسم کی زیادتی سے خود نہیں بلکہ اسکا شوہر متاثر ہوتا تھا۔ اگر ان محققین کا یہ نظریہ درست تسلیم کر لیا جائے تو پھر اس کا مطلب یہ ہوا کہ دونوں صورتوں میں عورت کی اخلاقی پامالی کی زد میں اس کی ذات پر نہیں بلکہ اس کے کسی وارث یا خاوند پر پڑتی تھی اور غیر شادی شدہ یا شادی شدہ عورت کی بے حرمتی

کی نذر میں معاشرہ اور اس کے قوانین آتے تھے عورت کے جذبات کی اہمیت تو بس یونہی سی تھی۔

اس نظم سے سومیری معاشرے کا ایک اہم پہلو یہ بھی اجاگر ہوتا ہے کہ بیٹیوں کے لئے پسندیدہ اور معقول و مناسب رشتوں کی فکر اور کھوج کا مسئلہ کچھ آج ہی کا نہیں بلکہ پرانا ہے۔ چار پانچ ہزار برس پہلے بھی سومیری کنواریوں کی مائیں بیٹی کے بیاہ کی فکر میں اپنی نیندیں حرام کر لیتی تھیں چنانچہ سومیری معاشرے میں یوں بھی ہوتا کہ بعض مائیں اپنی ان بیاہی بیٹیوں کو نوجوانوں سے میل ملاپ کر کے انہیں اس حد تک پرچا لینے کا مشورہ دیتی تھیں کہ بعد میں وہ انہی نوجوانوں کے ساتھ اپنی لڑکیوں کی شادی کر سکیں۔ ماں بیٹی کو شادی سے پہلے کے رومان اور بعض اوقات جنسی تعلقات تک استوار کر لینے کے لئے غالباً اس لئے بھی آمادہ کرتی تھی کہ بیٹی ماں کے لئے پسندیدہ نوجوان کو ہر لحاظ سے جنسی لحاظ سے بھی پسند آجائے اور پھر یہ بھی عین ممکن ہے کہ کوئی سومیری قانون کوئی سومیری ضابطہ اور دستور ایسا رائج ہو کہ اگر کوئی نوجوان کسی دوشیزہ سے جنسی رشتہ قائم کر بیٹھے تو پھر اسے لڑکی کے ساتھ لازمی طور پر شادی کرنا ہوتی ہوگی۔

پلاٹ

اس اسطورہ کے دو مرکزی کردار ہیں 'ان لِل' اور 'نن لِل'۔ سومیریوں کا دیوتا بنیادی طور پر ہوا اور طوفان کا دیوتا تھا۔ ان لِل کے معنی ہیں "طوفان کا آقا" 'ان' کا مطلب ہے آقا اور 'لِل' کا مطلب ہے "ہوا، طوفان" ماہرین نے لِل کے معنی سانس اور 'روح' بھی کئے ہیں۔ سومیری آسمان اور زمین کے درمیان ایک جوہر یا ہیولیٰ تسلیم کرتے تھے اسے بھی وہ 'لِل' کہتے تھے۔ 'لِل' کی سب سے اہم اور نمایاں خصوصیت اور وصف اس کا پھیلاؤ اور تحرک تھا۔ کوئی ساڑھے چار ہزار برس پیشتر آکر ان لِل نے سومیریوں کے سب سے بڑے دیوتا انُو (آن) کی جگہ لے لی تھی۔ اور وہ سومیری دیوتاؤں کا سربراہ مان لیا گیا تھا۔ سومیری کتبوں میں اسے 'دیوتاؤں کا باپ' 'زمین و

آسمان کا بادشاہ' اور 'تمام ملکوں کا فرمانروا' جیسے القاب سے یاد کیا گیا ہے. گو بنیادی طور پہ وہ ہوا اور طوفان کا دیوتا تھا تاہم بعد کی سومیری مناجاتوں میں اسے مربّی، مشفق اور کریم کریم النفس دیوتا کہا گیا ہے. کائنات کے تمام فیض رساں عناصر کو باقاعدہ ترتیب کیساتھ اسی نے پیدا کیا تھا. ایسے خاکے مرتب کیے جن کے نتیجے میں سب قسم کے اجناس، بیج پودے اور درخت دھرتی سے پیدا ہوتے.

نظم کا آغاز ایک بیانیہ ٹکڑے سے ہوتا ہے جس میں سومیر کے مشہور شہر نیپور کا بیان ہے. اس کے 'ادسلا' نامی دریا، 'کرگش تینا' نامی گھاٹ، 'کرآستر' نامی بندرگاہ، 'پیل' (پل آل) نامی کنویں اور 'ننبردو' نامی ندی کا ذکر ہے. اس نظم کے خالق شاعر کے نزدیک نیپور شہر انسان کی تخلیق سے بھی پہلے دنیا میں موجود تھا. چنانچہ یہ کہانی اس وقت سے تعلق رکھتی ہے جب انسان ابھی پیدا نہیں ہوا تھا. نیپور شہر میں صرف دیوی دیوتا رہتے تھے.

بہرحال نیپور کے ذکر پر مشتمل اس مختصر سے پس منظر کے بعد اصل کہانی شروع ہوتی ہے اس کے مطابق نیپور کا 'نوجوان' ان لِل (دیوتا)، اس (نیپور) کی 'دوشیزہ' ننلِل (دیوی) اور اس کی 'معمر خاتون'، ننلِل کی ماں 'نن برشگونو' تھی. نن برشگونو دیوی اپنی بیٹی ننلِل کا بیاہ ان لِل سے کرنا چاہتی تھی. چنانچہ ماں نے بیٹی کو ترغیب دی کہ وہ نیپور شہر کی 'نن بردو' نامی ندی میں جا کر نہائے بھی اور اس پہ چہل قدمی بھی کرے تاکہ ان لِل اس دلکش دوشیزہ کو دیکھ لے اور اس کی دلآویزی سے متاثر ہو کر اس سے شادی کرے. نظم کے اس ٹکڑے کا ترجمہ ماہرین نے مختلف کیا ہے مثلاً کریمر وغیرہ نے اپنے ترجمے میں یہ ظاہر کیا ہے کہ ماں نے بیٹی کو ندی پہ جا کر نہانے اور اس پہ چہل قدمی کرنے کے لئے کہا تھا. جیکبسن وغیرہ نے اپنے ترجمے میں اس کے بالکل الٹ بات کی ہے اور وہ یہ کہ ماں نے بیٹی کو نصیحت کی تھی کہ وہ نہر پہ جا کر ہرگز نہ نہائے تاکہ وہ ان لِل کی دست درازیوں کا شکار نہ ہو جائے. جیکبسن کے مطابق:-

"ان دنوں ماں نے، جس نے اسے جنم دیا تھا، نوعمر کنواری کو ہدایت کی،
ننِ برشگونو نے ننِ لِل کو ہدایت کی،
پاک ندی میں اے عورت، پاک ندی میں مت نہانا،
پاک ندی میں اے ننِ لِل، پاک ندی اے عورت مت نہانا،
اے ننِ لِل ننِ برِدُو کے کنارے پر مت چڑھنا،
اپنی روشن آنکھوں سے آقا، اپنی روشن آنکھوں سے تجھے دیکھ لے گا،
اپنی روشن آنکھوں سے وہ تجھے دیکھ لے گا، کوہِ عظیم، اَن لِل باپ!
اپنی روشن آنکھوں سے تجھے دیکھ لے گا...... چرواہا، مقدروں کو مقرر کرنیوالا،
وہ تجھے فوراً ہم آغوش کرے گا، وہ تجھے چوم لے گا،
کیا اس (ننِ لِل) نے ان ہدایات پر کان دھرا جو اس (ننِ برشگونُو) نے اسے دی تھیں؟
اسی ندی میں، پاک ندی، اسی ندی میں، پاک ندی،
(نوجوان) خاتون نہاتی ہے،
ندی کے کنارے پر، (ننِ برِدُو کے کنارے پر) ننِ لِل چڑھتی ہے۔"

جنسی جارحیت

بہرحال میں نے کریمر وغیرہ کے ترجمے کا اتباع کیا ہے ــــ کہانی کی رو سے ماں کی ہدایت پر ننِ لِل نے خوشی خوشی ــــ عمل کیا۔ جب ننِ لِل ندی کے پاک پانی میں نہا چکی تو اَن لِل نے اسے دیکھ لیا اور وہ اکھڑ، منہ زور اور نوجوان (اَن لل) نوخیز اور خوبرو ننِ لِل پر مائل ہو گیا۔ اس نے ننِ لِل سے اپنی جنسی خواہش پوری کرنا چاہی۔ ننِ لِل نے اسے جواب دیا کہ وہ قطعی طور پر اچھوتی ہے آج تک کسی نے اس کے لبوں کو چوما نہیں، کوئی اسکا شریک بستر نہیں ہوا۔ ننِ لِل جب اس کی خواہش پوری کرنے پر کسی طرح آمادہ نہیں ہوئی تو اَن لِل نے اپنے پیغامبر

نُنکو دیوتا سے مشورہ کیا۔ نُنکو اپنے مالک کے لئے ایک کشتی لایا۔ اَن لِل اس اَن چھوئی
حسینہ کو زبردستی لے اڑا۔ ندی میں کشتی رواں تھی اس کشتی میں اَن لِل نے بالجبر اپنی
خواہش پوری کر لی۔ ننِ لِل حاملہ ہو گئی اور ننّا (چاند) اس کے پیٹ میں سانس لینے لگا۔
تمام دیوتا اَن لِل کی اس غیر اخلاقی اور زبردستی کی حرکت سے دہشت زدہ ہو کر رہ گئے
اس کا یہ جرم قابلِ معافی نہیں تھا۔ وہ کشتی میں ننِ لِل کے ساتھ اپنی جبرہ دستی کے بعد شہر
لوٹا وہ مندر کے کھلے صحن کی آڑ سے گزر رہا تھا اور گو وہ دیوتاؤں کا بادشاہ تھا تاہم اس
حرکت کی پاداش میں اسے گرفتار کر کے دیوتاؤں کے سامنے پیش کیا گیا۔ پچاس عظیم
دیوتا اور فیصلہ کن حیثیت رکھنے والی رائے کے حامل سات دیوتاؤں پر مشتمل اسمبلی نے
عصمت دری کے جرم میں اَن لِل کو جلا وطن کر کے 'ظلمات' چلے جانے کی سزا سنا دی۔
وہ یہ سزا بھگتنے کے لئے "زندوں کی زمین" سے 'مردوں کی دنیا' ظلمات کو روانہ ہوا مگر
اب اَن لِل اپنے جبر دست کی وفا میں ڈوب کر اسے اپنا شوہر مان چکی تھی چنانچہ وہ
اَن لِل کے پیچھے پیچھے چلی۔ اَن لِل نہیں چاہتا تھا کہ وہ بھی آئے اسے خدشہ تھا کہ تنہا اور
بے بس دیکھ کر کوئی اور بھی اَن لِل کے ساتھ زیادتی نہ کرے۔ اَن لِل کو اصل پریشانی یہ
تھی کہ اگر ننِ لِل بھی اس کے ساتھ ظلمات میں چلی گئی تو اس (اَن لِل) کا پُر نور بیٹا
چاند آسمان کی بجائے ظلمات کے اندھیروں میں پیدا ہوگا اور یوں اسے آسمان پر
چمکنے کی بجائے ظلمات کی تاریکیوں میں رہنا پڑے گا۔ اس ناگوار صورت حال سے بچنے
کے لئے اَن لِل نے ایک پیچیدہ سا منصوبہ بنایا۔ وہ شہر پناہ کے دروازے پر کا دربان
'دروازے کے آدمی' (شہر پناہ کے دروازے کے انچارج — کم تر دیوتا) سے ملاقات
ہوئی۔ ظلمات کا سفر شروع کرنے کے بعد اَن لِل کو جو سب سے پہلا آدمی ملا وہ شہر پناہ
کے پھاٹک کا یہی دربان تھا۔ اَن لِل نے قلب ماہیت کر کے اس دربان کی شبیہ اختیار
کی اور اس کی جگہ دروازے پر بیٹھ کر اسے حکم دیا کہ وہ پوچھنے پر بھی ننِ لِل کو اسکا اتہ پتہ

بالکل نہ بتائے۔ ننِ لِ وہاں پہنچی وہ اصل دربان کی تجسیم اختیار کیے ہوئے اُن لِ کو نہ
پہچان سکی بلکہ دربان ہی سمجھتے ہوئے اس سے گویا خود اُن لِ سے ہی اُن لِ کا پتہ پوچھا
اس مرحلے پر نظم کا حصہ واضح اور قابل فہم نہیں ہے تاہم یوں لگتا ہے کہ یہاں 'دربان'
(اُن لِ) نے اُن لِ کا پتہ بتانے سے انکار کر دیا تھا۔ بہر حال "دربان" نے یہ کہتے ہوئے
ننِ لِ کے ساتھ جنسی مقاربت کی خواہش ظاہر کی کہ اس کا بادشاہ اُن لِ ایسا چاہتا ہے
ننِ لِ نے اس کی خواہش کو رد کرتے ہوئے دلیل دی کہ چونکہ اُن لِ اس (دربان)
کا بادشاہ ہے اس لئے وہ اس کی ملکہ ہے پھر یہ کہ وہ چاند کی ماں بننے والی ہے۔
"دربان" نے جواب میں اسے بظاہر یہ دلیل دی کہ وہ (دربان) اس تصور سے ہی
بے حد پریشان ہے کہ وہ چاند (ننّا) کو اپنے پیٹ میں لیے ظلمات جا رہی ہے اور
مزید یہ کہ اُن لِ کی "درخشاں شاخ" (چاند) ظلمات میں پیدا ہو اور پھر ظلمات ہی کے
آسمان پر چمکنے لگے۔ یہ بات چاند (ننّا۔ سِن دیوتا) کے شایانِ شان ہرگز نہیں ہے
چنانچہ ننِ لِ کو "درخشاں شاخ" (چاند) کی بجائے اس (دربان) کے نطفے سے پیدا
ہونے والا دیوتا 'ظلمات' میں جائے۔ بہر کیف 'اُن لِ' نے دربان کی تجسیم اختیار کئے
ننِ لِ کے ساتھ مباشرت کی۔ وہ ایک بار پھر حاملہ ہو گئی۔ اس دوسرے حمل کے نتیجے
میں وہ ظلمات کے مَس لَم تیا (مَس لَم تا ئیا) نامی دیوتا کی ماں بننے والی تھی۔ دراصل
مَس لَم تیا ظلمات کے بادشاہ نرگل دیوتا کا ہی ایک اور نام تھا۔

دریائے ظلمات
کشتیِ ظلمات

اس کے بعد اُن لِ پھر ظلمات کی راہ پر ہو لیا اور ظلمات کے
دریا" پر پہنچا۔ ننِ لِ بھی اس کے پیچھے پیچھے وہاں آ گئی۔
اُن لِ نے قلبِ ماہیت کر کے اب "دریائے ظلمات کے
آدمی" کی جگہ لے لی یہاں اُن لِ نے 'دریائے ظلمات کے
آدمی' سے ہو بہو لفظ بہ لفظ وہی گفتگو کی جو اس سے قبل وہ 'دروازے کے آدمی' سے

کر چکا تھا۔ اس کے بعد دریائے ظلمات کے نقل آدمی' یعنی اَن لِل اور نِن لِل کے درمیان پھر بعینہٖ وہی بات چیت ہوئی جو اَن لِل "دروازے کا آدمی" بن کر نِن لِل سے کر چکا تھا وہ ایک مرتبہ اور نِن لِل کے ساتھ جسمانی طور پر ملا اور نِن لِل کو تیسرا حمل ٹھہر گیا۔ چاند اور مَس لَم تیا کے بعد وہ تیسرے حمل کے نتیجے میں ظلمات کے نِن اَزو نامی پاتال کے ایک اور دیوتا کو جنم دینے والی تھی۔ اَن لِل 'دریائے ظلمات' سے چل کر "کشتی کے آدمی" کے پاس آیا۔ 'کشتی کا آدمی' ظلمات آنے والے لوگوں کو 'دریائے ظلمات' کے اُس پار پہنچایا کرتا تھا۔ 'دریائے ظلمات' اور 'کشتی کے آدمی' یعنی ملاح کا یہ تصور یونانیوں نے بھی اپنایا۔ ظلمات کے دریا کو یونانی اسٹائیکس اور ملاح کو 'چیرون' کہا کرتے تھے۔ بہر کیف 'اَن لِل' اور 'کشتی کے آدمی' کے مابین حسب سابق گفتگو ہوئی اور اَن لِل نے اسے منع کیا کہ وہ نِن لِل کو نہ چھوئے۔ پھر اَن لِل نے 'کشتی کے آدمی' کی تجسیم اپنا لی اور نِن لِل کے انتظار میں بیٹھ گیا۔ وہ آئی ان دونوں کے درمیان بھی تیسری مرتبہ پھر بالکل وہی بات چیت دوہرائی گئی اور 'کشتی کے آدمی' کے روپ میں اَن لِل نے نِن لِل کو چوتھا بچہ دے دیا۔ اسے بھی 'چاند' کے عوض اپنے پہلے دو بھائیوں مَس لَم تیا اور نِن اَزو کے ساتھ ظلمات میں ہی رہنا تھا۔ مگر اصل سومیری عبارت میں لوح پر سے ظلمات کے اس تیسرے دیوتا کا نام مسخ ہو کر ناقابل فہم ہو چکا ہے۔

یہ اسطور اَن لِل دیوتا کی مختصر سی حمد و ثنا پر ختم ہوتی ہے جس میں اسے فراوانی اور خوشحالی کا آقا کہا گیا ہے۔ اسکا حکم ناقابل تسخیر بتایا گیا ہے۔ گو نظم سے تو معلوم نہیں ہوتا لیکن اَن لِل اور نِن لِل کا باقاعدہ بیاہ ضرور ہو گیا تھا کیونکہ سومیری نوشتوں میں نِن لِل کو 'اَن لِل' کی "باوقار، قابل احترام، موزوں اور معزز بیگم" لکھا گیا ہے۔

چاند کی پیدائش

آسمان اور زمین کے بندھن کو دیکھو، شہر......،
نپور کو دیکھو، شہر......،
مہربان دیوار کو دیکھو، شہر......،
ہم اسی شہر میں رہتے ہیں، 'دُران کی'[ح۱] (میں)،
ہم اسی شہر میں رہتے ہیں، 'دُرگِش اِمَر'[ح۲] (میں)،
یہی دریا اِدِسَلّا اس کا پاک دریا تھا،
یہی گھاٹ کرگِش تِنا'[ح۳] اس کا گھاٹ تھا،
یہی بندرگاہ 'کُراُسَر'[ح۴] اس کی بندرگاہ تھی، جہاں کشتیاں ٹھہرتی ہیں،
یہی کنواں پُل اس کے شیریں پانی کا کنواں تھا،
یہی ندی نُن بِرِدُو اس کی پاک ندی تھی،
اسکا کوئی (بھی) کاشتہ کھیت مایا جاتا تو وہ دس 'اِکُو'[ح۵] سے کم نہیں تھا۔
اور وہاں ایک نوجوان رہتا تھا، اَن لِل!
اور وہاں ایک کنواری رہتی تھی، نن لِل!

ح۱، ح۲ دُران کی، دُرگِش اِمَر (دُرگِشمَر): سومیر کے شہر نپور کے دو متبرک نام۔ ح۳ کرگِش تِنا، اس دریائی گھاٹ کا ایک نام 'کرگُرُانا' بھی پڑھا گیا ہے۔ ح۴ کُراُسَر: اس دریائی بندرگاہ کا نام کَراُستَر بھی پڑھا گیا ہے۔ ح۵ اِکُو: مزروعہ کھیتوں کی پیمائش کا کوئی پیمانہ۔ مگر یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ ایک 'اِکُو' مزروعہ کھیت کے کتنے رقبے وغیرہ کے برابر ہوتا تھا۔

اور وہاں ایک ماں رہتی تھی نُن بَر شَگونُو ![۷]

ان دنوں ماں نے، اسے جننے والی نے، دوشیزہ کو راہ سمجھائی،

نُن بَر شَگونُو نے نِن لِل کو راہ سمجھائی،[۸]

"پاک ندی میں اے کنواری! پاک ندی میں اے عورت غسل کر،

پاک ندی میں اے نِن لِل! پاک ندی میں اے عورت غسل کر،

نِن لِل نُن بِردُو (ندی) کے کنارے محوِ خرام ہو،

روشن آنکھوں والا بادشاہ[۹] روشن آنکھوں والا! تجھے دیکھ لے گا،

روشن آنکھوں والا! کوہِ عظیم[۱۰]! اَن لِل باپ! تجھے دیکھ لے گا،

روشن آنکھوں والا! تقدیریں معین کرنیوالا..... چرواہا[۱۱] تجھے دیکھ لے گا،

وہ فوراً تجھے آغوش میں لے لیگا، تجھے چوم لے گا"[۱۲]

پاک ندی میں! وہ (نوجوان) عورت! اسی پاک ندی میں نہائی،

نِن لِل نُن بِردُو کے کنارے محوِ خرام ہوئی،

---

۷ نظم کے یہاں تک کے اس ابتدائی حصے میں نِپور شہر اور اس کے اردگرد کا اس وقت کا نقشہ کھینچا گیا ہے جب ابھی انسان کی تخلیق نہیں ہوئی تھی اور اس شہر میں دیوی دیوتا رہتے تھے ویسے دریا، گھاٹ، بندرگاہ، کنوئیں اور ندی کے وہی نام آئے ہیں جو سومیر کے تاریخی زمانوں میں مستعمل تھے۔ ۸ اگلے مصرعوں میں ماں بیٹی کو مشورہ دے رہی ہے اس کے ذہن میں نِن لِل کی شادی کا مسئلہ موجود ہے۔ ۹، ۱۰، ۱۱ بادشاہ، کوہِ عظیم اور چرواہا، اَن لِل دیوتا ہی کیلئے یہ الفاظ یا توصیفات مستعمل ہوئی ہیں۔ ۱۲ ماں بیٹی کو یہ سمجھا رہی ہے کہ وہ ندی میں نہائیگی اور نہا کر ندی کنارے چہل قدمی کریگی تو اَن لِل اسے دیکھ لیگا اور پسند بھی کریگا اس طرح ماں کی حسب خواہش نِن لِل اَن لِل سے بیاہی جائے گی۔

روشن آنکھوں والے! بادشاہ! روشن آنکھوں والے،

کوہِ عظیم! اَن لِل باپ! روشن آنکھوں والے نے اسے دیکھا،

روشن آنکھوں والے...... تقدیریں معین کرنے والے چرواہے نے اسے دیکھا،

بادشاہ نے اسے وصل کے لئے کہا، وہ نہ مانی!

اَن لِل نے اسے وصل کے لئے کہا، وہ نہ مانی!

.... یہ وصل آشنا نہیں،

میرے لب بہت چھوٹے ہیں، یہ بوسہ آشنا نہیں![12]

اَن لِل ٹہلتا ہوا کی اُر[13] میں آیا،

جب اَن لِل کی اُر سے گزر رہا تھا،

بڑے دیوتاؤں میں سے پچاس نے،

قسمت متعین کرنے والے دیوتاؤں میں سے سات نے،

کی اُر میں اَن لِل کو گرفتار کر لیا (اور حکم دیا)،

"اَن لِل عصمت در ہے، شہر سے چلا جائے،

نُوزُمنزر[14] عصمت در ہے، شہر سے چلا جائے!"[15]

---

[12] جب نِن لِل کی جنسی خواہش پوری کرنے پر آمادہ نہیں ہوئی تو اَن لِل نے پیغامبر نُسکُو (دیوتا) سے مشورہ کیا۔ نُسکُو نے اپنے آقا کے لئے ندی میں ایک کشتی فراہم کر دی اور اسی کشتی میں اَن لِل نے نِن لِل کی عصمت دری کی۔ [13] کی اُر: نِن لِل دیوی کا مندر۔ اس مندر کا صحن۔ [14] نُوزُمنزر (نُوزُمنزر ترجمہ) اَن لِل دیوتا کا ایک اور نام [15] ان دونوں مصرعوں کی رو سے پچاس اور سات دیوتاؤں نے جبریہ عصمت دری کی پاداش میں اَن لِل کو جلاوطنی اور ظلمات کے اندھیاروں کے چلے جانے کی سزا دی۔ ان دونوں مصرعوں کا ترجمہ یوں بھی کیا گیا ہے:۔ "لافانی اَن لِل شہر سے چلا جا، لافانی نُوزُمنزر شہر سے چلا جا"

اپنے خلاف دیئے جانے والے فیصلے کے مطابق اَن لِل شہر چھوڑ گیا،

اپنے خلاف دیئے جانے والے فیصلے کے مطابق نُونَمر شہر چھوڑ گیا،

اَن لِل روانہ ہوا، نِن لِل پیچھے چلی،

نُونَمر روانہ ہوا، نِن لِل پیچھے چلی،

نُونَمر آیا، نِن لِل داخل ہوئی۔

اَن لِل نے دروازے کے آدمی[۱۲] سے کہا:۔

'دروازے کے آدمی، تالے کے آدمی،

کنڈی کے آدمی، نقرئی تالے کے آدمی۔

تیری ملکہ نِن لِل آ رہی ہے،

اگر وہ تجھ سے میرے بارے میں پوچھے،

(تو) مت بتانا کہ میں کہاں ہوں!'

اَن لِل نے دروازے کے آدمی سے کہا

'دروازے کے آدمی، تالے کے آدمی،

کنڈی کے آدمی، نقرئی تالے کے آدمی،

تیری ملکہ نِن لِل آ رہی ہے،

دوشیزہ! ایسی پیاری، اتنی موہنی،

اے آدمی (تو) اسے آغوش میں لے گا نہیں،

ح[۱۲] 'دروازے کے آدمی':۔ شہر پناہ کے پھاٹک کے انچارج دربان یا نگہبان کیلئے سومیریوں نے اپنی مخصوص ترکیب اظہار 'دروازے کے آدمی' استعمال کی ہے۔ اسی طرح آگے چل کر 'دریائے ظلمات کے آدمی' اور کشتی کے آدمی' (ملاح) کی تراکیب استعمال کی ہیں۔

لے آدمی (تو) اسے چومے گا نہیں،
اتنی سہانی، اتنی دلآویز! نن لل کو اَن لل نے پسند کیا ہے،
اس نے اسے روشن آنکھوں سے دیکھا ہے!
نن لل دروازے کے آدمی[۱] کے پاس آئی (اور کہا):-
دروازے کے آدمی! تالے کے آدمی،
کنڈی کے آدمی! نقرئی تالے کے آدمی،
اَن لل تیرا آقا......![۲]
دروازے کے آدمی کی شکل میں اَن لل نے اسے جواب دیا،
میرے بادشاہ نے حسین ترین، ماہرو کو...... نہیں......،
اَن لل نے حسین ترین، ماہرو کو...... نہیں......
اس نے......... میں...... اس نے میرے منہ میں......،
میرا سچا دور کا دل........،

ح[۱] چونکہ نن لل چاند کو جنم دینے والی تھی اس لئے اَن لل نہیں چاہتا تھا کہ نن لل اس کے پیچھے پیچھے ظلمات میں آجائے اور اس (اَن لل) کا بیٹا چاند نن لل کے بطن سے آسمان کی بجائے ظلمات کے اندھیروں میں پیدا ہو کر وہیں کا ہو کر رہ جائے۔ چنانچہ اَن لل نے یہ منصوبہ بنایا کہ وہ خود ظلمات کے سفر کے دوران یکے بعد دیگرے تین کم تر دیوتاؤں یعنی 'دروازے کے آدمی' 'دریائے ظلمات کے آدمی' اور 'کشتی کے آدمی' کی تجسیم اختیار کر کے نن لل کو تین مزید بیٹے دے دے جو ظلمات میں چاند کے بدلے میں رہیں اور چاند ظلمات میں پیدا ہونے کے بعد بھی آسمان پر چلا جائے۔ چنانچہ اب یہاں نن لل دراصل اَن لل سے ہی مخاطب ہے مگر وہ اسے دربان ہی سمجھ رہی ہے۔ ح[۲] وہ نقلی دربان گویا خود اَن لل سے اَن لل کا پتہ پوچھ رہی ہے جس نے دربان کی تجسیم اختیار کر رکھی ہے اور نن لل اسے پہچان نہیں رہی۔

اس طرح اَن لِل، تمام ملکوں کے بادشاہ نے مجھے حکم دیا[19]،
'بے شک اَن لِل تیرا بادشاہ ہے، پر میں تیری ملکہ ہوں[20]،
'اب اگر تو میری ملکہ ہے تو میں اپنے ہاتھ سے تیرا گال چھولوں؟'
'تیرے بادشاہ[21] کا پانی[22]، بھرپور چمکیلا پانی میرے دل میں[23] ہے،
ننّا کا پانی، بھرپور چمکیلا پانی میرے دل میں ہے![24]
تب پھر میرے بادشاہ کی درخشاں شاخ[25] آسمان کے اوپر جائے،
میرا پانی زمین کے نیچے[26] جائے[27]،
میرا پانی میرے بادشاہ کی درخشاں شاخ کی جگہ زمین کے نیچے جائے'۔
اَن لِل 'دروازے کے آدمی' کی شبیہہ میں اس...... خواب گاہ میں لیٹ گیا،
اس نے اسے چوما، اس کے...... کی...........،

ح[19] دربان کی شبیہہ اَن لِل نے یہاں پانچ مصرعوں میں جو جواب دیا ہے وہ اصل عبارت میں کافی مسخ ہو جانے کے باعث پوری طرح واضح نہیں ہے۔ لیکن اس جواب کے آخری مصرعے اور نظم کے سیاق و سباق سے پتہ چلتا ہے کہ نقلی دربان (اَن لِل) نے نن لِل سے مباشرت کیلئے کہا اور اس کیلئے اس نے 'اَن لِل کی مرضی' کا حوالہ دیا۔ ح[20] چونکہ نن لِل کو بالکل علم نہیں کہ دربان کی تجسیم میں دراصل خود اَن لِل ہی ہے اسلئے وہ یہاں اپنی ملکہ ہونیکا حق کر دربان کے ساتھ مباشرت سے گریزاں ہے۔
ح[21] بادشاہ: اَن لِل سے مراد ہے۔ ح[22] پانی نطفے کیلئے استعمال ہوا ہے۔ ح[23] دل یعنی رحم مادر
ح[24] نن لِل دربان کو یہ بتا کر کہ وہ تو اَن لِل کے بیٹے چاند کی ماں بننے والی ہے، مباشرت سے بدستور گریزاں ہے ح[25] درخشاں شاخ: یعنی چاند۔ اسکا ایک ترجمہ 'انمول شاخ' بھی کیا گیا ہے ح[26] نیچے زمین کے نیچے واقع عالم ظلمات سے مراد ہے ح[27] نقلی دربان یہاں نن لِل کو یہ کہہ کر جسمانی وصل پر آمادہ کر رہا ہے کہ اَن لِل کے بیٹے چاند کو ظلمات میں نہیں بلکہ آسمان پر جانا چاہیئے 'دربان' اور نن لِل کے ملاپ سے جو دوسرا بیٹا پیدا ہو وہ ظلمات میں چاند کی جگہ رہے۔

اس کے ساتھ........ اسے چوما،

اس کے ساتھ........ اسے چوم کر،

اس نے مُس لَم تیا[۲۸] کا پانی اس (ننِ لِل) کے دل پر رواں کر دیا۔[۲۹]

اَن لِل روانہ ہوا، ننِ لِل پیچھے چلی،

نُونمبر روانہ ہوا، ننِ لِل پیچھے چلی،

اَن لِل نے دریائے ظلمات کے آدمی، انسانوں کو نگل جانیوالے دریائے ظلمات کے آدمی سے کہا،

دریائے ظلمات کے آدمی! انسانوں کو نگل جانیوالے دریائے ظلمات کے آدمی،[۳۱]

تیری ملکہ ننِ آ رہی ہے،

اگر وہ تجھ سے میرے بارے میں پوچھے،

(تو) مت بتانا کہ میں کہاں ہوں!'

اَن لِل نے دریائے ظلمات کے آدمی، انسانوں کو نگل جانے والے دریائے ظلمات کے آدمی سے کہا،

ف۲۸ مُس لَم تیا: ظلمات کا دیوتا۔ ظلمات کے بادشاہ نرگل کا ہی ایک اَور نام ف۲۹ یعنی 'دربان' (خود اَن لِل) نے ایک بار پھر ننِ لِل سے مباشرت کر کے اسے ایک اور حمل ٹھہرایا۔ ف۳۰ دریائے ظلمات ا۔ سومیری عقیدے کے مطابق مرنے والوں کو عالمِ ظلمات میں پہنچنے کے لئے وہاں ایک دریا عبور کرنا پڑتا تھا اسی دریا کو یہاں شاعر نے 'دریائے ظلمات' کہا ہے۔ اس دریا میں ایک کشتی مستقل طور پر رہتی تھی اس کا ملّاح یا کشتی ران مرنیوالوں کو دریا کے اس پار پہنچایا کرتا تھا۔ اگر مُردے دریا پار کرنے کی شرط پوری نہ کرتے تو دریا انہیں نگل لیتا تھا اور وہ پار نہیں ہو سکتے تھے دوسری دُنیا میں دریا، کشتی اور ملّاح کا یہ تصور اور ملکوں کے علاوہ یونان بھی پہنچا۔ ف۳۱ اَن لِل اپنا سفر جاری رکھتا ہوا ظلمات کے دریا کے کنارے پہنچ گیا اور قلبِ ماہیت کر کے دریا کے 'آدمی' کی صورت اختیار کر لی۔

'دریائے ظلمات کے آدمی! انسانوں کو نگل جانیوالے دریائے ظلمات کے آدمی،

تیری ملکہ ننِ لِل آرہی ہے،

دوشیزہ! ایسی پیاری، اتنی موہنی،

اے آدمی (تُو) اسے آغوش میں لے گا نہیں،

اے آدمی (تو) اسے چومے گا نہیں،

اتنی سہانی! اتنی دلآویز! ننِ لِل گان لِل نے پسند کیا ہے،

اس نے اسے روشن آنکھوں سے دیکھا ہے!

ننِ لِل دریائے ظلمات (دریائے ظلمات کے آدمی، انسانوں کو نگل جانیوالے دریائے

ظلمات کے آدمی کے پاس آئی (اور اس سے کہا)،

'دریائے ظلمات کے آدمی، انسانوں کو نگل جانے والے دریائے ظلمات کے آدمی،

ان لِل تیرا آقا کہاں......'

دریائے ظلمات کے آدمی، انسانوں کو نگل جانے والے دریائے ظلمات کے آدمی

کی شکل میں ان لِل نے جواب دیا،

'تمام ملکوں کے بادشاہ ان لِل نے مجھے حکم دیا ہے!'

'بے شک ان لِل تیرا بادشاہ ہے، پر میں تیری ملکہ ہوں!'

'اب اگر تو میری ملکہ ہے تو میں اپنے ہاتھ سے تیرا گال چھولوں؟'

'میرے بادشاہ کا چمکیلا پانی، بھرپور چمکیلا پانی میرے دل میں ہے،

ننّا کا پانی، بھرپور چمکیلا پانی میرے دل میں ہے!'

'تب پھر میرے بادشاہ کی درخشاں شاخ آسمان کے اوپر جاسکتے،

میرا پانی زمین کے نیچے جاسکتے،

میرا پانی میرے بادشاہ کی درخشاں شاخ کی جگہ زمین کے نیچے جاسکتے!'

ان لِل دریائے ظلمات کے آدمی، انسانوں کو نگل جانے والے "دریا کے آدمی کی شبیہہ میں اس (نِن لِل) .... خواب گاہ میں لیٹ گیا،

اس کے ساتھ .... اسے چوما،

اس کے ساتھ .... اسے چوم کر،

اس نے نِن اَزو .... کے بادشاہ کا پانی اس کے دل پر ڈال کر دیا۔[۳۲]

اَن لِل بادشاہ ہے! اَن لِل بادشاہ ہے!

اَن لِل کی مرضی بدلی نہیں جا سکتی،

اَن لِل کا تند حکم بدلا نہیں جا سکتا،

نِن لِل ماں کی حمد ہو!

اَن لِل باپ کی حمد ہو!

---

[۳۲] دریائے ظلمات کے آدمی' کی شبیہہ اختیار کر کے اَن لِل نے نَنّا اور مَس لم تیا کے بعد نِن اَزو نامی تیسرا بیٹا دے دیا۔ اس کے بعد 'اَن لِل' اور نِن لِل آگے پیچھے چل کر دریائے ظلمات کے کشتی ران کے پاس پہنچے۔ یہاں بھی سب کے درمیان ہو بہو حسبِ سابق مکالمے دہرائے گئے۔ یہاں اَن لِل نے 'کشتی کے آدمی' (ملاح) کی شبیہہ میں آ کر نِن لِل سے پھر مباشرت کی اور اسے چوتھے بیٹے کا حمل بھی ٹھہر گیا مگر یہ ظلمات کا تیسرا دیوتا تھا جس کا حمل نِن لِل کو قرار پایا۔ تاہم اس چوتھے بیٹے کا نام اصل میں ضائع ہو چکا ہے۔ اس مرحلے پر یہ ڈرامائی انداز میں کہانی ختم ہو جاتی ہے۔

قصۂ فردوس
قدیم ترین کہانی

یہ اہم اور دلکش کہانی دو الواح پر لکھی ملی ہے اور اس کا بیشتر حصّہ اس تختی پر رقم ہے جو سومیریوں کے عظیم شہر نفور کے کھنڈروں کی کھدائی کے دوران ملی تھی۔ یہ لوح نسبتاً بہت عمدہ حالت میں ہے اور اس کے چھ کالم ہیں۔

دونوں الواح اب سے ساڑھے تین اور چار ہزار برس کے درمیان کسی وقت لکھی گئی تھیں مگر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ زیرِ نظر دلچسپ منظوم اساطیری کہانی پہلی مرتبہ کب تخلیق ہوئی تھی۔ البتہ یہ دنیا کی چند قدیم ترین کہانیوں میں ——— بہت سے مزید ہے اور اپنے ضبطِ تحریر میں لائے جانے سے بہت قبل تخلیق کی گئی تھی یہ سومیریوں کی ان تحریری کہانیوں میں شمار کی جاتی ہے جو بہترین حالت میں دستیاب ہوئی ہیں۔ اسے اخلاقی کہانی نہیں کہا جا سکتا اور اس کا ادبی معیار بھی بہت اونچا نہیں ہے،

"سومیریوں کی جنت — پاکستان"

کہانی میں جو واقعات پیش کئے گئے ہیں وہ سرزمین (کلف) دلمون (دلمن) میں پیش آتے تھے اور یہ واقعات یا یوں کہہ لیجئے کہ یہ کہانی صرف دیوی دیوتاؤں سے متعلق ہے انسانوں کا اس میں کردار ذرا بھی نہیں ہے ——— سومیری روایات کی رو سے دلمون (دلمن) ایک ایسی جنتِ ارضی تھی جہاں برکتوں کا دَور دورہ تھا۔ سرزمین دلمون کو سومیری اور بابلی گر اپنی پوری تحریری تاریخ میں ایک غیر ملک سمجھتے رہے اور لکھتے رہے مگر ان کی صنمیات میں دلمون کو ایک اہم مقام حاصل ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ دلمون (دلمن) کا ملک دراصل ہمارا پاکستان تھا۔ دلمون کے سلسلے میں پوری تفصیل کے ساتھ بحث میں اپنی کتاب "سات دریاؤں کی سرزمین" (پاکستان) میں کر چکا ہوں۔ بہرحال عین ممکن ہے کہ زیرِ زمین شیریں پانیوں کا دیوتا اور حکمران "اَن کی" بالکل ابتدا میں دراصل دلمون (پاکستان) کا دیوتا رہا ہو۔ اور زیرِ نظر کہانی (قصۂ فردوس) درحقیقت پاکستان سے سومیر (عراق) پہنچی ہو۔ جنوبی عراق کے رہنے والے سومیریوں اور

بابلیوں کا خیال تھا کہ بالکل ابتدا میں یعنی دنیا اور وقت کے آغاز میں دیوتا اپنا کافی وقت ' دلمون ' میں گزارا کرتے تھے اور دیوتاؤں نے اس ملک دلمون کو میٹھے پانی، روئیدگی (سبزہ)، صحت و تندرستی اور ابدی شباب سے سرفراز کیا تھا چنانچہ جب ' اَن کی ' دیوتا نے سومیر کے ایک برگزیدہ شخص زی اُسُدرا کو سیلابِ عظیم کی ہلاکت آفرینی سے بچا لیا۔ اور اَن لِل دیوتا نے اسے ابدی زندگی بخش دی تو پھر یہ فطری امر تھا کہ زی اُسُدرا اس بابرکت ملک دلمون میں رہے، جہاں فنا کا گزر نہیں تھا۔ علاوہ ازیں دنیا کا قدیم ترین نام آور سورما (ہیرو) گلگامش جب حیاتِ ابدی کی تلاش میں نکلا تو وہ اس کا راز جاننے کے لئے زی اُسُدرا سے ملنے دلمون (پاکستان) آیا کیونکہ پاکستان میں حیاتِ ابدی پانے کا راز کم از کم زی اُسُدرا کو تو معلوم تھا۔ تاہم یہ ذہن نشین رہے کہ گلگامش کی داستان کے بارہ الواح پر مشتمل بابلی نسخے میں دلمون کا براہِ راست ذکر نہیں ہے کہ وہ گلگامش دلمون ہی گیا تھا البتہ یہ ضرور کہا گیا ہے کہ وہ 'طلوعِ آفتاب کی سرزمین' میں گیا تھا جو مشرق میں واقع تھی۔ تاہم سیلابِ عظیم (طوفانِ عظیم) کے بارے میں سومیری کہانی میں 'دلمون' کا نام ضرور آیا ہے۔

'قصۂ فردوس' یا اَن کی دیوتا اور نِن ہُرسَنگ دیوی کی یہ کہانی سومیری کہانیوں میں اس لحاظ سے خصوصی اور نمایاں ترین درجہ رکھتی ہے کہ بطورِ کہانی اس میں الجھاؤ اور پیچیدگی بھی خوب ہے اور جہاں تک اسلوب کا تعلق ہے بہت سادگی بھی ہے۔ البتہ ایک اور سومیری اسطورہ ایسی ہے جو 'قصۂ فردوس' سے کہیں زیادہ پیچیدہ ہے اور وہ ہے 'چاند کی پیدائش' کی کہانی جو اس کتاب میں شامل ہے۔

اہمیت اور اسرائیلیوں پر اثرات

'اَن کی' اور 'نِن ہُرسَنگ' کی اس کہانی سے صاف ظاہر ہے کہ سومیری پانی اور مٹی کو سرچشمۂ حیات تسلیم کرتے تھے۔ زیرِ نظر کہانی میں دراصل فطرت کی دو مختلف اور فعال قوتیں یعنی پانی اور زمین سرگرمِ عمل ہیں۔ کہانی میں ان دونوں کے مابین باہمی تعلق نظر آتا ہے۔ مگر

ساتھ ہی یہ تعلق بہت قریبی اور گہرا بھی نہیں ہے ـــــ آگے بڑھنے سے قبل یہاں ایک بات کہتا چلوں کہ اس نظم سے سومیریوں کے ان عبوباؤں کی فرمائش پر سیب، انگور اور کھیرے پیش کرنے کے رواج کا بھی پتہ چلتا ہے۔ اُن کی اَنے جب دلفریب اُتُّو سے وصل کی خواہش ظاہر کی تو اس نے جنسی ملاپ سے قبل سیب، انگور اور کھیرے لانے کی خواہش کی اور جب وہ یہ تحفے لے کر آیا تو اُتُّو نے خوشی خوشی گھر کا دروازہ کھول دیا۔

نہیں کہا جا سکتا کہ اس طویل منظوم کہانی کی تخلیق کا بحیثیت مجموعی مقصد کیا تھا۔ تاہم 'مشرق قریب' کی صنمیات کے پیش نظر کہانی بہت ہی اہمیت کی حامل ہے۔ اس کہانی میں متعدد مقامات ایسے ہیں جن سے بائبل کی کتاب 'پیدائش' میں بیان کردہ 'فردوسی کہانی' کے عقائد و نظریات مشابہت رکھتے ہیں اس میں مجھے تو کوئی شبہ نہیں کہ سومیریوں کے مذہب اور شریعت سے عبرانی بہ الفاظ دیگر اسرائیلی متاثر ہوئے تھے اور بائبل اس کی بخوبی شہادت دیتی ہے۔ سومیری مذہب اور ادبیات و روایات سے عبرانی (اسرائیلی) دو صورتوں میں متاثر ہوتے ہوں گے۔ یعنی ایک تو بلاواسطہ اور دوسرے بالواسطہ طور پر۔ بلاواسطہ تو اس صورت میں کہ جب حضرت ابراہیمؑ کے ساتھ عبرانیوں نے سومیریوں کے شہر اُر سے ہجرت کی تو وہ سومیریوں کے مذہبی اور ادبی زبانی اثرات بھی ساتھ لے کر نکلے گو اس وقت تک سومیری قوم سیاسی لحاظ سے ختم ہو چکی تھی اور کہیں بھی ان کا کوئی اقتدار نہیں تھا۔ مگر حضرت ابراہیمؑ کے زمانے میں سومیری اثرات تو بہر حال موجود تھے۔ بالواسطہ طور پر اثر پذیر ہونے کی صورت یہ رہی ہو گی کہ کنعانی اس سرزمین پر عبرانیوں (اسرائیلیوں) سے پہلے سے موجود تھے۔ یہ سرزمین بعد میں فلسطین کہلائی اور یہ بات طے ہے کہ کنعانی سومیریوں سے بہت ہی متاثر ہوئے تھے چنانچہ اسرائیلیوں نے سومیری عقائد اور نظریات کنعانیوں کی وساطت سے بھی قبول کئے۔ پھر اہل سومیر بابلیوں، اشوریوں، حوریوں، حِتیوں اور آرمینیوں پر بھی پوری

طرح اثر انداز ہوئے تھے اور ان میں سے بیشتر قوموں سے اسرائیلیوں کا رابطہ ضبط بھی قائم رہا۔

شجر ممنوعہ

اس کہانی کی ایک انتہائی اہمیت یہ بھی ہے کہ اس میں 'شجر ممنوعہ' بلکہ 'اشجار ممنوعہ' کا تصور بھی ملتا ہے۔ اُن کی 'دیوتا آٹھ پودے کھا گیا جس کی اسے سزا بھگتنا پڑی۔ 'شجر ممنوعہ' کا یہ کسی حد تک تصور سب سے پہلے سومیریوں کے ہاں ہی ملتا ہے۔

بہرکیف گو سومیریوں کے اس منظوم 'قصۂ فردوس' میں 'جنتِ انسانی' کی بجائے دیوتاؤں کی جنت کا ذکر ہے۔ تاہم بائبل کی 'فردوسی کہانی' اور زیرِ نظر سومیری نظم کے کئی مقامات اور نکات میں مشابہت موجود ہے۔ سومیریوں کی بھی ایک جنت تھی فرق محض یہ تھا کہ وہاں صرف دیوی دیوتا رہتے تھے صرف ایک فانی انسان کو دیوتاؤں نے وہاں لے جا کر رکھا تھا وہ تھا سیلابِ عظیم کا ہیرو 'زی اُسُدرا' اس سومیری فردوس کا نام دلمن یا دلمون تھا اور اکادی اور بابلی اسے تلمن یا تلمون کہتے تھے۔ سومیریوں کی جنت بھی مشرق میں تھی اور بائبل کی جنت یعنی 'باغِ عدن' بھی مشرق میں۔ عین ممکنات میں سے ہے کہ بائبل کی کتاب پیدائش کے دوسرے باب کی آٹھ تا پندرہ آیات میں جس 'باغِ عدن' (جنت) کا ذکر ہے اس سے مُراد یہی سومیری جنت یا سرزمین دلمن رہی ہو۔ اور بائبل والوں نے اس سلسلے میں سومیری نظریہ اپنایا ہو۔

سومیری نظم سے پتہ چلتا ہے کہ 'دلمن' پہلے میٹھے پانی سے محروم تھا۔ بعد میں اُن کی 'دیوتا کی ہدایت پر سورج دیوتا 'اُتو' نے وہاں میٹھا پانی فراہم کیا۔ اسی طرح بائبل کی روایت کے مطابق روئے زمین پہلے پانی سے محروم تھی اور 'باغِ عدن' کو سیراب کرنے کے لئے 'خداوند خدا' نے بھی شیریں پانی فراہم کرنے کو ایک دریا عدن سے نکالا۔ دلمن کا ابتدائی نظارہ اس وقت کا ہے جب ابھی دنیا میں کچھ پیدا نہیں ہوا تھا اسی طرح بائبل کی کتاب 'پیدائش' کے دوسرے باب کی پانچویں آیت کی رو سے 'باغِ عدن' (جنت) کے وجود

پذیر ہونے سے قبل اور آسمان و زمین کی تخلیق کے بعد ابھی کوئی جاندار پیدا نہیں کیا گیا تھا۔ نباتات وغیرہ نہیں تھے حتیٰ کہ پانی تک نہیں برسا تھا۔

سومیری نظم کے مطابق اَن کی دیوتا نے مادرِ عظیم ننِ ہُرسَنگ کی مرضی اور علم کے بغیر آٹھ پودے کھا لیے اس غلط کاری یا گناہ کی پاداش میں اس پر عذاب نازل ہوا۔ اور وہ مرض الموت میں مبتلا ہو گیا۔ ادھر بائبل کی کتاب پیدائش کے مطابق خداوند خدا نے آدم کو نیک و بد کی پہچان کے درخت کا پھل کبھی نہ کھانے کی ہدایت کی تھی مگر جب وہ شجرِ ممنوعہ بھی کھا لیا گیا تو خداوند خدا سے ناراض ہو کر آدم کو باغ عدن یعنی جنت سے نکال دیا اور مبتلائے آلام کیا۔

بائبل کی فردوسی کہانی میں کئی موڑ خاصے پیچیدہ ہیں ان میں سے ایک مقام وہ ہے جس کی رو سے سب زندوں کی ماں حوا آدم کی پسلی سے پیدا ہوئی تھی۔ سوال یہ ہے کہ وہ پسلی سے ہی کیوں پیدا ہوئی؟ بائبل کے وقائع نگار یا کہانی گار نے عورت کی پیدائش کیلئے پسلی کی نسبت کسی اور عضو انسانی کو موزوں کیوں نہ جانا؟ کیا وہ کسی اور ہی قدیم کہانی سے متاثر ہوا تھا؟ میں سمجھتا ہوں کہ ہاں ـــــ یعنی اس نے زیر نظر سومیری منظوم کہانی سے بالواسطہ یا بلاواسطہ طور پر اثر لیا تھا۔ حوا کی تخلیق کے بارے میں بائبل کے بیان اور اَن کی 'دیوتا اور ننِ ہُرسَنگ دیوی کی زیرِ نظر سومیری نظم کے ایک مخصوص حصے کا موازنہ کیا جائے تو بیحد دلچسپ اور اہم نتیجہ برآمد ہوتا ہے۔ سومیری کہانی کا جائزہ لینے سے یہ بات نکھر آئے گی کہ بائبل والوں نے حوا کی پیدائش کے لیے پسلی ہی کیوں منتخب کی تھی؟ اس سومیری نظم کی رو سے آٹھ ممنوعہ پودے کھانے سے "اَن کی 'دیوتا کے جو آٹھ اعضا بیمار ہوئے تھے ان میں سے ایک پسلی بھی تھی ننِ ہُرسَنگ نے اَن کی سے پوچھا۔

'میرے بھائی تجھے کہاں درد ہے؟

'میری پسلی دکھتی ہے'

"تیرے لئے میں 'ننتی' (دیوی) پیدا کرتی ہوں"

سومیری زبان میں 'پسلی کو 'تی' کہتے تھے، 'اَن کی' کی پسلی کو اچھا کرنے کے لئے 'ننہُرسنگ' نے جو دیوی پیدا کی اس کا نام 'ننتی' تھا، 'ننتی' کے معنی ہیں 'پسلی کی عورت' 'پسلی کی خاتون'۔

علاوہ ازیں سومیری لفظ 'تی' کے ایک اور معنی بھی ہیں یعنی 'زندہ رکھنا' چنانچہ اس طرح "نن (خاتون، عورت) تی" کے دو مطلب ہوئے "پسلی کی عورت" اور خاتون جو زندہ رکھتی ہے"۔ اس تمام بحث سے ظاہر ہوا کہ سومیری نظم میں "پسلی کی عورت" اور "حیات افروز خاتون" کو ایک دوسرے مرلوط کر دیا گیا تھا۔ ادھر حوّا کے بھی بالکل یہی دونوں رُپ ہیں یعنی وہ پسلی سے بھی پیدا ہوئی تھی اور حیات افروز خاتون بھی تھی ـــــ

پلاٹ

کہانی کے شروع میں شاعر نے اس وقت کی عکاسی کی ہے جب دنیا ابھی تخلیق ہوئی تھی کہانی کے اس ابتدائی ٹکڑے میں ایسی دنیا کا ذکر ہے جو ابھی نئی نئی تھی۔ اور اس نوعمر دنیا کی اس وقت کی صورتِ حال اور منظر پیش کرنے میں جس قیاس آرائی اور تخیّل پرواز کا سہارا لیا گیا ہے وہ دلچسپ بھی ہے اور دلنشین بھی۔

پاکستان سے آغاز

کہانی کا آغاز سرزمین 'دلمون' (پاکستان) سے ہوتا ہے اور اس وقت کا بیان ہے جب دیوی دیوتاؤں میں دنیا کی تقسیم کی تقسیم کی جا رہی تھی۔ 'دلمون' 'ان کی' دیوتا اور 'ننہُرسنگ' دیوی کے حصے میں آیا۔ وہ وقت کا آغاز تھا اور وقت کے اس آغاز میں دنیا ابھی پیدا ہوئی ہی تھی اور اس نے ابھی کوئی قطعی شکل اختیار نہیں کی تھی اس کی حیثیت ایک نوشگفتہ کلی یا سورج کی پہلی کرن کی سی تھی چونکہ دلمون (پاکستان) کا خطہ 'ان کی' اور 'ننہُرسنگ' کے حصے میں آیا تھا اس لئے وہ دونوں وہاں اُترے۔ نظم کے مطابق یہ سرزمین پاک، صاف ستھری، تازہ اور روشن تھی موجوداتِ عالم کو آخری اور قابلِ تمیز صورت و ذلیعت بخشی نہیں کی گئی تھی، وہ تو بہت میں جا کر دی گئی تھی۔ اس وقت تک کیا انسان اور کیا حیوان، درندے اور پرندے، کسی کو بھی

اس کے مخصوص اطوار و عادات تفویض نہیں ہوئی تھیں اور انہیں یہ خصوصیات ملی بھی کہاں سے جب کہ کسی ذی حیات کا ابھی تک نام و نشان نہیں تھا۔ کتّے نے ابھی کاٹیں کاٹیں نہیں کی تھی، مرغ وغیرہ نہیں بولے تھے۔ شیر نے کسی کو پھاڑا نہیں تھا اور بھیڑیا میمنے اٹھا کر لے جانے نہیں لگا تھا۔ کتا بچے کو نہیں اٹھانے لگا تھا۔ گویا درندے اور دوسرے جانور پیدا نہیں ہوئے تھے۔ بیماری اور بڑھاپے کا کوئی وجود نہیں تھا، بیماریوں اور بڑھاپے کی وہ حتمی صورت نہیں بنی تھی جو بعد میں بننے والی تھی۔ بوڑھے، بوڑھیاں، بیوائیں، کنواریاں، بیماری، نگران اور نوحہ خواں نہیں تھے۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ وہاں پانی نہیں تھا۔

وہاں میٹھا پانی نہیں تھا۔ ننِ ہُرسنگ دیوی کی تجویز پر میٹھے پانیوں (آبِ زُو) کے دیوتا 'اَن کی' کے حکم سے سورج دیوتا اُتُو نے دلمون (پاکستان) میں شیریں پانی فراہم کیا۔ اور دلمون میں پانی کی فراوانی ہی فراوانی ہو گئی۔ فصلوں سے کھیت لہلانے لگے۔ اور وہ پشتوں اور گھاٹوں کا ملک مشہور ہو گیا۔

شادی کے تحفے

جب یوں دلمون (دلمُن) کی صورتِ حال ہی بدل گئی تو 'اَن کی' دیوتا نے ننِ ہُرسنگ دیوی سے شادی کی خواہش کا اظہار کیا۔ پہلے تو وہ انکار کر گئی مگر پھر مان گئی۔ ننِ ہُرسنگ حاملہ ہو گئی اور حمل کے صرف نو دن بعد زچگی کی کسی بھی تکلیف کے بغیر وہ 'ننِ سار' (ننِ مُو) کی ماں بن گئی۔ ننِ سار پودوں یا نباتات کی دیوی تھی۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہا جائے کہ زمین (ننِ ہُرسنگ) دیوی اور پانی (اَن کی دیوتا) کے ملاپ (شادی) کے نتیجے میں پودے پیدا ہوئے۔ موسمِ بہار آیا تو رعنائیوں اور دلکشیوں کا مرقع بنی ننِ سار (ننِ مُو) دریا کے کنارے آ گئی۔ یہیں 'اَن کی' بھی رہتا تھا۔ 'اَن کی' نے اس دوشیزہ (ننِ سار) کو دیکھا اور اسے اس کے ساتھ مواصلت کی خواہش پیدا ہوئی چنانچہ اس نے ننِ سار (ننِ مُو) سے بھی مباشرت کی۔ 'ننِ سار' بھی حاملہ ہو گئی اور اپنی ماں ننِ ہُرسنگ کی طرح اس نے بھی نو دن کے حمل کے بعد کسی تکلیف کے بغیر 'ننِ کُرا' کو جنم دیا۔ 'ننِ کُرا' کے معنی ہیں کوہستانی

زمین کی ملکہ، ننِ کرا سنگتراشی، پودوں کے ریشوں اور رنگائی کے مسالوں کی دیوی تھی —
گویا پالی (اَن کی) اور پودوں (ننِ سار، ننِ تُو) کے ملاپ سے پودوں کے ریشے اور
رنگنے کے مسالے وجود میں آتے۔ یہ گویا سومیریوں کے مشاہدے کا اظہار تھا۔ بہرحال اَن کی
ننِ کرا کی پیدائش سے پہلے ہی ننِ سار کو چھوڑ کر اسی طرح چلا گیا جس طرح وہ ننِ سار کی پیدائش
سے پیشتر ننِ ہُرسنگ کو چھوڑ گیا تھا۔ پھر اَن کی نے 'ننِ کرا' کو بھی حاملہ کر دیا اور وہ بھی نو دن
کے حمل کے بعد بغیر کسی تکلیف کے 'اُتو' کی ماں بنی۔ اُتو کپڑوں، لباس، اور کپڑے رنگنے کی دیوی تھی۔
'اَن کی' نوخیز اُتو سے بھی مباشرت کا خواں تھا۔ مگر اب 'اَن کی' دیوتا کی ان حرکتوں سے
ننِ ہُرسنگ نالاں ہو گئی تھی۔ اس نے اُتو کی اپنی نگرانی میں لے لیا اور اُتو کو کوئی معقول نصیحت
کی۔ اس مقام پر اصل عبارت ضائع ہو جانے سے اس نصیحت کی نوعیت پوری طرح تو معلوم
نہیں ہو سکتی تاہم ضائع شدہ کوئی چوبیس مصرعوں کے بعد کے متن سے بخوبی اندازہ ہو جاتا
ہے کہ ننِ ہرسنگ نے اُتو کو یہ نصیحت کی ہو گی کہ وہ اس وقت تک 'اَن کی' کی خواہش کے
سامنے سر نہ جھکائے تاوقتیکہ 'اَن کی' اس کے لئے تحفے میں کھیرے، سیب اور انگور لے کر
نہ آئے۔ یہ غالباً باقاعدہ شادی کی ضمانت تھی اور لگتا ہے کہ اس زمانے کا دستور بھی، کیونکہ
سومیریوں کی کئی کہانیوں میں طالب کی طرف سے 'مطلوبہ' کو کھیرا، سیب اور انگور پیش کرنے
کا ذکر ہے —— بہرحال 'اَن کی' نے ایک کم رتبے کے باغبان دیوتا سے کھیرے، سیب
اور انگور حاصل کئے۔ یہ کم رتبہ دیوتا مذکورہ تحائف غالباً اس لئے لایا تھا کہ 'اَن کی' نے اُن
خندقوں اور غیر مزروعہ زمینوں کو سیراب کیا تھا۔ 'اَن کی' یہ تحفے لے کر اُتو کے پاس پہنچا۔
اس نے تحفے قبول کر کے 'اَن کی' کی خواہش پوری کر دی۔ لیکن 'اَن کی' اور اُتو کے ملاپ
سے غالباً اور کوئی دیوی پیدا نہیں ہوئی۔ اسی کہانی پر مبنی ایک اور لوح سے معلوم ہوتا ہے
کہ 'اَن کی' 'ننِ سنگ' نامی ایک اور دیوی کا بھی باپ بنا تھا۔ 'ننِ سنگ' کے معنی ہیں
'ملکہ جو سرسبز کرتی ہے' —— بہرکیف یوں لگتا ہے کہ 'ننِ ہُرسنگ' دیوی 'اَن کی' کا

مادہ منویہ کو اس طرح کام میں لائی کہ اس کے نتیجے میں آٹھ مختلف پودے "شجری پودا"
"شہد کا پودا"، "سڑک کا کاہی پودا"، "اپاسر (نامی) پودا، خاردار پودا، "تمارا (ترکار) پودا"، ایک نامعلوم
پودا، اور "تیز پات" ——— پیدا کئے۔ پھر "ان کی" نے گناہ کا ایک کام کیا اور وہ یہ کہ
جب وہ دلدلی زمین میں ادھر اُدھر دیکھ رہا تھا تو اسے وہ آٹھ پودے نظر آئے اور غالباً
اس نے ان پودوں کا مقسوم متعین کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ اس مقصد کے لئے ضروری تھا کہ
وہ پہلے ان پودوں کو چکھ کر ان کا ذائقہ معلوم کرے اور ان کی نوعیت جانے۔ سومیری شاعر
کے الفاظ میں اسے ان کا نصیبہ مقرر کرنے سے پہلے ان کا "دل" معلوم کرنا تھا۔ چنانچہ
دو چہروں والے دیوتا "اسی مُسُد"، جو "ان کی" کا ایلچی تھا، نے ایک ایک کرکے وہ پودے
توڑ کر "ان کی" کو دیئے اور وہ انہیں ایک ایک کر کے کھا گیا۔ ننہرسنگ نے ابھی ان
پودوں کی خاصیت، نام اور نوعیت متعین نہیں کی تھی کہ مذکورہ پودے "ان کی" نے کھا لئے۔ "ان کی"
کی اس حرکت سے خفا ہو کر ان پودوں کی خالق ننہرسنگ نے "ان کی" کو بددعا دی کہ جب
تک "ان کی" مر نہیں جاتے گا وہ اسے "زندگی کی آنکھ" (چشم حیات افروز) سے نہیں دیکھے
گی۔ اور پھر وہ فوراً غائب ہو گئی۔

لومڑی

ننہرسنگ کی خفگی اور خوفناک بددعاؤں کے زیر اثر میٹھا پانی زمین کے نیچے
اندھیاروں میں مقید ہو کر رہ گیا۔ دریا اور کنوئیں سوکھ گئے۔ ہر طرف موت ناچنے
لگی۔ "ان کی" پر مرض الموت طاری ہو گیا۔ عظیم سومیری دیوتا "انوناکی" فکرمند ہو کر خاک پر بیٹھ
گئے۔ اس موقعہ پر لومڑی کام آئی۔ لومڑی سومیریوں کے سب سے بڑے دیوتا ان لِل کے پاس
آئی اور اس سے پوچھا کہ اگر وہ ننہرسنگ کو تلاش کرکے واپس دیوتاؤں کے پاس لے
آئے تو اسے کیا صلہ ملے گا۔ ان لِل نے انعام بتایا اور لومڑی کسی نہ کسی طرح ننہرسنگ
کو دلمون میں دیوتاؤں کے پاس لے ہی آئی۔ یہاں سے نظم کی اصل عبارت ضائع ہو چکی
ہے اس لئے نہیں کہا جا سکتا کہ لومڑی نے ننہرسنگ کو لانے کے لئے کیا جتن کئے تھے

تب ِان ِہر ِسنگ نے قریب المرگ 'اَن کی' کو اپنی ...... قریب بٹھالیا (اگر اس متعلقہ مصرعے کا لفظی ترجمہ کیا جائے تو وہ اس طرح ہوگا کہ ِان ِہر ِسنگ نے 'اَن کی' کو ...... کے اندر بٹھالیا)۔ بہرحال ِان ِہر ِسنگ نے اَن کی سے پوچھنا شروع کیا کہ اسے کہاں کہاں درد ہے 'ان کی' ایک ایک کرکے اپنے دکھتے ہوتے اعضاء کا نام لیتا گیا اور ِان ِہر ِسنگ ایک ایک کرکے 'اَن کی' کے ان بیمار اعضاء سے دیوی دیوتا پیدا کرتی گئی۔ ِان ِہر ِسنگ نے آٹھ مرتبہ سوال کیا کیونکہ 'اَن کی' کے آٹھ اعضاء بیمار ہوتے تھے اور ان پودوں کی تعداد بھی آٹھ تھی جو 'اَن کی' کھا گیا تھا ـــــ بہرحال ہر سوال کے بعد ِان ِہر ِسنگ 'اَن کی' کو بتاتی گئی کہ وہ اس کے ہر عضو سے فلاں دیوتا یا دیوی پیدا کر رہی ہے اس طرح 'ِان ِہر ِسنگ' 'اَن کی' کے جس جس عضو سے باری باری دیوی دیوتا پیدا کرتی گئی۔ 'اَن کی' کا عضو ٹھیک ہوتا گیا۔ ِان ِہر ِسنگ نے آٹھ دیوی دیوتاؤں کا اعلان کیا۔ ان میں پہلا 'اَبُو' نامی ایک دیوتا تھا اور آخری بھی دیوتا ہی تھا کہ جس کا نام 'اَن ِشگ' تھا۔ آٹھ بیمار اعضاء سے آٹھ دیوی دیوتاؤں کی پیدائش کے بعد 'اَن کی' بالکل تندرست ہوگیا۔ بالآخر غالباً 'ِان ِہر ِسنگ' کی درخواست پر 'اَن کی' دیوتا نے ان آٹھوں دیوی دیوتاؤں کے مقدروں کا اعلان کیا۔ 'اَن ِشگ' کو دلمون یعنی قدیم پاکستان کا حکمران مقرر کیا گیا۔

مشاہدات

اس کہانی میں سومیریوں نے دراصل اپنے وہ مشاہدات بھی سمو دیئے تھے جو روزمرہ زندگی میں ان کے پیش نظر رہتے تھے۔ عراق میں ہر سال سیلاب آتے اور پھر اپنے وقت پہ دریاؤں کا پانی واپس کناروں میں سمٹ جاتا۔ لیکن فصلوں کی زرخیزی اور شادابی کے سامان چھوڑ جاتا۔ اس مشاہدے کو سومیری شاعر نے زیر مطالعہ نظم میں یوں بیان کیا کہ پانی (اَن کی) اپنے (مسکن) سے نکلا اور زمین (ِان ِہر ِسنگ) سے ہم کنار ہوا اور زمین اور پانی کے اس وصل سے نباتات کا ظہور ابھی نہیں ہوا تھا کہ پانی (اَن کی) پھر اپنے کناروں میں سمٹ گیا۔ بہرحال 'اَن کی' (پانی) اور ِان ِہر ِسنگ

(زمین) کے ملاپ سے نن سار (نن مُو) دیوی بہ الفاظ دیگر پودے وغیرہ پیدا ہوتے۔ پھر 'اَن کی' اور نن سار کے وصل کے نتیجے میں پودوں کے ریشے اور رنگنے کے مسالے کی دیوی 'نن کُرا' نے جنم لیا۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہا جا سکتا ہے کہ پانی اور پودوں کے 'ملاپ' کے نتیجے میں ریشے وجود میں آتے۔ ریشے حاصل کرنے کی ترکیب یہ تھی کہ پودوں کو پانی ڈال دیا جاتا۔ یوں ان کے نرم حصے گل کر الگ ہو جاتے اور سخت ریشے باقی بچ رہتے۔ اسی وجہ سے سومیریوں کا یہ خیال تھا کہ 'اَن کی' دیوتا اور پودوں کی دیوی نن سار (نن مُو) کی اولاد یہ ریشے بہ الفاظ دیگر ریشوں کی دیوی نن کُرا تھی۔ انہی ریشوں سے قدیم عراق کتان کا کپڑا تیار کرتے تھے۔

کردار اس کہانی کے دو مرکزی کردار ہیں، نن ہر سنگ دیوی اور 'اَن کی' دیوتا۔ 'اَن کی' کو کہانی کا ہیرو اور 'نن ہر سنگ' کو ہیروئن کہا جا سکتا ہے۔ بہر حال سومیریوں کے سب سے اہم اور مقتدر معبود تین تھے اور تین عظیم ترین دیوتاؤں پر مشتمل اس تثلیث کے ساتھ ایک دیوی بھی تھی اس طرح یہ 'تثلیث' دراصل چار ارکین پر مشتمل تھی یعنی آسمان کا دیوتا 'اَنو' طوفان کا اور ہوا کا دیوتا 'اَن لل'، پانیوں کا دیوتا 'اَن کی' اور زمین کی دیوی، 'مادر عظیم' 'نن ہر سنگ'۔

سومیریوں کی اس چار رکنی 'تثلیث' اعظم کا تیسرا جزا اور سب سے دلچسپ دیوتا 'اَن کی' تھا کے لفظی معنی ہیں 'زمین کا آقا' وہ 'اب زُو (گہرا۔ عمق) کا نگران و انچارج تھا۔ عقل و دانش اور پانیوں خصوصاً شیریں پانی کا دیوتا تھا۔ خوش تدبیر، ہنرمند و مشاق، سبک دست، باسلیقہ اور زیرک و دانا تھا۔ علوم و فنون کا محافظ تھا۔ تمام خفیہ اور علوم سحر کا سرچشمہ تھا۔ اس نے انسانی فلاح و بہبود کے لئے تمام تر ضروری ہنر اور فنون نوع انسانی کو سکھائے۔ اسی نے انسانوں پر فن تحریر، تعمیر اور زراعت کے بھید کھولے۔ 'اَن لل' دیوتا کے فیصلوں کے مطابق بنیادی طور پر 'اَن کی' نے ہی 'نظم عالم' کا فریضہ انجام دیا تھا۔ اس سلسلے کی طویل نظم زیر نظر

کتاب میں شامل ہے)۔ اس نے تخلیق انسانی کے عمل میں خصوصی حصّہ لیا۔ 'ان کی' خصوصی طور پر انسان دوست تھا۔ اس کی انسان دوستی کی ایک مثال یہ ہے کہ جب دیوتاؤں نے طوفان اور سیلاب لا کر نوع انسانی کی تباہی کا فیصلہ کر لیا تو 'ان کی' دیوتا ہی تھا جس نے سب دیوی دیوتاؤں سے الگ 'اگر قصہ طوفان' کے 'زی اسُدرا' نامی ہیرو کو تباہ کن سیلاب کی آمد اور اس سے بچنے کی ترکیب بھی پہلے سے ہی بتا دی تھی۔ (طوفان کی کہانی بھی شامل کتاب ہے)۔ 'ان کی' کا مخصوص شہر اریدو تھا اور وہاں اس دیوتا کے مندر کا نام 'ای ان گرا' تھا۔ 'ان کی' کے مقدس درخت کا نام 'کِش کنو' تھا۔

اس کہانی کا دوسرا بڑا کردار 'نن ہُر سَنگ' دیوی ہے۔ اس کا شمار ان (آنو)، 'ان لِل' اور 'ان کی' کے ساتھ سومیریوں کے چار عظیم ترین معبودوں میں ہوتا تھا۔ سومیری زبان کے ماہرین اسے نِن خُور سَنگا (نِن حور سنگ گا) لکھا ہے۔ بہرحال نِن ہُر سَنگ کے معنی ہیں "کوہ عظیم کی ملکہ، کوہ عظیم کی خاتون" وہ 'مادرِ ارض' اور 'مادرِ کائنات' تھی۔ اس کے کئی اور نام تھے مثلاً نِن مح (یعنی ارفع خاتون، عظیم خاتون — نِن کے معنی خاتون یا ملکہ اور مح کے معنی عظیم ارفع یا بڑا — یہی لفظ پاکستان اور بھارت میں 'مہا' کی صورت میں اب بھی مستعمل ہے)۔ نِن ہُر سَنگ کو 'ارُورُو' اور 'نِن تُو' کہتے تھے 'نِن تُو' کے معنی ہیں۔ 'خاتون جس نے جنم دیا، جننے والی' خیال ہے بالکل ابتدا میں 'نِن ہُر سَنگ' کا نام 'کی' تھا 'کی' یعنی زمین — چنانچہ اپنی اس حیثیت میں وہ 'زمین کی دیوی' (کی) خیال کی جاتی تھی اور ایسا معلوم ہوتا ہے سومیریوں کے اولین دور میں نِن ہُر سَنگ کا درجہ اور بھی بلند اور ارفع تھا۔ ابتدا میں اسے آسمان کے دیوتا 'ان (آنو) کی غالباً بیوی خیال کیا جاتا تھا۔ اس طرح 'آن اور کی' (ان دیوتا اور کی دیوی) دیوتاؤں کی ماں خیال کی جاتی تھی۔ 'نِن ہُر سَنگ' زچگی کی خصوصی دیوی تھی اور ارُورُو کی حیثیت سے وہ تخلیق انسانی کے سلسلے میں 'ان لِل' یا 'ان کی' دیوتا سے وابستہ رہی۔

قصّۂ فردوس

جب تم[1] اپنے ساتھی دیوتاؤں کیساتھ، اچھوتی دھرتی کو بانٹ رہے تھے، تم! دِلمن
کی دھرتی پاک خطہ تھی،

جب تم اپنے ساتھی دیوتاؤں کیساتھ، پاک دھرتی کو بانٹ رہے تھے، تم! دِلمن کی
دھرتی پاک خطہ تھی،

وہ جگہ[2] پاک ہے......،

...... دِلمن کی دھرتی پاک ہے،

دِلمن کی دھرتی پاک ہے......،

...... دلمن کی دھرتی پاک ہے،

دِلمن کی دھرتی پاک ہے، دلمن کی دھرتی صاف ستھری ہے،

دلمن کی دھرتی صاف ستھری ہے، دِلمن کی دھرتی سب سے زیادہ روشن ہے۔

جب وہ وطن کی دھرتی پہ اکیلے اترے،

وہ جگہ جہاں اُن کی اپنی بیوی کے ساتھ اترا،

وہ جگہ صاف ستھری ہے، وہ جگہ سب سے زیادہ روشن ہے،

جب وہ دِلمن کی دھرتی پر اکیلے اترے،

وہ جگہ جہاں اُن کی نِن سی کِلا[3] کے پاس اترا،

---

[1] تم: اُن کی دیوتا اور نِن ہُرسَنگ دیوی۔ [2] وہ جگہ: دِلمن۔

[3] نِن سی کِلا: دِلمن (دِلمون) کی دیوی کا نام۔

ننّا[11] کے ...... سے ،

منہ سے، جہاں سے دھرتی کا پانی نکلتا ہے، دھرتی سے میٹھا پانی فراہم کرے!

وہ[12] تیرے بڑے (ذخائر؟) میں پانی فراہم کرے،

وہ تیرے[13] شہر کو اس میں سے فراوانی کے ساتھ پانی پلائے!

وہ دلمن کو اس میں سے فراوانی کے ساتھ پانی پلائے!

تیرا کھاری پانی کا کنواں میٹھے پانی کا کنواں بن جائے!

ریگھاریوں والے تیرے کھیت اور میدان تیرے لئے اناج پیدا کریں!

تیرا شہر ملک کے پشتوں اور گھاٹوں کے کنارے کا گھر بن جائے،

اب اُتُو ایک ..... ہے۔"

آسمان پہ موجود اُتُو نے،

...... سے اپنی چھاتی ......،

ننّا کے ...... سے ......،

منہ سے جہاں سے دھرتی کا پانی نکلتا ہے، دھرتی سے میٹھا پانی اُس[14] کیلئے فراہم کیا،

وہ پانی اُس[15] کے بڑے ..... میں اوپر لاتا ہے[16]،

---

[11] ننّا:۔ سومیریوں کے چاند دیوتا کا نام۔ [12] وہ:۔ وہ سے مراد سورج دیوتا اُتُو ہے مطلب یہ کہ سورج دیوتا اُتُو کو اَن کی' دیوتا حکم دے رہا ہے کہ وہ نِن سی کِلّا کی خواہش پہ دلمن میں شیریں پانی فراہم کرے۔ [13] تیرے شہر:۔ تیرے شہر سے مُراد نِن سی کِلّا دیوی کا شہر ہے۔ اس نظم سے معلوم ہوتا ہے کہ 'دلمن' شہر کا نام بھی تھا۔ [14]، [15]، [17]:۔ نِن سی کِلّا دیوی کی طرف اشارے ہیں [16] یعنی اُتُو (سورج دیوتا) نے میٹھے پانی کی سطح بلند کی، اس سے پہلے یہ پانی زمین کی گہرائیوں میں سمایا ہوا

وہ اُتُسؔ [۱۲] کے شہر کو اس میں سے فراوانی کے ساتھ پانی پلاتا ہے ۔

دلمن کو اس میں سے فراوانی کے ساتھ پانی پلاتا ہے ،

اس کا کھاری پانی کا کنواں ، بے شک وہ میٹھے پانی کا کنواں بن گیا ہے ،

ریگزاروں والے اس کے کھیتوں اور میدانوں میں اس کے لئے اناج پیدا ہوا ،

اس کا شہر ! بے شک یہ ملک کے پشتوں اور گھاٹوں کے کنارے کا گھر بن گیا ہے ،

دلمن ! بے شک یہ ملک کے پشتوں اور گھاٹوں کے کنارے کا گھر بن گیا ہے ،

اب اُتُو .... ہے ، بے شک یہ ایسا ہی تھا ،

وہ جو اکیلا ہے ! مادرِ ملک [۱۳] ! دانا نِن تُو کے سامنے ،

" اَن کی " ! مادرِ ملک ! دانا نِن تُو کے سامنے ،

اپنے عضوِ تناسل سے پشتوں کو پانی دیتا ہے [۱۴]

اپنے عضوِ تناسل سے سرکنڈوں کو غرقِ آب کرتا ہے ،

بے شک اپنے عضوِ تناسل سے .... ،

" دلدلی دھرتی پر کوئی نہ چلے ! "

" ان کی " نے فوراً کہا " دلدلی دھرتی پر کوئی نہ چلے ! "

" اِسِس [۱۵] نے " اُتُو " کی جان کی قسم کھائی ،

تحا. [۱۳] ملک :- سومیر کے لئے یہاں " ملک " کا لفظ استعمال کیا گیا ہے ۔ یعنی " ملک " اشارہ ہے سومیر کی طرف [۱۴] زمین کی دیوی نِن خُرسَگ کے متعدد دوسرے نام بھی تھے اس کا ایک نام نِن تُو بھی تھا ۔

[۱۴] یعنی " اَن کی " دیوتا اپنے عضوِ تناسل کے " پانی " (؟) سے پشتوں اور سرکنڈوں وغیرہ کو سیراب کرتا ہے ۔

[۱۵] اِسِس نے :- اَن کی دیوتا نے ۔

اس کا...... دلدلی دھرتی کا...... دلدلی دھرتی کا،

اُن کی..... اسکا آبِ حیات 'دَم گل نُنا' کی،[۱۸]

'اُن کی' نے دل کا 'پانی' 'نِن ہُرسَنگ' پر بہا دیا،

اس نے دل کا 'پانی' لے لیا، 'اُن کی' کا پانی،[۱۹]

ایک دن اُس[۲۰] کا ایک مہینہ،

دو دن اُس کے دو مہینے،

تین دن اس کے تین مہینے،

چار دن اس کے چار مہینے،

پانچ دن اس کے پانچ مہینے،

چھ دن اس کے چھ مہینے،

سات دن اس کے سات مہینے،

آٹھ دن اس کے آٹھ مہینے،

نو دن اس کے نو مہینے، "نسوانیت" کے مہینے،[۲۱]

۱۸؎ دَم گل نُنا۔ قدیم عراقی روایتوں کی رو سے دَم گل نُنا اِن کی دیوتا کی بیوی کا نام تھا۔ معلوم نہیں یہاں دَم گل نُنا کا ذکر کس قرینے کے تحت کیا گیا ہے کیونکہ اس کہانی میں 'نِن ہُرسَنگ' کو اِن دیوتا کی بیوی کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ ایسا ہو سکتا ہے کہ دَم گل نُنا اسی کو کہا گیا ہو۔ ویسے کریمر کے نزدیک یہ بات محال نظر آتی ہے — اور اس نظم میں نِن ہُرسَنگ کو 'نِن تُو' بھی کہا گیا ہے۔ ۱۹؎ اس مصرعے اور اس سے اگلے مصرعے کا ترجمہ یوں بھی کیا گیا ہے :- "اُن کی' نے اپنا 'آبِ حیات' نِن ہُرسَنگ کے رحم میں ڈال دیا — اس نے اس کے 'آبِ حیات' رحم میں لے لیا، 'اُن کی' کا آبِ حیات۔" ۲۰؎ نِن ہُرسَنگ (نِن تُو) اِن کی؛ سے حاملہ ہو گئی تھی۔ شاعر نے یہاں نِن ہُرسَنگ دیوی کے حمل کا ایک دن عام عورتوں کے حمل کے ایک

(باقی اگلے صفحہ پر)

چربی کی طرح .... ، نفیس چربی کی طرح ،

ننّ تو[۱۲۱] بادر ملک سے ! .... ، چربی کی طرح ...... چربی کی طرح ، نفیس شاہانہ چربی کی طرح ،

ننّ[۱۲۲] مو کو جنم دیا ،

ننّ مو دریا کے کنارے آ گئی ،

دلدل زمین میں 'ان کی' ادھر اُدھر دیکھتا ہے ، ادھر اُدھر دیکھتا ہے ،

وہ اپنے ایلچی اسی مُدّ سے کہتا ہے ،

"میں اس دوشیزہ کو چوم نہ لوں ! حسینہ کو ؟

میں ننّ مو کو چوم نہ لوں ! حسینہ کو ؟"

اس کا ایلچی اسی مُدا سے جواب دیتا ہے ،

"دوشیزہ کو چوم لے ، حسینہ کو !

ننّ مو کو چوم لے ، حسینہ کو !

میں اپنے بادشاہ کے لئے بادِ تند چلاؤں گا ! میں بادِ تند چلاؤں گا !"

پہلے اس (ان کی) نے اپنا پاؤں کشتی میں رکھا ،

پھر اس نے اس پاؤں کو خشک دھرتی پر رکھا ،

اس نے اس (ننّ مو) کو آغوش میں لے لیا ، اسے چوم لیا ،

ان کی نے دل کا پانی' ننّ مو پر بہا دیا ،

اس نے دل کا پانی' لے لیا ، 'ان کی' کا پانی ،

ایک دن اس کا ایک مہینہ ،

کے برابر قرار دیا ہے۔ 'پھر نسوانیت' کے مہینے یعنی حمل کی مدت پوری ہو جانے کے بعد ننّ ہرسنگ نے دروازہ کے بغیر ننّ مو دیوی کو جنا۔

[۱۲۱] اس کہانی میں ننّ ہرسنگ کی جگہ اسکا ایک نام 'ننّ تو' آیا ہے۔

[۱۲۲] ننّ مو — اس دیوی کا نام 'ننّ سار' بھی تھا۔

دو دن اس کے مہینے ،

نو دن اس کے نو مہینے ، "نسوانیت" کے مہینے[۲۴] !

...... چربی کی طرح ...... چربی کی طرح ...... نفیس شاہانہ چربی کی طرح ،

ننِ گُرّا (دیوی) کو جنم دیا ،

ننِ گُرّا دریا کے کنارے پر آگئی ،

دلدلی زمین میں اُن کی ' اِدھر اُدھر دیکھتا ہے ، اِدھر اُدھر دیکھتا ہے ،

وہ اپنے ایلچی اِسی مُد سے (کہتا ہے) ،

"میں اس دوشیزہ کو چوم نہ لوں ، حسینہ کو ؟

میں ننِ گُرّا کو چوم نہ لوں ، حسینہ کو ؟"

اس کا ایلچی اسی مُدا سے جواب دیتا ہے ،

"دوشیزہ کو چوم لے ، حسینہ کو ،

ننِ گُرّا کو چوم لے ، حسینہ کو ،

میں اپنے بادشاہ کے لئے بادِ تند چلاؤں گا ، میں بادِ تند چلاؤں گا۔"

پہلے اس نے اپنا پاؤں کشتی میں رکھا ،

پھر اس نے اس (پاؤں) کو خشک دھرتی پر رکھا ،

اس نے اس (ننِ گُرّا) کو آغوش میں لے لیا ، اسے چوم لیا ،

'اُن کی' نے 'دل کا پانی' ننِ گُرّا پر بہا دیا ،

---

[۲۴] یہاں یہ قابلِ ذکر ہے کہ متعلقہ خوشنویس نے "تین دن اس کے تین مہینے" سے لے کر "آٹھ دن اس کے آٹھ مہینے" تک کے مصرعے یہاں نہیں دہرائے۔ اصل میں منشی نے قاری سے یہ توقع رکھی کہ وہ یہاں بھی "نو" مصرعے ہی پڑھے گا ،

اس نے دل کا پانی لے لیا، اُن کی کا پانی،

ایک دن اسکا ایک بھینہ،

نو دن اس کے نو مہینے، نسوانیت کے مہینے،[25]

چربی کی طرح...... چربی کی طرح...... نفیس شاہانہ چربی کی طرح،

نن گُرا رنے،...... چربی کی طرح...... نفیس شاہانہ چربی کی طرح،

اُتّو کو جنم دیا، دلکش خاتون کو!

نن تُو[26] اُتّو سے[27] کہتی ہے، خوبصورت خاتون سے،

"میں تجھے ہدایت دیتی ہوں، ہدایت میری پلّے باندھ،

میں تجھ سے ایک بات کہتی ہوں، میری بات پلّے باندھ،

کوئی دلدلی زمین میں ادھر اُدھر دیکھتا ہے، ادھر اُدھر دیکھتا ہے،

'آن کی' دلدلی زمین میں ادھر اُدھر دیکھتا ہے، ادھر اُدھر دیکھتا ہے،

آنکھ......[28]

اُتّو! حسین خاتون......،

..........،

اس (اُن کی ؟) کا...... میں......،

......دل......،

---

[25] یہاں کاتب نے نو دن اس کے دو مہینے سے لیکر آٹھ دن اس کے آٹھ مہینے تک کے مصرعے نہیں بلکہ صرف دو ہی مصرعے لکھنے پر اکتفا کی۔ [26] نن تُو:- نن ہُرسَگ دیوی کا ہی ایک نام۔ [27] اُتّو:- لباس کی دیوی، کپڑے بننے کی دیوی۔ [28] اس کے بعد تقریباً دس مصرعے ضائع ہو چکے ہیں۔

کھیرے لا، ان کے...... اندر.....،

سیب لا، ان کے..... اندر.....،

انگور لا، ان کے...... اندر.....،

گھر میں[۲۹] وہ میری ڈوری پکڑے،

'اَن کی' وہاں میری ڈوری پکڑے[۳۰]!"

دوسری مرتبہ جب وہ[۳۱] پانی بھر رہا تھا،

اس[۳۲] نے بند پانی سے بھر دیئے،

اس نے خندقیں پانی سے بھر دیں،

اس نے غیر کاشتہ زمینیں پانی سے بھر دیں،

مٹی میں ایک باغبان اپنی خوشی میں......،

وہ[۳۳ا] اس سے[۳۳ب] بغلگیر ہوتا ہے۔

"تو کون ہے جو میرے باغ کو.......؟"

اَن کی باغبان کو جواب دیتا ہے،

۲۹، ۳۱، ۳۲. وہ، اس نے: 'اَن کی' دیوتا سے مراد ہے۔ ۳۰. ان مصرعوں میں ہن تو دین ہرشنگ دیوی نے زرخیز وحسین اُتو کو یہ سمجھایا ہے کہ وہ 'اَن کی' دیوتا کی خواہش پوری کرنے کے لئے یہ شرائط عائد کرے کہ 'اَن کی' اس (اُتو) کو پہلے کھیرے، سیب اور انگور کا تحفہ پیش کرے جب وہ یہ پھل لے کر اُتو کے گھر آئے گا تبھی وہ اس کی 'ڈوری' پکڑ سکتا ہے 'ڈوری پکڑنے' سے کیا مراد ہے یہ واضح نہیں ہے۔ کیا زیر جامہ کی ڈوری مراد ہے؟ کریمر نے اس کا مفہوم "کسی کے پیچھے پیچھے چلنا" بھی لیا ہے۔ اس کا مفہوم یہ بھی لیا گیا ہے: "دین منصوبے کے مطابق کام کرنا۔" ۳۳ا. وہ: اَن کی دیوتا۔ ۳۳ب. اس سے: یعنی باغبان سے۔

"........،

میرے لئے کھیرے لا، ان کے...... اندر......،

میرے لئے سیب لا، ان کے...... اندر......،

میرے لئے انگور لا، ان کے...... اندر......،"

وہ اس کے لئے کھیرے لایا، ان کے...... اندر......،

وہ اس کے لئے سیب لایا، ان کے...... اندر......،

وہ اس کے لئے انگور لایا، ان کے...... اندر...... اس نے وہ اس کی گود میں ڈھیر کر دیئے[۳۲]

'اَن کی'! اس کا چہرہ سبز ہوگیا[۳۳]، اس نے عصا ہاتھ میں تھام لیا،

'اَن کی' اُتُو کی طرف روانہ ہوا،

"...... مجھے[۳۴] اپنے گھر میں...... کھول"[۳۵]

"تو! کون ہے تو؟"[۳۶]

"میں! مالی! تجھے کھیرے، سیب اور انگور کا تحفہ دوں گا۔"

اُتُو نے خوش دل کے ساتھ دروازہ کھول دیا،

'اَن کی'، دلآویز خاتون اُتُو کو،

---

[۳۲] باغبان نے 'اَن کی' دیوتا کی فرمائش پوری کر دی تاکہ 'اَن کی' یہ پھل اُتُو کو پیش کر دے۔ [۳۳] 'چہرہ سبز ہوگیا'۔ یعنی 'اَن کی' کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا۔ [۳۴] 'مجھ'۔ اُتُو دیوی سے مراد ہے۔ [۳۵] مطلب یہ کہ 'اَن کی' نے اَن چھوتی اُتُو کے گھر جا کر اس سے دروازہ کھولنے کے لئے کہا ہے۔ وہ اس کے لئے کھیرے، سیب اور انگور بھی لایا تھا۔ اُتُو کنڈی چڑھائے گھر بیٹھی تھی۔ [۳۶] اُتُو نے دروازہ کھولنے سے پہلے پوچھا۔

کھیرے دیتا ہے، ان کے ...... اندر ......،

سیب دیتا ہے، ان کے ...... اندر ......،

انگور دیتا ہے، ان کے ...... اندر ......،

اُتُّو خوبصورت خاتون ...... اس کے لئے ...... اس کے لئے ......،

'اَن کی' اُتُّو سے لطف اندوز ہوا،

اس نے اسے اپنی آغوش میں لے لیا، اُس 'اُتُّو' کی گود میں لیٹ گیا،

وہ رانوں[37][38] ......تا ہے، وہ ...... کو چھوتا ہے،

اس نے اسے اپنی آغوش میں لے لیا، اس کی گود میں لیٹ گیا،

دوشیزہ کے ساتھ .... اسے چوما،

'اَن کی' نے دل کا پانی 'اُتُّو' پر بہا دیا،

اس نے دل کا پانی لے لیا، 'اَن کی' کا پانی،

اُتُّو، خوبصورت خاتون ......،

تن ہر سنگ ... رانوں ....،

'شجری' پودا اُگا،

'شہد' کا پودا اُگا،

سڑک کا کاہی پودا اُگا،

'اَپاسَر'[39] پودا اُگا

خاردار پودا اُگا،

---

[37] وہ۔ 'اَن کی' دیوتا [38] رانوں:۔ بعض محققین نے رانوں کی جگہ 'کولہے' بھی ترجمہ کیا ہے۔

[39] اَپاسَر پودا۔ اس کا 'آبی پودا' بھی ترجمہ کیا گیا ہے۔

'بکار [۴۰] پودا اُگا،

.... پودا اُگا،

تیز پات اُگا،

'اَن کی' دلدل زمین میں، دلدل زمین میں ہاتھ پاؤں پھیلاتے لیٹا ہے،

ان کی دلدلی زمین میں اِدھر اُدھر دیکھتا ہے، ادھر ادھر دیکھتا ہے،

وہ اپنے ایلچی 'اِسی مُد' سے کہتا ہے،

"اِن پودوں کی تقدیریں معین کروں گا، ان کے دل کا حال جان لوں گا،

یہ (پودا) کونسا ہے؟ یہ کونسا ہے؟"

اس کا ایلچی 'اسی مُد' اسے جواب دیتا ہے،

"میرے بادشاہ! شجری پودا" وہ اسے بتاتا ہے،

وہ (اِسی مُد) اسے اس (اَن کی) کے لیے کاٹتا ہے، وہ اسے کھا جاتا ہے [۴۱]

"میرے بادشاہ! 'شہد' کا پودا" وہ اسے بتاتا ہے،

وہ اسے اس کے لیے توڑتا ہے، وہ کھا جاتا ہے۔

"میرے بادشاہ! سرکہ کا کاہی پودا!" وہ اسے بتاتا ہے،

وہ اس کے لیے کاٹتا ہے؛ وہ اسے کھا جاتا ہے،

"میرے بادشاہ! 'اپامر' پودا!" وہ اسے بتاتا ہے،

وہ اسے اس کے لیے توڑتا ہے، وہ اسے کھا جاتا ہے!

ح۴۰ بکار پودا — ایک قسم کی کانٹے دار جھاڑی جس کی کلیاں اُبھار ڈالنے کے کام آتی ہیں۔

ح۴۱ 'اِسی مُد' اَن کی کو ہر پودے کا نام بتاتا ہے اور پھر اسے توڑ لیتا ہے۔ اس طرح 'اَن کی' باری باری آٹھوں پودوں کو کھا لیتا ہے۔

"میرے بادشاہ! خار دار پودا!" وہ اسے بتاتا ہے،

وہ اسے اس کے لئے کاٹتا ہے، وہ اسے کھا جاتا ہے،

"میرے بادشاہ! بیکار پودا!" وہ اسے بتاتا ہے،

وہ اسے اس کے لئے توڑتا ہے، وہ اسے کھا جاتا ہے،

"میرے بادشاہ...... پودا!" وہ اسے بتاتا ہے،

وہ اسے اس کے لئے کاٹتا ہے، وہ اسے کھا جاتا ہے،

"میرے بادشاہ تیزپات"

وہ اسے اس کے لئے توڑتا ہے، وہ اسے کھا جاتا ہے،

'ان کی' نے ان پودوں کی تقدیر کا فیصلہ کر دیا، ان کا 'دل' جان لیا،

ن ہُرسَگ نے 'اَن کی' کے نام کو بددعا دی،

"جب تک وہ مر نہیں جاتا میں اس پر حیات آفریں نظر نہیں ڈالوں گی"[۴۲]

اَنُوناکی خاک پر بیٹھ گئے،

لومڑی اَن لِل سے کہتی ہے،

"اگر میں ن ہُرسَگ کو تیرے سامنے لے آؤں تو میرا انعام کیا ہوگا؟"

اَن لِل لومڑی کو جواب دیتا ہے،

"اگر تو ن ہُرسَگ کو میرے سامنے لے آئے گی،

---

[۴۲] چونکہ 'اَن کی' دیوتا وہ آٹھ پودے کھا گیا جو ن ہُرسَگ نے پیدا کئے تھے نہ صرف یہ کہ بلکہ 'اَن کی' نے ن ہُرسَگ کی اجازت کے بغیر ان پودوں کی تقدیر بھی معین کر دی، چنانچہ وہ 'اَن کی' سے سخت خفا ہو گئی۔ یہ دراصل اشجار ممنوعہ تھے۔ 'اَن کی' دیوتا کو بددعا دینے کے بعد ن ہُرسَگ رُوپوش ہو گئی۔ اس رُوپوشی سے سُنے زمین پر پالی شدہ جس سے دیوتاؤں میں کھلبلی مچ گئی۔ بالآخر لومڑی نے ن ہُرسَگ کو ڈھونڈ کر لانے کا عندیہ ظاہر کیا

تو میں اپنے شہر[۴۳] میں میرے لئے درخت (اور) کھیت اگاؤں گا ، بے شک تیرا نام لیا جائے گا !"

لومڑی ! جیسے کوئی اپنی کھال ...... ،
جیسے کوئی اپنا .... ڈھیلا کر دے ،
جیسے کوئی اپنے چہرے پر نقش و نگار بنائے[۴۴] ،
میں نپور جاؤں گی ! اَن لِل .... ،
میں اُر جاؤں گی ! ننّا .... ،
میں لارسہ جاؤں گی ! اُتو .... ،
...... ہے میرا نام .... لاتا ہے[۴۵] !"
اَن لِل .... ،
نِن ہُرسَگ .... ،
.... اس کے قریب کھڑی ہوئی ،
نِن ہُرسَگ .... ،

---

[۴۳] شہر : سومیر کا ایک مشہور اور اہم ترین شہر "نپور" تھا۔ یہ اَن لِل دیوتا کا شہر تھا۔ یہاں اَن لِل دیوتا کا "اِی کُر" نامی بہت بڑا مندر تھا۔

[۴۴] اس مصرعے کا ترجمہ یوں کیا گیا ہے۔

"جیسے کوئی اپنا چہرہ رنگ لے"

اس مصرعے کے بعد چار مصرعے اصل عبارت میں ضائع ہو چکے ہیں۔

[۴۵] یہ چار مصرعے لومڑی کی زبان سے ادا ہوتے ہیں وہ نِن ہُرسَگ کی تلاش کے سلسلے میں اَن لِل دیوتا کے شہر نپور، چاند دیوتا ننّا کے شہر "اُر" اور سورج دیوتا اُتو کے شہر لارسہ جانے کا عزم ظاہر کر رہی ہے۔

اَلوناکی نے اس (نن ہُر سَنگ) کے کپڑے تھام لئے،

.... مقرر کیا،

قسمت کا تعین کیا،

.... بھائی[۴۷]

نن ہُرسَنگ نے 'اُن کی' کو اپنے 'اندام' کے پاس بٹھایا[۴۸] (اور پوچھا)

"میرے[۴۹] بھائی! تجھے کہاں درد ہے؟"

"میرا........ دکھتا ہے!"

"میں تیرے لئے اَبُو دیوتا پیدا کرتی ہوں"

"میرے بھائی! تجھے کہاں درد ہے؟"

ح۴۶ الوناکی:- بہت سے دیوتاؤں کے ایک گروہ کا مشترکہ نام 'الوناکی' تھا۔ اس پر مفصل فٹ نوٹ (ح۲۳) 'اُن کی اور نظم عالم' نامی اسطورہ میں لکھا گیا ہے۔ ح۴۷ لومڑی کی کوششوں سے روٹھی ہوئی نن ہُرسَنگ واپس آچکی ہے اور بیمار 'اُن کی' دیوتا کو شفا بخشنے لگی ہے۔ ح۴۸ کریمر کے نزدیک اس مصرعے کا صحیح ترجمہ درحقیقت یوں ہوگا:-

"نن ہُرسَنگ نے اَن کی کو اپنے اندام کے اندر بٹھا لیا"

میں نے یہاں سب کچھ اس لئے لکھ دیا ہے کہ کسی کو اپنے بالکل قریب بٹھانے کا ذکر سومیری کس انداز میں کرتے تھے۔ ح۴۹ اگر "میرے بھائی" کا مفہوم بالکل ہی لفظی لیا جائے تو اسکا یہ مطلب ہوا کہ نن ہُرسَنگ اور اَن کی کو کم از کم اس نظم کا خالق سومیری اساطیر نگار 'بھائی بہن' تصور کرتا تھا۔ لیکن یہ واضح نہیں ہے کہ 'اُن کی' اور 'نن ہُرسَنگ' کو بھائی بہن سمجھنے میں یہ سومیری اساطیر نگار کہاں تک حق بجانب تھا، 'اَن کی' اور 'نن ہُرسَنگ' کا رشتہ میاں بیوی کا تھا۔

'میرا جبڑا[۵۰] دکھتا ہے!'

'میں تیرے لئے ین تلا (دیوتا) پیدا کرتی ہوں!'[۵۱]

'میرے بھائی! تجھے کہاں درد ہوتا ہے!'

'میرا دانت دکھتا ہے!'

'میں تیرے لئے ین سُوتُو (دیوی) پیدا کرتی ہوں!'

'میرے بھائی! تجھے کہاں درد ہے؟'

'میرا منہ دکھتا ہے!'

'میں تیرے لئے ین کاسی[۵۲] (دیوی) پیدا کرتی ہوں!'

'میرے بھائی! تجھے کہاں درد ہے؟'

'میرا ......[۵۳] دکھتا ہے'

'میں تیرے لئے نازی دیوی ا پیدا کرتی ہوں!'

'میرے بھائی! تجھے کہاں درد ہے؟'

ف۵۰ جبڑا۔ بعض محققین نے جبڑے کی بجائے 'کولہا' ترجمہ کیا ہے۔ ف۵۱ چونکہ اُن کی 'دیوتا نے آٹھ ممنوعہ پودے کھا لئے تھے اس لئے وہ ین ہُرسَنگ کی بددعا سے بیمار ہو گیا تھا۔ لومڑی جب ناراض ین ہُرسَنگ کو واپس لے آئی تو ین ہُرسَنگ نے اسے شفا دینے کے لئے اسے اپنے پہلو میں بٹھا لیا۔ اور باری باری پوچھتی گئی کہ اس کے کون کون سے آٹھ اعضا میں تکلیف ہے۔ کیونکہ آٹھ پودے کھانے کی وجہ سے اس کے آٹھ اعضا ہی میں تکلیف تھی ان کی اپنے ان بیمار جوڑوں کا نام ایک ایک کر کے بتاتا گیا اور ین ہُرسَنگ اس کے ہر عضو سے کوئی دیوتا یا دیوی پیدا کرتی گئی۔ اس طرح اپنے جوڑوں سے آٹھ دیوی دیوتاؤں کی پیدائش کے بعد اُن کی 'دوبارہ تندرست ہو گیا۔ ف۵۲ ین کاسی۔ تند و تلخ شراب کی دیوی ف۵۳، ۵۴، ۵۵ معلوم نہیں یہاں اُن کی نے کونسے اعضاء کے نام لئے تھے۔ ان مقامات پر عبارت ضائع ہو چکی ہے۔ ف۵۵ سے متعلقہ مواد اگلے صفحے پر ہے۔

'میرا بازو دکھتا ہے'

'میں تیرے لئے اَزی مُوا (دیوی) پیدا کرتی ہوں!'

'میرے بھائی! تجھے کہاں درد ہے؟'

'میری پسلی دکھتی ہے!'

'میں تیرے لئے نِن تی[۵۴] (دیوی) پیدا کرتی ہوں!'

'میرے بھائی! تجھے کہاں درد ہے؟'

'میرا .... دکھتا ہے[۵۵]!'

'میں تیرے لئے اَن شگ (دیوتا) پیدا کرتی ہوں!'

ان چھوٹے بچوں[۵۵ الف] کے لئے، جنہیں میں نے پیدا کیا ......'

"اَبُو لوردوں کا بادشاہ بنے،

'نِن تُلا ماگان[۵۶] کا بادشاہ بنے،

نِن سُو تُو نِن اَزو سے بیاہی جائے،

نِن کاسی وہ بن جائے جو خواہشات پوری کرتی ہے،

نازی نِن وُرَا سے بیاہی جائے،

---

۵۴ نن تی :- نن تی کے معنی ہیں 'پسلی کی خاتون' یعنی پسلی سے پیدا ہونے والی۔ اس کے علاوہ 'نِن تی' کے ایک اور معنی بھی ہیں 'خاتون جو زندہ رکھتی ہے'۔ ۵۵ الف چھوٹے بچے۔ چھوٹے بچوں سے (نِن ہُرسَگ کی) مُراد غالباً انہی ثانوی درجے کے آٹھ دیوی دیوتاؤں سے ہے جنہیں خود اسی (نِن ہُرسَگ) نے 'اَن کی' دیوتا کو شفا بخشنے کے لئے اس کے بیمار اعضاء سے پیدا کیا تھا۔ ۵۶۔ نن تُلا دیوتا کو 'اَن کی' نے 'ماگان' یعنی پاکستان کا حکمران بنایا۔ ماگان پاکستان کے ہی ایک علاقے (مکران) کا نام تھا۔ اسی طرح اَن شگ دیوتا کو ایک اور پاکستانی خطے 'دلمون' (سندھ) کا بادشاہ بنایا گیا۔

اُڑی ہوا کا بیاہ بن گِش زِدا (دیوتا) سے ہو،
ہن تی بہنوں کی ملکہ بنے،
اَن شُنگ دِلمن کا بادشاہ بنے!"
"تیری حمد ہو! اے 'اَن کی' باپ!"

'اَن کی' اور نظمِ عالم

سومیریوں کے اساطیری تخیّل کا ایک اعلیٰ نمونہ وہ طویل نظم ہے جسے "اَن کی اور نظمِ عالم" کا عنوان دیا جاسکتا ہے یہ ادب پارہ قصّے کہانیوں پر مبنی سومیریوں کی اب تک پائی جانے والی ان تخلیقات میں شمار ہوتا ہے جو عمدہ ترین حالت میں دستیاب ہوئی ہیں زیرِ نظر نظم تقریباً چار سو چھیاسٹھ مصرعوں پر مشتمل ہے۔ ان میں سے پونے چار سو مصرعے ایسے ہیں جو یا تو بالکل مکمل ہیں یا پھر ہر مصرعے کا بیشتر حصّہ درست حالت میں ہے۔ موجودہ حالت میں یہ کہانی بارہ الواح اور ان کے ٹکڑوں سے مرتب کی گئی ہے۔ اس اسطورہ سے سومیریوں کے عقل و دانش اور پانیوں کے دیوتا 'اَن کی' کی ان سرگرمیوں کا مفصل ذکر ہے جو اس نے کائنات خصوصاً زمین پر نظم و ترتیب اور تہذیبی عمل قائم اور جاری کرنے کے لئے انجام دی تھیں، وہ نظم و ترتیب اور عمل جو تہذیب کی ابتدا اور ارتقاء کے لئے ضروری تھا۔ نظم سے فطرت اور اس کے اسرار کے بارے میں سومیریوں کے تصورات و نظریات پر گہری روشنی پڑتی ہے۔ قدرتی یا تہذیبی عمل کی بنیادی ابتدا کے بارے میں نظم میں کہیں بھی جاننے کی کوشش نہیں کی گئی بلکہ اس تمام تر سلسلے میں سہرا 'اَن کی' دیوتا کی تخلیقی کوششوں کے سر باندھا گیا ہے اور وہ بھی عموماً صرف اس قسم کی بات کہہ کر کہ "اَن کی (دیوتا) نے یہ انجام دیا۔" تخلیقی تکنیک یا طریقۂ کار کا ذکر اگر کہیں آیا بھی ہے تو سومیری مفکر شاعر نے یہ کہنے پہ اکتفا کی ہے کہ 'اَن کی' کے 'حکم' اور 'لفظ' پر یہ عمل میں آیا۔

پلاٹ

نظم کے ابتدائی حصّے میں شاعر نے عقل و دانش اور پانی کے دیوتا 'اُن کی' سے خطاب کرتے ہوئے اس کی حمد گائی ہے۔ کچھ حمدیہ حصہ ضائع بھی ہو چکا ہے اور ناقابل فہم بھی ہے۔ تاہم اس سے یہ ضرور اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ اس حصّے میں 'اُن کی' دیوتا کی بڑائی بیان کرتے ہوئے اسے کائنات کا نگران اور کھیتوں، میدانوں، مویشیوں اور ریوڑوں کی زرخیزی، شادابی اور بار آوری کا سبب قرار دیا گیا ہے۔ اس کے بعد 'اُن کی' نے خود ہی اپنی مدح سرائی کرتے ہوئے اپنی ہی زبان سے عظمت بیان کی ہے۔ اس میں 'اُن کی' سومیریوں کے سب سے بڑے دیوی دیوتاؤں یعنی اُن (آنو) دیوتا، اُن لِل دیوتا اور ننتو (دیوی) سے اپنا تعلق بیان کرتا ہے۔ علاوہ ازیں 'اُن کی' نے ثانوی رتبے کے ان دیوتاؤں سے بھی اپنا تعلق بتایا ہے جنہیں مجموعی طور پہ 'اُنوناکی' کہا جاتا تھا۔ پھر پانچ مصرعے ایسے آتے ہیں جن میں 'انوناکی' نے 'اُن کی' دیوتا سے اظہار عقیدت کرتے ہوئے اسے تعظیم دی ہے۔ اس کے بعد 'اُن کی' نے دوسری مرتبہ پھر خود اپنی عظمت اجاگر کی ہے اور اپنے کارہائے نمایاں بیان کئے ہیں اس نے دھرتی پر خوشحالی و فراوانی مہیا کرتے ہوئے 'لفظ' (حکم) اور ہدایت کی قوت و تاثیر کا اظہار کیا ہے۔ اپنے مندر 'اَبزو' کی شان و شوکت بیان کی ہے اور آخر میں "اپنی ماگرگشتی" میں دلدل سرزمین پر اپنے خوشگوار اور طرب انگیز سفر کا ذکر کیا ہے (اُن کی، کی ماگرگشتی، "اَبزو کی پہاڑی بکری" کہلاتی تھی)

سومیریوں کیلئے قدیم پاکستانیوں کے تحائف

نظم کے اس مذکورہ بالا حصّے کے بعد ان ڈھیروں اور بیش قرار تحائف کا ذکر ہے جو ماگان (پاکستان)، دلمون (دلمن۔ پاکستان) اور ملوحہ (پاکستان) سے کشتیوں میں خوب بھر بھر کر سومیری دیوتا اُن لِل کے لئے سومیری شاعر 'نپور' بھیجے گئے تھے۔ نظم کے اس حصّے کے آخر میں 'انوناکی' دیوتا 'اُن کی' دیوتا کی خصوصاً 'می' پر حکومت کرنے اور انہیں چلانے والے دیوتا کی حیثیت سے ایک بار پھر تعظیم بجا لاتے ہیں۔ 'می'

کے بارے میں پہلے باب میں تفصیل سے لکھا جا چکا ہے)۔ اس کے بعد شاعر ان مختلف عبادات اور مذہبی رسوم کو بیان کرتا ہے جو سومیر کے نسبتاً زیادہ اہم پروہت اور مذہبی رہنما 'اَن کی' دیوتا کے 'اَب زُو' نامی مندر میں ادا کرتے تھے لیکن اس حصّے کا دوسرا تقریباً سارے کا سارا ٹکڑا اصل سومیری عبارت میں ضائع ہو چکا ہے۔ آگے پھر ایک اور ایسا مسخ شدہ ٹکڑا ہے جس کے تقریباً سارے ہی مندرجات قطعاً غیر واضح اور مبہم ہیں۔ 'اَن کی' دیوتا ایک بار پھر اپنی کشتی میں سوار ملتا ہے۔ سمندری جانور اس کی تعظیم بجا لا رہے ہیں۔ اور 'کائنات' میں فراوانیوں کا دور دورہ ہے۔ 'اَن کی' 'تقدیروں' کا تعین اور اعلان کرنے کے لیے تیار ہے۔ سب سے پہلے اس نے ملک سومیر (جنوبی عراق) کا مقسوم متعین کیا اور اس کا اعلان کیا۔ پہلے تو اس نے سومیر کو ایک 'منتخب' برگزیدہ اور مقدس خاک کی حیثیت بخشی اور اسے رفیع و عالی منزلت اور نہ چھوئے جا سکنے والے 'می' سے سرفراز کیا۔ سومیر میں دیوتاؤں نے اپنے مسکن بنا لیے۔ پھر سومیر کے مویشیوں اور ریوڑوں، اس کے مندروں اور قربان گاہوں کو برکت دی۔ 'اَن کی' سومیر ہی کے ایک ممتاز ترین شہر 'اُر' (اریم) پہنچا۔ 'اَن کی' نے استعاراتی زبان میں 'اُر' کی عظمت و رفعت بیان کی اور اسے خوشحالی اور فضیلت عطا کی۔

'اَن کی' دیوتا اور پاکستان

'اُر' سے 'اَن کی' سرزمین 'مَلوحہ' (پاکستان) گیا اور اس ملک کے لیے انتہائی فیاضی کے ساتھ اشجار، نسل، بیل اور پرندے، سونا، رانگ (ٹن) اور کانسی کی فراوانی مقدر کی۔ 'اَن کی' سومیر کے دو دشمن ممالک ایلام اور مارہاشی کے سخت خلاف تھا۔ ایلام (ایران) اور مارہاشی کے خطے سومیر (عراق) کے ازلی ابدی دشمن تھے اور ایلامیوں نے کئی بار سومیر کو خوب تاراج کیا۔ ایلامیوں وغیرہ کے ہاتھوں سومیر کی تباہی و بربادی کا ذکر نوحے سے متعلقہ باب میں تفصیل سے دیکھا جا سکتا ہے۔ بہرحال 'اَن کی' ایلام اور مارہاشی گیا وہ ایلام اور اس کے

شہروں کی تمام دولت چھین لینا چاہتا تھا۔ ادھر خانہ بدوش سامی النسل 'مار تو' قبائل کو 'ان کی' نے تحفے کے طور پر مویشی فراہم کئے۔

جب 'ان کی' دیوتا نے مختلف ملکوں کی قسمتیں مقرر کردیں تو پھر اس نے زمین کی زرخیزی اور بار آوری کے لئے ناگزیر تمام اقدامات کئے۔ سب سے پہلے اس نے سومیر (عراق) کے دریائے دجلہ کو شیریں، چمکیلے اور حیات بخش پانی سے معمور کر دیا۔ شاعر نے اسکا ذکر نظم میں مخصوص استعاراتی تخیل کے ساتھ کیا ہے۔ شاعر کے مطابق "ان کی' دوسانڈوں پر کھڑا ہوا سانڈ ہے جو دریا کے ساتھ مباشرت کرتا ہے۔" دریا کو شاعر نے یہاں ایک وحشی گائے قرار دیا ہے اور 'ان کی' دیوتا پھیلی دو ٹانگوں پر کھڑا ہوا سانڈ۔ پھر 'ان کی' نے یہ یقینی بنانے کے لئے کہ دجلہ اور فرات صحیح طریقے پر کام کریں، نہروں کے نگران 'ان بولو' نامی دیوتا کو مذکورہ دونوں دریاؤں کا انچارج بنا دیا۔ اب 'ان کی' نے دلدلی زمین اور گھاس کو اپنے حضور طلب کیا اور ان میں مچھلیاں اور نرسل فراہم کئے اور ان کا منتظم و نگران ایک دیوتا کو مقرر کیا جو مچھلیوں سے محبت کرتا تھا۔ ——— نظم کی اصل عبارت میں اس دیوتا کا نام واضح نہ ہونے کے سبب پڑھا نہیں جا سکا۔ اس کے بعد 'ان کی' سمندر کی طرف متوجہ ہوا۔ وہاں اپنی مقدس قربان گاہ بنائی اور خاتون سِرارا کو اس کا انتظام اور نگرانی سونپی۔ 'سرارا' کو اس کی حیات آفریں بارش کو طلب کیا اور اسے دھرتی پر آزمایا۔ 'ان کی' نے بارش کا منتظم 'اِش کر' دیوتا کو بنا دیا۔ دسرارا دیوی کو نن شی بھی کہتے تھے۔ پھر 'ان کی' زمین اور اس کی ضروریات کی طرف متوجہ ہوا۔ بہر حال نے 'ان کی' نے ہل بیلوں کی جوڑی، بیلوں کی گردن پر رکھے جانے والے جوئے اور کھیتوں کی نالیوں (ریگھاریوں) کی طرف توجہ مبذول کی اور ان ہل دیوتا کے کاشتکار 'ان کم دو' کو ان کا دیوتا مقرر کیا۔ پھر اس نے مزروعہ زمین کو طلب کیا اور اس میں مختلف اناج اور سبزیاں پیدا کیں اور اناج کی دیوی اَش نن کو ان کا منتظم مقرر کیا۔ 'ان کی' نے کدال، اینٹوں اور سانچوں کی طرف توجہ دی۔

اور اینٹوں کے دیوتا 'کلا' کو ان کا انچارج مقرر کیا۔ اس نے بنیادیں رکھیں اینٹوں کی قطار بنائی، "گھر" بنایا اور 'اَن لِل' دیوتا کے عظیم معمار 'مُش دُ تا' کو انچارج بنایا۔ میدان، کھیتوں اور گھر کی تعمیر سے فارغ ہونے کے بعد اَن کی نے ارتقائی میدان کی طرف توجہ مبذول کی۔ اس میں خوب سبزہ پیدا کیا، اس کے مویشیوں کی تعداد بہت بڑھائی اور شاہ کوہستان " شُمُوگن (سوموگن) دیوتا کو ان کا انتظام اور انصرام سونپ دیا۔ پھر اس نے اصطبل اور بھیڑ بکریوں کے باڑے بنائے اور ان میں بہترین چربی اور دودھ مہیا کیا اور چرواہے دیوتا دُومُوزی کو اُن کا انچارج بنایا۔ اب اَن کی نے سرحدیں مقرر کیں۔ یہ سرحدیں تمام تر شہروں اور ریاستوں (ملکوں) کی تھیں۔ اس نے سرحدی پتھر نصب کئے اور سورج دیوتا اُتو کو پوری کائنات کا انچارج مقرر کیا۔ آخر میں اَن کی نے "عورتوں کے کاموں" کی طرف توجہ دی خصوصاً کپڑا بُننے کی طرف اور اُتُّو دیوی کو لباس کی انچارج مقرر کیا۔

مشتعل اِنّنا

یہاں آکر کہانی غیر متوقع طور پر تبدیل ہوگیا ہے۔ شاعر نے من چلی، طالع آزما اور جنگجو اِنّنا دیوی کا ذکر کیا ہے۔ اِنّنا محسوس کرتی ہے کہ اسے حقیر اور ناقابل توجہ سمجھا گیا ہے اور اسے خصوصی شاہی اختیارات تفویض نہیں کئے گئے۔ وہ اَن کی دیوتا سے بڑی ترشی اور تلخی کے ساتھ شکایت کرتی ہے کہ اَن لِل دیوتا کی بہن اَرُورُو (جس کا ایک نام: نِن تُو بھی تھا)، نَن شی دیوی اور خود اِنّنا کی اپنی بہنوں نِن بستا (نِن اسنام)، نِن مُگ اور ندابا کو تو اختیارات اور امتیازی نشان دیے گئے ہیں مگر صرف اِنّنا کو نظرانداز کرکے اس کے ساتھ سرد مہری کا سلوک روا رکھا گیا ہے۔ بظاہر لگتا ہے کہ بپھری ہوئی اِنّنا کی شکایت پر اَن کی دیوتا نے مدافعانہ رویہ اختیار کیا اور اسے یہ کہہ کر اطمینان دلانے کی کوشش کی کہ درحقیقت اِنّنا کے پاس بھی متعدد امتیازی (خصوصی نشانات اور اختیارات شاہی ہیں، مثلاً آنکس، عصا اور نگہبانی کی چھڑی، جنگ اور لڑائی کے سلسلے میں الہامی یا استخاراتی جواب دینے کا اختیار، لباس بُننے اور پہنانے، ناقابل تباہ چیز کو تباہ کر لینے

اور لافانی کو فنا کر دینے کی قدرت بھی دی گئی ہے۔ علاوہ ازیں اِنّنا کو خصوصی برکت بھی عطا کی گئی ہے۔ اس جواب کے بعد 'اَن کی' دیوتا کے لئے چار حمدیہ مصرعے ہیں، اور غالباً انہی پر یہ نظم ختم ہو جاتی ہے۔

اَن کی اور نظمِ عالم

جب اَن کی باپ بار آور ملک[1] میں آتا ہے، اسمیں بار آور بیج پیدا ہوتا ہے[2]،
جب نُورِنُدّ[3] میری بار آور بھیڑ کے پاس آتا ہے، یہ حلوان کو جنم دیتی ہے،
جب وہ[4] میری بار آور گائے کے پاس آتا ہے، یہ بار آور بچھڑے کو جنم دیتی ہے،
جب وہ[5] میری بار آور بکری کے پاس آتا ہے، یہ بار آور میمنے کو جنم دیتی ہے۔
جب تُو[6] میدان میں گیا، کاشت شدہ میدان میں،
تُو نے اونچے میدان میں ٹیلے اور ڈھیر[7] لگا دیئے،
تو ...... جھلسی ہوئی زمین کا ....

'اَن کی'! اَب زُو[8] کا بادشاہ! بے پناہ جاہ و جلال کا مالک، تحکمانہ انداز میں کہتا ہے:۔

ح۱ ملک: سومیر سے مراد ہے۔ ح۲ اس نظم کے پہلے پچاس مصرعے اس قدر مسخ شدہ اور ناقابل فہم ہیں کہ ان کا ترجمہ یہاں نہیں دیا گیا ہے۔ ح۳ نُورِنُدّ: اَن کی دیوتا ہی کا ایک نام۔ ح۴۔ ح۵ وہ: 'وہ' اَن کی دیوتا کی طرف اشارہ ہے۔ ح۶ تُو: اَن کی دیوتا کو کہا گیا ہے۔ ح۷ اناج وغیرہ کے ڈھیر؟۔

ح۸ اَب زُو۔ زمین کے نیچے میٹھے پانیوں کا سمندر۔ سمندر کے گہرائیوں کو بھی اَب زُو کہتے تھے اور اریدو شہر میں اَن کی دیوتا کے مندر کا نام بھی 'اَب زُو' تھا۔ سومیریوں کے خیال میں زیر زمین بھی میٹھے پانیوں کا ایک سمندر تھا اور 'اَن کی' اس کا سمندر کا حکمران تھا۔

"میرے باپ ۱ کائنات کے بادشاہ (رستے)[9] ،
مجھے کائنات میں پیدا کیا ،
میرے جد ، تمام ملکوں کے بادشاہ (رستے)
سارے "می"[10] یکجا کئے ، "می" میرے ہاتھ پر رکھے ،
ان لِل کے گھر[11] اِی کر[12] ،
ہنرمندی میں ارید و کے اپنے اب زو میں سے آیا ،
میں بارآور بیج ہوں ، جسے عظیم وحشی سانڈ[13] نے پیدا کیا ، میں "ان" کا پہلوٹھا بیٹا ہوں ،
میں طوفان عظیم ہوں جو "زیریں زمین" سے آگے لپکتا ہے ، میں "ملک"[15] کا بادشاہ ہوں ،
میں سرداروں کا گوگل[16] ہوں ، میں تمام ملکوں کا باپ ہوں ،
میں دیوتاؤں کا "برادر کلاں" ہوں ، میں بھرپور خوشحالی لاتا ہوں ،
میں آسمان اور زمین کا حساب کتاب رکھنے والا ہوں ،
میں تمام ملکوں کا کان اور دماغ ہوں ،
میں بادشاہ "ان"[14] کے ساتھ "ان"[14] کے شہ نشین پر انصاف کرتا ہوں ،
میں ان لِل (دیوتا) کے ساتھ "کرہ دانش" میں مقدروں کا اعلان کرتا ہوں ۔

---

[9] کائنات کا بادشاہ : انو دیوتا ۔ خدا "می" : تہذیبی اصول اور عناصر ۔ ان کی تفصیل پہلے باب اور "تہذیبی عناصر کی منتقلی" کے عنوان والی اسطورہ میں دیکھی جاسکتی ہے ۔ [11] "گھر" : ان لِل دیوتا کے مندر سے مراد ہے ۔ سومیری مندر کو "گھر" بھی کہتے تھے ۔ [12] اِی کر : ان لِل دیوتا کے مندر کا نام ۔ [13] ۔ عظیم وحشی سانڈ : انو دیوتا کو کہا گیا ہے ۔ [14] ان : آسمان کا دیوتا (آن یا انو) [15] ملک : سومیر [16] گوگل : معلوم نہیں ہوسکا کہ اس سومیری لفظ (گوگل) کا مفہوم کیا ہے ۔

[17] ، [18] ۔ ان ۔ ان (انو) دیوتا ۔

۱ اس نے[ح۱۹] 'طلوعِ آفتاب کی جگہ'[ح۲۰] کی تقدیروں کا اعلان کرنے کا اختیار مجھے سونپ دیا ہے،

میں وہ ہوں جسے ننِ تُو (دیوی)[ح۲۱] تعظیم دیتی ہے،

میں وہ ہوں جسے ننِ ہُرسَنگ[ح۲۲] (دیوی) اچھے نام سے یاد کرتی ہے،

میں 'انُوناکی'[ح۲۳] کا قائد ہوں،

میں وہ ہوں جو مقدس 'اَن' کے پہلوٹھے بیٹے کی حیثیت سے پیدا ہُوا۔[ح۲۴]"

ح۱۹ اس نے۔ یعنی اَن لِل دیوتا نے۔ ح۲۰ 'طلوعِ آفتاب کی جگہ'۔ میرے نزدیک 'طلوعِ آفتاب کی جگہ یا سرزمین' سے مُراد پاکستان ہے۔ سومیری طلوعِ آفتاب کی جگہ یا سرزمین کا استعارہ 'دلمون' کے لئے استعمال کرتے تھے اور 'دلمون' پاکستان تھا۔ اس سلسلے میں راقم نے اپنی کتاب 'سات دریاؤں کی سرزمین' میں مکمل بحث کی ہے۔ ح۲۱ ننِ تُو۔ 'مادرِ عظیم' ننِ ہُرسَنگ دیوی کا ایک نام 'ننِ تو' بھی تھا 'ننِ تُو' کے معنی ہیں 'خاتون جس نے جنم دیا ــــ جننے والی خاتون'۔ ح۲۲ ننِ ہُرسَنگ۔ سومیریوں کی 'مادرِ ارض' (دھرتی مائی) اور زچگی کی بھی خصوصی دیوی تھی۔ ح۲۳۔ انُوناکی (اَنُناکی۔ اَن اُناکی)۔ بے نام دیوتاؤں کا مجموعی نام۔ موجودہ سومیری ذرائع سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب نام "عظیم دیوتا" تھے۔ یعنی ان کا کوئی الگ الگ نام نہیں تھا جب زمین اور آسمان ایک ہی پہاڑ کی شکل میں ایک دوسرے میں سمائے ہوتے تھے اور انہیں ابھی الگ الگ نہیں کیا گیا تھا، اس وقت اَنُو دیوتا نے ان دیوتاؤں (انوناکی) کو آسمان اور زمین کے اسی پہاڑ پر پیدا کیا تھا۔ دیوتاؤں کو جب کوئی اہم فیصلہ کرنا ہوتا تو اس موقع پر (اہم فیصلہ کرنے والے دیوتا) دیوتاؤں کا اجلاس (اسمبلی) ضرور طلب کرتے تھے اور اس اجلاس میں اُن کی کو لازمی طور پر بلایا جاتا تھا ــــ ان بے نام دیوتاؤں کا یہ مجموعی نام یعنی 'انوناکی' ہمیشہ ایک ہی مفہوم میں استعمال نہیں ہوتا تھا۔ بعض اوقات تو 'انوناکی' آسمان اور زمین کے تمام ہی دیوتاؤں کو کہا جاتا تھا ــــ بعض مرتبہ زمین اور عالمِ ظلمات کے دیوتاؤں کو انوناکی کہتے تھے اور کبھی صرف عالمِ ظلمات کے دیوتاؤں کے لئے ہی 'انوناکی' کا لفظ استعمال کیا جاتا تھا۔ کچھ علماء کا خیال ہے کہ انوناکی آسمان

(باقی اگلے صفحہ پر)

جب بادشاہ اپنی عظمت بیان کر چکا[25]،
جب عظیم بادشاہ اپنی ستائش کر چکا (تو)،
اُنُوناکی نے اس کے سامنے آکر اس کی حمد و ثنا کی۔
"بادشاہ جو صنعت گری کا نگران ہے،
جو فیصلے کرتا ہے، ممدوح! اَن کی! (تیری) حمد ہو!"
اپنی بھرپور مسرت کی وجہ سے دوسری بار،
اَن کی، اَب زو کا بادشاہ، شاہانہ جرأت کے ساتھ تحکمانہ انداز میں کہتا ہے:۔
"میں بادشاہ ہوں، میں وہ ہوں جس کا حکم ناقابل مزاحمت ہے، میں ہر چیز سے افضل ہوں،
میرے حکم پر اصطبل تعمیر کئے گئے ہیں، باڑوں کے احاطے بنائے گئے ہیں۔
جب میں آسمان پر پہنچا، تو آسمان سے فراوانی کی بارش برسی،
جب میں زمین پر پہنچا تو شدید سیلاب آیا،
جب میں اس زمین کے سبزہ زاروں میں پہنچا (تو)،
میرے حکم سے ڈھیر اور انبار لگ گئے[26]۔

کے دیوتاؤں کو بھی کہا جاتا تھا۔ انوناکی میں سے سات دیوتا بطور منصف ظلمات میں رہتے تھے۔ 'انوناکی' ہی کی طرح سومیریوں کے ہاں بے نام دیوتاؤں کا ایک اور مجموعہ (گروپ) بھی تھا جسے وہ 'اگیگی' کہتے تھے بعض محققین کے نزدیک یہ یعنی 'اگیگی' آسمان کے دیوتا تھے اب تک کسی بھی سومیری عبارت سے 'انوناکی' اور 'اگیگی' نام کے ان دونوں گروہوں میں سے کسی بھی ایک دیوی یا دیوتا کا نام آشکارا نہیں ہے جتنے بھی ہزاروں عراقی دیوی دیوتاؤں کے نام تاحال معلوم ہو سکے ہیں ان میں کسی ایک کے بارے میں بھی یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ 'انوناکی' یا 'اگیگی' کا رکن ہے۔ [24] یہاں 'اَن کی' دیوتا کی خود کلامی ختم ہوتی۔ [25] بادشاہ۔ 'اَن کی' دیوتا سے مُراد ہے [26] اناج کے انبار اور ڈھیر؟

میں نے اپنا اگھر، قربان گاہ مقدس جگہ پر بنائی، میں نے اسے اچھا نام دیا،
میں نے اپنا اَب زو، مندر...... میں..... میں نے اس کے لئے اچھا نصیبہ مقرر کیا،
میرا گھر[۲۷] — اس کا سایہ دلدل کے سانپ[۲۸] پر پڑتا ہے،
میرا گھر — شہد آگیں پودوں کے درمیان اس[۲۹] کے...... کی داڑھی ہے،
چھوٹے "گی زی" سرکنڈوں میں مچھلیاں اس کی طرف اپنی دُمیں ہلاتی ہیں[۳۰]،
چڑیاں اپنی...... میں چہچہاتی ہیں،
ہتھیار سے جانے والے......،
میرے "اَن کی" کے...... میں آتے ہیں،
اَب گل کے[۳۱]،
اَن کم[۳۲] اور نِن کم[۳۳]......،
...... میرے..... اندر....
میرا اَب زو مقدس گیتوں اور منتروں سے معمور ہو گیا،
میری ماگور کشتی[۳۴]! تاج "اَب زو کی بکری"[۳۵]—،

---

[۲۷] گھر — اَن کی دیوتا کا مندر۔ [۲۸] دلدل کا سانپ: بز مارِ دلدل)، یہ استعارہ میری سمجھ میں نہیں آسکا۔ نہ اس کا کچھ علم مجھے ہو سکا۔ [۲۹] اس کے:۔ یعنی "اَن کی" دیوتا کے مندر...
[۳۰] مطلب یہ کہ وہ مچھلیاں جو "سیم ماہی" کہلاتی ہیں اپنی دُمیں ہلا کر "اَن کی" دیوتا کے مندر "اَب زو" کی تعظیم کرتی ہیں [۳۱] اَب گل:۔ نامعلوم [۳۲] اَن کم:۔ نامعلوم [۳۳] نِن کم:۔ نامعلوم۔ ہو سکتا ہے کہ "اَن کم" اور "نِن کم" دیوی دیوتاؤں کے نام ہوں۔ [۳۴] ماگور (ماگر، مگر) کشتی۔ نہ معلوم کس نوع کی کشتی تھی۔ ماگور یا ماگر کا مفہوم معلوم نہیں ہو سکا۔ [۳۵] اَب زو کی بکری: یعنی "اَن کی" دیوتا کی کشتی کا نام۔

اس میں[۲۶] بھرپور مسرت و شادمانی ہے،

سربلند و لعلی زمین، میری پسندیدہ جگہ،

اپنے بازو میری طرف پھیلاتی ہے، اپنی گردن میرے سامنے جھکاتی ہے،

گُرا[۲۷] ہم آہنگی کے ساتھ چہچہاتے ہیں،

سہانے گیت گاتے ہیں، دریا کو خوش کرتے ہیں۔

میری ماگورشتی کے 'اَن سی[۲۸]' نم گریگ[۲۹] (نے)،

میرے لئے طلائی حصار تھا،

میں! اُن کی!...... کشتی اُب زُو کی پکڑی،

میں! بادشاہ!......،

میں! اُن کی!......[۳۰]

......میں اس کے ہرے بھرے صنوبروں کی نگرانی کروں گا،

'ماگان' اور 'دِلمون' کے ملک،

ف۲۶ اس میں: یعنی اُب زُو یا پھر 'اُن کی' دیوتا کی کشتی میں۔ ف۲۷ 'گُرا' شاید یہ کسی نوع کے پروہت یا پجاری تھے۔ ف۲۸ 'اَن سی'۔ شہر کے گورنر (ناظم) کو 'اَن سی' کہتے تھے۔ یہ 'پَتیسی' بھی کہلاتے تھے۔ بعد میں یہ پروہت 'بادشاہ' بن بیٹھے۔ سومیری شہری ریاستوں کے ابتدائی دَور میں یہ گورنر (اَن سی) یا پَتیسی اپنے شہر کے مہاپجاری کے فرائض انجام دیتے تھے۔ اور حکمران کے بھی۔ مگر بعد کے زمانوں میں مذہبی امور اس کے اختیارات سے الگ کر دیئے گئے۔ پَتیسی خود مختار حکمران بن جایا کرتے تھے۔ میں سمجھتا ہوں کہ فارسی کا لفظ پادشاہ (اور پھر بادشاہ) اس سومیری لفظ 'پَتیسی' سے نکلا ہے۔ ف۲۹ نم گریگ۔ شاید 'اُن کی' دیوتا کی کشتی کے 'اَن سی' کا نام۔ ف۳۰ اس کے بعد تقریباً پانچ مصرعے ضائع ہو چکے ہیں۔

میری ! ' ان کی ' کی طرف دیکھتے ہیں ،
دلمون[۲۱] کی کشتی لنگر انداز ہوئی ،
اور پر نمک جیسی ہوئی ماگان[۲۲] کی کشتی ،
ملوحہ[۲۳] کی مگیلم کشتی سونا اور چاندی لاتی ہے ،
تمام ملکوں کے بادشاہ اِن لِل کے لئے نپور لاتی ہے ."
اسے[۲۴] جس کا کوئی شہر نہیں ، اسے[۲۵] جس کے پاس کوئی گھوڑا نہیں ،
' مارتو ' کو ' ان کی ' تحفے میں مویشی دیتا ہے ،
عظیم[۲۶] بادشاہ کی جو اپنے ملک[۲۷] میں آتا ہے ،
اکوناکی ستائش کرتے ہیں .
" بادشاہ ! جو عظیم ' می ' پر حکومت کرتا ہے ، مقدس ' می ' ،
جو کائنات کا منتظم ہے ، وسعت رکھ (؟) .

ح۲۱ ' دلمون کی کشتی ' یعنی دلمون (پاکستان) کی کشتی تحائف سے لدی ہوئی سومیری شہر نپور کے دریائی گھاٹ پر آکر لنگر انداز ہوئی . نپور دراصل اِن لِل دیوتا کی عبادت کا سب سے اہم مرکز تھا . ح۲۲ " ماگان کی کشتی " یعنی ماگان (پاکستان) کی کشتی بھی تحائف سے لدی پھندی نپور آئی . ح۲۳ " ملوحہ کی مگیلم کشتی " نہ صرف ماگان اور دلمون بلکہ پاکستان کے ایک اور ملوحہ نامی علاقے کی کشتی بھی اِن لِل دیوتا کے لئے تحفے اور نذرانے لے کر پہنچی . ویسے لفظ ' مگیلم ' کا مفہوم پوری طرح واضح نہیں ہے . ح۲۴ ، ح۲۵ اسے : سامی النسل صحرا نشین بدو قبائل کے دیوتا ' مارتو ' کی طرف اشارہ ہے اگلے ہی مصرعے میں مارتو کا ذکر ہے . ح۲۶ عظیم بادشاہ = ان کی دیوتا . ح۲۷ ملک . سومیر سے مراد ہے .

بس نے سربلند قرصِ خورشید کا اَریدُو[۴۸] میں خیر مقدم کیا، پاکیزہ جگہ، سب سے زیادہ بیش بہا جگہ[۴۹]

کائنات کے بادشاہ 'اُن کی' کی حمد ہو!
عظیم بادشاہ کے لئے ـــــ جو اپنے ملک میں آتا ہے،
تمام بادشاہ، سارے سردار،
منتر پڑھنے والے اَریدُو کے پروہت،
'کتان پہننے والے' سومیر کے (پروہت)
'اَب زو' کی رسوم ادا کرتے ہیں،
وہ مقدس جگہ میں..... 'اُن کی' باپ کی طرف آتے ہیں،
خواب[۵۰] گاہ میں، شاہانہ گھر ـــــ وہ.......،
مقامات میں وہ اُس[۵۱] کا نام لیتے ہیں،
سربلند سید، 'اَب زو' میں، وہ........[۵۲]
ماگورکشتی کے اُن سی، یم گریک (نے م
بادشاہ[۵۳] کے لے مصا تھا،
سمندر کے لحاما   اس کی تعظیم کرتے ہیں،
'کُرا'....... آسمان کے پرندے کی طرح.......،

---

۴۸ اَریدو، 'اُن کی' دیوتا کا شہر، جو سومیر کا ایک قدیم ترین شہر بھی تسلیم کیا جاتا ہے۔ ۴۹ بیش بہا جگہ، پاکیزہ بیش بہا جگہ اَریدُو کو کہا گیا ہے۔ ۵۰ خواب گاہ۔ 'اُن کی' دیوتا کی خواب گاہ۔ ۵۱، ۵۳، ۵۵ اس کا، بادشاہ، عظیم بادشاہ۔ 'اُن کی' دیوتا سے مراد ہے۔ ۵۲ اس کے بعد کوئی چھتیس سطریں ضائع ہو چکی ہیں۔ ۵۴ لحاما، محافظ ارواح۔ لحاما کے مجسمے بحری عفریتوں کی صورت میں تراش کر رکھے جاتے تھے۔

فخر سے کھڑے ہوئے بادشاہ کے لئے، 'اُن کی' باپ ــــ ملک میں ــــ،
عظیم بادشاہ، جو ملک میں آتا ہے،
کائنات میں خوشحال رونما ہوئی،
اُن کی 'مقسوم متعین کرتا ہے،
"سومیر، کورِ عظیم 'کائنات کے ملکوں کے عظیم ملک،
دائمی روشنی سے معمور، طلوعِ آفتاب سے غروبِ آفتاب تک لوگوں پر 'می' کی علمداری رہے گی"[۵۶]
تیرے[۵۷] 'می' سربلند' ہیں، ناقابلِ رسائی،
تیرا[۵۸] دل عمیق ہے، اتھاہ۔
دیرپا ...... تیری جگہ جہاں دیوتا پیدا ہوتے ہیں، آسمان کی طرح چھوئی نہیں جاسکتی،
پیدائشی بادشاہ[۵۹] جو پائیدار مکٹ پہنتا ہے، ــــ
پیدائشی بادشاہ جو سر پر تاج پہنتا ہے ــــ
تیرا بادشاہ[۶۰] معزز بادشاہ ہے، وہ بادشاہ[۶۱] 'اَن'[۶۲] کے ساتھ 'اَن' کے شہ نشین پر بیٹھتا ہے،
تیرے بادشاہ، کورِ عظیم[۶۳]، اَن لِل باپ (رنے)،
تیرے لئے اسے ...... صنوبر کی طرح ...... تمام ملکوں کا باپ۔

ف۵۶ یعنی مشرق میں طلوعِ آفتاب کی جگہ سے لیکر مغرب میں غروبِ آفتاب تک کی جگہ تک کے ملکوں پہ مقدس آسمانی ضوابط 'می' کی عملداری ہوگی۔ ف۵۷، ف۵۸ تیرے، تیرا: ملک سومیر سے مراد ہے۔ ف۵۹، ف۶۰، ف۶۱ 'پیدائشی بادشاہ'، 'تیرا بادشاہ'، 'وہ بادشاہ'۔ اَن لِل دیوتا کو کہا گیا ہے۔ ف۶۲ 'اَن' یہ آسمان کا دیوتا اَن (انو)۔ ف۶۳ کورِ عظیم، سومیری اَن لِل دیوتا کو کورِ عظیم بھی کہتے تھے

عظیم دیوتاؤں 'انوناکی' (نے)،
تیرے درمیان اپنا مسکن بنالیا ہے،
(انوناکی) تیرے شہر دار گی گونا[۶۴] میں اپنی خوراک کھاتے ہیں۔
گھر (سومیر) تیرے (اندر) بہت سارے اصطبل بناتے جائیں، تیری گائیں کثیر ہوجائیں
تیرے بہت سارے باڑے بنائے جائیں، تیری بھیڑیں لاتعداد ہوجائیں،
تیرا 'گی گونا' آسمان تک پہنچ جائے۔
تیرا پائیدار...... آسمان تک اپنا ہاتھ بلند کرے،
'انوناکی' تیرے درمیان مقدروں کا اعلان کریں[۶۵]!
وہ 'اُر' (شہر) کے مندر پہنچا[۶۶]
اب زُو کا بادشاہ 'ان کی' اس (اُر) کے مقدر کا اعلان کرتا ہے:۔
"ہر موزوں چیز رکھنے والے شہر، پانی سے دُھلے ہوئے مضبوطی سے کھڑے ہونے والے سانڈ،
کوہستانی سرزمین کی فراوانی کے شہ نشین، کھلے گھٹنوں والے، پہاڑ کی طرح سرسبز
'خشور جھنڈ'[۶۷]، دور تک پھیلی ہوئی چھاؤں والے ——— وہ جو اپنی طاقت کی وجہ
سے شاہانہ ہے (اس نے)،

۶۴؎ سومیری مندروں کے نیچے بنا ہوا ایک خاص کمرہ۔ اس کمرے میں غالباً سال نو کی کچھ مذہبی رسوم ادا کی جاتی تھیں۔ علاوہ ازیں زبالم نامی شہر میں اِننادیوی کے مندر کا نام بھی 'گی گونا' (یا گی گُودُو) تھا۔ اگر یہاں 'گی گونا' کسی اور چیز کو کہا گیا ہے تو میں کہہ نہیں سکتا۔ ۶۵؎ گھر: یہاں 'گھر' سومیر کو کہا گیا ہے ۶۶؎: ان کی دیوتا کی طرف سے ملک سومیر (جنوبی عراق) کے مقدر کا تعین یا اعلان یہاں ختم ہوا۔ ۶۷؎ یعنی اب ان کی دیوتا سومیر کے ایک انتہائی اہم شہر 'اُر' (اُریم) کا مقسوم متعین کرنے کے لئے اس شہر پہنچ گیا۔
۶۸؎ خشور (خشُر) جھنڈ: نامعلوم قسم کے درختوں کا جھنڈ۔ علم نہیں ہو سکا کہ کس نوع کے درخت کو سومیری خشور یا خشُر کہتے تھے۔

تیرے اکمل 'می' مقرر کر دیئے ہیں،

'کوہِ عظیم' ان لِل نے تیرے سربلند نام کا اعلان کائنات میں کر دیا ہے۔

شہر جس کا نصیبہ ان لِل نے مقرر کیا ہے،

اُس کے مندر، تو آسمان تک بلند ہو جائے!"

وہ (ان کی دیوتا) ملک گوبہ پہنچا،

اب زُو کا بادشاہ (طوبہ کے) مقسوم کا اعلان کرتا ہے!۔

"ملک سیاہ[69]! تیرے درخت لمبے ہو جائیں، وہ کوہستانی درخت بن جائیں،[70]

ان کے تخت قصرِ شاہی میں رکھے جائیں[71]!

تیرے نرسل لمبے سرکنڈے بن جائیں، وہ کوہستانی نرسل بن جائیں،

میدانِ جنگ میں سورما ان کے ہتھیار اٹھائیں[72]،

تیرے بیل بلند قامت بن جائیں، وہ کوہستانی بیل بن جائیں،

ان کا ڈکرانا کوہستانی وحشی بیلوں کی طرح ڈکرانا ہو،

دیوتاؤں کے عظیم 'می' تیرے لئے اکمل ہوں،

تمام کوہستانی دار[73] پرندوں کی داڑھیاں عقیق کی ہوں،

ح[69] 'ملک سیاہ' سومیر والے گوبہ کو ملک سیاہ۔ سیاہ سرزمین بھی کہتے تھے۔ ح[70] مطلب یہ کہ گوبہ کے درخت پہاڑی درختوں کی طرح بلند و بالا ہو جائیں۔ ح[71] مطلب یہ کہ گوبہ کے درختوں سے بنے ہوئے تخت شاہی محلات کی زینت بنیں۔ ح[72] یعنی گوبہ کے نرسلوں یا سرکنڈوں سے بنے ہوئے ہتھیار جنگجو میدانِ جنگ میں استعمال کریں۔ ح[73] دار (دَر) پرندے: معلوم نہیں یہ کون سا پرندہ تھا۔ بہرحال یہ کوئی خاص اور اہم پرندہ تھا۔

تیرا پرندہ 'خاتیا' پرندہ ہو[۳۱]،
اس کی آوازوں سے قصرِ شاہی معمور ہو جائے،
تیری چاندی سونا بن جائے،
تیرا تانبہ رانگ اور کانسی بن جائے،
ملک! تیری ہر چیز فراواں ہو جائے،
تیرے لوگوں کی تعداد بڑھ جائے،
تیرا... اس طرح آگے بڑھے جیسے سانڈ اپنے...... کی جانب![۳۲]
...... کا شہر......،
اس نے...... کی مانند یہ تاڑ کیا،
اس نے ملک دلمون کو صاف کیا، پاک کیا،
نن سی کلا[۳۳] کو اس کی نگران بنایا،
اس نے..... کی مانند..... دیا، وہ اس کی..... مچھلیاں کھاتا ہے،
اس نے کاشتہ کھیت کی طرح...... دیا، وہ اس کی...... کھجوریں کھاتا ہے،

---

[۳۱] 'خاتیا' پرندہ:۔ اس پرندے کی نوع بھی معلوم نہیں۔ تاہم اگلے مصرعے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی بہت ہی خوش الحان اور دلکش آواز والا پرندہ تھا جو شاہی محلوں کی زیبؔ و زینت بنایا جاتا تھا شاید یہ مور تھا جو ہزاروں برس پیشتر پاکستان سے عراق لیجایا جاتا تھا۔ [۳۲] یہاں ان کی دیوتا کی طرف سے طوبہ کے لئے مقرر کردہ مقسوم کا بیان ختم ہوا۔ طوبہ کے بعد ان کی دیوتا دلمون پہنچا۔ جیسا کہ اگلے مصرعوں سے ظاہر ہے۔ [۳۳] نن سی کلا (نن سی کل)۔ دلمون کی سرپرست دھرتی دیوی کا نام نن سی کلا (نن سی کل) کے معنی ہیں مقدس خاتون۔ پاک خاتون" سومیری روایات کی رو سے یہ پاکستان کے ایک قدیم علاقے دلمون کی دیوی تھی مگر اسکا یہ نام خالصتاً سومیری ہے۔

.... ایلام اور مار ہاشی[88] .... ،

ان کے لئے مقدر کر دیا کہ وہ .... مچھلی کی مانند کھائے جائیں[89]، [90]

بادشاہ! جسے ان لل نے قوت بخشی ہے، (نے)،

ان کے گھر تباہ کر دیئے، ان کی دیواریں تباہ کر دیں،

ان کی قیمتی دھاتیں، لاجورد اور ان کے گوداموں کی اشیاء،

وہ[91] تمام ملکوں کے بادشاہ ان لل کے لئے نپور لے آیا،

اسے[92] جو شہر نہیں بناتا، گھر نہیں بناتا ،

مارتو کو 'ان لل' نے تحفے میں مویشی دیئے،

جب اس نے اپنی آنکھ اس جگہ سے ہٹالی،

جب باپ 'ان لل' نے اسے[93] فرات کے اوپر اٹھایا،

وہ[94] ایک زبردست سانڈ کی طرح اکڑ کر کھڑا ہو گیا،

---

[88]، [89] ایلام، مار ہاشی (بادہاشی) :- دو خطوں کے نام جو سومیریوں کے سخت دشمن تھے یہاں کے لوگوں نے کئی بار سومیر کو تباہ کیا۔ [90] چونکہ ایلام اور مار ہاشی سومیریوں کے جانی دشمن تھے اسی لئے سومیری شاعر نے یہاں کہا کہ 'ان لل' دیوتا نے ان دشمن ملکوں کے لئے یہ مقدر کر دیا کہ یہاں کے لوگوں کو اس طرح کھا لیا جائے جیسے مچھلی کو کھا لیا جاتا ہے۔ [91] 'بادشاہ' :- ان لل دیوتا سے مراد ہے۔

[92] یعنی 'ان لل' دیوتا ایلام اور مار ہاشی کے گھر وغیرہ تباہ کر کے وہاں کا مال اسباب سومیری شہر نپور لے آیا۔ [93] اسے :- سامی النسل بدو قبائل کے دیوتا مارتو کی طرف اشارہ ہے چونکہ 'مارتو' خانہ بدوشوں کا دیوتا تھا، لہٰذا اسی نسبت سے سومیریوں کے خیال میں مارتو شہر اور گھر نہیں بنا جانتا تھا۔ سومیری ان خانہ بدوشوں قبائل کو بھی مارتو کہتے تھے۔ [94] اسے :- آنکھ کی طرف اشارہ ہے یعنی 'ان لل' دیوتا نے اب مارتو کی طرف سے اپنی نظر (توجہ) ہٹا کر دریائے فرات پر کی۔ [95]۔ [96]، وہ :- ان لل دیوتا۔

وہ[85] عضوِ تناسل ..... ہے۔ آبِ حیات خارج کرتا ہے۔

(اس نے) فرات کو چمکیلے پانی سے بھر دیا[86]،

چراگاہوں میں اپنے بچھڑے کے لئے بولنے والی وحشی گائے (بچھوؤں سے بھرا ہوا باڑا)،

فرات نے اُس[87] کی اطاعت یوں قبول کر لی ہے جیسے طاقتور سانڈ کی،

اُس[88] نے عضوِ تناسل ـــــ 'عروسی تحفہ' خارج کیا،

پیدا کرنے والے عظیم الجثہ وحشی سانڈ کی طرح (اس نے) دجلہ کو مسرت بخشی،

اس نے جو پانی فراہم کیا وہ چمکیلا پانی ہے، اس کی شراب خوش ذائقہ ہے،

اس نے جو اناج پیدا کیا، بوقلمونی اناج، لوگ اسے کھاتے ہیں،

اس نے اَن لِل کے گھر ای کر[89] کو مال و اسباب سے بھر دیا،

اَن لِل اِن کی 'دیوتا' کے ساتھ مل کر خوش ہوتا ہے، اپنور خوش ہے،

بادشاہ[90] نے شاہی مکٹ پہنا،

پائیدار شاہی تاج پہنا،

اپنی بائیں جانب دھرتی کو روندا،

اس کے لئے دھرتی سے فراوانی پھوٹ پڑی،

اس نے اپنے دائیں ہاتھ میں عصا تھام لیا،

تاکہ دجلہ و فرات کو اکٹھے[91] کھانا کھلائے،

---

[86] یعنی ان کی دیوتا نے اپنے مادہ منویہ سے دریا دجلہ کو بھر دیا اور یہی پانی تھا۔ [87] اس کی: 'ان کی' دیوتا کی۔ [88] اس نے: یعنی اَن کی نے اپنا مادہ منویہ خارج کر کے اس سے دریائے دجلہ و فرات کو بھر دیا اور یہ گویا پانی تھا۔ [89] 'ای کر' نپور میں ان لل دیوتا کے مندر 'اکر' کا نام۔ [90] بادشاہ: اَن کی دیوتا۔ [91] اکٹھے: دجلہ اور فرات کے سنگم سے مراد ہے؟

وہ جو........ حکم اپنی........ کے مطابق صادر کرتا ہے[92]،
جو چربی کی طرح محل سے شاہانہ گھٹنے 'کوسے جاتا ہے،
بادشاہ جو مقدر کا اعلان کرتا ہے، 'اب زو' کے بادشاہ 'ان کی' نے،
نہروں کے نگراں 'ان نُونُو' کو،
ان کا نگراں بنا دیا[93]،
اس نے دلدلی سرزمین کا نام پکارا، اس میں سیم ماہی اور...... مچھلیاں رکھیں،
اس نے گھاس کا نام پکارا، اس میں...... نرسل (اور) سبز نرسل رکھے[94]،
اس نے...... پکارا،
اسے، جس کے جال سے کوئی مچھلی بچ کر نہیں جا سکتی،
جس کے پھندے سے کوئی........ نہیں بچ سکتا،
جس کے جال سے کوئی پرندہ نہیں بچ سکتا،
.... کا بیٹا........،
.... (دیوتا) جو مچھلیوں سے محبت کرتا ہے[95]،
'ان کی' اسے[96] ان (مچھلیوں) کا نگران بناتا ہے۔

ح[92] اس مصرعے کا ترجمہ یوں بھی کیا گیا ہے۔
"وہ جو........ لفظ اپنی........ کے مطابق ادا کرتا ہے"
ح[93] 'ان کی' نے 'ان نُونُو' (ان بی نُونُو) نامی دیوتا کو نہروں کا انچارج بنایا۔ ح[94] اس کے بعد دو مصرعے ضائع ہو چکے ہیں۔ ح[95] یہاں اصل عبارت میں کسی دیوتا کا نام تھا جو اب ضائع ہو چکا ہے۔
ح[96] 'اسے' یعنی مچھلیوں سے محبت کرنے والے اس دیوتا کو مچھلیوں کا نگران بنایا جس کا ذکر سابقہ مصرعے میں آ چکا ہے اور جس کا نام اصل سومیری عبارت میں سے مسخ ہو چکا ہے۔

بادشاہ نے مندر بنایا، ایک مقدس مندر، اسکا دل گہرا ہے،

دریا میں ایک مندر بنایا، مقدس مندر، اس کا دل گہرا ہے،

مندر ــــ اس کا وسط...... ہے، (جسے) کوئی نہیں جانتا،

مندر ــــ اس کا مستقر اگو[98] تارامنڈل...... ہے،

رفیع الشان مندر، اوپر ــــ اسکا مستقر زیتھ[99] تارامنڈل کے پاس ہے۔

کانپتے ہوتے...... اس کے می لَم[100]

انوناکی حمد و ثنا اور التجائیں کرتے آئے،

انہوں نے 'اَن' (دیوتا) کے لئے 'ای اَن گرّا'[101] میں ایک بلند نشین بنایا۔

...... بادشاہ کے لئے،

عظیم فرمانروا...... پیدا ہوا،

'اُدُو' پرندہ......،

اتے[103]، جو گہراؤ کی سیلاب عظیم ہے،

جو 'ازدی' پرندہ اور 'بُل'[105] مچھلی ہے جو......،

---

[97] اس کا، یعنی مندر کا دل گہرا ہے لیکن میں کہہ نہیں سکتا کہ یہاں مندر کا دل گہرا ہونے سے کیا مراد ہے [98] 'اگو' تارامنڈل:۔ ایسا لگتا ہے کہ ستاروں کے کسی خاص جھمکے (مجموعہ نجوم ـ تارامنڈل) کو سومیری 'اگو' کہتے تھے۔ [99] معلوم نہیں یہ کونسا تارا منڈل تھا جسکا ترجمہ انگریزی میں 'زیتھ' کیا گیا ہے ویسے 'زیتھ' نامی ایک ستارے کو بابلی اپنی زبان میں محوپا کہتے تھے۔ [100] می لَم:۔ سات مقدس کرنیں۔ [101] ای اَن گرّا:۔ اَن (انو) دیوتا کے غالباً کسی مندر کا نام تھا۔ [102] 'اُدُو' پرندہ ــ نامعلوم پرندہ۔ [103] اتے:۔ نن شی رلو کی سے مراد ہے جسکا ذکر آگے آرہا ہے اور جسے اَن کی دیوتا نے سمندر (خلیج فارس) کی انچارج بنایا۔ [104] 'ازدی' پرندہ:۔ معلوم نہیں یہ کونسا پرندہ تھا۔ [105] 'بُل' مچھلی:۔ نامعلوم نوع کی مچھلی کا نام۔

جوزی یگ[۱۳۱] سے باہر آتی ہے، جو......،
سرارا[۱۳۲] کی خاتون، نن شی[۱۳۳] ماں (کو)،
سمندر کی، اس کی......جگہوں،......،
(کی) نگران بنایا۔
اس (ان کی) نے 'ورو' بارشوں کا نام پکارا، آسمان کا پانی،
تیرتے بادلوں کی طرح ان (بارشوں) کی قطار بندی کی،
ان کا (زندگی کا) سانس افق کی طرف پھینکا،
پتھریلی زمین کو میدانوں میں تبدیل کر دیتا ہے،

ح۱۳۱ زی یگ: نامعلوم ح۱۳۲ سرارا: عظیم سومیری شہر لاگاش کے مضافاتی حصے 'نینا' میں نن شی دیوی اور ننگولا (گولا) دیوی کے مندر کا نام۔ تاہم اشوری حکمران اسرحدون ([illegible] ق م) کے کتبے سے معلوم ہوتا ہے کہ سرارا کسی خطے کا نام بھی تھا کیونکہ اسرحدون کے محل کی تعمیر کیلئے عمارتی لکڑی 'لبنانا' (لبنان) اور سرارا کے پہاڑوں سے لائی گئی تھی۔ ح۱۳۳ نن شی: آسمان کے دیوتا ان (انو) کی بیٹی۔ لاگاش شہر کی دیوی، جو لاگاش کے مضافاتی خطے نینا میں رہتی تھی انسانی اخلاقیات کے سلسلے میں وہ اہم کردار ادا کرتی تھی۔ وہ انسانی اخلاقیات کی محافظ اور نگران تھی۔ سال نو کے دن انسانوں کا انصاف کرتی تھی۔ چشموں اور نہروں کی دیوی تھی اور دیوتاؤں کے خوابوں کی تعبیر بتایا کرتی تھی۔ نن شی کے بارے میں ہزاروں برس پہلے ایک سومیری شاعر نے حمد کہی تھی۔ میں اس سے بہت متاثر ہوا ہوں۔ اس نظم سے نن شی کا من پسند کردار سامنے آتا ہے "جو (نن شی) یتیم کو جانتی ہے، بیوہ کو جانتی ہے، انسان پر انسان کے جبر و ستم کو جانتی ہے، یتیم کی ماں ہے، نن شی جو بیوہ کی خبر گیری کرتی ہے، جو غریبوں کے لئے انصاف ڈھونڈتی ہے۔ ملکہ (نن شی) بے گھر کو اپنی گود میں لاتی ہے۔ کمزور کیلئے پناہ گاہ تلاش کرتی ہے۔"

اسے[۱۱۰] جو طوفان عظیم کی سواری کرتا ہے، اجو برق[۱۱۱] کے ساتھ حملہ آور ہوتا ہے،
جو آسمان کے دل میں بجلی کا کوندا[۱۱۲] بند کر دیتا ہے،
اَن (دیوتا) کے بیٹے، کائنات کے گوگل[۱۱۳]،
اِش کُر[۱۱۴]......، ان (دیوتا) کے بیٹے (کو)،
'اَن کی' نے ان کا نگران مقرر کیا،
اس نے ہل اور...... جوئے[۱۱۵] کی طرف توجہ دی،
عظیم بادشاہ 'اُن کی' نے سینگوں والے بیلوں کو...... میں چلایا،
مقدس ریگزاروں کو کھولا،
مزروعہ کھیتوں میں اناج اگایا،
بادشاہ جو مکٹ پہنتا ہے، بلند میدان کا زیور،
طاقتور اَن ہِل[۱۱۵و] کے کاشتکار،
اَن کِم دو[۱۱۶]، خندق اور پشتے کے آدمی (کو)،
'ان کی' نے ان کا نگران بنایا،
بادشاہ نے مزروعہ کھیت کا نام پکارا، دہاں گزناں گوں اناج رکھا،

ص۱۱۰، ص۱۱۱ اسے، اجو۔ بارش اور طوفان کے دیوتا 'اِش کُر' سے مراد ہے جسکا ذکر آگے آ رہا ہے۔ ص۱۱۲ بجلی کا کوندا، صاعقہ برق۔ ص۱۱۳ گوگل۔ بیٹا۔ ص۱۱۴ اِش کُر۔ بارش اور طوفان اور ہوا کا دیوتا، یہاں اسے اَن اَنّو، دیوتا کا بیٹا کہا گیا ہے۔ ص۱۱۵ بیلوں کی گردن پر رکھا جانے والا جوا۔ ص۱۱۵و طاقتور 'اَن ہِل' دیوتا کے کاشتکار دیوتا 'اَن کِم دُو' سے مراد ہے۔ ص۱۱۶ ان کِم دو۔ اَن ہِل دیوتا کا کسان خندقوں اور پشتوں کا دیوتا۔

اس کے ..... اناج کا ڈھیر لگایا، طرح طرح کا اناج، اِن ڈوبا[۱۱۸] اناج کے ڈھیر لگا دیئے،
اُن کی ستے (اناج کے) ڈھیر اور انبار بافراط لگا دیئے،
اَن لِل کے ساتھ مل کر اس نے ملک میں فراوانیوں کی بھرمار کر دی۔
اسے[۱۱۹] جس کا سر اور پہلو بوتلوں میں، جس کا چہرہ شہد آلود ہے،
ملکہ، افزائش نسل کرنیوالی، ملک کی توانائی، کالے سروالوں کی زندگی،
اَش نَن[۱۱۹]، قوت بخش روٹی، سب کی خوراک،
اَن کی نے اسے[۱۲۰] ان کی نگران مقرر کیا،
عظیم بادشاہ نے کدال پر جال ڈال دیا، پھر سانچے کی طرف توجہ دی،
اگا یِدن[۱۲۱] کو زرخیز بنایا، عمدہ مکھن کی طرح،
اسے[۱۲۲] جس کے پھل ڈالنے والے کدال کا دندانہ لاشوں کو نگل جانیوالا سانپ ہے،
....
جس کا ...... سانچہ ...... بناتا ہے،
کلا[۱۲۳]، ملک کے خشت ساز کو،
اَن کی نے ان کا نگران بنایا،
اس نے اصطبل بناتے، پاک وصاف کرنے والی رسیں بنائیں،
باڑے بنائے، ان میں بہترین چربی اور دودھ فراہم کیا،
دیوتاؤں کے طعام کمرے میں خوشیاں لایا،

ف[۱۱۸] 'اِن ڈوبا' اناج — معلوم نہیں یہ کونسا اناج تھا۔ ف[۱۱۸] اسے۔ اَش نن دیوی کی طرف اشارہ ہے۔
ف[۱۱۹] اَش نَن۔ اناج کی دیوی۔ ف[۱۲۰] اسے۔ اَش نَن دیوی کو۔ ف[۱۲۱] اگا یِدن۔ نامعلوم۔ ف[۱۲۲] انیشوں کے
دیوتا کُلا کی طرف اشارہ ہے۔ ف[۱۲۳] کُلا، انیٹوں کا دیوتا۔

سرسبز میدان میں اس نے خوشحالی فراہم کی۔
ای اننا[۱۲۴] میں فراہم کرنے والا با اعتماد، ان (دیوتا) کا دوست[۱۲۵]،
دیرسِن[۱۲۶] کا داماد، مقدس اننا کا شوہر،
ملکہ، سارے عظیم 'می' کی ملکہ[۱۲۷]،
جو کلاب[۱۲۸] کی .... افزائش نسل کا بار بار حکم دیتا ہے،
آسمانی دوموزی (دیوتا)، آسمانوں کے 'اُش اُم گَل[۱۲۹]'، 'ان' (دیوتا) کے دوست (کو)،
اَن کی نے ان کا نگران بنایا۔
اس نے ان لِل کا گھر[۱۳۰] مال اسباب سے بھر دیا،
ان لِل نے اُن کے ساتھ خوشی منائی، نپور (شہر) خوش تھا،
اس (اَن کی) نے سرحدیں مقرر کیں، انہیں سرحدی پتھروں کے ساتھ متعین کیا،
اَن کی نے انو ناکی کے لئے،
شہروں میں رہائش گاہیں بنائیں،
شہروں سے باہر ان کے لئے کھیت بنائے،

---

۱۲۴ ای اَنا۔ اُروک شہر میں اننا دیوی کے مندر کا نام اور اسی شہر میں اَنُو (اَن) دیوتا کا ارضی مسکن ۱۲۵ دُوموزی دیوتا سے مراد ہے ۱۲۶ سِن۔ چاند دیوتا کا نام۔ چاند دیوتا کا سومیریں کے ہاں ایک نام ننّا تھا۔ اور یہی نام سومیریوں کے ہاں زیادہ مقبول و مشہور تھا۔ اسی مصرعے میں 'داماد' دراصل دُوموزی کو کہا گیا ہے۔ ۱۲۷ ملکہ۔ یعنی اننا دیوی ۱۲۸ کُلاب۔ اُروک شہر کا ایک مضافاتی علاقہ۔ ۱۲۹ اُش اُم گل۔ اژدہے نما ایک اساطیری مخلوق۔ اس کے مجسمے بنا کر مندروں میں رکھے جاتے تھے۔ ۱۳۰ گھر سے مراد ہے مندر۔ سومیری اپنے مندر کو 'گھر' کہتے تھے۔

سورما[۱۳۱] ! سانڈ[۱۳۲] ! جو حشور[۱۳۳] (جنگل) سے باہر آتا ہے، جو شیر (کی طرح) دھاڑتا ہے ،

دلیر اُتُو[۱۳۴] ! سانڈ ! جو بے خوف کھڑا ہوتا ہے، جو فخریہ (اپنی) قوت کا مظاہرہ کرتا ہے،

عظیم شہر کا باپ، وہ جگہ جہاں سورج طلوع ہوتا ہے، مقدس 'اَن' (دیوتا) کا نقیب،

منصف! دیوتاؤں کے فیصلے کرنے والا ،

جس کی داڑھی لاجورد کی ہے، جو مقدس آسمان سے آگے آتا ہے، ...... آسمان ،

اُتُو، ننگل[۱۳۵] (دیوی) کے ہاں جنم لینے والے بیٹے (کو) ،

'اَن کی' نے پوری کائنات[۱۳۶] کا نگران مقرر کیا ،

اس[۱۳۷] نے تگمت[۱۳۸] کپڑا بنا ،

'اَن کی' نے وہ مکمل کیا، جو عورت کا کام ہے[۱۳۹] ،

'اَن کی' کے لئے لوگ ...... پرستاک ...... ،

محل کا مکٹ، بادشاہ کا بڑا زیور ،

اُتُو[۱۴۰] قابلِ اعتماد خاتون، مسرور و شاداں (اُتُو کو)

ف۱۳۱۔ اُتُو (سورج) دیوتا کی طرف اشارہ ہے ف۱۳۲ سانڈ۔ اُتُو دیوتا کو کہا گیا ہے ف۱۳۳ حشور۔ کسی طرح کا جنگل۔ ف۱۳۴۔ اُتُو۔ سورج دیوتا کا نام۔ ف۱۳۵ ننگل:۔ چاند دیوتا ننّا (سِن) کی بیوی اور اِنَنّا دیوی اور سورج دیوتا 'اُتُو' کی ماں۔ اِنَنّا اور 'اُتُو' بہن بھائی تھے ف۱۳۶۔ کائنات:۔ سومیریوں کی کائنات 'آسمان (اَن) اور زمین (کی) پر مشتمل تھی۔ ف۱۳۷ اس سے مراد۔ 'اَن کی' دیوتا نے ف۱۳۸ تگمت۔ کسی طرح کا کپڑا۔ ف۱۳۹ عورت کا کام۔ کپڑا بننے کا کام (بافندگی) سے مراد ہے اس مصرعے سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ سومیریوں کے ہاں کپڑا بننے کی صنعت اگر سو فی صد نہیں تو عام طور پر عورتوں سے مخصوص تھی ف۱۴۰ اُتُو۔ لباس کی دیوی کا نام۔ ایک بات ذہن میں رہے کہ اُتُو دیوی اور 'اُتُو' دیوتا کے ہجوں میں بس ذرا سا ہی فرق ہے۔

'اَن کی' نے ان کا نگران بنایا۔
تب وہ[۱۴۱] اپنے آپ، عصائے شاہی چھوڑ کر
خاتون، ..... ، کنواری اِنّنا عصائے شاہی چھوڑ کر،
اِنّنا، (اپنے آپ) 'اَن کی' کے پاس،
گھر میں داخل ہوتی ہے (اور) عاجزی سے روتی ہوئی شکایت کرتی ہے،
"عظیم دیوتاؤں 'انوناکی' کی تقدیر،
'اَن لِل' نے مضبوطی کے ساتھ تیرے ہاتھ میں تھمادی ہے،
مجھ عورت سے تو مختلف سلوک کیوں روا رکھتا ہے؟[۱۴۲]
میں پاک اِنّنا — (میرے) اختیارات کہاں ہیں؟
اَن لِل کی بہن اُرورُو[۱۴۳]
نِن تُو[۱۴۴]، ملکہ کوہسار،
اس کو اس کے لئے حکمرانی کا مقدس ..... مل گیا ہے،
اس کو اس کے لئے ..... (اور) پیالے مل گئے ہیں،
اس کو اس کے لئے لاجورد کا جڑاؤ 'سلا'[۱۴۵] مل گیا ہے،

ح[۱۴۱] وہ یعنی اِنّنا دیوی۔ ح[۱۴۲] یہاں سے اِنّنا دیوی 'اَن کی' دیوتا سے اپنی طویل شکایت کا آغاز کر رہی ہے۔ وہ مختلف دیویوں کا نام لے کر شکایت کناں ہے کہ انہیں تو 'اَن کی' دیوتا نے بہت کچھ اختیارات دیئے ہیں مگر اس (اِنّنا) کو ہر اختیار سے محروم رکھا ہے۔ ح[۱۴۳]، ح[۱۴۴] اُرورُو، نِن تُو۔ یہ دونوں دیویاں مادرِ عظیم نِن ہُرسَگ دیوی کا مختلف روپ تھیں اور اُرورُو اور نِن تو نِن ہُرسَگ دیوی کے ہی مختلف نام تھے۔ ح[۱۴۵] سلا — کوئی برتن۔ ح[۱۴۶] 'الا' — کوئی برتن۔

اس کو اس کے لئے مقدس ——— پاک 'الا'[146] مل گیا ہے،
وہ ملک کی دایہ[147] بن گئی ہے،
تو نے اس کے ہاتھ میں نومولود بادشاہ کو دے دیا ہے، پیدا ہونے والے بادشاہ (کو)،
میری بہن، مقدس نن ایستا،[148]
اس کو اس کے لئے تابندہ 'اُزول'[149] مل گیا ہے (وہ) 'ان' (دیوتا) کی مقدس طوائف[150] بن گئی ہے۔
وہ 'ان' دیوتا کے نزدیک رہنے لگی ہے، اس کی آواز سے آسمان معمور ہو جاتا ہے،
میری بہن، پاک نن اِنگ[151]!
اس کو اس کے لئے سونے کی چھینی (اور) چاندی کا ہتھوڑا مل گیا ہے،
وہ[152] ملک کی دعات گر بن گئی ہے،
پیدا ہونے والے بادشاہ (کو) جو پائیدار تاج پہنتا ہے،

ح۱۴۷ مطلب یہ کہ 'ان کی' دیوتا نے نن تو (ارورو) دیوی کو زچگی اور اناگیری (کھلائی) کے فرائض سونپ دیئے ح۱۴۸ نن ایستا (ننی سنا)۔ اس دیوی کا ایک نام نن ان سنا بھی تھا۔ یہ اِنّا کی بہن اور ایسن نامی شہر کی سرپرست دیوی تھی۔ 'کالے سروالوں' یعنی انسانوں کی عظیم طبیب یا معالج تھی۔ دواؤں اور شفا کی دیوی تھی ح۱۴۹ 'اُگز'۔ ؟۔ ح۱۵۰ 'مقدس طوائف'۔ سومیر میں زرخیزی فراوانی اور خوشحالی کے سلسلے میں ایک خصوصی مذہبی رسم منائی جاتی تھی۔ اس کی رو سے بادشاہ وقت اور ایک مخصوص و منتخب پجارن کی شادی ہوتی تھی۔ اس موسم میں بادشاہ کو دُموزی دیوتا اور پجارن کو اِنّا دیوی کی نمائندہ خیال کیا جاتا تھا۔ یہ 'مقدس شادی' کہلاتی تھی۔ غالباً اسی پجارن کو یہاں 'مقدس طوائف' (مقدس پجارن) کہا گیا ہے۔ اس 'مقدس شادی' کے بارے میں تفصیل اسی کتاب میں 'رومانی و جنسی شاعری' کے باب میں دی گئی ہے۔ ح۱۵۱ نن اِنگ۔ استاد دیوی کی بہن۔ دعات گری کی دیوی۔ ح۱۵۲ وہ۔ نن اِنگ سے مراد ہے۔

پیدا ہونے والے بادشاہ (کو) جو سر پر تاج پہنتا ہے، تو نے اس کے حوالے کر دیا ہے،

وہ میری بہن، پاک نِدابا،[۱۵۲]

اس کو اس کے لیے پیمائش کی چھڑی مل گئی ہے،

اس (نِدابا) نے پیمائش کی لاجوردی 'رسّی' اپنے بازو پر باندھ لی ہے،

وہ تمام 'می' کا اعلان کرتی ہے،

سرحدیں مقرر کرتی ہے، سرحدوں کی حد بندی کرتی ہے —— (وہ) ملک[۱۵۳] کی منشی بن گئی ہے،

تو نے اس کے ہاتھوں میں خوراک سونپ دی ہے،

'ان شی' ، خاتون ، بادشاہ — مقدس — اس کے پاؤں پر پڑتا ہے،

وہ سمندری مچھلیوں کی نگران بن گئی ہے،

مچھلیاں، خوش مزہ (اور) ......،

وہ اپنے آپ اَن لِل کو پیش کرتی ہے،

مجھ عورت سے، تو مختلف سلوک کیوں روا رکھتا ہے؟

میں، پاک اِنّنا، میرے اختیارات کہاں ہیں؟[۱۵۴]"

...... اس کا ......،

"اَن لِل (سے) ......،[۱۵۵]

---

[۱۵۲] نِدابا (نی دابا)۔ ریاضی (حساب کتاب)، تحریر، عقل و دانش اور اناج کی دیوی۔ [۱۵۳] ملک سے مراد سومیری ملک ہے۔ [۱۵۴] یہاں اِنّنا دیوی کی شکایت ختم ہوتی ہے اس کے بعد متن کے اصل سومیری عبارت میں ضائع ہو چکے ہیں۔ [۱۵۵] یہاں سے اَن کی 'دیوتا' اِنّنا کو تشفی آمیز جواب دینا شروع کرتا ہے۔ وہ اِنّنا کو سمجھانے کے لیے بھی تو بہت سارے خصوصی اختیارات حاصل ہیں، اُن کی 'ان اختیارات کے نام گنواتا ہے۔

تیرے لئے ...... آراستہ کیا ہے ،

تو وہاں پوشاک پہنتی ہے، 'نوجوان (لڑکے) کی قوت،

تو نے 'نوجوان لڑکے' کے کہے ہوئے الفاظ کو استحکام بخشا ہے،

تو نے آنکس، عصا اور عصائے گلہ بانی سنبھال لیا ہے،

کنواری اِنّنا! اب ہم تجھے اور کیا دیں ؟

لڑائیاں اور حملے ــ تو ان کے استعاروں کا جواب دیتی ہے،

تو سیدھے دھاگے کو بل دے دیتی ہے،

کنواری اِنّنا! تو بل کھاتے ہوئے دھاگے کو سیدھا کر دیتی ہے ،

تو نے پوشاکیں بنائی ہیں، تو پوشاکیں پہنتی ہے،

تو نے 'تنگ' کپڑا بنا ہے، تو نے تکلے سے بنا ہے ،

اپنے ...... میں تو نے کئی رنگوں والے ...... دھاگے کو رنگا ہے ،

اِنّنا تو نے ...... ہے،

اِنّنا تو نے ناقابل تباہ (چیز) کو تباہ کیا ہے، تو نے لافانی کو فنا کیا ہے،

تو نے 'نالہ و شیون کی ڈھولکی' سے ...... کو خاموش کر دیا ہے،

کنواری اِنّنا تو نے 'تِگی' حمد[158] اور 'اداب' حمد[159] کو ان کے گھر لوٹا دیا ہے،

تو جس کے مداح (تجھے ؟) دیکھتے ہوئے نہیں تھکتے،

کنواری اِنّنا! تو جو دور کے کونوں سے، باندھنے والے رسوں سے ناواقف ہے،

ف ۱۵۷ - آرایو ــ کوئی پرندہ - ف ۱۵۸ 'تِگی' حمد (تی گی) - بربط (چنگ لائر) کے ساتھ گائی جانے والی حمد کو سومیری تِگی (تی گی) حمد کہتے تھے - ف ۱۵۹ 'اداب' (آدب) حمد - یہ حمد بھی کسی ساز کے ساتھ گائی جاتی تھی مگر اس ساز کا نام پتہ نہیں چل سکا۔

دیکھو، طغیانی آگئی ہے، ملک کی حالت پھر سے سنور گئی ہے،

دان بل' کی طغیانی آگئی ہے، ملک کی حالت پھر سے سنور گئی ہے[14]"

تہذیبی عناصر کی منتقلی

تحریری لحاظ سے کوئی چار ہزار برس قدیم سومیریوں کی اس خوبصورت اور دلکش اسطورہ کا مرکزی نکتہ یہ ہے کہ انتا دیوی عقل و دانش کے دیوتا' ان کی' سے وہ اصول وضوابط اور عناصر کس طرح اپنے شہر اُروک لے گئی تھی جو 'کائنات' کے نظم وضبط کے ضامن اور تہذیب انسانی کی بنیاد اور اصل تھے۔

اہمیت

اِنتا اور ان کی دیوتا کی یہ نظم کئی لحاظ سے خصوصی اہمیت کی حامل ہے۔ یہ وہ نظم ہے جو تاریخ انسانی میں تہذیبی تجزیئے کی پہلی تحریری کوشش پر مبنی ہے تہذیبی تاریخ وارتقار کے مطالعہ کے نقطۂ نظر سے یہ کہانی اس لحاظ سے انتہائی اہم ہے کہ اس میں ایک سو سے زائد ایسے مقدس یا آسمانی اصول وضوابط اور تہذیبی عناصر (می) کا ذکر ہے جو سومیری مفکروں اور منشیوں کے تجزیئے کے مطابق سومیریوں کی تہذیبی کامرانیوں اور ترقیوں کے نگران اور بنیاد تھے، ان مفکروں کے خیال میں یہ تہذیبی اصول وعناصر ان کے تہذیبی ڈھانچے کا احاطہ کرتے تھے۔ وہ ان اصولوں اور تہذیبی عناصر کو 'می' کہتے تھے۔

بہرکیف 'می' دراصل سومیری مفکروں کے نزدیک وہ مقدس یا آسمانی ضابطے اور تہذیبی عناصر تھے جو نوع انسانی کو نظم وضبط کے دائرے میں رکھتے تھے۔ آفرینش کے وقت سے ہی سومیری کائنات (آسمان اور زمین) کے نظم وضبط کے ضامن تھے، یہاں کا نظام، انتظام انصرام انہی کے تحت جاری وساری تھا اور یہی تہذیب کی بنیاد تھے۔

بشریاتی (ANTHROPOLOGICAL) لحاظ سے اس کہانی کی یوں بھی

---

[14] اس کے بعد کے انیس مصرعے ضائع ہو چکے ہیں۔

بہت اہمیت بنتی ہے کہ اس نظم کے خالق نے یہ ضروری اور مناسب جانا کہ وہ اپنی اس تخلیق میں مذکورہ اصول و ضوابط اور تہذیبی عناصر یعنی 'می' کی مکمل فہرست درج کر دے اور اپنے نظریے یا فکر کے مطابق تہذیب کو ان ایک سو سے زائد تہذیبی خصوصیات یا عناصر اور رجحانات میں تقسیم کر دے جن کا تعلق انسان کے سیاسی، مذہبی اور سماجی اداروں، فنون اور پیشوں، موسیقی اور آلاتِ موسیقی اور انسان کے مختلف ذہنی، جذباتی اور سماجی رویوں اور نمونوں سے تھا۔ چنانچہ ان 'می' یعنی مقدس اصول و ضوابط اور تہذیبی عناصر میں مختلف انسانی اداروں، پجاریوں کے عہدوں، مختلف اشیاء، مذہبی رسوم (ریت) کے لوازمات انسان کے ذہنی اور جذباتی رویوں اور مختلف عقائد و اصولوں کو شامل کیا گیا ہے۔ یہ اصول و تہذیبی عناصر اس کہانی میں چار مرتبہ لکھے گئے ہیں مگر ان میں سے صرف ارسٹھ پڑھے اور سمجھے جا سکے ہیں۔ اِنَنّا دیوی یہی 'می' (تہذیبی ضوابط و عناصر) اُن کی 'دیوتا' سے اپنے شہر اُرُوک لے گئی تھی۔ ان میں یہ 'می' شامل تھے۔ ملکیت یا حکومت، الوہیت، رفیع الدرجات اور پائیدار تاج، تختِ شاہی، ——— بلند مرتبت عصا، رفیع الدرجات قربان گاہ، گلہ بانی، بادشاہت، پجاریوں کے مختلف عہدے، سچائی، ظلمات کو روانگی، ظلمات سے واپسی، ظلم، سیلاب، جنسی فعل، عصمت فروشی، توہین آمیز زبان، راستباز زبان، فن، ایوانِ مقدس، خاتونِ فلک، موسیقی، بزرگی، دلیری، قوت، دشمنی، بے لاگ پن، شہروں کی تباہی، نوحہ، قلبی مسرت، جھوٹ، باغی ملک، نیکی، عدل، کارچوب، دھات گرمشی، کاریگر، چرم ساز، معمار، ٹوکریاں بننے والا، دانائی اور فہم، پاکیزگی، خوف، شور و غوغا، روشن کرنے والا شعلہ، جلا ڈالنے والا شعلہ، افسردگی (تھکاوٹ؟)، نعرۂ کامرانی، مشورہ، دکھی دل، فیصلہ، رائے، فراوانی اور آلاتِ موسیقی۔

پلاٹ

یہ کہانی موجودہ صورت میں اب سے کوئی چار ہزار برس پہلے لکھی گئی تھی، تاہم اس میں پیش کردہ تصورات یقیناً اسے سپردِ قلم کرنے سے بھی صدیوں

پہلے سے ہی سومیر میں چلے آ رہے تھے اس منظوم کہانی میں بتایا گیا ہے کہ محبت و جنس کی دیوی اور ملکہ فلک 'اننا' انائی اور زیرکی کے دیوتا 'اَن کی' کو کس طرح چکمہ دے کر مقدس تہذیبی ضابطے اور عناصر یعنی 'می' اریدو شہر سے اپنے شہر اُروک لانے میں کامیاب رہی۔ اریدو 'اَن کی' دیوتا کا شہر تھا۔ اور آسمان کی ملکہ اِننا اُروک شہر کی سرپرست اور مربی دیوی تھی۔ وہ اپنے شہر کی فلاح و بہبود اور خوشحالی میں اضافہ کرنا چاہتی تھی۔ اسے سومیری تہذیب کا مرکز بنانا چاہتی تھی اور اپنے نام کی سربلندی اور شہرت کی خواہاں تھی اس مقصد کے لئے ضروری تھا کہ وہ مقدس اصول و عناصر (می) اُروک منتقل کرالئے جائیں جو تہذیب کے لئے بنیاد کا کام دیتے تھے 'اَن کی' دیوتا ان 'می' کا انچارج و نگران تھا۔ وہ سومیری شہر اریدو کا سرپرست اور مربی تھا اور وہاں پانیوں کی گہرائی (اَب زُو) میں رہتا تھا۔ اس کا یہ آبی مسکن 'اَب زُو' (قعر بحر۔ آبی گہراؤ) کہلاتا تھا اِننا کو معلوم تھا کہ اگر وہ کسی بھی جائز و ناجائز طریقے سے یہ مقدس 'می' اپنے شہر اُروک لانے میں کامیاب ہو گئی تو نہ صرف اُروک کی عظمت بلکہ خود اس کی اپنی رفعت و شہرت کی ہمسری کوئی نہیں کر سکے گا۔ چنانچہ اِننا 'اَن کی' سے ملنے کے لیے اریدو روانہ ہو گئی تاکہ بہر طور وہ مقدس 'می' 'اَن کی' سے حاصل کر کے اُروک لے آئے، وہ اریدو میں اَن کی کے مسکن 'اَب زو' پہنچی۔

اِننا کی دلربائی

'اَن کی' اس کے حسن و دلربائی سے متاثر ہو گیا۔ اس نے اپنے ایلچی اور مشیر اِسی مُد کو بلا کر ہدایت کی کہ وہ اِننا کو مکھن، جو کی روٹی، ٹھنڈا پانی اور شراب پیش کرے۔ اور اسے خوش آمدید کہے۔ اِسی مُد نے اس کی ہدایت پر پورا پورا عمل کیا۔ اِننا اور 'اَن کی' نے کھایا پیا اور جب ان کے دل شراب سے مسرور ہو گئے تو اَن کی نے عالم سرور میں اِننا سے کہا کہ وہ اسے مقدس ضابطے (می) تحفے میں دے دیگا چنانچہ ان کی نے بیک وقت کئی کئی 'می' اِننا کو دینے شروع کر دیئے۔ اس طرح اس نے ایک سو سے زیادہ 'می' اِننا کو سونپ دیئے۔ مدہوشی 'ان کی' سے یہ ضابطے اور تہذیبی عناصر

پاکر اِنّنا بے حد خوش ہوئی۔ پھر اس نے یہ سب 'می' اپنے 'سفینۂ فلک' (آسمانی کشتی) پہ بار کر لیے اور یہ انمول خزینہ لے کر اپنے شہر اُرُوک کی طرف روانہ ہو گئی۔ ادھر جب 'اِن کی' دیوتا کا خمار اور دعوت کا سرور اترا تو اسے احساس ہوا کہ یہ 'می' تو اپنی مقررہ جگہ پہ باقی نہیں رہے

مدہوش اِن کی اور اِنّنا کا سفینۂ فلک

'اِن کی' نے 'اِسی مُد' سے پوچھا۔ اس نے بتایا کہ اس نے خود ہی تو 'می' اپنی 'بیٹی' اِنّنا کے حوالے کر دیے تھے۔ اِن کی سخت پریشان ہوا اور اپنی اس فیاضی پہ پچھتانے لگا۔ اس نے اِنّنا کی 'کشتیِ فلک' کسی بھی قیمت پہ اُرُوک نہ پہنچنے دینے کا فیصلہ کر لیا چنانچہ اس نے سمندری عفریتوں کے ساتھ اپنے ایلچی 'اِسی مُد' کو یہ حکم لے کر اِنّنا اور اس کی کشتی کے تعاقب میں دوڑا دیا کہ اریدو شہر کے 'اَب زُو' (زمین اور سمندر کے نیچے کا شیریں پانیوں کا سمندر۔ آبی گہراؤ) اور اُرُوک کے درمیان جو سات پڑاؤ آتے ہیں۔ ان میں سے پہلے ہی مقام پہ 'سفینۂ فلک' کو اِنّنا سے چھین لیں مگر اِنّنا کو اُرُوک کی طرف پیدل ہی چلا جانے دیا جائے۔ اِسی مُد نے اِنّنا اور اس کی آسمانی کشتی کو جا لیا۔ اس نے اِنّنا کو مطلع کیا کہ اِن کی دیوتا نے اپنا ارادہ تبدیل کر لیا ہے اور یہ کہ وہ خود تو اُرُوک جا سکتی ہے مگر 'می' اور کشتی کو آگے نہیں جانے دیا جائے گا۔ بلکہ یہ واپس اریدو لے جائے جائیں گے۔ اِنّنا نے 'اِن کی' پہ اپنا وعدہ اور حلف توڑنے کا الزام لگایا اور اپنے مشیر اور ایلچی 'نِن شُوبُر' (دیوتا) سے مدد طلب کی۔ نِن شُوبُر (نِن شُوابُر) نے اِنّنا اور اس کی کشتی کو 'اِسی مُد' اور اس کے ساتھی سمندری عفریتوں سے نجات دلائی۔ مگر 'اِن کی' اپنے بدلے ہوئے فیصلے پہ مصر رہا اور مقدس 'می' سے لدی ہوئی کشتی کو واپس لانے کے لیے 'اِسی مُد' اور عفریتوں کو اریدو اور اُرُوک کے درمیان آنے والے قیام کرنے کے ساتوں مقامات پہ بار بار بھیجتا رہا۔ مگر ہر مرتبہ نِن شُوبُر اپنی ملکہ (اِنّنا) کی مدد کیلئے آگے آتا رہا۔ یوں وہ کشتی اُرُوک کی جانب رواں دواں ہی رہی۔ بالآخر اِنّنا مقدس 'می' اور اپنی کشتی سمیت اُرُوک پہنچ ہی گئی۔ اُرُوک کے شہریوں نے اپنی ملکہ دیوی کی کامیاب

واپسی پر بھرپور خوشیاں منائیں اور اننا نے مقدس می (ایک ایک کرکے) کشتی سے اتارے۔

تہذیبی عناصر کی منتقلی

یہاں اس کہانی کے کچھ حصے دیئے جاتے ہیں۔ جب اننا مقدس می کے حصول کی خاطر اریدو شہر کے 'ابزو' پہنچی تو اس کی دلکشی و جاذبیت سے متاثر ہو کر ان کی دیوتا نے اپنے پیامبر 'اسی مُد' کو ہدایت کی:

"میرے قاصد اسی مُد اِدھر آ، میری ہدایات سن،
میں تجھے ہدایت دوں گا، میری ہدایت سن،
دوشیزہ اکیلی ابزو آ رہی ہے،
اننا اکیلی ابزو آ رہی ہے،
دوشیزہ کو اریدو کے ابزو میں سے آ،
اننا کو اریدو کے ابزو میں سے آ،

---

1. ابزو: اریدو کے 'ابزو' سے مراد ہے اریدو شہر میں اَنکی دیوتا کا سمندری مندر۔ اس طرح گویا 'ابزو' اَنکی دیوتا کے مندر کا نام بھی تھا۔ سومیری سمندری گہرائی یا عمق کو بھی 'ابزو' کہتے تھے۔ یہی سومیری لفظ 'ابزو' انگریزی میں 'ABYSS' کی شکل میں موجود ہے۔ سومیری لفظ ابزو زیر زمین پانیوں کے معنی دیتا تھا۔ 'اَنکی' انہی پانیوں کا دیوتا اور حکمران تھا۔ سومیریوں کے نزدیک زمین اور اس کے سمندر کے نیچے ایک اور سمندر تھا جسے وہ 'ابزو' کہتے تھے۔ زمین کے اوپر کے سمندر کا پانی تو کھاری ہے مگر زمین کے نیچے واقع اس سومیری سمندر 'ابزو' کا پانی میٹھا تھا۔ سومیری نظریئے کے مطابق یہ دونوں یعنی کھاری اور میٹھے پانیوں کے سمندر الگ الگ تھے۔ کھاری پانی کے سمندر کی تہ ان دونوں سمندروں کے باہم مل جانے میں مانع تھی۔ سومیریوں کا خیال تھا کہ شیریں پانیوں (باقی اگلے صفحہ پر)

اسے بجو کی روٹی کھانے کو دے،
اس کے لئے فرحت بخش ٹھنڈا پانی انڈیل،
"شیر کے چہرے"[2] میں شراب ڈال کر اسے پینے کے لئے دے،
اس کے لئے ...... ، اس کے لئے ...... تیار کر،
مقدس میز پر، آسمانی میز پر،
اِنَنّا کو خوش آمدید کہہ[3]"
"اپنے نام کی تاثیر کی قسم، اپنے نام کی تاثیر کی قسم[4]
اپنی بیٹی مقدس اِنَنّا کو میں مقدس ضابطے پیش کر دوں گا،
...ت، الوہیت، رفیع الدرجات تاج اور تخت شاہی"
مقدس اِنَنّا نے یہ سب لے لئے!
"اپنے نام کی تاثیر کی قسم، اپنے نام کی تاثیر کی قسم،
اپنی بیٹی مقدس اِنَنّا کو میں مقدس ضابطے پیش کر دوں گا،
ارفع عصائے شاہی، ارفع قربان گاہ، گلہ بانی، بادشاہت!"
مقدس اِنَنّا نے یہ سب لے لئے۔
"اپنے نام کی تاثیر کی قسم، اپنے نام کی تاثیر کی قسم،

کا یہی سمندر 'آب زو' تمام میٹھے پانیوں کا سرچشمہ تھا۔ ان کے نزدیک دریا اسی زیرِ زمین سمندر 'آب زو' سے نکلتے تھے۔ اور کنوئیں اور چشمے، خواہ وہ قدرتی ہوتے یا مصنوعی، ان کے سوراخ اسی 'آب زو' تک پہنچتے تھے۔ اکادی اور بابلی وغیرہ 'آب زو' کو 'اپسو' (ابسو) کہتے تھے۔ [2] 'شیر کے چہرے' سے مراد غالباً شیر کے چہرے نما جام سے ہے۔ [3] اسی مصنے' ان کی ' کے حکم کی تعمیل کی۔ [4] اِنَنّا کے ساتھ کھانے پینے کے بعد شراب کے نشے میں ڈوبا ہوا 'ان کی' دیوتا بولا۔

اپنی بیٹی، پیاری اِنَنّا کو میں مقدس ضابطے پیش کروں گا۔
کارچوبی، دھات گری، تحریر، آلات سازی، چرم سازی، ...... تعمیر، نوکری
جانے کا فن!"

مقدس اِنَنّا نے یہ لے لئے۔

بادشاہ اَن کی اپنے قاصد اِسی مُد کو بلاتا ہے،
اَن کی آسمان کے "اچھے نام" کو ہدایت دیتا ہے۔[2]
"میرے قاصد اِسی مُد، میرے آسمان کے اچھے نام"
"میرے بادشاہ اَن کی! میں یہاں موجود ہوں! (تیری) دائمی ستائش ہو۔[3]
یہ کشتیِ فلک اب کہاں پہنچی ہے[4]؟"
"ایدل (نامی) گھاٹ پر پہنچی ہے"
"جا اور عفریتوں کی مدد سے اس پر قبضہ کر لے۔[5]"
"اے میری ملکہ! تیرے باپ (اَن کی) نے مجھے بھیجا ہے"[6]
اے اِنَنّا! تیرے باپ نے مجھے بھیجا ہے،
تیرا باپ، جس کی بات بالا ہے،
اَن کی، جس کا حکم ارفع ہے،

---

[1] "آسمان کے اچھے نام"۔ اِسی مُد کو کہا گیا ہے۔ [2] خمار اتر جانے کے بعد جب اَن کی کو یہ احساس ہوا کہ مقدس ضابطے اپنی جگہ پر موجود نہیں ہیں تو اس نے "اِسی مُد" کو طلب کر کے حکم دیا کہ وہ سمندری عفریتوں کو ساتھ لے جا کر ضابطے واپس چھین لائے۔ [3] اَن کی کے طلب کرنے پر اس کا قاصد اِسی مُد جواب دیتا ہے۔ [4] اَن کی "دیوتا" نے "اِسی مُد" سے اس کشتی کے بارے میں پوچھا جس پر وہ مقدس ضابطے لاد کر لے جا رہی تھی۔ [5] "اِسی مُد" نے عفریتوں کی مدد سے کشتی کو جالیا اور اِنَنّا سے کہا۔

اس کے عظیم احکام پر عمل کرنا ہوگا۔"

مقدس اِننّا اسے جواب دیتی ہے،

میرے باپ (اَن کی) اس نے تجھ سے کیا بات کی ہے، اس نے تجھ سے کیا کہا ہے؟

اس کے عظیم احکام کیا ہیں جن پر عمل کرنا ہوگا؟"

میرے بادشاہ نے مجھ سے کہا ہے،

اَن کی نے مجھ سے کہا ہے،

اِننّا کو اروک جانے دینا،

مگر 'سفینۂ فلک' کو میرے پاس اریدو واپس لے آنا۔"

مقدس اِننّا قاصد اسی مدّ سے کہتی ہے،

"میرے باپ نے مجھے دیا ہوا اپنا قول کیوں بدل ڈالا ہے؟

اس نے مجھ سے کیا ہوا اپنا مقدس وعدہ کیوں توڑ ڈالا ہے؟

اس نے مجھ سے کہے ہوئے اپنے عظیم الفاظ کیوں آلودہ کئے ہیں؟

میرے باپ (اَن کی) نے مجھ سے جھوٹ بولا، مجھ سے جھوٹ بولا،

اس نے اپنے نام کی تاثیر کی جھوٹی قسم کھائی،' اَب زُو کے نام کی قسم!"

اس (اِننّا) نے ابھی یہ لفظ کہے تھے،

(کہ) سمندری عفریتوں نے کشتیٔ فلک پر قبضہ کر لیا۔

اِننّا اپنے قاصد ننشوبُر سے کہتی ہے،

"اِننّا کے میرے سچے قاصد آ،

موزوں الفاظ کے میرے قاصد،

صحیح بات کے میرے قاصد،

جس کا ہاتھ کبھی نہیں لرزتا، جس کا پاؤں کبھی نہیں ڈگمگاتا،

"کشتی فلک" اور اننا کو دیئے جانے والے مقدس ضابطوں کی حفاظت کر۔"[ھ۲]

انسان کی تخلیق

سومیری ادبیات میں کوئی ڈیڑھ سو مصرعوں پر مشتمل اس اسطورہ کو ایک خاص مقام حاصل ہے جو انسان کی تخلیق کے بارے میں ہے۔ سومیریوں کی اس دلچسپ اور اہم ادبی تخلیق کو اس وقت تک پوری نہیں سمجھا جا سکتا تا وقتیکہ اسی نظم کی مکمل اور بہتر حالت میں مزید نقل یا نقول دستیاب نہ ہو جائیں۔ موجودہ نظم کی عبارت لوح پہ ہے جا بجا ٹوٹ پھوٹ چکی ہے اور ناقابلِ فہم بھی ہے۔ پھر یہ جس حال میں بھی ہے اسے پوری طرح سمجھنے میں ماہرین کو ایک بڑی مشکل یہ درپیش رہی کہ نظم میں بہت سے الفاظ ایسے ہیں جن سے ماہرین کو اس نظم کی نشاندہی اور اس کے ترجمے کے وقت تک پورے سومیری ادب میں پہلی بار واسطہ پڑا ہے۔ یوں یہ الفاظ ان کے لئے اجنبی بھی تھے اور ان کا پہلی بار ہی سمجھ لینا کچھ ایسا سہل بھی نہیں تھا۔ ان سب وجوہ کی بنا پر اس اسطورہ کا ترجمہ کسی بھی زبان میں، ابتدائی اور نامکمل ہی سمجھا جانا چاہیئے

اتنا بہر حال ضرور ہے کہ اس اساطیری ادب پارے سے انسان کی تخلیق کے بارے میں سات ھے پانچ ہزار برس پہلے کے سومیری تصورات اور نظریات پر بہت حد تک روشنی ضرور پڑ جاتی ہے۔ نہ صرف یہ بلکہ اس اسطورہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ سومیری دانشور معاشرے میں ناکارہ اور معذور افراد کی قدرتی تخلیق کے بارے میں ضرور سوچتے تھے اور وہ اس اہم سماجی مسئلے کا حل بھی ڈھونڈ نکالنے کی فکری کوشش کرتے تھے کہ مخصوص قسم کے ناکارہ مردوں اور عورتوں کو معاشرے میں آخر کس طرح کھپایا جائے کہ وہ اپنا پیٹ آپ بھر سکیں۔ زیرِ نظر سومیری منظوم کہانی سے معلوم ہوتا ہے کہ سومیریوں کے خیال میں انسان

[ھ۲] ننشوبر نے اننا کے حکم پر کشتی اور مقدس ضابطوں اور تہذیبی عناصر کو سات بار بچایا اور پھر اننا یہ ضابطے لئے ہوئے اپنی کشتی سمیت اپنے شہر اُرُوک پہنچ گئی۔

کی تخلیق چکنی مٹی سے کی گئی تھی۔ اس چکنی مٹی سے جو زمین کے نیچے گہرے سمندر کی تہ کے اوپر تھی۔ مٹی سے انسان کی تخلیق کا یہ نظریہ دنیا میں سب سے قدیم ہے۔ یہی نظریہ کوئی ڈیڑھ دو ہزار برس بعد اسرائیلیوں کے ہاں اور ان کی بائبل (عہد نامہ قدیم) میں بھی ملتا ہے۔ سومیریوں کے کوئی ہزار سوا ہزار سال بعد بابلیوں کے ہاں تخلیق انسانی کے بارے میں جو ایک نظریہ ملتا ہے وہ مشہور عالم بابلی ادبی تخلیق "انوما الش" سے واضح ہے۔ اسے "داستان تخلیق" یا "رزمیہ تخلیق" کا عنوان دیا گیا ہے۔ موجودہ صورت میں یہ مسلسل سات الواح پر رقم ہے۔ تاہم اس کے مختلف حصوں پر مشتمل اور بھی بہت ساری الواح دستیاب ہو چکی ہیں۔ ان میں سے کوئی ایک بھی تین ہزار برس سے زیادہ قدیم نہیں گویا یہ تمام الواح پہلی ہزاری قبل مسیح کے بیچ میں لکھی گئی تھیں۔ تاہم اس بات میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے کہ کوئی گیارہ سو مصرعوں پر مشتمل یہ طویل نظم "قدیم بابلی دور" (دوسری ہزاری قبل مسیح کے ابتدائی حصے) یعنی اب سے چار اور پونے چار ہزار برس قبل کے دوران کسی وقت پہلی مرتبہ تخلیق کی گئی تھی۔ سات مسلسل الواح اور گیارہ سو مصرعوں پر مشتمل یہ بابلی نظم دو ابتدائی الفاظ "انوما الش" سے شروع ہوتی ہے بابلی زبان کے ان دو الفاظ "انوما الش" کے معنی ہیں "جب... اوپر" بہرحال انہی دو ابتدائی الفاظ کو لے کر ماہرین نے اس نظم کو "انوما الش" کا عنوان بھی دیا گیا —— بہرحال "انوما الش" میں تخلیق انسانی کے بارے میں بابلی نظریہ سومیریوں سے مختلف ہے۔ "انوما الش" کی رو سے اہل بابل کا خیال تھا کہ انسان کی تخلیق ایک شر پسند دیوتا "کنگو" کے خون سے کی گئی تھی اور کنگو کو اسی مقصد کے لئے قتل کیا گیا تھا —— سومیریوں کا خیال تھا کہ انسان کو اس لئے تخلیق کیا گیا کہ وہ دیوی دیوتاؤں کو اس محنت و مشقت سے نجات دلائے جو انہیں اپنی روزی کمانے کی خاطر اٹھانا پڑتی ہے۔ بابلیوں کے نزدیک انسان کی تخلیق کا بنیادی مقصد یہی تھا کہ دیوتاؤں کی خدمت بجا لائے اور انہیں حصول روزگار کی مشقت سے رستگاری دلائے۔ بائبل کی رو سے اسرائیلیوں کا خیال تھا کہ انسان کو پیدا کرنے کا مقصد یہ تھا کہ وہ تمام

جانوروں پر حکومت کرے۔

تخلیق انسان سے متعلق زیر نظر نظم کے دو بڑے کردار ہیں پانی اور عقل و دانش کا دیوتا 'اَن کی' اور مادر ارض (مادر عظیم) ننِ ہُرسَگ دیوی۔ تاہم اس کہانی میں ننِ ہُرسَگ کا صفتی نام ننِ مَخ' (عظیم المرتبت خاتون) آیا ہے۔ نظم کا آغاز اس وقت سے ہوتا ہے جب دنیا ابھی نئی نئی تھی:۔

"قدیم دنوں میں، ان دنوں میں جب آسمان کو زمین سے الگ کیا گیا،
قدیم راتوں میں، ان راتوں میں جب آسمان کو زمین سے الگ کیا گیا"

کہانی کے شروع میں دیوتاؤں کی ان مشکلات کا ذکر ہے جو انہیں اپنی روزی کے حصول میں پیش آئی تھیں۔ ان اوّلین دنوں میں روٹی کمانے اور اپنی بقا کے لئے دیوتاؤں کو خود کام کرنا پڑتا تھا۔ سب دیوتاؤں کو درانتیوں، کدالوں اور دوسرے زرعی آلات سے کام کرنا پڑتا تھا۔ انہیں نہریں کھودنے اور روٹی کمانے کے لئے ماتھے کا پسینہ بہانا پڑتا تھا۔ مگر وہ اس محنت و مشقت کی زندگی سے خوش نہ تھے انہیں اس سے نفرت تھی اور جب دیویاں بھی پیدا ہوگئیں تو ان کا کام اور بھی مشکل ہوگیا۔ عقل و دانش کا دیوتا 'اَن کی' دیوتاؤں کی اس مشکل کو آسان بنا سکتا تھا۔ مگر وہ اپنے ایوان میں گہری پر گہری نیند سویا ہوا تھا۔ کسی وقت آنکھ کھولتا ہی نہیں تھا۔ دیوتا اپنی مشقتوں سے پریشان ہو کر 'اَن کی' کے حضور پہنچے مگر وہ بدستور سویا ہوا تھا 'اَن کی' دیوتا کی ماں 'سمندری گہراؤ' اور 'اوّلین سمندر' کی دیوی 'نَمُّو' تھی۔ نَمُّو (اوّلین سمندر) نے دیوتاؤں کی شکایت سے اپنے زیرک بیٹے 'اَن کی' کو آگاہ کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ چنانچہ اس نے دیوتاؤں کے آنسو سمیٹے اور ان آنسوؤں کو لے کر نیندوں میں گم 'اَن کی' کے پاس آئی 'نَمُّو' نے ہی تمام دیوتاؤں کو جنم دیا تھا وہ خوابیدہ بیٹے سے مخاطب ہوئی۔

"میرے بیٹے! اپنے بستر سے اٹھ، اپنے .... سے،
اپنی ...... سے کوئی عقلمندی کا کام کر،
دیوتاؤں کے لئے خادم پیدا کر،

وہ (انسان) ان (دیوتاؤں) کے لیے روگنا پیدا کریں......"

ننمو کا بیٹا کے پاس جانے کا نہیں گیا۔ "اُن کی" جاگ اٹھا۔ اس نے اس صورت حال پر غور کیا، اور "اچھے اور اعلیٰ صناعوں کی رہنمائی کرتا ہوا آگے آیا"۔ اس نے اپنی ماں ننمو سے کہا:

"میری ماں! جس مخلوق کا تو نے نام لیا موجود ہے،
اس پر دیوتاؤں کا عکس ڈال،
'اَب زُو' کے اوپر کی مٹی کے دل کو گوندھ،
اچھے اور پسندیدہ صورت گر چکنی مٹی کو موٹا کریں گے،
تو (انسان کے) اعضاء بنا،
ننماخ تیرے اوپر کام کرے گی،[۲]
جاتے وقت زچگی کی دیویاں تیرے قریب ہوں گی،
میری ماں! اس (نومولود) کا نصیبہ مقرر کر،
نن ماخ اس کے اوپر دیوتاؤں کا عکس ڈالے گی[۳]
یہ 'انسان' ہوگا......"

"اُن کی" دیوتا کی ہدایت کے مطابق "ننمو" کو چکنی مٹی پیدا کرنا تھی۔ اس زچگی کے وقت نن ماخ نے دایہ بن کر ننمو کی مدد کی اور اس کام میں ہاتھ بٹانے کے لیے نن ماخ کے ساتھ زچگی کی آٹھ دیویاں بھی حاضر تھیں۔ اس طرح 'اَب زُو' کے اوپر کی مٹی پیدا ہوئی اور اسی سے انسان کی

---

[۱] اَب زُو - سمندری گہراؤ۔ سمت اشری [۲] دل سے مراد سومیری غالباً اس مٹی سے لیتے تھے جو زمین کے نیچے مگر سمندری تہ (اَب زُو) کے اوپر تھی۔ [۳] مطلب یہ کہ ننمو دیوی کو چکنی مٹی جننا تھی۔ اور اسی مقصد کی خاطر نن ماخ دیوی دایہ کے فرائض انجام دینے والی تھی۔ [۴] مطلب غالباً یہ کہ انسان دیوتاؤں کی شبیہ پر پیدا ہوگا۔

تخلیق ہوئی۔ تاہم اس مقام پر آ کر کہانی کا بے حد اہم حصہ اسی بری طرح ضائع ہو چکا ہے کہ وثوق سے نہیں بتایا جا سکتا کہ اس مٹی سے انسان کس طرح بنایا گیا تھا ——

ناکارہ افراد

آگے کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ اَن کی 'دیوتا اپنی ماں ننمُو' اور نن مخ دیوی کے، اعزاز میں دعوت دینے کی تیاریوں میں مصروف ہے یہ جشن غالباً تخلیق انسان کی خوشی میں منایا جا رہا تھا۔ تمام بڑے دیوی دیوتاؤں کو مدعو کیا گیا۔ سب نے اَن کی کی عقل و دانش کی جی بھر کے سراہا، اس محفل مسرت میں 'اَن کی' اور 'نن مخ' ضرورت سے زیادہ ہی شراب پی گئے حتیٰ کہ دونوں کو خاصا نشہ چڑھ گیا۔ مختلف سومیری کہانیوں کی رو سے جب اُن کے دیوی دیوتا زیادہ شراب پی جاتے تو ان سے کچھ غلط قسم کے کام بھی سرزد ہونے لگتے چنانچہ ایسا ہی اب بھی ہوا۔ دعوت ابھی جاری تھی کہ نشے میں سرشار نن مخ دیوی نے 'اَن کی' چیلنج کر دیا :۔

"اَن کی اور نن مخ زیادہ شراب پی گئے،

ان کے دل مسرور ہو گئے،

نن مخ نے اَن کی سے کہا :۔

'انسان کا جسم کتنا ہی اچھا ہو یا بُرا،

میرا دل کہتا ہے کہ میں اس (انسان) کا مقدر اچھا بھی بنا سکتی ہوں اور بُرا بھی!"

'اَن کی' اس کی شرارت آمیز اور ایک طرح مبارزت طلبی پر مبنی بات سمجھ گیا۔ اس نے فوراً نن مخ کا چیلنج قبول کر لیا :۔

"تیرے دماغ میں بہت کچھ (منصوبہ) ہے،

یہ اچھا ہو یا بُرا،

مگر میں اس کا توڑ کر دوں گا؟

اصل میں یہاں سو میری کہانی کا رمعاشرت کے ان افراد کا ذکر کرنا چاہتا ہے، جو جسمانی لحاظ سے ناکارہ اور معذور تھے جسمانی خصوصیات کے لحاظ سے وہ عام لوگوں سے ہٹ کر تھے اور اس طرح سماجی طور پہ معاشرے کے لئے ایک مسئلہ بہرحال تھے ننِ مَہ نے اس طرح کے چھ افراد بنائے جن میں کوئی نہ کوئی جسمانی نقص تھا۔ لیکن کہانی میں صرف آخری دو قابل فہم ہیں کہ ان میں کس قسم کا نقص تھا۔ ان میں سے ایک تو بانجھ عورت تھی اور دوسرا انسان 'لاجنس' یعنی مخنث تھا۔ ویسے بعض محققین نے ننِ مَہ، بیوی کے ان پیدا کردہ چھ ناقص افراد میں ایک اور کی بھی نشاندہی کی ہے اور وہ تھا ایسا شخص جو "اپنا پیشاب نہیں روک سکتا تھا" گویا اسے پیشاب کی بیماری لاحق تھی اسے دوسرے لفظوں میں غالباً یوں بھی کہا جا سکتا ہے کہ وہ بہت بوڑھا ہو گیا تھا۔ (پیشاب کا عارضہ عموماً زیادہ عمر میں ہی لاحق ہوتا ہے)۔ بہرحال باقی تین یا چار کا پتہ نہیں چل رہا کہ وہ کس قسم کے جسمانی نقائص یا معذوری کا شکار تھے۔ ننِ مَہ نے ان چھ معذور افراد کی تخلیق کر کے گویا 'اَن کی' دیوتا کی صلاحیت اور عقل و دانش کو چیلنج کر دیا کہ ان افراد کی تخلیق سے معاشرے میں جو مسائل اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ ان افراد کے لئے روزگار کا وسیلہ بنا کر، ان لوگوں کو کارآمد بنا کر ان مسائل کو حل کرے ——— بہرحال ننِ مَہ نے 'آب زو' کے اوپر کی مٹی لی، اور اپنی انگلیوں سے چھ ناکارہ مجسمے بنا ڈالے:۔

"......اس (ننِ مَہ) نے ایک عورت بنائی جو (بچے) نہیں جن سکتی تھی۔
اَن کی نے عورت کو دیکھا جو بچے نہیں جن سکتی تھی۔
اس کے مقسوم کا اعلان کر دیا، اس کے لئے حرم سرا میں متعین رہنا مقدر کر دیا،
اس (ننِ مَہ) نے وہ بنایا جس کا مردانہ عضو نہیں تھا جس کا زنانہ عضو نہیں تھا،
اَن کی نے اسے دیکھا،
جس کا مردانہ عضو نہیں تھا جس کا زنانہ عضو نہیں تھا،

وان کی اس نے اس کے لئے بادشاہ کے حضور متعین رہنا مقدر کر دیا؟

اس طرح "ان کی" دیوتا نے اپنی ذہانت سے تن مِ کے پیدا کئے۔ ایسے ناکارہ افراد کی معاشرے میں گزر بسر کے لئے کوئی نہ کوئی گنجائش نکال لی۔ جن کے متعلق "ن مِ" کا خیال تھا کہ وہ بھوکوں مریں گے۔ بانجھ عورت کو "ان کی" نے ملکہ اور مخنث کو بادشاہ کی خدمت پر مامور کر دیا اس طرح ان کی تقدیر متعین کر دی۔ اس طرح "ان کی" نے ثابت کر دیا کہ وہ تن مِ کی بہترین قدرت اور کارروائی کا بڑی صفائی سے ازالہ کر سکتا ہے۔ ن مِ نے چھ اقسام کے جو افراد تخلیق کئے تھے یقینی بات ہے کہ سومیری معاشرے میں ایسے ہی چھ مخصوص طبقات موجود ہوں گے جو باقی عام لوگوں سے کسی نہ کسی جسمانی نقص کی وجہ سے مختلف تھے اور اپنی اسی جسمانی معذوری کے سبب وہ معاشرے کے لئے مسئلہ بن گئے تھے۔

خوفناک بڑھاپا

اب "ان کی" کو شرارت سوجھی اس نے تجویز پیش کی کہ وہ اور ن مِ اپنی جگہ بدل لیں یعنی اب وہ ناقص انسان بنائے گا۔ اور ن مِ اسے پیش آمدہ معاشی مشکل کا حل تلاش کرے گی۔ اور اسے معاشرے میں کھپائے گی۔ "ان کی" نے جو پہلی کوشش کی اس کا تو پتہ نہیں چل رہا کیونکہ اس جگہ اگر اصل متن ایک بار پھر ناقص ہو گیا ہے تاہم اس کا "دوسرا کارنامہ" واضح ہے۔ اس نے ایک انسان بنایا جس کا نام "اُدمُو اَل" تھا۔ "اُدمُو اَل" کے معنی ہیں۔ "میرا دن بہت دور ہے۔" یہ شخص بے حد بوڑھا تھا، اس کی آنکھیں جواب دے گئی تھیں۔ زندگی انحطاط کے گرداب میں پھنسی تھی۔ دل اور جگر کے سبب وہ مبتلائے آلام و درد رہتا تھا۔ ہاتھوں میں رعشہ تھا، نہ کھڑا ہو سکتا تھا، نہ بیٹھ سکتا تھا گھٹنے وہ موڑ نہ سکتا تھا۔ اس کو جتنے عارضے لاحق تھے یہ تو ان میں چند ایک ہی تھے۔

گویا "ان کی" نے بڑھاپا تخلیق کیا تھا خوفناک بڑھاپا ——— اپنی اس تخلیق کے بعد "ان کی" نے ن مِ کو چیلنج کیا۔

"جو (انسان) تیرے ہاتھوں نے تخلیق کیا، میں نے اس کا نصیبہ مقرر کر دیا،

اسے کھانے کو روٹی دی،
میرے ہاتھوں سے جو کچھ بنایا ہے تو اس کو نصیب مقرر کر۔
اسے کھانے کو روٹی دے۔"

زن مُو نے 'اُن کی' دیوتا کے پیدا کردہ عجیب و غریب انسان کی مدد کرنے کی کوشش کی۔ وہ اس سے کچھ بولی مگر وہ بولنے کے قابل ہی کب تھا، جواب دیتا تو کیا دیتا۔ پھر زن مُو نے اسے روٹی کا ایک ٹکڑا پیش کیا۔ یہ روٹی وہ خود کھا رہی تھی۔ مگر 'اُن کی' دیوتا کے تخلیق کردہ خوفناک اور عبرت انگیز مجسم بڑھاپے پر ناتوانی کا غلبہ اس قدر تھا کہ وہ اپنے ہاتھ کو جنبش تک دے کر آگے نہ بڑھا سکا۔ اس بوڑھے کی بھلائی کے لئے زن مُو نے ہر جتن کر ڈالا۔ مگر اس کی کوئی پیش نہ گئی۔ بالآخر اس نے جھنجلا کر اس نے 'اُن کی' کو جھاڑا کہ اس کی یہ تخلیق تو محض بے جان ہے لیکن 'اُن کی' نے جواب میں بس اتنا کہنے پر اکتفا کی:

"جو کچھ تو نے سوچا میں نے بلا تامل اسکا جواز پیش کر دیا۔ اور ایسے راستے بنا دیئے جن پر چل کر تیرے بنائے ہوئے معذور لوگ اپنا پیٹ پال سکتے تھے۔"

اس جگہ پہنچ کر کہانی پھر خاصی مسخ ہو چکی ہے اور جس جگہ سے دوبارہ پڑھنے کے قابل ہوتی ہے وہاں 'اُن کی' اور زن مُو دونوں کا تنازعہ عروج کو پہنچ چکا ہے —— بوڑھے یا بڑھاپے کی تخلیق کر کے 'اُن کی' نے معاشرے میں جو پیچیدگیاں کھڑی کر دی تھیں زن مُو ان سے کسی طرح بھی عہدہ برآنہ ہو سکی، وہ اسے سوسائٹی میں موزوں مقام نہ دلا سکی اس سے یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ 'اُن کی' نے اپنی پہلی کوشش کے نتیجے میں بھی دنیا میں مصائب و آلام اور پیچیدگیاں ہی نازل کی ہوں اور ہو سکتا ہے کہ زن مُو کو اس کی اسی قسم کی مزید تخلیقات سے اور بھی زک اٹھانا پڑی ہو۔ زن مُو نے چھ ناکارہ افراد بنائے تھے ممکن ہے کہ 'اُن کی' نے چھ کی تعداد پوری کی ہو اور اس نے زن مُو کے شہر اور سرزمین پر اور بھی

بیماریاں اور تباہی مجھ پر ٹوٹ پڑی ہیں، ننگل نے چلا کر کہا:

"میرا شہر تباہ ہو گیا ہے،

میرا گھر برباد ہو گیا ہے،

میرے بچے غلام بنا لیے گئے ہیں۔

مجھے 'ای کور' چھوڑنے پر مجبور کر دیا گیا۔ میں بھگوڑی ہو گئی،

پر تیرے ہاتھوں سے بچ نہ سکی۔"

پھر ننگل نے 'ان کی' کو بد دعا دی:

"تو بھی آسمان پر نہیں رہے گا،

زمین پر نہیں رہے گا!"

ننگل کے اس فیصلے کے مطابق شیریں پانیوں کا دیوتا 'ان کی' دھرتی کے نیچے مقید ہو کر رہ گیا۔ ننگل (ننگ ہر ساگ) ان عظیم معبودوں میں سے تھی جن کی ہر بات فیصلہ کن ہوتی تھی چنانچہ 'ان کی' دیوتا نے اسے جواب دیا:

"تیرے منہ سے نکلا ہوا حکم کون بدل سکتا ہے؟"

'ان کی' دیوتا نے ننگل کی بد دعا اور فیصلہ اپنا مقسوم جان کر قبول کر لیا۔ اس کہانی سے صاف ظاہر ہے کہ سومیری معاشرے میں معذور انسانوں کی وجہ سے ایک جیتا جاگتا مسئلہ موجود رہتا تھا اور وہ سماج میں نہ تو کسی وجہ سے بھی کھپ سکتے تھے اور نہ کسی طور پر سودمند ثابت ہو سکتے تھے تاہم ان میں سے بعض قسم کے ناکارہ اور ناقص افراد اس قابل ضرور تھے کہ معاشرہ انہیں قبول کر لیتا یا یوں کہہ لیجیے کہ وہ خود معاشرے میں اپنے آپ کو حتی الامکان سمو کر اپنا پیٹ بھر لیتے تھے۔

اِنّانا کا سفرِ ظلمات

اس طویل، اہم اور خوبصورت اسطورے کا مرکزی کردار 'اِنّانا' دیوی ہے۔ اِنّانا (ای اَنا) آسمان کی ملکہ تھی اِنّانا کے ایک معنی بھی

(آسمان کی ملکہ) تھی ہیں۔ وہ محبت، جنس، تولید، جنگ، تشنیع، غضب اور بالیدگی کی دیوی تھی۔

زیرِ نظر منظوم کہانی تیرہ مختلف الواح کی مدد سے مرتب کی گئی ہے تمام الواح نپور کی کھدائی سے برآمد ہوئی تھیں اور ساڑھے تین اور چار ہزار ق م کے درمیانی عرصے میں کسی وقت لکھی گئی تھیں لیکن حتمی طور پر یہ کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ سومیری شاعر یا شاعروں نے اس قابلِ توجہ نظم کو کب تخلیق کیا تھا اس کہانی کی رو سے سومیریوں کی سب سے محبوب و مقبول دیوی اننا ظلمات (عالم اسفل ــــ دوسری دنیا) کا طویل سفر طے کر کے وہاں پہنچی اور پھر پلٹ بھی آئی۔ مگر موجودہ تمام تر قدیم سومیری تحریری شواہد سے بھی یہ بات واضح نہیں ہوتی کہ اننا نے آخر ظلمات کا سفر اختیار کیا کیوں تھا؟ اننا "بالائے عظیم" یعنی آسمان کی ملکہ تھی۔ شاید وہ عالم آخرت یعنی مرنے والوں کی دنیا پر بھی اپنی حکمرانی چاہتی تھی چنانچہ عین ممکن ہے کہ اننا کے اس سفر کا مقصد "زیریں عظیم" (عالم ظلمات) پر بھی اپنی عملداری قائم کرنا ہو۔ مزید یہ جائزہ لینے وہاں پہنچی ہو کہ اس سلسلے میں کیا کیا جا سکتا ہے؟

بعد کے زمانے میں عراق کے سامی النسل بابلیوں کی نظم 'عشتار (دیوی) کا سفرِ ظلمات' سومیریوں کی اسی زیرِ نظم "اننا کا سفرِ ظلمات" کا چربہ یا 'بھیل روپ' ہے لیکن یہ بات نے عدم مطالعہ اور مغالطہ میں یہ بھی سمجھ لیا گیا کہ دونوں نظمیں ایک ہی ہیں اور ایک ہی 'دیوی' کی ہیں۔ حالانکہ نہ صرف قدامت بلکہ متن اور موضوع کے لحاظ سے دونوں میں فرق بھی بہت ہے۔

اہمیت

یہ طویل اسطورہ کئی پہلوؤں سے انتہائی اہم ہے خصوصاً یوں کہ اس سے سومیریوں کے مذہبی عقائد، خاص طور پر موت اور 'مُردوں کی دنیا' (ظلمات) سے متعلق نظریات پہ گہری روشنی پڑتی ہے۔ اس کہانی کی رو سے جب 'ان کی' دیوتا نے 'کرگرو' اور 'کلاترو' کو آبِ حیات اور نانِ حیات دے کر اننا کو دوبارہ زندہ کرنے کی ہدایت دے کر ظلمات میں بھیجا کہ کس طرح وہ اننا کو زندہ کریں تو ان کی سے ان دونوں کو اور بھی

بہت سی ہدایات دی تھیں۔ بلاشبہ ان ہدایتوں سے موت اور عالم ظلمات کے بارے میں سومیریوں کے اساطیری تصورات اور مذہبی عقائد و اصولوں پہ گہری روشنی پڑ سکتی تھی مگر بدقسمتی سے موت اور عالم ظلمات کے بارے میں ان سومیری تصورات و عقائد سے متعلقہ کوئی انتالیس انتہائی اہم مصرعے بڑی حد تک اصل عبارت سے ٹوٹ پھوٹ کر ناقابل فہم ہو کر رہ گئے ہیں۔ اگر اسی کہانی سے متعلقہ کوئی اور سومیری لوح ایسی مل گئی جس پہ یہ انتالیس مصرعے صحیح حالت میں ہوئے تو بہت سے گوشے مزید نکھر آئیں گے۔ بہرحال موجودہ صورت میں بھی موت اور عالم ظلمات کے بارے میں اس کہانی سے بہت کچھ معلوم ہو سکتا ہے اس نظم کی رو سے ظلمات ایک ایسی جگہ تھی جہاں غالباً ایک شگاف یا دروازے کے ذریعے جایا اور واپس لوٹا جا سکتا تھا۔ یہ شگاف یا دروازہ غالباً اُروک شہر میں تھا۔ ویسے اس شگاف یا دروازے کا نظم میں کہیں بیان نہیں ہے۔ بہرکیف ظلمات کی حکمران ملکہ اِرشکی گل تھی جو اِنانا کی بڑی بہن تھی۔ ظلمات میں ایک ایسی جگہ تھی جسے "لاجوردی پہاڑ ــــــ لاجورد کا پہاڑ" کہا جاتا تھا۔ اس کے مقفل اور کنڈی لگے پھاٹکوں کی حفاظت کے لیے نگران موجود رہتے تھے جن کا انچارج "نیتی" تھا۔ عالم ظلمات میں مقدس قوانین اور اصول و ضوابط نافذ تھے۔ ان میں بظاہر سب سے زیادہ اہم یہ قانون تھا کہ وہاں کے رہنے والے لازمی طور پہ بالکل عریاں رہیں۔ ایک اور قانون یہ تھا کہ خواہ کوئی انسان ہو یا کوئی دیوتا، وہ ظلمات میں ایک بار جا کر پھر دوبارہ اوپر کی "زیریں" دنیا میں پلٹ کر نہیں آ سکتا تھا تاوقتیکہ اس کی جگہ کوئی دوسرا وہاں جانے کے لیے نہ مل جائے۔ چنانچہ "آن کی" دیوتا کی دانائی کی بدولت اننا دیوی جب دوبارہ زندہ ہو کر وہاں سے پلٹی تو اس بات کا انتظام کر دیا گیا کہ اس کی جگہ کوئی دوسرا وہاں بھیجا جائے گا اور اس بات کو یقینی بنانے کے لیے اننا کے ساتھ عالم ظلمات سے سات "گلا" (عفریت) بھیجے گئے اور یہ ساتوں عفریت اننا کے ساتھ ہر جگہ رہے حتیٰ کہ اِنانا نے عالم ظلمات میں اپنی جگہ لینے کیلئے دُوموزی کو ان کے حوالے کر دیا۔

اس منظوم کہانی کی ایک اور لحاظ سے بھی خصوصی اہمیت ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انجیل اور عیسائیوں سے ہزاروں برس پیشتر عراق کے سومیریوں کے ہاں "دوبارہ جی اٹھنے" کا نظریہ اور عقیدہ موجود تھا۔ اور یہ وہ عقیدہ ہے جو انجیل بہ الفاظ دیگر عیسائیت کے اہم ترین عقائد و نظریات میں سے ہے۔ عیسائیوں کے نزدیک حضرت عیسیٰؑ دوبارہ زندہ ہو گئے تھے لیکن 'دوبارہ جی اٹھنے' کے بارے میں عیسائیت کا نظریہ نہ تو نیا ہے اور نہ ہی عیسائیوں سے مخصوص ہے۔ حضرت عیسیٰؑ سے کم از کم دو اڑھائی ہزار برس پہلے سومیریوں کے نزدیک ان کی محبوب و مقبول ترین دیوی اِننّا 'دوسری دنیا' (عالمِ ظلمات) میں جب پہنچی تو اسے ہلاک کر کے اس کی لاش ایک کھونٹی پر لٹکا دی گئی تھی مگر اِننّا دوبارہ زندہ ہو گئی تھی اور اپنی دنیا میں لوٹ آئی تھی۔

اس نظم کی ایک اور قابلِ ذکر اہمیت ہے اور وہ یہ کہ اس کی دریافت سے محققین کے اس پون صدی پرانے نظریئے کی قطعی طور پر تردید ہو گئی ہے کہ اِننّا دیوی اپنے محبوب اور شوہر دُمُوزی کی تلاش اور اسے واپس لانے کے لئے 'دوسری دنیا' گئی تھی۔

اس اہم سومیری 'افسوں' (متھ) کے ترجمے سے قبل تقریباً تمام ماہرینِ 'علمِ اساطیر' سے دلچسپی رکھنے والے دوسرے حضرات کا خیال تھا، اور بہت سے لوگ تو لاعلمی اور کم مطالعہ کے سبب ابھی تک یہ سمجھتے ہیں کہ اننّا اپنے محبوب دُمُوزی کو بچانے اور واپس لانے کے لئے ظلمات گئی تھی۔ یہ فرض کر لیا گیا تھا کہ دُموزی کو اس کی مرضی کے خلاف کسی نامعلوم وجہ کی بنا پر ظلمات میں قید کر لیا گیا تھا۔ سومیری دیوی اِننّا اور دُموزی ہی بابلیوں کے ہاں عشتار (دیوی) اور تَمُّوز (دیوتا) کہلاتے۔ بائبل میں بھی اسے تَمُّوز لکھا گیا ہے بہر کیف زیرِ نظر سومیری اسطورہ سے یہ خیال اور مفروضہ بالکل غلط ثابت ہو گیا کہ دُموزی عالمِ ظلمات میں مقید تھا اور اِننّا اسے واپس لانے گئی تھی اس نظم سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جب اِننّا ظلمات گئی اس وقت بھی اور جب وہ دوبارہ زندہ ہو کر وہاں سے

واپس لوٹی تو اس وقت بھی وہ موزی ظلمات میں نہیں بلکہ عالم بالا یا بیرونی دنیا میں موجود تھا اور وہ اس وقت تک ظلمات سرے سے گیا ہی نہیں تھا تاہم یہ ابھی تک معلوم نہیں ہو سکا ہے کہ اِننا آخر ظلمات کے سفر پر گئی کیوں تھی ۔

زیرِ نظر سومیری نظم کی اس لحاظ سے بھی بہت اہمیت بنتی ہے کہ دنیا بھر کی عالمی تاریخ میں یہ وہ پہلی ادبی تخلیق ہے جس کا خیال، موضوع اور مواد مستعار لینے کی اولین ادبی مثال بنا، سینکڑوں برس بعد اس سومیری نظم کا خیال، موضوع اور مواد لے کر عراق ہی میں ایک اور طویل نظم تخلیق کی گئی اور اس مستعار ادب پارے کے خالق تھے۔ بابلی شاعر۔ صدیوں بعد ان بابلی شاعروں نے سومیریوں کی اس نظم کو اپنا بنیادی ماخذ بنا کر، اس میں کچھ رد و بدل کر کے ایک عمدہ اور دلکش نظم تخلیق کی جس بابلی نظم کو مستعار لینے کی یہ سومیری نظم تاریخ ادبیات عالم میں سب سے پہلی اور اعلیٰ و دل پذیر مثال بنی اُس (بابلی) نظم کو "عشتار کا سفرِ ظلمات" کا عنوان دیا جا سکتا ہے۔

پلاٹ

جیسا کہ کہا جا چکا ہے کہ اس اسطورہ کا مرکزی کردار اِننا دیوی ہے۔ کہانی کے پلاٹ کی رو سے کسی نامعلوم سبب کی بنا پر 'ملکۂ افلاک' اِننا نے 'ظلمات' (عالمِ اسفل) جانے کا ارادہ باندھا۔ اس نے تمام موزوں اور مقدس اصول و ضوابط اکٹھے کئے۔ شاہانہ پوشاک زیبِ تن کی۔ زیور اور ہیرے جواہرات بدن پر سجائے اور اس سرزمین (ظلمات) کو جانے کے لئے تیار ہو گئی "جہاں سے واپسی ممکن نہیں" 'ظلمات' کی حکمران ملکہ اِننا کی بڑی بہن 'ارشکی گل' تھی۔ بظاہر وہ اِننا کی سخت دشمن تھی۔ اِننا کو ڈر تھا کہ کہیں اس کی بہن اسے 'ظلمات' میں ہلاک نہ کرا دے چنانچہ اس نے اپنے نن شو بُور (نن شوبُر) نامی قاصد کو ہدایت کی کہ اگر وہ تین دن کے بعد بھی واپس نہ آ سکے تو پھر وہ (نن شوبُور) اپنی ملکہ (اِننا) کے لئے آسمان پر دیوتاؤں کے اسمبلی ہال میں جا کر نالہ و شیون بلند کرے، پھر نپور شہر جا کر اَن لِل دیوتا کے حضور پیش ہو اور اس سے

درخواست کرے کہ اِننا کو عالمِ اسفل میں مرنے نہ دیا جائے۔ اگر اَن لِل انکار کر دے تو وہ (ننِ شُو بُور) وہی درخواست لے کر چاند دیوتا ننّا کے حضور پیش ہو۔ اور جو اس سلسلے میں ننّا بھی کچھ نہ کرے تو پھر وہ اریدو شہر میں ''اَن کی'' دیوتا سے جا کر مدد مانگے ''اَن کی'' خوراکِ حیات '' (نانِ حیات) سے آگاہ ہے۔ جو ''آبِ حیات'' سے آگاہ ہے، وہ ضرور مدد کرے گا۔ یہاں میں ایک بات کی وضاحت کر دوں کہ اِننا نے ننِ شُو بُور کو تین دن اور تین راتوں تک اپنی واپسی کی جو ہدایت کی ہے، اس کا ذکر نظم میں واضح اور کھلے الفاظ میں نہیں ہے تاہم آگے ایک مصرعے سے ہم یہ نتیجہ نکالنے میں حق بجانب ہوں گے کہ اِننا نے اسے تین دن اور تین راتوں تک انتظار کرنے کے لئے کہا تھا۔ وہ مصرعہ یہ ہے۔

''تین دن اور تین راتیں گزرنے کے بعد''

اِننا ظلمات میں جا کر ارشکی گل کے لاجوردی محل پر پہنچی۔ پھاٹک پر نگہبانوں کے سردار (دربانِ اعلیٰ) ''نیتی'' سے اس کا پالا پڑا۔ نیتی نامی اس دربانِ اعلیٰ نے اِننا سے پوچھا کہ وہ کون ہے اور وہاں کیوں آئی ہے؟۔ اِننا نے جھوٹا بہانا تراشا اور پھر ارشکی گل کے حکم پر نیتی اِننا کو ساتھ لے کر ظلمات کے سات دروازوں سے گزرا۔ جونہی وہ ایک دروازے سے گزرتی، اس کے احتجاج کے باوجود ہر دروازے پہ ایک ایک کر کے اس کے زیور اور کپڑے اتروائے جاتے رہے اور جب وہ ساتویں دروازے سے گزری تو بالکل ننگی ہو چکی تھی۔ اِننا کو اسی عریاں اور خمیدہ گھٹنوں کے عالم میں ملکہ ظلمات ارشکی گل اور ظلمات کے سات خوفناک ججوں ''انوناکی'' کے سامنے پیش کیا گیا۔ ان ساتوں نے اِننا پر اپنی ''موت کی آنکھ'' (چشمِ فنا) گاڑ دی اور وہ مر گئی۔ اس کی لاش میخ پر لٹکا دی گئی (میخ غالباً دیوار میں گڑی ہوئی تھی اور لاش کو اس میں پرو دیا جاتا تھا چنانچہ لاش اس میخ سے لٹکی رہتی تھی) تین دن اور تین ہی راتیں بیت گئیں۔ چوتھے دن بھی جب اِننا ظلمات سے باہر نہ آئی تو اس کا ایلچی ننِ شوبور اس کی ہدایت کے مطابق اَن لِل اور ننّا

دیوتا کے پاس یہ درخواست لے کر پہنچا کہ وہ اِننّا کو ظلمات میں مرنے نہ دیں۔

اِننّا زندہ ہوگئی

اننّا کی پیش گوئی کے مطابق ان دونوں نے مدد کرنے سے انکار کر دیا۔ اُن کی 'دیوتا کے پاس جب وہ گیا تو عقل و دانش کے اس دیوتا نے ایک ترکیب چلی تاکہ اِننّا دوبارہ جی اٹھے۔ اس نے 'کرگرّو' اور 'کالا تُرّو' نام کے دو ایسے 'انسان' پیدا کئے جن کی کوئی جنس (تذکیر و تانیث) نہ تھی۔ یعنی وہ نہ تو مرد تھے اور نہ عورتیں۔ اُن کی 'دیوتا نے ان دونوں کو 'نانِ حیات' اور 'آبِ حیات' دے کر حکم دیا کہ وہ دونوں ظلمات میں جا کر یہ 'خوراک' اور پانی غالباً ساٹھ مرتبہ اِننّا کی لاش پر چھڑکیں۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ اِننّا دوبارہ زندہ ہوگئی۔ جب اِننّا ظلمات سے باہر آئی تو اس کے ساتھ مُردے، بھوت اور عفریت بھی تھے۔ ان کے گھر ظلمات میں تھے۔ ضابطے کے مطابق اِننّا کو ظلمات میں اپنی جگہ لینے کے لئے کسی کو ان عفریتوں کے حوالے کرنا تھا۔ اور اس مقصد کے لئے وہ شہر شہر پھری۔ ظلمات سے باہر آنے کے بعد اِننّا کو باہر کی دنیا میں سب سے پہلے اس کا قاصد نِن شوبُور ملا۔ وہ اِننّا کے پاؤں پڑ گیا۔ خاک پر بیٹھ گیا اور ماتمی لباس پہنا۔ ظلمات سے آنے والے عفریتوں نے بظاہر یہ دھمکی دی کہ وہ اِننّا کے بدلے میں نِن شوبُور کو ظلمات لے جائیں گے۔ مگر اِننّا نے ان عفریتوں (گلّا) کو بتایا کہ نِن شوبُور کون ہے اور کتنی وفاداری کے ساتھ وہ اپنی ملکہ (اِننّا) کی خدمت کرتا رہا ہے چنانچہ (وہ عفریت) نِن شوبُور کو کوئی نقصان نہ پہنچائیں۔ پھر اِننّا اور ظلمات کے وہ عفریت اُمّہ شہر اور اس شہر کے 'سَنگ گُرشنگا' نامی مندر پہنچے۔ یہاں اُمّہ کا مربی دیوتا 'شارا' اِننّا کے پاؤں پڑ گیا، خاک میں بیٹھا اور ماتمی لباس پہنا اس نے یہ سب کچھ غالباً اس لئے کیا کہ کہیں اِننّا اپنی جگہ اسے عفریتوں کے حوالے نہ کر دے کہ وہ اسے ظلمات میں لے جائیں۔ ظلمات سے اِننّا کے ساتھ آنے والے ان عفریتوں نے 'شارا' کو زبردستی لے جانا چاہا مگر اِننّا نے پھر انہیں منع کیا۔ اس کے بعد اِننّا ان عفریتوں میں گھری 'بدتب ایرا' نامی شہر

اور اس کے اِمی مُش کلمّا' نامی مندر میں آئے بدنصیب اراکا مربی و سرپرست دیوتا 'نتارک'
اِنَنّا کے پاؤں پڑ گیا، خاک میں بیٹھا اور ماتمی لباس پہنا۔ عفریتوں نے بظاہر اسے 'ظلمات'
لے جانے کی دھمکی دی اور بظاہر اِنَنّا نے انہیں باز رکھا۔ پھر وہ عفریتوں کے جلو میں ایک اور
شہر پہنچی۔ اصل سومیری عبارت سے اس شہر کا نام واضح طور پر تو معلوم نہیں ہوتا، تاہم یوں
لگتا ہے کہ اِنَنّا کا اپنا شہر اُرُوک (سومیری اُنوگ) تھا۔ اور یہیں وہ واقعہ پیش آیا جو بلاشبہ
اس نظم کا سب سے حیران کن اور قابل ذکر حصہ ہے۔ اُرُوک شہر کا ایک اہم مضافاتی علاقہ
'کلاب' کہلاتا تھا۔ غالباً اس جگہ اِنَنّا کا شوہر دُومُوزی موجود تھا۔ یہاں حیران وقوعہ پیش
آیا کہ ننشُوبُر، شارا اور نتارک کی طرح دُومُوزی ظلمات لے جائے جانے کے خوف سے
اِنَنّا کے پاؤں نہیں پڑا نہ ہی اس نے اننا کی خاطر کسی ماتم یا افسوس کا اظہار کیا، بلکہ وہ
تو اِنَنّا اور ظلمات سے اس کے ساتھ آنے والے عفریتوں سے بالکل بے نیاز اور بے پرواہ
بنا ٹھنا اکڑ فوں کے ساتھ اونچے تخت پر بدستور بیٹھا رہا۔ اس کے ان گستاخانہ تیوروں
سے خفا ہو کر اِنَنّا نے دُومُوزی کے عفریتوں کے حوالے کر دیا تاکہ وہ ظلمات کے قوانین
کے مطابق دُومُوزی کو اس کی جگہ ظلمات میں لے جائیں۔ دُومُوزی اس پہ رونے لگا۔ اس
نے سورج دیوتا 'اُتُو' کے سامنے ہاتھ اٹھا کر التجا کی کہ وہ (اُتُو) اسے عالم اسفل کے عفریتوں
سے بچائے اور اس کا ہاتھ، اس کا پاؤں سانپ کے ہاتھ اور پاؤں میں تبدیل کر دیا جائے
تاکہ وہ ان بے درد عفریتوں کے چنگل سے بچ سکے۔

اس موقع پر آ کر کہانی کی عبارت ضائع ہو چکی ہے چنانچہ کہانی اور اِنَنّا کے شوہر دُومُوزی
(دیوتا) کا انجام معلوم نہیں ہوتا۔ ویسے دوسرے قرائن و شواہد کہتے ہیں کہ وہ عفریت ظلمات
کے قانون کے مطابق دُومُوزی کو وہاں لے ہی گئے ہوں گے۔ اس سلسلے میں ایک شہادت
تو وہ نظم ہے جس کا عنوان 'دُومُوزی کی موت' ہے یہ اہم نظم بھی اس کتاب میں شامل کی
جا رہی ہے دوسری شہادت 'بابلی دور' کی نظم "عشتار کا سفر ظلمات" سے ملتی ہے۔ اس

بعد کی بابلی نظم کے مطابق تمّوز (سومیری دُوموزی) 'مُردوں کی دنیا' (ظلمات) میں تھا۔ اور عِشتار (سومیری اِنّنا) اسے لانے ظلمات گئی تھی۔ چونکہ سومیری نظم کے مطابق دُومُوزی کو ظلمات' لے جایا جا چکا تھا اس لئے اسی موضوع پر بابلی شاعروں کو قدرتاً اس سے آگے کی بات کہنا تھی اور پھر مذہبی تقاضوں کے تحت تمّوز (دُومُوزی) کی عالم اسفل سے واپسی بھی ضروری تھی۔ چنانچہ بعد کی بابلی نظم میں یہی کہا گیا کہ 'عِشتار' تمّوز کو لانے مُردوں کی دنیا' میں گئی تھی۔ تمّوز (دُومُوزی) کو بھی تو بابلی دیوی 'عشتار' وہاں سے ساتھ لے کر بیرونی دنیا میں آئی تھی۔

اِنّنا کا سفرِ ظلمات

اس نے 'بالائے عظیم' سے 'زیرینِ عظیم' کا قصد کیا۔
دیوی! اس نے 'بالائے عظیم' سے 'زیرینِ عظیم' کا قصد کیا،
اِنّنا! اس نے 'بالائے عظیم' سے 'زیرینِ عظیم' کا قصد کیا،

حاشیہ ۱ 'بالائے عظیم' 'زیرینِ عظیم'۔ سومیریوں کے ہاں 'بالائے عظیم' سے مراد آسمان سے اوپر کے خلاء اور 'زیرینِ عظیم' سے مراد سطح زمین کے نیچے کے خلاء' سے تھی۔ حاشیہ ۲ اُرُوک۔ عراق میں سومیریوں کے دور کا ایک عظیم شہر، دنیا کا اولین نامور داستانی ہیرو گلگامش اسی شہر کا حکمران تھا۔ اس کے علاوہ اگلے چھ مصرعوں میں مذکور چھ شہر یعنی بدتب اِرا، زبالم، اداب، انپور، کیش اور اکاد عراق کے مشہور و اہم قدیم شہر تھے۔ حاشیہ ۳ اِی اَنّا۔ اُرُوک شہر میں اِنّنا دیوی کے مندر کا نام۔ اسی طرح مندرجہ بالا باقی چھ شہروں میں اِنّنا دیوی کے مندروں کے نام اِی مُش کلاّما، گی گُونُو، اِی شُرا، بُرا، اِلش گُرا، ہُرسَگ کلاّما اور اِی اُلمش تھے۔ اور اگلے چھ مصرعوں میں شہروں کے ساتھ ان مندروں کے نام بھی آتے ہیں۔

(باقی اگلے صفحہ پر)

میری ملکہ نے آسمان چھوڑا، زمین چھوڑی، وہ ظلمات کو چلی،
اِنّنا نے آسمان چھوڑا، زمین چھوڑی، وہ ظلمات کو چلی،
حکومت چھوڑی، حکمرانی چھوڑی، وہ ظلمات کو چلی،
اُرُوک میں اس نے اِی اَنّا چھوڑا، وہ ظلمات کو چلی،
بَدتِبِرا میں اس نے اِی مُشِ کَلَمّا چھوڑا، وہ ظلمات کو چلی،
زَبالَم میں اس نے گِی گُونا چھوڑا، وہ ظلمات کو چلی،
اداب میں اس نے اِی شَرا چھوڑا، وہ ظلمات کو چلی،
کِش میں اس نے ہُرسَگ کَلَمّا چھوڑا، وہ ظلمات کو چلی،
نپور میں اس نے بَرانُشّ گَرّا، چھوڑا، وہ ظلمات کو چلی،
اکاد میں اس نے اِی اُل مَش چھوڑا، وہ ظلمات کو چلی،
سات مقدس ضابطے اس نے اپنے پہلو میں باندھے،
اس نے مقدس ضابطے جمع کئے، انہیں اپنے ہاتھ میں لیا،
تمام ضابطے اس نے اپنے انتظار کناں پاؤں پر رکھے،
اس نے میدان کا تاج "شُوگُرّا" اپنے سر پر رکھا،
اس نے بالوں کی زلفیں[۱] اپنی پیشانی پر رکھیں،

بہرکیف مطلب یہ ہے کہ اِنّا دیوی ان ساتوں شہروں اور ان میں اپنے ساتوں مندروں کو چھوڑ کر عالم ظلمات (عالم اسفل) یعنی دوسری دنیا کو روانہ ہوئی۔ مثلاً بالوں کی زلفیں۔ بعض محققین نے بالوں کی زلفوں سے مراد "وِگ" یعنی مصنوعی بالوں کی وِگ لی ہے۔ اور بعض علماء نے زلفوں یا وِگ کی بجائے "تابندگی" ترجمہ کیا ہے۔ چنانچہ اس مصرعے کا ترجمہ یوں بھی کیا گیا ہے "اس نے اپنے چہرے کو منور کر لیا" یا پھر یوں کہ۔ "اس نے اپنی پیشانی پہ وِگ رکھی"

پیمائش کی چھڑی اور لاجوردی رسّی[۵][۶] اپنے ہاتھ میں پکڑی ۔

لاجورد کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے اس نے گلے میں پہنے[۷] ،

"دو نُونُنز"[۸] جواہر اس نے اپنی چھاتی پر باندھے ،

اپنی انگلی میں اس نے سونے کی انگوٹھی پہنی ،

ایک سینہ بند "آؤ مرد آ" اس نے اپنی چھاتی پہ باندھا[۹] ،

"پالا" پوشاک ، بیگماتی پوشاک اس نے اپنے بدن پہ پہنی ،

سُرمہ "وہ آجائے! وہ آجائے" اس نے اپنی آنکھوں میں لگایا[۱۰] ،

اِنَنّا ظلمات کو چلی ،

اسکا وزیر نِن شُوبُر[۱۱] اُسکے ساتھ روانہ ہوا ،

ف ۵ ، ف ۶ پیمائش کی چھڑی ، لاجوردی رسّی ۔ شروع شروع میں محققین نے "پیمائش کی چھڑی" کی بجائے "عصائے شاہی" ترجمہ کیا تھا جو صحیح نہیں ہے ۔ عراق سے ایک دیوی کی قدیم تصویر ملی ہے جس کے ہاتھوں میں فی الواقع پیمائش کی چھڑی اور رسّی ہے ۔ "لاجوردی رسّی" کی توضیح البتہ آسان نہیں ہے ظاہر ہے کہ رسّی کسی پتھر یا لاجورد سے تو بنتی نہیں البتہ یہ بات ممکن ہے کہ لاجورد (جو خود نیلا ہوتا ہے) یہاں نیلے رنگ کے معنوں میں استعمال کیا گیا ہو ۔ اگر یہ قیاس درست ہے تو پھر لاجوردی رسّی سے مُراد نیلے رنگ کی رسّی ہوگی ۔ ف ۷ یعنی گلے میں قیمتی پتھروں کا ہار پہنا ۔ ف ۸ ، ف ۹ ، ف ۱۰ ۔ نُونُنز معلوم نہیں نُونُنز کونسے قیمتی پتھر تھے ۔ بہرحال مطلب یہ کہ اننّا نے اپنے سینے پہ "دو نُونُنز" نامی جواہر سجائے ۔ ان تین مصرعوں کا ترجمہ یوں بھی کیا گیا ہے

"اس نے چمکتے موتی ... پتھر اپنے سینے پہ باندھے ،

اس نے ایک سینہ بند جو ... اپنے سینے پہ باندھا ،

اس نے سُرمہ جو ...... اپنی آنکھوں میں لگایا"

ف ۱۱ نِن شُوبُر ۔۔۔ وہ اننّا دیوی کا وزیر ، ظلمات کا بھی [illegible] ۔

پاک اننا شوبرت کہتی ہے ،
" اے تو! کہ جو مسلسل میری مدد کرتا ہے[12]
پسندیدہ باتوں والے میرے پیغامبر،
صحیح باتیں پہنچانے والے میرے پیغامبر،
میں اب ظلمات میں جا رہی ہوں
جب میں ظلمات پہنچ جاؤں ،
برباد ہو جانے والوں کی طرح آسمان میں میرے لئے آہ وزاری کرنا ،
ایوانِ[13] مقدس میں میرے لئے ڈھول بجانا ،
میری خاطر دیوتاؤں کے قصر[14] میں چکر لگانا ،
میری خاطر اپنی آنکھیں نوچ لینا، میری خاطر اپنا منہ نوچ لینا،[15]

ح۱۲ ایک دوسری تختی پر یہ مصرعہ اور اس سے لگے دو مصرعے اس طرح آئے ہیں :
" آ، اے اننا کے میرے وفادار پیغامبر،
میں تجھے ہدایت دیتی ہوں، میری ہدایت سے ،
میں تجھ سے ایک بات کہتی ہوں ، اس پر کان دھر"

ح۱۳ ایوان مقدس سے مراد آسمان پر "اُبس اُکن ال" سے ہے جہاں دیوتا صلاح مشوروں اور فیصلوں کے لئے جمع ہوا کرتے تھے ۔ یہ مصرعہ اس طرح بھی آیا ہے
"ایوانِ مقدس میں میرے لئے رونا"

ح۱۴ آسمان میں وہ جگہ جہاں دیوتا صلاح مشورے کے لئے جمع ہوتے تھے ۔ ح۱۵ ، ح۱۶ آنکھیں اور منہ نوچنے کی اور غریب کی طرح ایک ہی کپڑا پہننے کی ہدایت اننا نے ننشوبر کو اس لئے دی کہ وہ جانتی تھی کہ ظلمات (عالم اسفل) میں جب وہ پہنچے گی تو وہاں کی حکمران دیوی ارشکی گل اسے موت

اپنا بڑا...... فرج لینا ہو...... آدمی کے ساتھ نہیں ہے،

نادار کی طرح میرے لئے ایک (ہی) کپڑا پہن کر[۱۹]

اَن لِل کے گھر 'ای کر' [۲۰] میں اکیلا جانا،

اَن لِل کے گھر 'ای کر' میں داخل ہو کر،

اَن لِل کے سامنے رونا [۲۱] (اور کہنا)،

"اے اَن لِل باپ! اپنی بیٹی کو ظلمات میں مرنے نہ دے،

تیری عمدہ دھات [۲۲] ظلمات کی خاک سے اَٹ نہ جائے،

تیرا عمدہ لاجورد [۲۳] توڑ کر سنگ تراش کا پتھر نہ بنا دیا جائے،

تیری ہری جھاڑی [۲۴] کی لکڑی کاٹ کر کارچوب کی لکڑی نہ بنا دی جائے،

کنواری اننا کو ظلمات میں مرنے نہ دے،

اگر اَن لِل اس معاملے میں تیرا ساتھ نہ دے، تو اُر (شہر) جانا،

اُر میں ملک [۲۵] کے........ گھر میں [۲۶] داخل ہو کر،

کی نیند سلا دے گی گویا اس طرح اپنے وزیر اور قاصد ننشوبُر کو اپنی آنے والی موت کے غم میں ماتم کرنے کی ہدایت دے رہی ہے۔ اس مصرعے کا ایک ترجمہ یوں بھی کیا گیا ہے۔

"میرے لئے اپنی آنکھیں نیچی کر لینا، میرے لئے اپنا چہرہ نیچے کر لینا"

[۲۰] ای کر۔ اَن لِل دیوتا کے معبد کا نام 'ای کر' تھا۔ 'ای' کے معنی ہیں 'گھر' اور 'کر' کے معنی ہیں پہاڑ۔ 'ای کر' کا مطلب ہوا 'پہاڑ کا گھر'۔ سومیری 'اَن لِل' دیوتا کو 'پہاڑ' بھی کہتے تھے۔ [۲۱] یعنی رو رو کر فریاد کرتے ہوئے کہنا۔ [۲۲]، [۲۳]، [۲۴]۔ عمدہ (دھات)، عمدہ لاجورد اور 'ہری جھاڑی کی لکڑی' سے کیا مراد ہے یہ بتانا بہت ہی مشکل ہے۔ بظاہر تو یوں لگتا ہے کہ شاید عمدہ دھات اور عمدہ لاجورد سے مراد وہ قیمتی پتھر اور زیورات ہیں جو اننا اپنے بدن پہ سجا کے ظلمات گئی تھی لیکن اس صورت میں 'ہری جھاڑی

(باقی اگلے صفحے پر)

ننا کے گھر (ای کِش نُو گَل) میں داخل ہو کر،
ننا کے سامنے رونا (اور کہنا)،
"اے ننا باپ! اپنی بیٹی کو ظلمات میں مرنے نہ دے،
تیری عمدہ دھات ظلمات کی خاک سے اٹ نہ جائے،
تیرا عمدہ لاجورد توڑ کر سنگتراش کا پتھر نہ بنا دیا جائے،
تیری ہری جھاڑی کاٹ کر کارچوب کی لکڑی نہ بنا دی جائے،
کنواری اننا کو ظلمات میں مرنے نہ دے،
اگر ننا اس معاملے میں تیرا ساتھ نہ دے (تو) اَرِیدُو (شہر) جانا،
اَرِیدُو میں اُن کی[٢٢] کے گھر میں داخل ہو کر،

کی لکڑی' کی کیا توضیح ہوگی؟ ہو سکتا ہے کہ یہ الفاظ یا تراکیب اننا کا سراپا تمثیلی انداز میں بیان کرنے کے لیے استعمال کی گئی ہوں۔ بہرحال ان الفاظ یا تراکیب کے اس انداز سے استعمال کی اور کوئی مثال کم از کم میری نظر سے ابھی تک تو کسی بھی سومیری تحریر یا ادبی تخلیق میں نہیں گزری۔ زیر بحث تین مصرعوں میں سے آخری دو مصرعوں کا ترجمہ یوں بھی کیا گیا ہے:-

"تیرے عمدہ لاجورد کو پتھر پھوڑ سنگ ریزے نہ بنا دے،
"تیری ہری جھاڑی کی لکڑی کو کارچوب کاٹ کر لکڑی نہ بنا دے"

ح٢٢ علم۔ علم کے لئے اصل سومیری عبارت میں لفظ 'کالام' (کالم) آیا ہے۔ یہ لفظ اکثر و بیشتر سومیر کے لئے استعمال کیا جاتا تھا۔ ح٢٣ گھر 'مندر' سے مراد ہے' اُر شہر میں چاند دیوتا ننا کا مندر تھا یہاں 'گھر' سے مراد چاند دیوتا کے مندر سے ہے۔ جیسا کہ اگلے مصرعے سے واضح ہے۔ ح٢٤ اَن کی' عقل و دانش اور شیریں پانیوں کا دیوتا۔ اَن (آنو)، اَن لِل اور اَن کی' نامی دیوتاؤں پر مشتمل سومیریوں کی سب سے اہم 'تثلیث' کا رکن۔ کائنات کا منتظم اور بعض روایات کی رُو سے انسان کا خالق۔

'اُن کی' کے سامنے رونا (اور کہنا)،
'اے 'اُن کی' باپ! اپنی بیٹی کو ظلمات میں مرنے نہ دے،
تیری عمدہ دھات ظلمات کی خاک سے اٹ نہ جائے،
تیرا عمدہ لاجورد توڑ کر سنگتراش کا پتھر نہ بنا دیا جائے،
تیری ہری جھاڑی کاٹ کر کارچوب کی لکڑی نہ بنا دی جائے،
کنواری اِننّا کو پاتال میں مرنے نہ دے!'
'اُن کی' باپ! دانائی کا آقا!
جو 'غذائے حیات' سے آگاہ ہے، جو 'آب حیات' سے آگاہ ہے،
وہ یقیناً مجھے دوبارہ زندہ کرے گا"[۲۵]
اِننّا پاتال کو چلی،
اپنے وزیر نِن شُوبُر سے وہ کہتی ہے،
"نِن شُوبُر جا!،
جس بات کا حکم میں نے تجھے دیا ہے اسے نہ بھولنا"
جب اِننّا ظلمات کے محل پہ پہنچی، لاجوردی پہاڑ[۲۶] پر،
ظلمات کے دروازے پہ اس (اِننّا) نے دلیری کا مظاہرہ کیا،

---

[۲۵] نِن شُوبُر کے لئے اِننّا کی ہدایات یہاں ختم ہوئیں۔ یہ مصرعہ انتہائی اہم ہے مگر اس کا موجودہ ترجمہ ابھی تک یقینی نہیں ہے۔ اس مصرعے میں اِننّا نے نِن شُوبُر سے دراصل کیا کہا تھا اس کے لئے وقت اور اس طویل نظم کے کسی اور مکمل نسخے کا انتظار کرنا ہوگا۔ [۲۶] لاجوردی پہاڑ: ظلمات کی ملکہ 'اِرشکی گل' کے محل کو 'لاجوردی پہاڑ' کہا گیا ہے۔ سومیریوں کے نزدیک یہ محل لاجورد کا بنا ہوا تھا۔ اور اسے وہ لاجوردی پہاڑ، بھی کہتے تھے۔

قصرِ ظلمات میں وہ بے خوفی کے ساتھ بولی،

"گھر کھول! دربان! گھر کھول!

گھر کھول! نیتی! گھر کھول! میں اکیلی اندر آؤں گی"

نیتی، ظلمات کا دربان اعلیٰ،

مقدس اِنّنا کو جواب دیتا ہے،

"تُو! کون ہے؟"

"میں اس جگہ کی اِنّنا ہوں، جہاں سورج طلوع ہوتا ہے"

"اگر تو اس جگہ کی اِنّنا ہے، جہاں سورج طلوع ہوتا ہے،

(تو) پھر تو اس سرزمین میں کیوں آئی ہے جہاں سے واپسی نہیں ہوتی،

تیرے دل نے اس سڑک پر تیری رہنمائی کیسے کی جس پہ سفر کرنے والے لوٹ کر نہیں جاتے؟"

مقدس اِنّنا اسے جواب دیتی ہے،

"میری بڑی بہن، اَرِشکی گَل،

چونکہ اس کا شوہر، گوگل اَنّا، قتل ہو گیا ہے [۲۸]

اس کی تدفینی رسوم میں شریک ہونے کے لئے،

.... بے شک ایسا ہی ہے"

---

[۲۷] - اِنّنا، یہاں "اِنّنا" کا مطلب ہے "آسمان کی ملکہ" چنانچہ اس مصرعے کا ترجمہ یوں بھی کیا گیا ہے

"میں آسمان کی ملکہ ہوں، اس جگہ کی (ملکہ) جہاں سورج طلوع ہوتا ہے!"

[۲۸] اس مصرعے میں سومیری شاعر نے کوئی استعارہ استعمال کیا ہے مگر مجھے یہ معلوم نہیں ہو سکا کسی سے بھی کہ اس استعارے کی نوعیت یا مفہوم و مراد کیا ہے۔

نیتی! ظلمات کا دربان اعلیٰ،
مقدس اننا کو جواب دیتا ہے؛
"تھم جا، اننا! میں اپنی ملکہ سے بات کر لوں،
میں اپنی ملکہ ارشکی گل سے بات کر لوں ... میں بات کر لوں":
نیتی! ظلمات کا دربان اعلیٰ،
اپنی ملکہ ارشکی گل کے محل میں داخل ہوتا ہے (اور) اس سے کہتا ہے،
"اے میری ملکہ! ایک دوشیزہ،
(جو) کسی دیوتا کی طرح......،
........،

اسی اثنا میں......،
سات مقدس ضابطے اس نے اپنے پہلو میں باندھے ہیں،
سارے مقدس ضابطے جمع کیے ہیں، انہیں اپنے ہاتھ میں لیا ہے،
تمام ضابطے اس نے اپنے انتظار کناں پاؤں پر رکھے ہیں،
اس نے میدان کا تاج شوگرا اپنے سر پر رکھا ہے،
بالوں کی زلفیں اپنی پیشانی پر رکھی ہیں،
پیمائش کی چھڑی اور لاجورد کی رسی اپنے ہاتھ میں پکڑی ہے،
لاجورد کے چھوٹے چھوٹے نگ اپنی گردن میں پہنے ہیں،
دو نُگز جواہر اس نے اپنی چھاتی پر باندھے ہیں[۲۹]

---

[۲۹] ایک اور لوح میں یہ مصرعہ اس طرح آیا ہے۔
"چمکتے ہوئے...... پتھر اس نے اپنے سینے پر باندھے ہیں"

اپنی انگلی میں اس نے سونے کی انگوٹھی پہنی ہے،

ایک سینہ بند "آمرو! آ" اس نے اپنی چھاتی پر باندھ رکھا ہے،

"پالا" پوشاک، بیگماتی پوشاک اس نے اپنے بدن پہ پہنی ہے،

"سُرمہ" "وہ آجائے! وہ آجائے!" اس نے اپنی آنکھوں میں لگایا ہے۔"

تب اِرِشکی گل نے اپنی ران کاٹ لی، وہ غصّے میں بھر گئی۔

(وہ) اپنے دربانِ اعلےٰ نیتی سے کہتی ہے،

"نیتی آ! پاتال کے دربانِ اعلےٰ،

جو حکم میں تجھے دوں، اسے فراموش نہ کرنا۔

ظلمات کے ساتوں دروازوں کے قفل کھول دے،

اس (ظلمات) کے پھاٹک "گن زِدر"[۴۰] ظلمات کے چہرے، کے ضابطے اپنا،

اس کے اندر داخل ہو جانے کے بعد،

اس کا سر جھکا کر، اُسے[۴۱] عریاں (کر کے) میرے سامنے لا۔"

نیتی، ظلمات کے دربانِ اعلےٰ (نے)

اپنی ملکہ کا حکم توجہ سے سنا،

ظلمات کے سات دروازوں کے قفل اس نے کھول دیئے،

ف ۴۰ گن زِدر: ظلمات کے ایک پھاٹک کا نام۔ اس مصرعے میں اس پھاٹک کو "ظلمات کا چہرہ" بھی کہا گیا ہے۔ یہاں اِرِشکی گل نے نیتی کو یہ ہدایت کی ہے کہ وہ اِنّانا کو اس کے حضور لاتے وقت عالمِ ظلمات کے ضابطوں اور قوانین پر عمل کرے۔ ف ۴۱ اسے۔ اِنّانا دیوی سے مراد ہے۔ اِرِشکی گل نے اپنے دربان نیتی کو ہدایت کی ہے کہ وہ اِنّانا کو پوری طرح عریاں کر کے، اس عالم میں اس کے حضور پیش کرے کہ اِنّانا "ملکۂ ظلمات" کے سامنے جھکی ہوئی ہو۔

اس کے پھاٹک، "گن زیر"، ظلمات کے چہرے' کے ضابطوں پر اس نے عمل کیا۔
پاک اِنّنا سے وہ کہتا ہے،
"آ، اِنّنا! اندر آ!"
اس (اِنّنا) کے داخل ہونے پر[٣٢]
اس کے سر کا "میدان کا تاج" شوگرّا[٣٣] اُتار لیا گیا
"یہ کیا (حرکت) ہے؟"
"اِنّنا چپ رہ! ظلمات کے ضابطے اٹل ہیں،
اے اِنّنا ظلمات دستور پر اعتراض مت کر!"
اس (اِنّنا) کے دوسرے دروازے میں داخل ہونے پر[٣٤]
پیمائش کی چھڑی اور لاجوردی رسّی لے لی گئی۔
"یہ کیا ہے؟"
اِنّنا چپ رہ، ظلمات کے ضابطے اٹل ہیں،

م[٣٢] ایک اور لوح پر یہ مصرعہ اس طرح آیا ہے۔

"اس (اِنّنا) کے پہلے دروازے میں داخل ہونے کے بعد"

م[٣٣] "میدان کے تاج" کا نام "شوگرّا" تھا۔ م[٣٤] اس مصرعے اور اس سے اگلے تیتس مصرعوں کی رو سے اِنّنا نے سات چیزیں زیب تن کی تھیں، جو ظلمات کے سات دروازوں پر ایک ایک کر کے چھین لی گئیں۔ تاہم نظم کے جن ابتدائی مصرعوں میں عالمِ ظلمات کو جانے کے لئے اِنّنا کی تیاری کا جو ذکر کیا گیا ہے اس کی رو سے سر سے اور "وِگ" سمیت اِنّنا نے نو مختلف چیزوں سے اپنے بدن کو آراستہ کیا تھا۔ مجتمع تھی اسی نظم پر مشتمل ایک اور لوح سے معلوم ہوتا ہے کہ پیمائش کی چھڑی اور لاجوردی رسی اِنّنا کے پہلے دروازے میں داخلے سے پہلے ہی اس سے لے لی گئی تھی۔

اے اِنّا ظلمات کے دستور پر اعتراض مت کر![۲۵]
اس (اِنّا) کے تیسرے دروازے میں داخل ہونے پر،
اس کی گردن کے چھوٹے چھوٹے لاجوردی ٹکڑے اتار لئے گئے۔
"یہ کیا ہے؟"
"اِنّا چپ رہ! ظلمات کے ضابطے اٹل ہیں،
اے اِنّا ظلمات کے دستور پر اعتراض مت کر!"

اس (اِنّا) کے چوتھے دروازے میں داخل ہونے پر،
اس کی چھاتی کے دو نُو نُتر جواہر اتار لئے گئے،

"یہ کیا ہے؟"
"اِنّا چپ رہ، ظلمات کے ضابطے اٹل ہیں،
اے اِنّا ظلمات کے دستور پر اعتراض مت کر!"
اس (اِنّا) کے پانچویں دروازے میں داخل ہونے پر،
اس کے ہاتھ کی طلائی انگوٹھی اتار لی گئی،
"یہ کیا ہے؟"
"اِنّا چپ رہ، ظلمات کے ضابطے اٹل ہیں،
اے اِنّا ظلمات کے دستور پر اعتراض مت کر!"
اس (اِنّا) کے چھٹے دروازے میں داخل ہونے پر،
اس کی چھاتی کا سینہ بند "آمرد آ!" اتار لیا گیا،

---

[۲۵] بار بار آنے والے اس مصرعے کا ترجمہ یوں بھی کیا گیا ہے۔
"ظلمات کے دستور کو حقیر مت جان۔"

"یہ کیا ہے ؟"

"اِنّنا چپ رہ ، ظلمات کے ضابطے اٹل ہیں ،

اے اِنّنا ظلمات کے دستور پر اعتراض نہ کر !"

اس اِنّنا کے ساتویں دروازے میں داخل ہونے پر ،

اس کے بدن کی 'پالا' پوشاک ، بیگماتی پوشاک اتار لی گئی

"یہ کیا ہے ؟"

"اِنّنا چپ رہ ، ظلمات کے ضابطے اٹل ہیں ،

اے اِنّنا ظلمات کے دستور پر اعتراض نہ کر"

اسے جھکا کر ، برہنہ حالت میں اس (اَرِشکی گَل) کے سامنے پیش کیا گیا ۔

مقدس اَرِشکی گَل تخت پر بیٹھی تھی ۔

سات منصفین ، انوناکی نے اس کے سامنے اپنے فیصلے کا اعلان کر دیا ۔

انہوں نے اپنی نظریں اس (اِنّنا) پر گاڑ دیں ، موت کی نظریں[۳۶]

ان کے حکم پر ، حکم جو روح کو اذیت دیتا ہے[۳۷]

........[۳۸]

بیمار عورت[۳۹] کی لاش میں تبدیل کر دیا گیا ،

---

[۳۶] ، [۳۷] ، [۳۸] یہ تین مصرعے اس طرح بھی آئے ہیں :-

"اس (اَرِشکی گَل) نے اپنی نظریں اس (اِنّنا) پر گاڑ دیں ، موت کی نظریں ،

اس اِنّنا کے خلاف بات کی ، غیظ و غضب کی بات ،

اس (اِنّنا) پر چلائی ، خطا کاری کی چیخ"

[۳۹] بیمار عورت سے مراد اِنّنا دیوی ہے ۔ اَرِشکی گَل یا انوناکی کی تیز نظروں سے اِنّنا کو بیماریاں چمٹ گئی تھیں ۔

لاش کو میخ سے لٹکا دیا گیا ۔

تین دن اور تین راتیں گزرنے کے بعد،

اس کے وزیر ننِ شوبُر،

پسندیدہ باتوں والے اس کے قاصد،

صحیح باتیں پہنچانے والے اس کے قاصد،

نے تباہ ہو جانے والوں کی طرح اس (اِنّنا) کے لئے آسمان کو اپنی آہ و زاری سے معمور کر دیا،

ایوانِ مقدس میں اس کے لئے ڈھول بجایا،

اس کی خاطر دیوتاؤں کے قصر میں چکر لگایا،

اس کی خاطر اپنی آنکھیں نوچ لیں، اس کی خاطر اپنا منہ نوچ لیا،

اس کی خاطر اپنا بڑا ..... نوچ لیا ..... جو ..... آدمی کے ساتھ نہیں ہے،

نادار کی طرح، اس (اِنّنا) کی خاطر ایک کپڑا پہن کر،

اَن لِل (دیوتا) کے (گھر) "اِی کُر" کی طرف وہ اکیلا روانہ ہوا،

وہ اَن لِل کے گھر "اِی کُر" میں داخل ہو کر،

اَن لِل کے سامنے روتا ہے (اور کہتا ہے)،

"اے اَن لِل باپ، اپنی بیٹی کو ظلمات میں مرنے نہ دے،

تیری عمدہ دھات ظلمات کی خاک سے اَٹ نہ جائے،

تیرا عمدہ لاجورد توڑ کر سنگتراش کا پتھر نہ بنا دیا جائے،

تیری ہری جھاڑی کاٹ کر کارچوب کی لکڑی نہ بنا دی جائے،

کنواری اِنّنا کو ظلمات میں مرنے نہ دے!"

اَن لِل باپ نن شوبُر کو جواب دیتا ہے،

"میری بیٹی نے 'بالائے عظیم' میں اُس کی خواہش کی تھی[۲۳۹]، زیریں عظیم میں اسکی خواہش کی تھی،

اِنانا نے بالائے عظیم میں خواہش کی تھی، زیریں عظیم میں اس کی خواہش کی تھی،

عالم ظلمات کے ضابطے، وہ...... ضابطے، وہ...... ضابطے، وہ[۲۴۰] اُنکی جگہ پہنچ گئی ہے[۲۴۱]،

وہ کون ہے جو ان کی جگہ...... ؟"

ان لِل باپ نے اس معاملے میں اسکا ساتھ نہیں دیا، وہ[۲۴۲] اُر پہنچا،

اُر میں...... ملک کے...... کے گھر میں داخل ہوکر،

نَنّا کے 'گھر'، ای کِش نُوگَل میں داخل ہوکر،

وہ نَنّا کے سامنے روتا ہے (اور کہتا ہے)،

"اے نَنّا باپ! اپنی بیٹی کو ظلمات میں مرنے نہ دے،

تیری عمدہ دھات ظلمات کی خاک سے اٹ نہ جائے،

تیرا عمدہ لاجوَرد توڑ کر سنگتراش کا پتھر نہ بنا دیا جائے،

تیری ہری جھاڑی کاٹ کر کارچوب کی لکڑی نہ بنا دی جائے،

کنواری اِنانا کو ظلمات میں مرنے نہ دے!"

نَنّا باپ نن شوبُر کو جواب دیتا ہے،

"میری بیٹی نے بالائے عظیم میں اسکی خواہش کی تھی، زیریں عظیم میں اسکی خواہش کی تھی[۲۴۳]،

---

[۲۳۹] "اس" موت سے مراد ہے، یعنی اَن لِل دیوتا کے الفاظ میں موت کے سامان تو خود اِنانا نے پیدا کیے کر وہ ظلمات میں جا پہنچی۔ [۲۴۰] وہ یعنی اِنانا۔ [۲۴۱] یہ مصرعہ جتنا اہم ہے اسکی وضاحت اور مفہوم معلوم کرنا بھی اتنا ہی مشکل ہے۔ [۲۴۲] وہ یعنی نن شوبُر۔ [۲۴۳] یہ مصرعے یوں بھی آتے ہیں:

"میری بیٹی نے بالائے عظیم کی خواہش کی ہے، زیریں عظیم کی خواہش کی ہے۔

اِنانا نے بالائے عظیم کی خواہش کی ہے، زیریں عظیم کی خواہش کی ہے"

اننا نے 'بالائے عظیم' میں اس کی خواہش کی تھی، زیریں عظیم میں اسکی خواہش کی تھی،
عالم ظلمات کے ضابطے..... وہ..... ضابطے، وہ........ ضابطے، وہ اُن کی جگہ پہنچ گئی ہے۔

"وہ کون ہے جو ان کی جگہ.......؟"

ننّا باپ نے اس معاملے میں اس کا[45] ساتھ نہیں دیا، وہ اریدو پہنچا،
اریدو میں، 'اُن کی' کے گھر میں داخل ہو کر،
وہ 'ان کی' کے سامنے روتا ہے (اور کہتا ہے)"،

اے اَن کی باپ، اپنی بیٹی کو ظلمات میں مرنے نہ دے،
تیری عمدہ دھات ظلمات کی خاک سے اٹ نہ جائے،
تیرا عمدہ لاجورد توڑ کر سنگتراش کا پتھر نہ بنا دیا جائے
تیری ہری جھاڑی کاٹ کر کارچوب کی لکڑی نہ بنا دی جائے،
کنواری اِننّا کو ظلمات میں مرنے نہ دے"
'اَن کی' باپ ننِ شوربہ کو جواب دیتا ہے،
"میری بیٹی پر کیا بیتی ہے، میں فکر مند ہوں،
اننّا کے ساتھ کیا بیتی ہے، میں فکرمند ہوں،
تمام ملکوں کی ملکہ کے ساتھ کیا بیتی ہے، میں فکر مند ہوں،
اس نے[45الف] اپنی انگلی کے ناخن سے میل نکالا اور کرگرو[46] بنایا،
اس نے اپنے سرخ رنگ سے رنگے ہوئے ناخن سے میل نکالا اور کلاترو[47] بنایا،

[45الف] اس نے: یعنی ان کی دیوتا نے۔

[45] یعنی ننِ شوربہ کا ساتھ نہیں دیا۔ [46]، [47] کرگرو، کلاترو، یہ ایسی مخلوق تھے جو نہ مرد تھے اور نہ عورت۔ یہ مخنث تھے۔ اور اَن کی نے انہیں اننّا دیوی کو دوبارہ زندہ کرنے کا فریضہ سونپا تھا۔

کُرگرّو کو اس نے 'غذائے حیات' بخشی،
کلاترّو کو اس نے 'آبِ حیات' بخشا،
اَن کی باپ کلاترّو اور کُرگرّو سے کہتا ہے،[48]

"وہ دریا کا پانی پیش کریں گے، اسے قبول نہ کرنا،
وہ تمہیں کھیت کا اناج پیش کریں گے، اسے قبول نہ کرنا،
میخ سے ٹنگی ہوئی لاش پر 'پل چو' اور 'کل اشو' کو نافذ کرنا،
اس کی لاش[49] پر ساٹھ مرتبہ 'غذائے حیات' اور ساٹھ مرتبہ 'آبِ حیات' چھڑکنا،
تب اِنّنا زندہ ہو جائے گی۔"[50]

میخ سے لٹکی ہوئی اِنّنا کی لاش پر.......،
انہوں[51] نے ان کو[52] دریا کا پانی پیش کیا، انہوں نے اسے قبول نہ کیا،
انہوں نے ان کو کھیت کا اناج پیش کیا، انہوں نے اسے قبول نہ کیا،
انہوں[53] نے اس[54] سے کہا 'میخ پر ٹنگی ہوئی لاش ہمارے حوالے کر دے'،
مقدس 'ارشکی گل' کلاترّو اور کُرگرّو کو جواب دیتی ہے۔
"لاش تمہاری ملکہ کی ہے۔"
"لاش ہمیں دے دے، یہ ہماری ملکہ کی ہے۔"

---

[48] اس کے بعد سولہ مصرعے اصل تختی پر بالکل مٹ چکے ہیں ان میں وہ ہدایات درج تھیں جو اَن کی / دیوتا نے کُرگرّو اور کلاترّو کو دی تھیں یہاں ان کی دیوتا کی ہدایات یا تقریر کا آخری پانچ مصرعوں پر مشتمل حصہ ہی پیش رہا ہے۔ [49] اس کی لاش پر۔ یعنی اِنّنا کی لاش پر۔ [50] اس مصرعے کے بعد اٹھارہ مصرعے اصل عبارت میں ضائع ہو چکے ہیں۔ [51] انہوں نے۔ پاتال کے دیوتاؤں نے [52] کُرگرّو اور کلاترّو کو [53] کُرگرّو اور کلاترّو نے [54] ارشکی گل سے۔

انہوں نے میخ سے لٹکی ہوئی لاش انہیں دے دی،
میخ سے لٹکی ہوئی لاش پہ انہوں پُل تُو[55] اور عل اَتُو[56] کو نافذ کیا،
انہوں نے اس پہ ساٹھ مرتبہ غذائے حیات اور ساٹھ مرتبہ آبِ حیات چھڑکا،
اِنَنّا اٹھ کھڑی ہوئی،
اِنَنّا ظلمات سے اوپر آتی ہے[57]
'انونا کی' نے اسے پکڑ لیا (اور کہا)،
ظلمات میں جو لوگ آتے ہیں ان میں سے کون نقصان اٹھائے بغیر ظلمات سے باہر جاتا ہے،
اگر اِنَنّا ظلمات سے باہر اوپر جائے گی،
(تو پھر) وہ اپنی جگہ کسی دوسرے کو ظلمات کے حوالے کرے[58]"
جب اِنَنّا ظلمات سے اوپر آتی ہے،
بے شک مُردے اس کے آگے لپکتے ہیں،
اِنَنّا ظلمات سے اوپر آتی ہے،
چھوٹے عفریت شُو بُر[59] سرکنڈوں کی طرح،

---

[55]، [56]: معلوم نہیں ہو سکا پُل تُو اور عل اَتُو سے کیا مراد ہے۔

[57] یعنی اِنَنّا عالمِ ظلمات سے عالمِ آب و گل کو لوٹی۔ [58] عالمِ ظلمات کے قوانین کے مطابق اگر کوئی ظلمات سے باہر کی دنیا میں آنا چاہتا تو اسے اپنی جگہ پاتال کے لئے کوئی دوسرا شخص دینا پڑتا تھا۔

[59]، [60]: 'شُوگر' اور 'ڈِیُن' سرکنڈے معلوم نہیں کس قسم کے سرکنڈے ہوتے تھے۔ تاہم ان دونوں مصرعوں جدید ترین ترجمہ یہ بھی کیا گیا ہے۔

"چھوٹے بھوت نیزوں کی چھڑیوں کی طرح،
بڑے بھوت .... کی طرح"

بڑے عفریت[90] ذبحن[91] سرکنڈوں کی طرح،

اُس[92] کے ساتھ چلے،

اُس[93] کے آگے چلنے والا گو وزیر نہ تھا (مگر) اس کے ہاتھ میں عصا تھا[94]،

اس کے پہلو میں چلنے والا گو سورما نہ تھا (مگر اس نے) اپنی کمر پہ ہتھیار باندھ رکھا تھا[95]

وہ جو اُس کے ساتھ چل رہے تھے،

وہ جو اِنّنا کے ساتھ چل رہے تھے،

وہ ایسے تھے جو کھانا نہیں کھاتے، پانی نہیں پیتے،

جو چھڑکا ہوا آٹا نہیں کھاتے[96]

جو چڑھاوے کا پانی نہیں پیتے،

جو شوہر کی آغوش سے بیوی چھین لیتے ہیں،

جو انّا کی چھاتی سے بچہ چھین لیتے ہیں[97]

اِنّنا ظلمات سے اوپر آتی ہے،

ح[90] عفریت: اس نظم میں جہاں کہیں عفریتوں کا ذکر آیا ہے ان سے مُراد عفریتوں کی وہ قسم ہے جنہیں سومیری "گلا" (عفریت) کہتے تھے۔ ح[92] اس کے ساتھ، یعنی اِنّنا کے ساتھ۔ ح[93] اس کے آگے۔ اِنّنا کے آگے۔

ح[94، 95] یہ مصرعے ایک اور متعلقہ لوح میں اس طرح آتے ہیں:

"وہ (عفریت) جو اپنے چہرے سے قاصد نہیں لگتا تھا، اس کے ہاتھ میں عصا تھا،

وہ جس کا بدن وزن اٹھانے والوں کا سا نہ تھا، (اس نے) شیر پہ ہتھیار رکھا ہوا تھا"

ح[96] قدیم عراق میں کسی مذہبی یا تدفینی رسم کی ادائیگی کے وقت غالباً آٹا چھڑکنے کا رواج تھا۔

ح[97] بعض محققین نے "انّا" (کھلائی، دایہ) کی جگہ ماں ترجمہ کیا ہے چنانچہ اس مصرعے کا یہ ترجمہ بھی کیا گیا ہے:

"جو دودھ پلانے والی ماں کی چھاتی سے بچہ چھین لیتے ہیں"

اِنّنا کے ظلمات سے اوپر آجانے کے بعد،

اس کا قاصد نِن شوبرؔ اس (اِنّنا) کے پاؤں پہ گر گیا،

وہ موٹے کپڑے پہنے خاک پر بیٹھ گیا،

عفریت پاک اِنّنا سے کہتے ہیں:-

"اے اِنّنا! اپنے شہر کے سامنے انتظار کر، ہم اسے (ظلمات) لے جائیں"

مقدس اِنّنا عفریتوں کو جواب دیتی ہے:-

"پسندیدہ باتوں والا میرا پیامبر،

صحیح باتیں پہنچانے والا میرا پیامبر،

جو میری ہدایات سے سرتابی نہیں کرتا،

جو میرے احکام نظر انداز نہیں کرتا،

میرے لئے آہ و زاری سے آسمان کو معمور کر دیا،

ایوان مقدس میں میرے لئے ڈھول بجایا،

میری خاطر دیوتاؤں کے قصر میں چکر لگایا،

میری خاطر اپنی آنکھیں نوچ لیں، میری خاطر اپنا منہ نوچ لیا،

اپنا بڑا .... نوچ لیا جو .... آدمی کے ساتھ نہیں ہے،

نادار کی طرح میرے لئے ایک (ہی) کپڑا پہنا،

اَن لِل کے گھر، ای کُر،

اُر میں نَنّا کے گھر،

اَریدو میں اَن کی کے گھر (گیا)،

اس نے مجھے زندہ کیا۔"

آؤ ہم اس (اِننّا) کے ساتھ چلیں، آؤ ہم اس کے ساتھ اُمّہ[ف۳۹] میں بنگ کُرشگا[ف۴۰] چلیں"

اُمّہ میں بنگ کُرشگا سے،

شارا[ف۴۱] اُس (اِننّا) کے پاؤں پر گر گیا،[ف۴۲]

وہ موٹے کپڑے پہنے خاک پر بیٹھ گیا،

عفریت پاک اننّا سے کہتے ہیں،

"اے اِننّا اپنے شہر کے سامنے انتظار کر، ہم اسے (ظلمات) لیجائیں"

مقدس اِننّا عفریتوں کو جواب دیتی ہے:[ف۴۳]

"آؤ ہم اس (اِننّا) کے ساتھ چلیں، آؤ ہم اس کے ساتھ بدتِب[ف۴۴] ارا میں ای مش کلّما[ف۴۵] چلیں"

ف۳۸ یعنی نن شوبُر کی کوششوں سے اِننّا کو دوبارہ زندگی ملی۔ اس نظم کے اصل متن سے معلوم ہوتا ہے کہ اس مصرعے کے بعد ایک یا زیادہ مصرعے ایسے ضرور آنا چاہئیں تھے جن میں اننّا عفریتوں سے نن شوبُر کو معاف کرنے کے لئے کہتی۔ ایک اور ایسی بابلی لوح موجود ہے جس میں اس مصرعے کے بعد ایک اور مصرعہ آیا ہے لیکن اس مصرعے کے معنی ابھی تک واضح نہیں ہو سکے ہیں۔ اصل میں اننّا پاتال میں اپنے بدلے کسی کو بھیجنے کا وعدہ کر کے آئی تھی چنانچہ اِننّا کے ساتھ پاتال سے آنے والے عفریت نن شوبُر کو ہلاک کر کے اننّا کے بدلے پاتال لے جانا چاہتے تھے۔ لیکن اِننّا نے اس کی خدمات گنوا کر اسے معافی دلائی۔ بعد میں، جیسا کہ اس نظم سے آگے چل کر ظاہر ہے، شارا اور تارک نامی دیوتاؤں کے ساتھ بھی یہی ہوا۔ مگر اِننّا نے انہیں بھی معافی دلائی۔ ف۳۹ اُمّہ ایک سومیری شہر کا نام۔ ف۴۰ بنگ کُرشگا (بنگ کُرشنگ)، اُمّہ شہر میں شارا دیوتا کے مندر کا نام۔ ف۴۱ شارا۔ سومیریوں کا ایک دیوتا۔ ف۴۲ شارا اس خوف سے اِننّا دیوی کے قدموں میں گرا کہ کہیں وہ اسے عفریتوں کے حوالے نہ کر دے۔ ف۴۳ اس کے بعد اصل عبارت میں تین مصرعے ضائع ہو چکے ہیں۔ یہ تینوں مصرعے اِننّا کے جواب پر مبنی تھے۔ ف۴۴ بدتِب ارا۔ ایک سومیری شہر۔ ف۴۵ ای مش کلّما۔ بدتِب ارا میں تارک دیوتا کے مندر کا نام۔ یہ مقولہ عفریتوں کی زبان سے ادا ہوا ہے۔

بدتیب ارا میں ۔ ای مُش گنّا سے نتارک اُس[۷۶] (اِنّنا) کے پاؤں پر گر گیا،
وہ موٹے کپڑے پہنے خاک پر بیٹھ گیا.
عفریت پاک اِنّنا سے کہتے ہیں،
"اے اِنّنا اپنے شہر کے سامنے انتظار کر، ہم اسے ہلاک کر دیں"
مقدس اِنّنا عفریتوں کو جواب دیتی ہے،[۷۷]
"آؤ ہم اس (اِنّنا) کے ساتھ چلیں، کُلاب[۷۸] میں اس کے ساتھ چلیں"
دُمُوزی شاہانہ پوشاک پہنے اپنے اونچے تخت پر بیٹھا تھا.
عفریتوں نے اسے رانوں سے پکڑ لیا.......،
سات عفریت اس[۷۹] پہ (یوں) جھپٹے جیسے کسی بیمار آدمی پر،
چرواہوں نے اس (دُمُوزی) کے سامنے بنسری اور الغوزہ نہیں بجایا[۸۰]
اس (اِنّنا) نے اس (دُمُوزی دیوتا) پہ آنکھ گاڑ دی، موت کی آنکھ![۸۱]
اس (دُمُوزی) کے خلاف بات کی، غیظ و غضب کی بات!
اس پہ چیخی، خطاکاری کی چیخ،

---

[۷۶] نتارک ۔ بدتیب ارا نامی شہر کا مربی دیوتا. [۷۷] اس کے بعد متن میں تین مصرعے ضائع ہو چکے ہیں جو اِنّنا کے جواب پر مشتمل تھے. [۷۸] کُلاب ۔ سومیری شہر اُرُوک کے مضافاتی علاقے کا نام. دُمُوزی کُلاب کا مربی دیوتا تھا. [۷۹] یعنی دُمُوزی دیوتا پہ. [۸۰] دُمُوزی کو چونکہ چرواہا دیوتا اور چرواہوں کا دیوتا بھی مانا جاتا تھا اسی لئے یہاں چرواہوں کے اس کے سامنے بنسری اور الغوزے بجانے کی بات کی گئی ہے. [۸۱] چونکہ دُمُوزی دیوتا نے سرکشی اور گستاخی کا مظاہرہ کیا اور وہ نن شوبر، شارا اور نتارک دیوتا کی طرح اِنّنا کے پاؤں نہیں پڑا اس لئے اِنّنا اس سے خفا ہو گئی اور اسے اپنی جگہ پاتال بھیجنے کا فیصلہ کر لیا.

"جہاں تک اس دوموزی کا سوال ہے، اسے لے جاؤ!"

مقدس اِننّا نے پھرا ہے، دُوموزی[۸۱] کو ان (عفریتوں) کے ہاتھوں میں دے دیا،

وہ جو اس کے ساتھ چلے،

وہ جو دوموزی کے ساتھ چلے،

وہ ایسے تھے جو کھانا نہیں کھاتے، جو پانی نہیں پیتے،[۸۲]

جو چھڑکا ہوا آٹا نہیں کھاتے،

جو چڑھاوے کا پانی نہیں پیتے،

بیوی کی گود کی سرخوشی پر ریجھتے نہیں،

وافر خوراک پلنے والے بچوں کو چومتے نہیں،

بیٹے کو باپ کے گھٹنے سے چھین لیتے،

خسر کے گھر سے بہو کو لے جاتے ہیں.

دوموزی رو دیا، اس کا چہرہ زرد پڑ گیا،

آسمان کی طرف (سورج دیوتا) اُتُو کے لئے اس نے اپنا ہاتھ اٹھایا،[۸۴]

"اے اُتُو! تو میری بیوی کا بھائی ہے، میں[۸۵] تیری بہن کا شوہر ہوں،

میں وہ ہوں جو تیری ماں کے گھر پر ملائی لے کر آتا ہے،

ح۸۱ اِننّا اپنے بدلے میں دوموزی کو ظلمات بھیج کر وہاں کا ضابطہ پورا کر رہی ہے۔ ح۸۲ عالم ظلمات سے اننا دیوی کے ساتھ آنے والوں (عفریتوں) کی خصوصیات بیان کی جا رہی ہیں۔ ح۸۴ یعنی دوموزی نے اُتُو دیوتا کے سامنے ہاتھ پھیلا کر امداد کی (التجا کی) فریاد کی۔ ح۸۵ دوموزی سورج دیوتا اُتُو سے مخاطب ہے اور یہاں وہ اپنے رشتے بتا رہا ہے۔ دُوموزی اِننّا کا شوہر تھا اور اِننّا سورج دیوتا اُتُو کی بہن تھی۔

میں وہ ہوں جو تین گلی کے گھر دودھ لاتا ہے ،
میرے ہاتھ کو سانپ کا بنا دے ،
میرے پاؤں کو سانپ کا پاؤں بنا دے[۳۶]
مجھے میرے عفریتوں سے بچا! وہ مجھے نہ پکڑیں[۳۷]

دُومُوزی کی موت

اس اسطورہ کا مرکزی کردار دومُوزی ' دیوتا ہے ۔ دُومُوزی سومیریوں کا 'چرواہا دیوتا ' تھا۔ جنسی محبت ، حُسن ، جنگ ، غیض و غضب ، زرخیزی اور تولید کی دیوی اِنّنا کا محبوب اور شوہر تھا۔ اسے 'چرواہا بادشاہ' بھی کہا جاتا تھا۔ بعد کے بابلیوں نے اسے "تمُّوز" کہا۔ بائبل میں بھی اس کا نام تمُّوز ہی آیا ہے۔ سومیریوں نے دُومُوزی کے بارے میں بہت ساری اساطیری کہانیاں تخلیق کیں جو اس کی مقبولیت عامہ کا ثبوت ہیں ـــــــ تیسری ہزاری قبل مسیح کے اوائل یعنی اب سے کوئی پانچ ہزار برس قبل سومیر کی شہری ریاست اُرُوک کا 'دُومُوزی ' نامی ایک حکمران بھی ہو گزرا ہے۔ سومیریوں کی 'فہرست شاہاں' میں دُومُوزی کا نام موجود ہے۔ بادشاہ دومُوزی کی زندگی اور کارنامے آنے والی سومیری نسلوں پر بہت اثر انداز ہوتے۔ اس کے انہی کارناموں ، مقبولیت اور شہرت کے سبب کچھ علماء کا خیال ہے کہ دراصل یہی سومیری دُومُوزی بادشاہ تھا جسے بعد کے زمانوں میں دیوتا کا درجہ دے دیا گیا۔

م[۳۶] دُومُوزی اُتُو دیوتا سے درخواست کر رہا ہے کہ اُتُو اس (دُومُوزی) کے ہاتھ پاؤں سانپ کے بنا دے تاکہ وہ غلات کے عفریتوں سے تیزی سے بچ نکلے۔ م[۳۷] اس سے آگے کی عبارت بالکل مسخ ہو چکی ہے اس لئے دُومُوزی اور کہانی کا انجام معلوم نہیں ہو سکا۔ ویسے ایک نظم سے معلوم ہوتا ہے کہ دُومُوزی کو بھی پاتال لیجایا گیا۔ اس نظم کو ہم "دُومُوزی کی موت" کا عنوان دے سکتے ہیں۔ یہ نظم اس کتاب میں شامل کیجا رہی ہے

دُوموزی کا واضح انجام

'دُوموزی' دیوتا کی موت پر مبنی یہ اہم اساطیری نظم اٹھائیس الواح اور ان کے ٹکڑوں پر بھی دستیاب ہوتی ہے اور یہ سب الواح تقریباً ۱۷۵۰ ق م یعنی تقریباً پونے چار ہزار برس قبل کی رقم شدہ ہیں سومیری دسمنیات کے نقطۂ نظر سے یہ نظم انتہائی اہمیت کی حامل ہے کہ اس سے اِنّنا دیوی کے شوہر دُوموزی دیوتا کے انجام کے بارے میں واضح اور حتمی طور پر علم ہو جاتا ہے۔ ورنہ اس نظم کی دریافت اور ترجمے سے قبل علمی دنیا کو یہ مسئلہ درپیش تھا کہ آخر دُوموزی کا انجام کیا ہوا تھا؟

گو "اِنّنا کا سفرِ ظلمات" کے عنوان سے اس کتاب میں شامل سومیری اسطورہ سے یہ گمان ہو جاتا تھا کہ اِنّنا کی ہی مرضی سے 'دُوموزی' کو ظلمات میں بہر صورت لے جایا گیا ہوگا۔ اور وہاں اسے موت بھی آ گئی ہوگی، کیونکہ اِننا دیوی کو ظلمات سے بیرونی دنیا میں واپس آنے کی اجازت ظلمات ہی کے اس اٹل اصول کے تحت ملی تھی کہ وہ اپنی جگہ کسی اور کو ظلمات میں بھیجے گی۔

لیکن اس کہانی سے صاف اور دو ٹوک انداز میں دُوموزی کا انجام واضح نہیں ہوتا کیونکہ اِنّنا کے سفرِ ظلمات پر مبنی یہ کہانی لوح کے ٹوٹ پھوٹ جانے کی وجہ سے اس مقام پر آ کر ادھوری رہ جاتی ہے جہاں اِنّنا دُوموزی سے خفا ہو کر اس پر اپنی "موت کی آنکھ" گاڑ دیتی ہے اور اسے ظلمات سے اپنے ساتھ آنے والے عفریتوں (گلّا) کے حوالے کرنے پر تُل جاتی ہے تاکہ وہ اسے اِنّنا کی جگہ ظلمات میں لے جائیں۔ اس موقع پر 'دُوموزی' زرد پڑ کر رو دیا تھا۔ اس نے آسمان کی جانب طلبانہ انداز میں ہاتھ اٹھا کر اِنّنا کے بھائی سورج دیوتا 'اُتو' سے مدد مانگی تھی۔ مگر اس کے بعد کہانی نامکمل رہ جانے سے یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ بالآخر 'دُوموزی' کا بنا کیا؟ بہرحال اب 'دُوموزی کی موت' سے متعلقہ اس نظم سے دُوموزی کا انجام واضح طور پر نکھر کر سامنے آ گیا ہے۔ اس نظم کی رُو سے 'دُوموزی' سانپ نہیں، ہرن بن گیا تھا تاکہ وہ ظلمات کے عفریتوں کے چنگل سے بچ کر تیزی سے

فرار ہو جائے۔ دُومُوزی کی درخواست پر سورج دیوتا اُتوُ نے تین مرتبہ کوشش کی کہ عفریت اسے ظلمات میں نہ لے جا سکیں۔ مگر بالآخر وہ ان عفریتوں کے ہاتھوں موت کے انجام تک پہنچ ہی گیا۔

پلاٹ

اس اسطورہ کا آغاز ایک افتتاحیہ ٹکڑے سے ہوتا ہے جس میں خالق شاعر کا لہجہ المیہ سا ہے۔ دُومُوزی نے یہ حقیقت پہلے ہی سے اچھی طرح جان لی تھی کہ اس کی موت یقینی اور اٹل ہے چنانچہ اس نے اپنی بانسری گردن میں باندھی اور آنکھوں میں آنسو بھرے میدان میں چلا گیا اور بری طرح آہ وزاری کرنے لگا۔ شاعر کے الفاظ میں:-

"اس کا دل آنسوؤں سے لبریز ہو گیا،
وہ میدان میں چلا گیا،
چرواہا! اس کا دل آنسوؤں سے لبریز ہو گیا،
وہ میدان میں چلا گیا،
دُومُوزی! —— اس کا دل آنسوؤں سے لبریز ہو گیا۔"

وہاں اس نے میدان، دریائی کیکڑوں اور مینڈکوں کو حکم دیا کہ وہ اس کے لئے یعنی دوموزی کے لئے آہ و فغاں کریں۔ اس نے اپنی ماں سے بھی کہا کہ وہ اس کے لئے ماتم کرے اسے ماں کا خیال آیا کہ جس روز وہ مر جائے گا تو اس کی ماں کی دیکھ بھال کرنے والا کوئی نہیں ہو گا۔ اس کے بعد دُومُوزی پودوں میں لیٹ گیا، نیند میں ڈراؤنا خواب دیکھا، وہ دہشت سے کانپتا ہوا اٹھ بیٹھا اس نے اپنی بہن گشتی نَنا (گشتینانا) کو بلا کر اسے اپنا خواب سنایا۔ گشتی ننا مقدس آسمانی شاعرہ اور مغنیہ تھی وہ خوابوں کی تعبیر بھی بتایا کرتی تھی اس نے خواب کو نامبارک بتاتے ہوئے بھائی سے کہا کہ مجرم اس پہ حملہ کرنے والے ہیں۔ ماں دُومُوزی کے لئے روئے گی اور ان دونوں بہن بھائی (دوموزی اور گشتی ننا) کو الگ الگ

کر دیا جائے گا۔ آخر میں وہ دُدموزی کو متنبہ کرتی ہوئی بولی کہ ظلمات کے عفریت (گلّا) اسے پکڑنے کے لئے پہنچنے والے ہی ہیں، وہ چھپ جائے۔ دُدموزی چھپ گیا اور بہن سے کہا کہ وہ کسی کو اس کے چھپنے کی جگہ نہ بتائے۔ 'گلّا' (عفریت) دُدموزی کی کھوج میں آپہنچے مگر وہ انہیں نہیں ملا۔ انہوں نے گشتی نَنّا کو پکڑ لیا اور اس سے پوچھا کہ دُدموزی کہاں ہے مگر بہن نے بھائی کے بارے میں کچھ نہیں بتایا۔ پھر دُدموزی شہر لوٹ آیا۔ غالباً اسے خدشہ تھا کہ وہ نہ ملا تو ظلمات کے عفریت (گلّا) گشتی نَنّا کو مار ڈالیں گے۔ گلّا نے اسے پکڑ لیا ٹھوکروں گھونسوں اور کوڑوں سے اس کی خوب خبر لی۔ انہوں نے دُدموزی کے ہاتھ اور بازو مضبوطی سے باندھ دیئے اور اسے ظلمات میں لے جانے کے لئے تیار ہو گئے۔ اب دُدموزی نے اپنی بیوی اِنَنّا کے بھائی سورج دیوتا 'اُتُو' سے مدد چاہی کہ وہ اسے ہرن بنا دے تاکہ وہ ان عفریتوں کے چنگل سے بچ کر 'شُوبِرْ الا' نامی جگہ بھاگ کر چلا جائے۔ 'اُتُو' نے اس کی مدد کی اور دُدموزی 'شُوبِرْ الا' چلا گیا۔ لیکن عفریت وہاں بھی پہنچ گئے اور اسے پکڑ کر پیٹا۔ دُدموزی کی فریاد پر 'اُتُو' دیوتا ایک مرتبہ پھر اس کی مدد کو آیا۔ اس بار دُدموزی عفریتوں سے چھٹکارا حاصل کر کے 'بِل اِلی' نامی 'دانا معمر خاتون' (دیوی) کے پاس چلا گیا۔ اور اس سے پینے کو پانی اور کھانے کو روٹی مانگی۔ ظلمات کے عفریت اسے پکڑنے کے لئے وہاں بھی آگئے۔ دُدموزی اس بار پھر 'اُتُو' کی اعانت سے بھاگ نکلنے میں کامیاب ہو گیا اور اپنی بہن گشتی نَنّا کے باڑے میں جا چھپا۔ لیکن عفریتوں نے اسے وہاں بھی آن لیا۔ انہوں نے اس کے منہ پر زخم لگائے اور وہ مر گیا۔

دُومُوزی کی موت

"اس کا دل آنسوؤں سے بھر گیا،

وہ میدان میں چلا گیا،

چرُوّا ہا — اس کا دل آنسوؤں سے بھر گیا۔

وہ میدان میں چلا گیا،

دُومُوزی — اس کا دل آنسوؤں سے بھر گیا،

وہ میدان میں چلا گیا،

اس نے اپنی بانسری (؟) گردن میں باندھ لی،

اس نے آہ وزاری کا حکم دیا،

"آہ وزاری کر! آہ زاری کر،

اے میدان آہ وزاری کر،

اے میدان آہ وزاری کر، فریاد وفغاں کر،

دریائی کیکڑوں کے درمیان آہ وزاری کر،

دریائی مینڈکوں کے درمیان آہ وزاری کر،

میری ماں ماتمی الفاظ ادا کرے،

میری ماں، جس کے پاس پانچ روٹیاں نہیں ہیں، ماتمی الفاظ ادا کرے،

میری ماں، جس کے پاس دس روٹیاں نہیں ہیں، ماتمی الفاظ ادا کرے،

ح۱ چرواہا:- دوموزی دیوتا چرواہا دیوتا تھا اور اسی نسبت سے سومیری اسے 'چرواہا بادشاہ' اور صرف 'چرواہا' بھی کہتے تھے۔

جس روز میں مروں گا کوئی اس (ماں) کی دیکھ بھال کرنے والا نہ ہوگا،
میدان میں اپنی ماں کی طرح میری آنکھیں آنسو بہائیں،
میدان میں میری چھوٹی بہن کی طرح میری آنکھیں آنسو بہائیں [1]
وہ پودوں [2] میں لیٹ گیا، وہ پودوں میں لیٹ گیا،
چرواہا ——— پودوں میں لیٹ گیا،
جب چرواہا پودوں میں لیٹا، اس نے خواب دیکھا،
وہ اٹھا یہ خواب تھا، وہ کانپ گیا، یہ خواب تھا،
اس نے اپنے ہاتھوں سے اپنی آنکھیں ملیں، وہ گھبرایا ہوا تھا،
"میرا خواب، اے میری بہن، میرا خواب [3]
میرے خواب کا لب لباب یہ ہے،
میرے چاروں طرف سینٹھے پیدا ہو گئے، میرے چاروں طرف سینٹھے اگ آئے،
یکہ و تنہا کھڑا ایک سرکنڈا میرے سامنے اپنا سر جھکاتا ہے،
دو دو کے جوڑوں میں کھڑے ہوئے سرکنڈوں میں سے ایک الگ کر دیا گیا ہے،
درختوں کے جھنڈ میں، بلند درخت ڈراؤنے انداز میں میرے چاروں طرف چھا گئے،
میرے مقدس چولہے پہ پانی انڈیل دیا گیا،
میری مقدس مدھانی کی چوکی ہٹالی گئی،

---

[1] اس کے بعد دموزی پودوں میں پڑ کر سو گیا۔ اس نے ایک ڈراؤنا اور منحوس خواب دیکھا
[2] پودوں کی جگہ 'مکھیاں' بھی ترجمہ کیا گیا ہے۔ [3] پریشان اور گھبرائے ہوئے دموزی نے اپنی بہن گشتی نتا (گشت اِنّا) کو اپنے سامنے بلایا اور اسے اپنا نامبارک خواب سنایا۔ گشتی نتا مقدس آسمانی شاعرہ اور مغنیہ تھی۔ وہ خوابوں کی تعبیر بتایا کرتی تھی۔

میخ سے لٹکا ہوا مشکیزہ ، پیالہ میخ سے کب کا اُتر گیا ہے ،
گلّہ بانی کا میرا آنکڑا غائب ہوگیا ،
ایک اُلّو کے پاس .... ہے ،
ایک شاہین کے پنجوں میں میمنا ہے ،
میری نوعمر بکریاں اپنی لاجوردی داڑھیاں مٹی میں آلودہ کرتی ہیں ،
باڑے کی بھیڑیں اپنے خمیدہ ہاتھ پاؤں زمین پر مارتی ہیں ،
مدھانی لڑھکی پڑی ہے ، دودھ نہیں انڈیلا جاتا ،
پیالہ (ٹوٹا) پڑا ہے ، دموزی اب زندہ نہیں ؛
باڑا ہوا کے سپرد کر دیا گیا ہے ۔"
"اوہ میرے بھائی ! تو نے جو خواب مجھے بتایا ہے وہ اچھا نہیں ہے ،
اوہ دُموزی ! تو نے جو خواب مجھے بتایا ہے وہ اچھا نہیں ہے !
تیرے چاروں طرف سینٹھے پیدا ہوگئے ، تیرے چاروں طرف سینٹھے اُگ آئے ،
(اس سے مراد یہ ہے کہ) مجرم تجھ پر حملہ کرنے کے لئے اٹھ کھڑے ہوں گے ،
یکہ و تنہا کھڑا سرکنڈا تیرے لئے سر جھکاتا ہے ،
(اس سے مراد یہ ہے) کہ تجھے جننے والی تیری ماں تیرے لئے اپنا سر جھکائے گی ؎
دو دو کے جوڑوں میں کھڑے ہوئے سرکنڈوں میں سے ایک تیرے لئے الگ کر دیا گیا ہے ،
(اس سے مراد یہ ہے کہ) میں اور تو ـــــ ہم دونوں میں ایک کو الگ کر دیا جائے گا ؎
"میری دوست ، میں پودوں میں چھپ جاؤں گا ،
کسی کو میرے چھپنے کی جگہ نہ بتانا ،

ؕ یعنی دُموزی کی ماں اس کے لئے روئے گی ۔ ؕ گشتی نناّ اپنے بھائی دُموزی کو اس کے افسردہ
(باقی اگلے صفحہ پر)

میں چھوٹے پودوں میں چھپ جاؤں گا،
کسی کو میرے چھپنے کی جگہ نہ بتانا،
میں بڑے پودوں میں چھپ جاؤں گا،
کسی کو میرے چھپنے کی جگہ نہ بتانا۔
میں اَرَتّو کی خندقوں میں چھپ جاؤں گا[۶]،
کسی کو میرے چھپنے کی جگہ نہ بتانا"۔
"اگر میں تیرے چھپنے کی جگہ بتا دوں تو تیرے کتے مجھے کھا جائیں[۸]
کالے کتے، تیری نگہبانی کے کتے،
جنگلی کتے، بادشاہت کے تیرے کتے،
تیرے کتے مجھے کھا جائیں"[۹]
(وہ گلّا جو) کھانا نہیں کھاتے، پانی نہیں پیتے (آ پہنچے)،
چھڑکا ہوا آٹا نہیں[۱۰]
نذر کیا ہوا پانی نہیں پیتے،
تحفے قبول نہیں کرتے،

کی اور نامبارک پورے خواب کی تعبیر بتاتی ہے۔ آخر میں وہ دموزی کو متنبہ کرتی ہے کہ ظلمات کے عفریت "گلّا" اسے پکڑنے کے لئے پہنچنے والے ہیں چنانچہ وہ چھپ جائے۔ دموزی اس کے لئے آمادہ ہو جاتا ہے اور بہن سے درخواست کرتا ہے کہ وہ انہیں نہ بتائے کہ وہ کہاں چھپا ہے۔

[۶] اَرَتّو، سومیریوں کا عالم اسفل ظلمات۔ [۸] گشتی نننا جواب دیتی ہے۔ [۹] پھر دموزی کو تلاش کرتے ہوئے ظلمات کے عفریت "گلّا" آ پہنچے مگر وہ انہیں ملا چنانچہ انہوں نے گشتی نننا کو پکڑ لیا اور اسے دموزی کے چھپنے کی جگہ پوچھنے کی کوشش کی مگر اس نے انہیں نہیں بتایا۔ [۱۰] مذہبی رسوم کی ادائیگی کے وقت چھڑکا جانے والا آٹا۔

مسرت کے ساتھ بیوی کی چھاتی سے سیر نہیں ہوتے،
بچوں کو پیار نہیں کرتے اشیریں ...... [۱۱]
اُتُو! تو میری بیوی کا بھائی ہے[۱۲]،

میں تیری بہن کا شوہر ہوں،
میں وہ ہوں جو ای اَنّا[۱۳] کے لئے خوراک لے جاتا ہے،
میں اُروک میں شادی کے تحفے لایا[۱۴]،
میں نے مقدس لب چومے[۱۵]،
مقدس گود کو پیار کیا، اِنّنا کی گود ——،

میرے ہاتھوں کو ہرن کے ہاتھ بنا دے،

میرے پیروں کو ہرن کے پیر بنا دے،
(تاکہ) میں اپنی روح، کو شوبرالا ......"
اُتُو نے اس کے آنسو تحفے کی طرح قبول کر لئے[۱۶]،

ص[۱۱] پھر دُوموزی غالباً اس ڈر سے کہ ظلمات کے عفریت گلّا کہیں اس کی بہن گشتی نّنا اگشت انّا کو مار نہ ڈالیں، شہر اُرُک آیا۔ گلّا نے اسے پکڑ لیا۔ اسے ٹھوکریں، گھونسے اور کوڑے مارے۔ پھر انہوں نے دوموزی کے ہاتھ اور بازو کس کر باندھ دیئے اور اسے ظلمات میں لے جانے کے لئے تیار ہو گئے۔ دوموزی نے اپنی بیوی اننا کے بھائی سورج دیوتا اُتُو سے فریاد کی کہ وہ اسے ہرن بنا دے تاکہ وہ گلّا کے چنگل سے بچ کر بھاگ جائے اور شوبرالا نامی جگہ چلا جائے۔ ص[۱۲] دُوموزی اُتُو دیوتا سے فریاد کناں ہے۔ ص[۱۳] ای اَنّا۔ ننّنا دیوی کے مندر کا نام۔ ص[۱۴] یہاں غالباً ان تحائف کی طرف اشارہ ہے۔ جو دوموزی نے اِنّنا کو شادی کے وقت پیش کئے تھے۔ ص[۱۵] مقدس لب۔ اِنّنا کے ہونٹوں سے مراد ہے۔ ص[۱۶] تحفہ قبول کر لینے سے مراد ہے کہ اُتُو دیوتا دوموزی کی امداد پر تیار ہو گیا۔

رحم دل انسان کی طرح اس پر رحم کھایا،
اس نے اس کے ہاتھ ہرن کے ہاتھ بنا دیئے،
اس نے اس کے پیر ہرن کے بنا دیئے،
دُمُوزی گلّا عفریتوں سے بچ نکلا،
اپنی روح کو بچا لے گیا ... ۱۸
"دانا خاتون! میں کوئی انسان نہیں ہوں، میں ایک دیوی کا شوہر ہوں[۱۹]
نذر کیا جانے والا تھوڑا سا پانی مجھے پلا دے،
چھڑکا جانے والا تھوڑا سا آٹا مجھے کھلا دے۔"
پہلا گلّا باڑے[۲۰] میں داخل ہوتا ہے[۲۱]
وہ دموزی کے گال پر نوکیلی میخ سے وار کرتا ہے،
دوسرا گلّا باڑے میں داخل ہوتا ہے۔
وہ دموزی کے چہرے پر چرواہے کے عصا سے ضرب لگاتا ہے،
تیسرا (گلّا) باڑے میں داخل ہوتا ہے،

---

۱۸ وہ ۱۔ دموزی ۱۸ لیکن ظلمات کے تعاقب کناں عفریتوں نے دموزی کو ایک مرتبہ پھر پکڑ لیا اور پہلے کی طرح اسے مارا پیٹا۔ دموزی نے اتُو دیوتا سے ایک بار پھر درخواست کی کہ وہ اسے پھر ہرن بنا دے۔ مگر اس مرتبہ دُموزی اپنی زوجہ 'کو بل ابی' نامی دیوی کے گھر جانا چاہتا تھا۔ بل ابی دانا معمر خاتون کہلاتی تھی ۱۹۔ دُموزی 'بل ابی' کے گھر پہنچنے کے بعد اس سے مخاطب ہوا ۲۰ اور ۲۱ مگر دموزی بل ابی کے پاس کھانے اور پینے بھی نہ پایا تھا کہ گلّا عفریت پھر آن پہنچے اور انہوں نے تیسری مرتبہ اس کی پٹائی کی اتُو نے اسے ایک مرتبہ پھر اسے ہرن بنا دیا اور دموزی وہاں سے بھاگ کر اپنی بہن گشتی نناّ کے باڑے میں پہنچا۔ پانچ گلّا عفریت اس باڑے میں بھی داخل ہو گئے، اور دموزی کے منہ پہ چھڑی اور میخ سے ضربیں لگائیں۔ دموزی مر گیا۔

مقدس مدھانی کا پائیدان الگ کر دیا گیا،
چوتھا گلا بانٹے میں داخل ہوتا ہے،
مقدس مدھانی ٹوٹی پڑی ہے، دودھ نہیں ڈالا جاتا،
پیالہ ٹوٹا پڑا ہے، دموزی اب زندہ نہیں،
باڑا ہوا کے سپرد کر دیا گیا ہے۔

اس طرح دوموزی اپنی محبوبہ اور بیوی اِننا کی محبت اور نفرت کا شکار ہو کر اپنے المناک انجام سے دوچار ہوا اور ہلاک کر دیا گیا۔

ننا کا سفر نپور

اس اساطیری کہانی کی رو سے 'اُر' شہر کے مربی و سرپرست چاند دیوتا (ننا) نے اَن لِل' دیوتا کے شہر نپور کا سفر اختیار کیا —— اصل میں تیسری ہزاری قبل مسیح کے دوران سومیریوں کے شہر 'نپور' کو سومیر میں سب سے اہم مذہبی حیثیت حاصل تھی۔ 'نپور' میں سومیریوں کے سب سے بڑے دیوتا اَن لِل کا 'ای کر' نامی مندر تھا جو پورے سومیر میں سب سے اہم اور ممتاز مندر تھا، چنانچہ سومیر کے دوسرے اہم ترین شہروں 'اُر' اور 'اَریدو' کے لئے بھی ضروری تھا کہ وہ اپنے ہاں خوشحالی اور فراوانی کے لئے اَن لِل دیوتا کی شفقت، عنایت اور برکت حاصل کریں۔ اسی برکت کے حصول کی خاطر 'اُر' کا مربی و سرپرست دیوتا 'ننا' اور 'اَریدو' شہر کا مربی اور سرپرست دیوتا 'اَن کی' نپور پہنچے تھے اور اپنی کشتیوں میں اَن لِل اور اس کے مندر کے لئے ڈھیروں تحائف لے کر گئے تھے۔

زیر نظر کہانی میں چاند دیوتا ننّا (سِن، اَشِم گَر بَبّرا) کے نپور جا کر اَن لِل دیوتا سے برکت حاصل کرنے کا حال بیان کیا گیا ہے کہانی سے یوں لگتا ہے کہ گو اس وقت انسان تو ابھی غالباً پیدا نہیں ہوا تھا مگر 'نپور' اور 'اُر' دونوں شہر پوری طرح تعمیر ہو چکے تھے اور وہاں مختلف حیوانوں اور درختوں و پودوں وغیرہ کی خوب ہی بہتات تھی۔ نظم کے ابتدائی حصے میں نپور شہر کی عظمت اور شان و شوکت کا تذکرہ ہے اس کے بعد کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ

ننّا چاند دیوتا نے اپنے "باپ[1]" اَن لِل کے شہر نپور کو جانے کا فیصلہ کر لیا۔

"اس کے شہر جانے، اپنے باپ کے سامنے کھڑے ہونے کا،
فیصلہ اش گر بنبرّ[2] نے کر لیا:"

"میں! سورما! میں اپنے شہر جاؤں گا، میں اپنے 'باپ' کے سامنے کھڑا ہوں گا،
میں! سین! اپنے شہر جاؤں گا، میں اپنے 'باپ' کے سامنے کھڑا ہوں گا،
میں اپنے 'باپ' اَن لِل کے سامنے کھڑا ہوں گا،
میں اپنے شہر جاؤں گا، میں اپنی ماں ننِ لِل کے سامنے کھڑا ہوں گا۔
میں اپنے باپ کے سامنے کھڑا ہوں گا۔"

ننّا کی کشتی

اس فیصلے کے بعد ننّا دیوتا نے اپنی کشتی میں عمدہ و منتخب درخت، پودے اور جانور بڑی تعداد میں بار کر لئے، وہ یہ اَن لِل اور اس کے مندر کو تحفے کے طور پہ پیش کرنا چاہتا تھا۔ "اُر" سے "نپور" کے پاس سفر میں ننّا کی کشتی پانچ مختلف شہروں کے دریائی گھاٹوں یا بندرگاہوں پہ رکی۔ ان شہروں میں "اِم"(؟)، "لارسہ" اور "اُرک" شامل تھے باقی دو شہروں کے نام اصل عبارت ناقص ہو جانے کی وجہ سے پڑھے نہیں جا سکے۔ ہر شہر میں اس کے سرپرست دیوتا نے ننّا کا خیر مقدم کیا۔ پھر ننّا نپور پہنچ گیا۔

" لاجورد کے گھاٹ پہ، اَن لِل کے گھاٹ پہ،
ننّا اپنی کشتی میں پہنچا،
سفید گھاٹ پہ، اَن لِل کے گھاٹ پہ،
اَش گر بنبرّ اپنی کشتی میں پہنچا،

---

[1] چاند کی پیدائش کے عنوان سے اس کتاب میں شامل اسطورہ کی رو سے بھی اَن لِل ننّا کا باپ تھا۔

[2]،[3] اَش گر بنبرّ،سِن۔ ننّا دیوتا کے اور نام۔

اپنے پیدا کرنے والے باپ کے . . . . پر وہ جا ٹھہرا،

اُن لِل کے دربان سے وہ کہتا ہے :

"گھر کھول، دربان! گھر کھول،

گھر کھول، اے محافظ روح! گھر کھول،

گھر کھول، درختوں کو اگانے والے! گھر کھول،

اے ......، درختوں کو اگانے والے! گھر کھول،

دربان گھر کھول، اے محافظ روح! دروازہ کھول!"

پھر نَنّا نے دربان کے سامنے ان تحائف کا ذکر کیا جو وہ اپنی کشتی پر بار کر کے لایا تھا۔

آخر میں نَنّا نے کہا:

"دربان گھر کھول، اے محافظ روح! گھر کھول،

کشتی کے اگلے سرے پر جو کچھ ہے، اگلے سرے پر جو کچھ ہے، میں تجھے دیدوں گا،

کشتی کے پچھلے سرے پر جو کچھ ہے، پچھلے سرے پر جو کچھ ہے، میں تجھے دیدوں گا!"

نَنّا کی بات سن کر دربان نے نَنّا کی خاطر دروازہ کھول دیا۔

خوشی خوشی، دربان نے خوشی خوشی دروازہ کھول دیا،

درختوں کو اگانے والی محافظ روح نے خوشی خوشی،

دربان نے خوشی خوشی دروازہ کھول دیا،

درختوں کو اگانے والے نے خوشی خوشی،

دربان نے خوشی خوشی دروازہ کھول دیا،

نَنّا کے ساتھ اُن لِل نے خوشی منائی۔"

دونوں دیوتاؤں نے ضیافت اڑائی۔ پھر نَنّا نے اپنے باپ اُن لِل سے کہا:

"میرے لئے دریا کو سبزہ کر دے،

میرے لئے کھیت میں اناج کی بہتات کر دے ،
میرے لئے دلدلی زمینوں میں گھاس اور نرسل پیدا کر ،
میرے لئے جنگلوں میں .... ،
میرے لئے میدان میں .... ،
میرے لئے کھجوروں کے جھنڈ اور تاکستان میں شہد اور شراب پیدا کر ،
مجھے محل میں طویل عمر عنایت کر ،
میں 'اُر' چلا جاؤں گا"

ان لِل نے اپنے بیٹے کی درخواست مان لی ،
اس نے اسے دیا ، ان لِل نے اسے دیا ،
وہ 'اُر' چلا گیا۔
اس کے لئے اس نے دریا کو لبریز کر دیا ،
اس کے لئے کھیت میں اس نے خوب اناج دیا ،
اس کے لئے دلدلی زمینوں میں اس نے گھاس اور نرسل پیدا کئے ،
اس کے لئے جنگلوں میں اس نے اسے ...... دیا ،
اس کے لئے میدان میں اس نے اسے ...... دیا ،
اس کے لئے درختوں کے جھنڈ اور تاکستان میں اسنے شہد اور شراب دی ،
اسے محل میں اس نے طویل عمر عطا کی"۔

چرواہا اور کسان

یہ خوبصورت اسطورہ عراق کے قدیم سومیری شہر نپور کے کھنڈروں سے ملنے والی تین الواح پر لکھی ہوئی ہے جو ساڑھے تین سے لیکر چار ہزار برس قبل کے بین بین رقم کی گئی تھیں۔ اس نظم کی تکنیک بڑی دلچسپ اور انوکھی سی ہے اس کا یہ انوکھا پن اور اس کی خاص بات یہ ہے کہ پوری نظم میں کہیں بھی کوئی ایسا اقتباس

طور پر مخاطب نہیں ہے جس سے یہ واضح طور پر معلوم ہو سکے کہ کون کس سے مخاطب ہے صرف ایک جگہ شروع کے حصے میں معلوم ہوتا ہے کہ سورج دیوتا "اتو" اپنی بہن اِنَنّا دیوی سے بات کر رہا ہے۔ باقی تمام نظم میں محض سیاق و سباق سے ہی معلوم کیا جا سکتا ہے کہ کون بول رہا ہے۔

بائبل سے مشابہت

کم از کم ساڑھے چار ہزار برس پہلے کی اس سومیری "فسوں" (متھ) اور بائبل (عہد نامہ قدیم۔ کتاب پیدائش) میں ابل اور قائن (ہابیل اور قابیل) کی کہانی میں قدرے مشابہت ضروری پائی جاتی ہے جو محض اتفاقی بھی ہو سکتی ہے اور اسرائیلیوں کی سومیریوں سے اختیار کردہ بھی ۔۔۔ یعنی یہ کہ اسرائیلیوں نے اس سومیری کہانی کے اثرات قبول کر کے اپنی روایت میں سمو لئے ہوں۔ ابل چرواہا تھا اور قائن کسان اس سومیری کہانی کی رو سے اننا دیوی دُموزی (چرواہے) کو مسترد کرنے پر تلی ہوئی تھی۔ اور انکم دُو (کسان) کو قبول کرنے پر آمادہ تھی۔ اس طرح مسترد ہو جانے سے دُموزی مشتعل تھا۔ ادھر بائبل کے مطابق خداوند نے ابل (چرواہے) کے تحائف قبول کئے اور قائن (کسان) کی نذر نیاز مسترد کر دی چنانچہ بائبل کی رو سے چرواہا نہیں بلکہ کسان مشتعل ہوا تھا۔ سومیری کہانی کے برعکس بائبل میں شرفِ قبولیت کسان کو نہیں بلکہ چرواہے کو بخشا گیا تھا۔ بہرحال قبول اور رد قبول اور اس پر اشتعال کی فضا سومیریوں اور بائبل کی دونوں ہی کہانیوں میں موجود ہے۔ سومیری کہانی کا کسان امن پسند ہے مگر بائبل کی کہانی کا کسان جھگڑالو ہے بلکہ اس نے چرواہے (قائن) کو قتل کر دیا تھا۔ سومیری کہانی میں کوئی قتل نہیں ہوتا بلکہ اس کہانی کے آخر میں تو صلح اور دوستی کی خوشگوار فضا ملتی ہے مگر بائبل کی روایت قتل کا پتہ دیتی ہے دونوں کہانیوں میں ذرا سی مشابہت کی بنا پر یہ کہنا مجھے تو کسی طرح مناسب نہیں معلوم ہوتا کہ سومیری کہانی بائبل کی روایت پر اثر انداز ہوئی تھی اور اسرائیلیوں نے اپنی روایت کے ضمن میں خیال اور فضا سومیریوں سے مستعار لی۔ مختلف مگر زراعت کار قوموں کے ہاں بعض ملتی جلتی کہانیوں

کی تخلیق کم ازکم میرے لئے تو کوئی انہونی یا اچنبھے کی بات نہیں ہے اور آزادانہ طور پر تخلیق شدہ مختلف اساطیری کہانیوں میں ردّو قبول کی فضا کا پایا جانا بھی کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ یہ نتیجہ لازماً ہی نکال لیا جائے کہ کوئی ایک کہانی باقی کہانیوں پر یقیناً اثر انداز ہوتی ہے۔ تاہم یہ ضرور ہے کہ زیر بحث دونوں کہانیوں میں ایک لحاظ سے پوری نفسیاتی فضا یکساں ہے یعنی یہ کہ ان دونوں کہانیوں کا ایک کردار (سومیری دُمُوزی اور بائبل کا قابیل) مایوسی اور احساس کمتری کی بنا پر جارحانہ رویّے کا حامل تھا۔

اس سومیری نظم سے معلوم ہوتا ہے کہ سومیری کنواریاں شادی کے معاملے میں اپنی پسند اور انتخاب کے لئے خاصی آزاد بھی تھیں اب یہ دوسری بات ہے کہ وہ اپنے بزرگوں کے سمجھانے بجھانے سے کبھی اپنی رائے، اپنی پسند بدل بھی لیتی ہوں۔

پلاٹ

اس نظم کے چار کردار ہیں محبت، جنس، زرخیزی، تولید اور جنگ کی دیوی اِنّنا (بابلیوں کی عشتار)، چرواہا دیوتا دُموزی (بابلیوں کا تمّوز) کسان دیوتا اِن کِم دُو اور سورج دیوتا اُتُو۔ نظم کا پہلا حصہ ابتدائیہ یا تعارف کی حیثیت رکھتا ہے لیکن ضائع ہو جانے کی وجہ سے ناقابل فہم ہو کر رہ گیا ہے بہرحال اِنّنا کے بھائی اُتُو نے اپنی بہن کو "چرواہے" دُموزی سے شادی کر لینے کی ترغیب دی۔ اس نے دُموزی کے مکھن، دودھ اور خوش بختی کا ذکر کر کے بھی اِنّنا کو رام کرنے کی کوشش کی۔ مگر بہن نے بھائی کی بات ماننے سے صاف انکار کر دیا۔ اس نے دوٹوک الفاظ میں کہہ دیا کہ وہ دُموزی سے ہرگز بیاہ نہیں کرے گی، اس کی نئی پوشاک قبول کر کے نہیں پہنے گی اور نہ ہی دُموزی کے دیئے ہوئے عمدہ اونی کپڑے اوڑھے گی بلکہ کثرت سے پودے اور اناج اگانے والے کسان اِن کِم دُو کی بیوی بنے گی۔ اِنّنا نے دُموزی کو جو یوں مسترد کیا تو وہ اس توہین پر تاؤ کھا گیا اس نے اِنّنا کو متاثر کرنے کو بڑھ چڑھ کر ڈینگیں ماریں۔ اِن کِم دُو کی پوشاکوں، بھیڑوں، شرابوں، روٹی اور پھلیوں وغیرہ کے مقابلے میں اس نے اپنی پوشاکوں، طرح طرح کے دودھ، شہد آگیں پنیر اور سادہ پنیر کا فخریہ ذکر کیا۔

اس نے ان چیزوں کا موازنہ کرتے ہوئے کہا کہ کسان (اِن کِم دو) کے پاس کوئی بھی چیز دوموزی سے بڑھکر نہیں ہے — پھر دوموزی خوش خوش دریا کے کنارے گیا، اسکی مسرت کا سبب شاید یہ تھا کہ حسین و دلکش اِنتا اسکے دلائل سے متاثر ہوکر بالآخر اِن کِم دُو سے شادی کا ارادہ ترک کر کے اس (دُوموزی) کے ساتھ بیاہ رچانے پر آمادہ ہوگئی (لیکن اِنتا کی اس تبدیلیٔ ذہن کا نتیجہ نظم کے صرف سیاق و سباق سے ہی نکالا جا سکتا ہے ورنہ پوری نظم میں اس کا واشگاف اظہار کہیں نہیں ملتا) بہرکیف دریا پر نازاں و فرحاں دُوموزی کی ملاقات "اِن کِم دو" سے ہوگئی اور وہ ضلع جو کسان (اِن کِم دُو) سے لڑنے لگا۔ مگر اِن کِم دو اس سے جھگڑا مول لینے پر تیار نہیں بلکہ اس نے تو دُوموزی کی بھیڑوں اور میمنوں کو اپنی زمینوں پہ ہر جگہ چرنے اور پھرنے کی اجازت دے دی اور اپنی نہر سے پانی پینے کی بھی — اس پر دُوموزی نے خوش ہوکر اِن کِم دُو کو اپنا دوست قرار دیا اور دوست کی حیثیت سے اپنی شادی میں شرکت کی دعوت دی۔ اِن کِم دُو نے اس کی اور اِنتا کی شادی پر اپنے کھیت کی بہترین پیداوار گندم۔ دالیں اور مسور وغیرہ تحفے کے طور پر پیش کی۔

چرواہا اور کسان

جو دوشیزہ ہے، باڑا[1]......،

دوشیزہ اِنتا! باڑا......،

رنگیاریوں میں گھٹنوں کے بل.....،

اِنتا......،

ایک پوشاک......،

---

[1] باڑا، بھیڑ بکریوں کا باڑا۔

'........

'........ میں نہیں ہوں

'........ سے ......

'...... چرواہے کی بیوی ......

اس کا بھائی،[2] سورما[3] جنگجو! اُتو![4]

مقدس اِنّنا سے کہتا ہے،

"اے میری بہن چرواہے[5] سے بیاہ کرلے،

کنواری اِنّنا! تیری مرضی کیوں نہیں ہے؟

اس کا مکھن[6] عمدہ ہے، اس کا دودھ عمدہ ہے،

چرواہا! جس چیز کو اس کا ہاتھ چھوئے وہ چمکنے لگتی ہے،

اے اِنّنا چرواہے دموزی سے بیاہ کرلے،

تُو، جو زیوروں سے سجی ہے، تیری مرضی کیوں نہیں ہے؟

وہ اپنا عمدہ مکھن تیرے ساتھ بیٹھ کر کھائے گا،

اے بادشاہ کی محافظ! تیری مرضی کیوں نہیں ہے؟"

"میں چرواہے سے بیاہ نہیں کروں گی[7]

---

[2] اس کا بھائی۔ یعنی اِنّنا کا بھائی سورج دیوتا اُتو۔ [3] سورما اور جنگجو سورج دیوتا اُتو کو کہا گیا ہے [4] اُتو سورج دیوتا، جو چاند دیوتا نَنّا کا بیٹا اور اِنّنا دیوی کا بھائی تھا۔ [5] چرواہا گڈریے دیوتا دموزی سے مراد ہے۔ [6] بعض جگہ مکھن کی بجائے ملائی اور چربی بھی ترجمہ کیا گیا ہے۔ [7]، [8] ان دونوں مصرعوں کا ترجمہ یوں بھی کیا گیا ہے۔

"چرواہا مجھ سے شادی نہیں کرے گا،

وہ مجھے اپنی نئی پوشاک نہیں پہنائے گا"

میں اس کی نئی پوشاک نہیں پہنوں گی،[۹]

میں اس کی نفیس اون نہیں اوڑھوں گی،

میں! دوشیزہ! کسان سے بیاہ کروں گی،

کسان! جو پودے کثرت سے اگاتا ہے،

کسان! جو اناج کثرت سے اگاتا ہے ...... [۹]

مجھے ....،

یہ معاملہ ....،

چرواہے کو ......،

بند، خندق اور ہل کا بادشاہ[۱۰] ......،

چرواہا دُوموزی ....[۱۱]

...... بولنے کے لئے ....،

"کسان کے پاس مجھ سے زیادہ، کسان کے پاس مجھ سے زیادہ، کسان کے پاس مجھ سے زیادہ کیا چیز ہے؟

بند خندق اور ہل کے آدمی اَن کِم دُو،

مجھ سے زیادہ، کسان کے پاس مجھ سے زیادہ کیا چیز ہے؟

وہ مجھے اپنی کالی پوشاک دے گا،

(تو) میں اسے، کسان کو اس کے بدلے میں اپنی کالی بھیڑ دوں گا،

---

۹ اس مصرعے کے بعد اصل متن میں آٹھ مصرعے ضائع ہو چکے ہیں۔ ۱۰ اَن کِم دُو کو بند، خندق اور ہل کا بادشاہ کہا گیا ہے۔ ۱۱ اس مصرعے اور اس سے اگلے مصرعے میں شاعر نے یہ بتایا ہے کہ اب دُوموزی چرواہا دیوتا اَن کِم دُو پر اپنی برتری کے حق میں دلائل دینے لگا ہے۔

وہ مجھے اپنی سفید پوشاک دے گا،
میں اسے، کسان کو اس کے بدلے میں اپنی سفید بھیڑ دے دوں گا،
اگر وہ میرے لئے کھجور کی اپنی نئی شراب انڈیلے گا،
میں اس کسان کے لئے، اس کے بدلے میں اپنا زرد دودھ انڈیل دونگا،
اگر وہ میرے لئے کھجور کی اپنی اچھی شراب انڈیلے گا،
میں اس کسان کے لئے، اس کے بدلے میں اپنا کسیم[12] دودھ انڈیل دونگا
اگر وہ میرے لئے کھجور کی اپنی دلکش شراب انڈیلے گا،
میں اس کسان کے لئے، اس کے بدلے میں اپنا ..... دودھ انڈیل دوں گا،
اگر وہ میرے لئے اپنی ہلکی شراب انڈیلے گا،
میں اس کسان کے لئے، اس کے بدلے میں اپنا درخت کا دودھ انڈیل دونگا،
اگر وہ مجھے اپنی عمدہ چیزیں دے گا،
میں اسے، کسان کو ان کے بدلے میں اپنا اتِردا[13] دودھ دوں گا،
اگر وہ مجھے اپنی اچھی روٹی دیگا،
میں اسے، کسان کو، اس کے بدلے میں اپنا شہد آمیز پنیر دوں گا،
اگر وہ مجھے اپنی چھوٹی پھلیاں دے گا،
میں اسے، کسان کو، ان کے بدلے میں اپنے پنیر کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے دونگا،
جب میں کھا چکوں گا، پی چکوں گا،

ح[12] کسیم (کی سِم) دودھ۔ معلوم نہیں اس سومیری لفظ کسیم (کی سِم) کے کیا معنی ہیں اور کسیم دودھ کس قسم کا ہوتا تھا۔ ح[13] اِتِردا (ات اِردا) دودھ۔ لفظ اِتِردا (ات اِردا) کے معنی بھی معلوم نہیں چنانچہ نہیں کہا جا سکتا کہ کس قسم کے دودھ کو وہ "اِتِردا" دودھ کہتے تھے۔

میں اس کے لیے فالتو پنیر[14] چھوڑ دوں گا،
میں اس کے لیے فالتو دودھ چھوڑ دوں گا،
کسان کے پاس مجھ سے زیادہ، اس کے پاس مجھ سے زیادہ کیا چیز ہے؟"
اس[15] نے خوشی منائی، اس نے دریا کے کنارے زرخیز چکنی مٹی کی دھرتی پر خوشی منائی، اس نے خوشی منائی،
دریا کے کنارے پر، چرواہے نے دریا کے کنارے پر خوشی منائی،
چرواہا اپنی بھیڑیں بھی دریا کے کنارے لے گیا،
دریا کے کنارے چہل قدمی میں مصروف چرواہے کے پاس،
اس کے پاس، جو چرواہا ہے، کسان آیا،
کسان ان کم ڈو آیا،
دوموزی، بند اور خندق کے بادشاہ کسان......،
اس کے میدان میں، چرواہا اس کے میدان میں اس کے ساتھ جھگڑنا شروع کر دیتا ہے[16]،
چرواہا دوموزی اس کے میدان میں اس کے ساتھ جھگڑنا شروع کر دیتا ہے،
"میں تجھ سے، او چرواہے تجھ سے، او چرواہے تجھ سے،
کیوں جھگڑوں[17]؟
تیری بھیڑیں (بے شک) دریا کے کنارے چریں،

---

[14] پنیر۔ بعض جگہ پنیر کی بجائے مکھن اور چربی بھی ترجمہ کیا گیا ہے۔ [15] اس نے۔ یعنی دوموزی نے
[16] یعنی چرواہا دیوتا دوموزی کسان دیوتا ان کم ڈو سے اس کے میدان میں جھگڑنے لگا۔
[17] مگر امن پسند ان کم ڈو دوموزی سے لڑنے پر تیار نہیں بلکہ وہ اسے سہولتیں دینے پر تیار ہے۔

میری کاشتہ زمین میں تیری بھیڑیں (بے شک) گھومیں پھریں،
اُرُوک[۱۹] کے روشن کھیتوں میں اناج کھائیں،
تیرے بچے اور میمنے میری (نہر) اُرُون کے پانی پئیں![۲۰]"

"میں جو ایک چرواہا ہوں، میری شادی پر،
او کسان! تیرا شمار میرے دوستوں میں ہوگا،
او کسان! اَن کِم دُو! میرے دوست کی حیثیت سے، کسان! میرے دوست کی حیثیت سے،
تیرا شمار میرے دوستوں میں ہوگا"
"میں تیرے لئے گیہوں لاؤں گا، میں تیرے لئے پھلیاں لاؤں گا،[۲۱]
میں تیرے لئے ...... کی پھلیاں لاؤں گا،
تو! جو ایک کنواری ہے! جو کچھ تجھے پسند ہے،
دوشیزہ اِنَنّا! میں تیرے لئے .... لاؤں گا۔"
چرواہے اور کسان کے جھگڑے میں[۲۲]
کنواری اِنَنّا! تیری ستائش اچھی ہے۔
یہ ایک "بَل بلے"[۲۳] ہے۔

ف[۱۹] ایک اہم سومیری شہر ف[۱۹] نیچے۔ بچوں سے مراد مویشیوں کے بچوں سے ہے ف[۲۰] دوموزی کے جارحانہ رویّے کے باوجود اَن کِم دو صلح جو رہا۔ اور اس کی اسی پسندی کے سبب بات آگے نہ بڑھ سکی بلکہ دونوں میں دوستی ہوگئی ف[۲۱] اَن کِم دُو اِنَنّا سے مخاطب ہے۔ ف[۲۲] اس اسطورہ پر مبنی دوسری سومیری نقول سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس مصرعے کے بعد تقریباً اس نوعیت کا مصرعہ آنا چاہیئے تھا۔
"چرواہے کو کسان پر فتح حاصل ہوئی۔"

باغبان کا گناہ

اس اسطورہ کا پلاٹ بڑا غیر معمولی ہے اور کم از کم دو لحاظ سے تو یہ نظم بہت ہی اہم ہے ایک تو یہ کہ تا حال پورے سومیری لٹریچر کی یہ دوسری اساطیری کہانی ہے جس کا اہم بلکہ مرکزی کردار فانی انسان ——— یعنی شوکلی تودا ہے (دوسری کہانی 'سیلاب عظیم' کی ہے جسکا مرکزی کردار زی اُسدرا' نامی ایک نیک انسان ہے. یہ کہانی بھی اس کتاب میں شامل کی گئی ہے). زیر نظر کہانی ('باغبان کا گناہ') میں شوکلی تودا نامی باغبان تھکی ماندی اور سوئی ہوئی دیوی اِنَنّا کی عصمت دری کر ڈالتا ہے. اِنَنّا ایک فانی انسان کی اس جسارت پر سیخ پا ہو کر پورے ملک کے پانی کو خون میں بدل ڈالتی ہے. پورے قدیم عالمی لٹریچر میں اس 'خونی وبا' کے تذکرے کی دوسری مثال پھر صدیوں بعد آکر اسرائیلیوں کے ہاں ملتی ہے. بائبل کی کتاب 'خروج' کی رو سے جب فرعون مصر نے بنی اسرائیل کو آزادی دے کر مصر سے باہر چلے جانے کی اجازت نہیں دی تو خداوند نے تمام ملک مصر کے پانی کو خون میں تبدیل کر دیا. (کتاب خروج. $\frac{\text{۷}}{\text{۱۷-۲۲}}$). زیر نظر سومیری نظم کی دوسری اہم بات یہ ہے کہ اس میں سایہ دار درخت لگا کر باغبانی کی ابتدا کرنے کا ذکر کیا گیا ہے. اس نظم سے پتہ چلتا ہے کہ ہزاروں برس پہلے کے سومیری اس بات سے آگاہ تھے کہ باغ یا جھنڈ میں سایہ دار درخت لگا کر پودوں اور فصلوں کو دھوپ، ہوا اور آندھی سے بچایا جا سکتا ہے اور سومیری اس طرح کے فن باغبانی پر عمل پیرا بھی تھے.

بہرحال چرواہا دیوتا دُموزی کامیاب رہا تھا اور اِنَنّا سے اسی کی شادی ہوئی تھی.

۲۳ بل بلے ـ بَل بے سومیری نظموں کی ایک خاص نوع کا فنی نام تھا. اب تک دریافت شدہ سومیری لٹریچر کی روشنی میں سومیری اپنی مناجاتی یا حمدیہ نظموں کو 'بَل بَلے' کہتے تھے مگر اس سومیری لفظ یا اصطلاح یعنی 'بَل بَلے' کے صحیح صحیح اور لفظی معنی کم از کم مجھے تا حال معلوم نہیں ہو سکے ہیں تلاش بسیار کے باوجود.

پلاٹ

اس منظوم کہانی کا خلاصہ یوں بیان کیا جا سکتا ہے کہ کسی زمانے میں شُوکَل تودا نامی ایک باغبان سومیر میں رہتا تھا۔ اس نے باغ لگانے کے لیے بڑی ہی محنت کی، کوششیں کیں مگر ناکام رہا۔ اس نے بڑی توجہ سے باغ کی نالیوں اور قطعات کی آبیاری کی مگر تمام پودے مرجھا کر رہ گئے۔ "تیز و تند ہوائیں پہاڑوں کی ریت" لائیں، اور شوکل تودا کے منہ پر دے ماریں، وہ کتنی ہی احتیاط کے ساتھ جو کچھ بھی لگاتا اجڑ کر رہ جاتا۔ اس صورت حال سے تنگ آکر اس نے مشرق اور مغرب کی جانب تاروں بھرے آسمان پر اپنی نظریں اٹھائیں، ایک فال اور نشانیوں کا مطالعہ کیا، مقدس قوانین 'دیکھے' اور سیکھے۔ اس طرح وہ ایک نئی عقل و دانش سے متصف ہوگیا۔ پھر اس نے باغ میں سَرباتُو (سَربَتو) نامی درخت لگایا۔ تاحال یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ یہ درخت تھا کونسا؟ بہرحال یہ درخت اتنا بڑا تھا کہ اس کا سایہ 'طلوع آفتاب کی جگہ' سے لے کر 'غروب آفتاب کی جگہ' تک پھیلتا چلا گیا تھا۔ باغبانی کے اس تجربے کے نتیجے میں شوکل تودا کا باغ ہر قسم کے درختوں اور پودوں سے خوب پھل پھول گیا۔

اِنَنّا کی بے حرمتی

ایک دن اِنَنّا دیوی آسمان اور زمین کا سفر کر کے تھک ماندی آئی۔ اور آکر شوکل تودا کے باغ کے پاس ہی سو گئی۔ شوکل تودا نے اپنے باغ کے کنارے سے اسے دیکھ لیا اور گہری نیند سوئی ہوئی اِنَنّا کی بے پناہ تھکاوٹ سے فائدہ اٹھا کر اس کی عصمت دری کا مرتکب ہوگیا۔ صبح جب سورج نکلا تو اِنَنّا جاگی اور اپنی حالت پر سراسیمہ ہوگئی اس نے غضبناک ہو کر بہر صورت اس فانی انسان کو ڈھونڈ نکالنے کی ٹھان لی جس نے اس کی بے حرمتی کی جسارت کی تھی چنانچہ اِنَنّا نے سومیر پر تین آفتیں یا وبائیں نازل کیں۔ پہلے تو تمام کنوؤں اور سرزمین کو خون سے بھر دیا۔ کھجوروں کے سارے جھنڈ دل اور تاکستانوں میں خون ہی خون سرایت کر گیا۔ سومیر پر دوسری تباہ کن آفت اِنَنّا نے آندھیوں اور طوفانوں کی ڈھائی۔ چونکہ لوح پر اصل عبارت بہت زیادہ مسخ ہو چکی ہے اس لئے تیسری

آفت کا پتہ نہیں چل سکا۔ ان تینوں آفتوں کے باوجود اُنّا شوگی تُردا کا پتہ چلانے میں ناکام رہی ہر بلا کے بعد شوگی تُردا اپنے باپ کے پاس جاتا اور اسے خود کو درپیش خطرے سے آگاہ کرتا ہے باپ اسے کہتا ہے کہ وہ اپنے بھائیوں "کالے سر والوں" یعنی سومیر کے لوگوں کے پاس جا کر شہروں کے قریب رہے۔ اس نے باپ کے مشورے پر پورا پورا عمل کیا چنانچہ اُنّا شوگی تُردا کو تلاش نہ کر پائی۔ اسے احساس ہو گیا کہ وہ اپنی بے حرمتی کا بدلہ لینے میں ناکام رہی ہے۔ بالآخر اس نے عقل و دانش کے دیوتا، اَن کی سے مشورہ کرنے اور اس سے مدد حاصل کرنے کے لئے شہر اُریدو جانے کی ٹھانی۔ اُریدو، اَن کی، دیوتا کا شہر تھا۔ اس جگہ آ کر لوح ٹوٹ پھوٹ چکی ہے اس لئے اس کہانی کا انجام معلوم نہیں ہو سکا ہے۔

یہاں کہانی کے ایک برمحل اور نسبتاً زیادہ قابل فہم حصے کا ترجمہ دیا جا رہا ہے۔

باغبان کا گناہ

شوگی تُردا......

جب نالیوں میں پانی دے رہا تھا،
جب...... قطعات کے ساتھ کنوئیں کھود رہا تھا،

......،

غضبناک ہوائیں، اپنے ساتھ لاتی ہوئی ہر چیز کے ساتھ،
پہاڑوں کی مٹی کے ساتھ، اس کے منہ پر پڑتیں،
اس کے...... چہرے پر اور ہاتھوں......،

........،

تب اس نے اپنی نظریں نیچے زمینوں پر ڈالیں،

مشرق میں ستاروں کو دیکھا،
اپنی نظریں اوپر زمینوں پہ ڈالیں،
مغرب میں ستاروں کو دیکھا،
نیک فال لکھے ہوئے آسمان کو دیکھا،
آسمان کی تحریر سے (اس نے) نشانیاں پڑھیں،
وہاں دیکھا کہ مقدس قوانین پر عمل کیسے کیا جاتا ہے،
دیوتاؤں کے فیصلے پڑھے،
باغ میں، پانچ سے دس تک ناقابل رسائی جگہوں میں،
ان جگہوں میں اس نے حفاظتی سرپوش کے طور پر ایک درخت لگایا،
درخت کا حفاظتی سرپوش، وسیع سایہ دار سرباتو[1] درخت،
اس کا سایہ نیچے (سے) صبح،
دوپہر اور شام کو ہٹتا نہیں تھا۔
ایک دن میری ملکہ آسمان کا سفر، زمین کا سفر،
اننا آسمان کا سفر، زمین کا سفر،
ایلام[2] اور شوبور[3] کا سفر،
...... کا سفر کرنے کے بعد،
مقدس خاتون (اننا) تھکی ماندی (باغ) کے قریب آئی، گہری نیند سو گئی،

---

[1] سرباتو (سربتو):- کوئی درخت۔ اب تک معلوم نہیں ہو سکا کہ یہ کون سا درخت تھا۔

[2] ایلام (ایلم):- ایران کا پہاڑی خطہ، عراق سے قریب یہ ایرانی علاقہ ایلام کہلاتا تھا۔

[3] شوبور:- ایک ملک یا خطے کا نام۔

شُوکَل تُودا نے اسے اپنے باغ کے کنارے سے دیکھا۔۔۔۔۔

اس سے مباشرت کی، اسے چُوما،

اپنے باغ کے کنارے پر واپس آگیا۔

صبح ہوئی، سورج نکلا،

خاتون نے سہم کر خود کو دیکھا،

اِنَنّا نے سہم کر خود کو دیکھا۔

پھر، خاتون نے اپنی عصمت کی خاطر، کتنا غضب اس نے ڈھایا،

اِنَنّا نے، اپنی عصمت کی خاطر اس نے کیا کیا!

ملک کے سارے کنوئیں اس نے خون سے بھر دیئے،

ملک کے تمام جھنڈ اور باغ اس نے خون سے بھر دیئے،

سوختنی لکڑی اکٹھی کرنے کی خاطر آنیوالے غلاموں کو پینے کی خاطر خون کے علاوہ کچھ نہیں ملا۔

پانی بھرنے کی خاطر آنیوالی کنیزوں کو بھرنے کے لئے خون کے علاوہ کچھ نہیں ملا۔

"میں اسے سارے ملکوں سے ڈھونڈھ نکالوں گی جس نے مجھ سے مباشرت کی"

وہ بولی،

مگر جس نے اس سے مباشرت کی تھی اسے وہ نہ پاسکی،

کیونکہ وہ نوجوان اپنے باپ کے گھر میں چلا گیا،

شُوکَل تُودا نے اپنے باپ سے کہا،

ابّا جب (میں) نالیوں میں پانی دے رہا تھا،

جب۔۔۔۔۔ قطعات کے ساتھ کنوئیں کھود رہا تھا،

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

غضبناک ہوائیں اپنے ساتھ لائی ہوئی ہر چیز کے ساتھ،
پہاڑوں کی مٹی کے ساتھ، میرے منہ پر پڑیں،
میرے..... چہرے پر اور..... ہاتھوں.....،

....

تب میں نے اپنی آنکھیں نیچے زمینوں کی طرف ڈالیں،
مشرق میں ستاروں کو دیکھا،
اپنی آنکھیں اوپر زمینوں کی طرف ڈالیں،
مغرب میں ستاروں کو دیکھا،
نیک فال لکھے ہوئے آسمان کو دیکھا،
آسمان کی تحریر سے نشانیاں پڑھیں،
وہاں دیکھا کہ مقدس قوانین پر عمل کیسے کیا جاتا ہے،
دیوتاؤں کے فیصلے پڑھے،
باغ میں پانچ سے دس تک ناقابل رسائی جگہوں میں،
ان جگہوں میں میں نے حفاظتی سرپوش کے طور پر ایک درخت لگایا،
درخت کا حفاظتی سرپوش، وسیع سایہ دار سرباٹو درخت،
اس کا سایہ نیچے رہے، صبح،
دوپہر اور شام کو ہٹتا نہیں تھا.
ایک دن میری ملکہ آسمان کا سفر، زمین کا سفر،
اِنّنا آسمان کا سفر، زمین کا سفر،
ایلام اور شوبور کا سفر،
.... کا سفر کرنے کے بعد،

مقدس خاتون (اِنّنا) تھکی ہوئی باغ کے پاس پہنچی، گہری نیند سو گئی،
میں نے اسے اپنے باغ کے کنارے سے دیکھا،
اس سے مباشرت کی، اسے چوما،
اپنے باغ کے کنارے پر واپس آ گیا،
صبح ہوئی، سورج نکلا،
خاتون نے خوف زدہ ہو کر خود کو دیکھا،
پھر خاتون نے، اپنی عصمت کی خاطر، کتنا غضب اس نے ڈھایا!
اِنّنا نے اپنی عصمت کی خاطر، اس نے کیا کیا!
ملک کے سارے کنویں اس نے خون سے بھر دیئے،
ملک کے سارے جھنڈ اور باغ اس نے خون سے بھر دیئے،
سوختنی لکڑی اکٹھی کرنے کی خاطر آنیوالے غلاموں کو پینے کیلئے خون کے علاوہ کچھ نہیں ملا۔
پانی بھرنے کی خاطر آنے والی کنیزوں کو بھرنے کے لئے خون کے علاوہ کچھ نہیں ملا۔
"میں اسے سارے ملکوں سے ڈھونڈ نکالوں گی جس نے مجھ سے مباشرت کی" اس نے کہا:
مگر جس نے اس سے مباشرت کی تھی اسے وہ نہ پا سکی،
کیونکہ اس کے باپ نے نوجوان (شُوکلی تُودا) کو جواب دیا،
"بیٹے، تو اپنے بھائیوں کے شہروں سے قریب رہ،
اپنے قدم اٹھا، اور اپنے بھائیوں کے پاس جا، کالے سروالے لوگوں کے پاس،
خاتون (اِنّنا) تجھے تمام ملکوں میں نہیں پا سکے گی۔"
وہ (شُوکلی تُودا) اپنے بھائیوں کے شہروں کے قریب رہا،
اپنے قدم اپنے بھائیوں کی طرف اٹھاتے، کالے سروالوں (کی طرف)،
خاتون (اِنّنا) اسے تمام ملکوں میں نہیں پا سکی۔

تب خاتون نے، اپنی عصمت کی خاطر، کتنا غضب اُس نے ڈھایا،
اِنّنا نے اپنی عصمت کی خاطر، اُس نے کیا کیا......!؟[1]

سیلاب عظیم

بارش و باران کے ہولناک طوفان اور ہلاکت آفرین سیلاب کے ہاتھوں خوفناک اور بعض صورتوں میں عالم گیر تباہی کی روایت دنیا کی مختلف اقوام کی ادبیات اور مذاہب، سے مل جاتی ہے۔ لیکن اس سلسلے کی سب سے پہلی کہانی یا روایت سومیریوں کی ہے جو تحریری شکل میں دستیاب ہو چکی ہے۔ عراق میں ہزاروں برس پہلے ایک لرزہ خیز اور تباہ کن بارش و سیلاب کا ذکر صرف ایک تختی پر لکھا ملتا ہے۔ اس کے بعد عراق ہی کے بابلیوں کی لکھی ہوئی گلگامش کی داستان' اور پھر مختلف مذہبی و الہامی کتب مقدسہ میں بھی اس واقعے کا ذکر آیا ہے۔

سیلاب عظیم کی اس سومیری کہانی کے 'ہیرو' یا مرکزی کردار کا نام 'زی اُسُدرا' ہے۔ 'زی اُسُدرا' کے معنی ہیں " اس نے زندگی دیکھ لی " یہ نام یعنی زی اُسُدرا اپنی معنویت کے لحاظ سے یوں معنی خیز ہے کہ زی اسدرا کو دیوتاؤں نے ابدی زندگی عطا کر دی تھی۔ سیلاب عظیم سے متعلقہ بابلی کہانی میں اس 'ہیرو' کا نام 'اُتْ ناپشتم' آیا ہے اور مقدس الہامی کتابوں میں وہ حضرت نوح تھے۔

یہ سومیری کہانی اس لحاظ سے خصوصی اہمیت رکھتی ہے کہ 'باغبان کا گناہ' کے عنوان سے اس کتاب میں شامل اسطورہ کے علاوہ پوری سومیری 'صنمیات' میں بس یہی زیر نظر ایک اور کہانی ایسی ہے جس میں کسی فانی انسان کا ذکر آیا ہے۔ ورنہ سومیری اساطیری کہانیوں میں کسی خاص یا تنہا شخص کا کوئی تذکرہ نہیں ملتا بلکہ نوع انسانی کا بحیثیت مجموعی ذکر آتا ہے۔ اسطرح

---

[1] اس سے آگے غضبناک اِننا کی لائی ہوئی دوسری آفت کا ذکر ہے۔

"باغبان کا گناہ"، "کا شوگی تودا" اور "سیلاب عظیم" کا زی اُسدرا بھی صرف وہ ایسے فانی انسان ہیں جن کا نام اور ذکر دو سومیری کہانیوں میں ملتا ہے۔ اس نظم کے ابتدائی ٹکڑے اس لحاظ سے خصوصی اہمیت کے حامل ہیں کہ ان سے سومیریوں کے عقیدہ و نظریۂ تخلیق پر روشنی پڑتی ہے۔ ان ابتدائی ٹکڑوں میں انسان کی تخلیق کے بارے میں اہم بیانات، سومیر (جنوبی عراق) میں بادشاہت کے آغاز اور سیلاب عظیم سے پہلے کے کم از کم پانچ سومیری شہروں کی موجودگی کا تذکرہ ہے۔

اندازہ ہے کہ سیلاب عظیم کی سومیری کہانی تقریباً تین سو مصرعوں پر مشتمل رہی ہوگی۔ لیکن بدقسمتی سے یہ لوح اس بری طرح ٹوٹ پھوٹ چکی ہے کہ اس کے صرف ساٹھ پینسٹھ مصرعے ہی ایسے باقی رہ گئے ہیں جو واضح ہیں اور انہیں کسی نہ کسی حد تک سمجھا جا سکتا ہے۔ ان میں سے بھی متعدد نامکمل مصرعے ہیں۔ بہرکیف اس لوح کا صرف نچلا ایک تہائی حصہ قابل ذکر حد تک باقی رہ گیا ہے۔ چنانچہ اس انتہائی اہم کہانی کا بیشتر حصہ نامعلوم، ادھورا اور ضائع ہو کر رہ گیا ہے اور چند ہی حصے ایسے ہیں جنہیں کسی حد تک تیقن کے ساتھ سمجھا جا سکتا ہے۔ جو کچھ بھی ہے اس کہانی کا نفس مضمون اور موضوع پوری طرح سمجھ میں آ جاتا ہے۔

پلاٹ

اس منظوم کہانی کا تقریباً ۳۷ مصرعوں پر مشتمل ابتدائی حصہ ضائع ہو چکا ہے۔ پھر ایک دیوتا دوسرے دیوتاؤں سے خطاب کرتا ملتا ہے وہ غالباً یہ کہہ رہا ہے کہ وہ نسل انسانی کو تباہ ہونے سے بچائے گا۔ مگر اس تباہی کی نوعیت واضح نہیں ہے۔ مخاطب دیوتا کا نام بھی ضائع ہو چکا ہے۔ تاہم یہ دیوتا سومیریوں کے تین سب سے بڑے دیوتاؤں میں سے کوئی بھی ہو سکتا ہے۔ زیادہ امکان یہی ہے کہ وہ عقل و دانش کا دیوتا "اِن کی" ہوگا۔ اس نامعلوم دیوتا نے یہ بھی کہا کہ مذکورہ تباہی کے نتیجے میں انسان شہر اور دیوتاؤں کے مندر تعمیر کریں گے۔ اس کے بعد تین ایسے مصرعے ہیں جن کا نظم کے متن کے ساتھ ربط معلوم کرنا مشکل ہے۔ یوں لگتا ہے کہ ان تین مصرعوں میں اس دیوتا کے ایسے اقدامات کا ذکر ہے جو اس نے اپنی مندرجہ بالا باتوں کو صحیح یا مؤثر بنانے کے لئے اٹھائے تھے۔ ان تین مصرعوں کے

بعد چار مصرعوں میں انسان، جانوروں اور غالباً نباتات کی تخلیق کا بھی ذکر ہے۔ یہاں پھر تقریباً ۲۰ مصرعے ضائع ہو چکے ہیں۔

بعد کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ سومیر میں آسمان سے بادشاہت اتاری گئی۔ اور اریڈو، بدتب ارا، لارک، سپار اور شرپک نامی پانچ شہر آباد کئے گئے۔ اس کے بعد پھر تقریباً ۳۷ مصرعے ضائع ہو چکے ہیں۔ یقین ہے کہ ان ضائع شدہ مصرعوں میں سیلاب لانے اور نسل انسانی کو تباہ کرنے کے لئے دیوتاؤں کے فیصلوں کا ذکر ہوگا۔ بعد کی عبارت سے پتہ چلتا ہے کہ کچھ دیوی دیوتا سیلاب لانے کے ظالمانہ فیصلے کیخلاف تھے۔ پھر کہانی کے ہیرو یا مرکزی کردار زی اُسُدرا (معنی اس نے زندگی دیکھ لی) کا ذکر ہے۔ زی اُسُدرا ایک پارسا اور خوف خدا رکھنے والا بادشاہ تھا اور اسے خواب میں دیوتاؤں کے فیصلوں اور باتوں کی بشارت دی جاتی تھی۔ اس نظم سے تو یہ معلوم نہیں ہوتا کہ وہ سومیر کی کونسی شہری ریاست کا بادشاہ تھا۔ تاہم سومیریوں کی فہرست شاہان ــــــ اس کی حکمرانی پورے سومیر پر تھی اور اس کا دارالحکومت شرپک نامی شہر تھا۔

کشتی تیار کرنے کی ہدایت

نظم کے سیاق و سباق سے یوں لگتا ہے کہ زی اُسُدرا ایک دیوار کے پاس کھڑا تھا کہ اس نے ایک دیوتا کی آواز سنی۔ یہ دیوتا غالباً ''ان کی'' تھا۔ ''ان کی'' دیوتا نے زی اُسُدرا کو دیوتاؤں کی اسمبلی کے فیصلے سے آگاہ کر دیا کہ دیوتاؤں نے ''نسل انسانی کا تخم'' تباہ کرنے کے لئے سیلاب نازل کرنے کا ارادہ باندھ لیا ہے۔ یہاں پھر تقریباً چالیس مصرعے ضائع ہو چکے ہیں اس طرح دیوتا کی ہدایات پر مبنی تفصیل کا کچھ پتہ نہیں چلتا۔ تاہم یہ یقینی ہے کہ ''ان کی'' دیوتا نے زی اُسُدرا کو ایک بہت بڑی کشتی بنا لینے کی ہدایت بھی یقیناً کی ہو گی تاکہ سیلاب آنے پر کم از کم وہ (زی اُسُدرا) خود تو بچ سکے۔ طوفان سے متعلق بعد کے دور کی بابلی کہانی میں کشتی تیار کرنے کا ذکر ہے چنانچہ اس کی پیشرو زیر نظر سومیری روایت میں کشتی تیار کرنے کا ذکر ضرور رہا ہوگا اس نظم کے موجودہ نامکمل اور ٹوٹے پھوٹے متن میں یہ بات تو نہیں ملتی کہ زی اُسُدرا کے ساتھ کشتی میں اور کون کون سی مخلوق اور چیزیں موجود تھیں لیکن چونکہ نظم سے یہ بات صاف ظاہر

ہے کہ سورج جب سات دن بعد دوبارہ دکھائی دیا تو زی اُسُدرا نے ایک بیل اور بھیڑ کی قربانی دی تھی اچنانچہ اس سے یہ نتیجہ نکالنا شاید غلط نہ رہے کہ دیوتا کی ہدایت پر زی اُسُدرا نے کشتی پر پہلے ہی چند جاندار مخلوق بھی بار کی ہوگی بہرحال اس مرحلہ پر نظم کے تقریباً چالیس مصرعے پھر ضائع ہو چکے ہیں۔

اس کے بعد متن جب واضح ہوتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ "ملک" (سومیر) خوفناک اور ہلاکت آفریں طوفان و سیلاب کی لپیٹ میں آچکا تھا سات دن اور سات راتوں تک تباہ کاری مچتی رہی، پھر سورج دیوتا 'اُتو' بادلوں سے نکلا اور چہار سُو اس کی روشنی پھیل گئی زی اُسُدرا نے 'اُتو' کو سجدہ کیا اور قربانی چڑھائی۔ یہاں تقریباً انتالیس مصرعے ضائع ہو چکے ہیں، پھر زی اُسُدرا نے اُنو اور اَن لِل دیوتا کو تعظیم دی جب وہ یہ تعظیم بجا لا چکا تو اسے "دیوتاؤں کی طرح ابدی زندگی" اور ابدی سانس" تفویض کیا گیا اور دیوتاؤں نے زی اُسُدرا کو دلمن (دلمون، پاکستان) پہنچا دیا تاکہ وہ ہمیشہ ہمیشہ وہاں رہے دلمن (دلمون) "جنت کی مقدس سرزمین" تھی اور وہ جگہ تھی "جہاں سے آفتاب طلوع ہوتا ہے"۔

نظم کی آخری تقریباً انتالیس سطریں ٹوٹ پھوٹ چکی ہیں۔

سیلابِ عظیم

میں اپنی نوع انسانی کو اس کی تباہی ......گا،
میں اپنی مخلوق کا ...... زمین تو کو لوٹا دوں گا،

۱؎ اس مصرعے سے پہلے ۳۷ مصرعے اصل متن میں ضائع ہو چکے ہیں۔ غالباً سومیریوں کا عقل و دانش، تخلیق اور پانیوں کا دیوتا 'اَن کی' باقی دیوتاؤں سے مخاطب ہے اور اس بات کا امکان بھی ہے کہ یہاں خطاب کرنے والے ایک سے زیادہ دیوتا ہوں۔ بہرحال اصل سومیری عبارت میں خطاب کرنے والے دیوتا یا دیوتاؤں کے نام ضائع ہو چکے ہیں۔ یہ دیوتا 'اَن کی' تھا یا پھر عظیم سومیری دیوتا اُنو

میں لوگوں کو ان کی بستیوں تک واپس پہنچا دوں گا،
شہر؛ بے شک وہ (لوگ) اپنے مقدس ضابطوں کے مقامات تعمیر کریں گے، میں ان
کے سائے پرسکون بنا دوں گا۔[۲]

بے شک وہ (لوگ) مقدس جگہوں پر ہمارے[۳] گھروں کے لیے اینٹیں رکھیں گے،
بے شک وہ (لوگ) مقدس جگہوں پر ہمارے فیصلوں کے مقامات تعمیر کریں گے۔[۴]
اس (دیوتا) نے آگ بجھانے والے پانی کو ہدایت دی،
مذہبی رسمیں (اور) مقدس ضابطے مکمل کئے،
اس نے دھرتی پہ...... رکھا،
جب اُنُو، اَن لِل، اَن کی اور نِن ہُر سَنگ کالے سروالوں کو تخلیق کر چکے،
دھرتی سے سبزہ خوب پھوٹا،
جانور، میدان کے چوپائے بڑی ہنرمندی سے پیدا کئے گئے۔[۵]
آسمان سے بادشاہت نازل ہونے کے بعد،
آسمان سے ارفع تاج شہی اور تخت شاہی نازل ہونے کے بعد،

(آن) اور اَن لِل تھے۔ کریمر کے نزدیک اَنُو اور اَن لِل کا زیادہ امکان ہے۔ ۲ نِن تُو۔ نِن تُو سومیریوں
کی عظیم دیوی تھی اس کے دو نام اور بھی تھے یعنی نِن ہُر سَنگ اور نِن مَخ ۔ ۳ اس مصرعے کا مفہوم کم از کم
مجھ پر تو پوری طرح واضح نہیں ہے ۔ ۴ گھروں "گھروں" سے مراد دیوتاؤں کے مندروں سے ہے
مندر کو سومیری "گھر" بھی کہتے تھے۔ اس مصرعے اور اس سے اگلے مصرعے کا مطلب یہ ہے کہ لوگ دیوتاؤں
کے نئے مندر تعمیر کریں گے۔ ۵ قدیم عراقی انسانوں کیلئے "کالے سروالے" کا استعارہ استعمال کرتے تھے اور
اس سے عام طور پر ان کی مراد سومیر اور بابل کے لوگوں سے ہی ہوتی تھی لیکن اس نظم کے موجودہ سیاق و سباق
کے پیش نظر یہاں غالباً پوری نوع انسانی کیلئے "کالے سروالوں" کا استعارہ برتا گیا ہے۔ ۶ اس کے بعد

اس نے (رسوم) اور مقدس ضابطے مکمل کئے ،

(اس نے) مقدس جگہوں ...... پہ پانچ شہر آباد کئے ،

ان کے نام رکھے ، انہیں مذہبی مرکز بنایا ،

ان میں سے پہلے شہر اریدو کو اس نے ، قائد نوُدِمّد کو تفویض کیا ، [۸]

دوسرا (شہر) بدتیب ارا [۹] ..... کو سونپا ،

تیسرا شہر لارک اس نے "اَن وُرِیل بُرسَنگ" کو سونپا ،

چوتھا شہر سپار اس نے سورما "اُتُو" (دیوتا) کو دیا ،

پانچواں شہر شُرپَک اس "سُود" [۱۰] کو تفویض کیا [۱۱]

جب اس نے ان شہروں کے نام رکھ دیئے ، انہیں مذہبی مراکز بنا دیا ،

وہ .... لایا [۱۲]

چھوٹے دریاؤں کے ...... قائم کئے ۔ [۱۳]

تقریباً ۳۲ مصرعے ضائع ہو چکے ہیں ۔ ح۷ غالباً اُتو یا اَن لِل دیوتا سے مراد ہے ۔ ح۸ نُودِمّد عقل و دانش اور پانی و تخلیق انسانی کے دیوتا اَن کی کا ہی ایک اور نام ۔ ح۹ یہاں اصل عبارت میں اس دیوتا کا نام تو ضائع ہو چکا ہے جسے یہ شہر دیا گیا تھا لیکن دوسری سومیری عبارتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ بدتیب ارا کے مربی دیوتا کا نام تاَرک تھا اس لئے یہاں بھی تارَک کا ہی نام آیا ہوگا ۔ ح۱۰ سود ۔ شُرپَک شہر کی نگران دیوی کا نام ۔ بعد کے بابلیوں نے اسے اَن لِل دیوتا کی بیوی قرار دے دیا تھا اور ان بعض روایات کی رو سے شُرپَک شہر کی سرپرست دیوی اَن لِل دیوتا کی بیوی نِن لِل تھی ح۱۱ اس طرح سومیری روایات کی رو سے اس مشہور اور تاریخی سیلاب کی آمد سے پہلے عراق میں پانچ شہر بسائے گئے تھے اور یہ اس وقت کے اہم ترین شہر تھے ۔ ح۱۲ گو یہ بات واضح تو نہیں ہے تاہم اس جگہ غالباً بارش برسانے اور پانی فراہم کرنے کا ذکر ہوگا ۔ ح۱۳ اس کے بعد تقریباً ۳۷ مصرعے ضائع ہو چکے ہیں ۔

سیلاب ....،

اس طرح سلوک روا رکھا گیا،

تب زِن تُو .... کی مانند روئی،

مقدس اِنّانا نے اس کے لوگوں[13] کی خاطر بین کئے،

'ان کی' نے خود سے مشورہ کیا،

انُو، اَن لِل، اَن کی اور نِن ھُرسَنگ ....،

آسمان اور دھرتی کے دیوتاؤں نے اَنُو اور اَن لِل کا نام پکارا،[14]

تب بادشاہ زی اُسُدرا .... کے پشی شو نے[15]،

بہت بڑی .... بنائی[16]،

منکسر فرماں بردار[17]، (وہ) عبودیت کے ساتھ ....،

(وہ) روزانہ شرکت کرتا مسلسل (وہ) ....،

اسے ہر طرح کے خواب آتے (وہ) ....،

آسمان اور زمین کا نام لیتا، وہ[19] ....،

.... دیوتاؤں .... ایک دیوار ....[20]،

اس (دیوار) کے ساتھ کھڑے زی اُسُدرا نے سنا،

"میری بائیں طرف دیوار کے ساتھ کھڑا ہو جا ....[21]،

---

[13] یعنی 'دھرتی یا ملک' کے لوگ۔ [14] دیوتاؤں نے انُو اور اَن لِل دیوتا کے ناموں کی دہائی دی؟

[15] پشی شو (پشی شو) پجاریوں کا ایک طبقہ۔ پجاریوں کے ایک طبقے کا لقب۔ [16] قربان گاہ بنائی؟

[17] زی اُسُدرا سے مراد ہے۔ [19] غالباً جادو منتر سے مراد ہے [20] اس فقرے کا باقی متن سے ربط

قائم کرنا دشوار ہے۔ [21] یہاں سے ایک دیوتا زی اُسُدرا سے خطاب شروع کرتا ہے گر اس دیوتا کا نام

دیوار کے پاس میں تجھ سے بات کروں گا، میری بات سن،

میری ہدایت پر کان دھر،

ہمارے..... سے ایک سیلاب مذہبی مرکزوں[21] پر ٹوٹ پڑے گا۔

نوعِ انسانی کا نشان مٹانے کو......،

یہ فیصلہ، یہ حکم دیوتاؤں کی مجلس کا ہے،

اَنُو اور اَن لِل کے حکم کے مطابق......

بادشاہت اور حکمرانی ختم کر دی جائے گی۔[22]"

تمام طوفانی ہوائیں، انتہائی شدید، ایک ساتھ ٹوٹ پڑیں،

ساتھ ہی سیلاب مذہبی مرکزوں پر چھا گیا،

سات دن (اور) سات راتوں کے بعد،

ملک[23] پر سیلاب ٹوٹ پڑنے کے بعد،

(اور) طوفانی ہواؤں کے بہت بڑی کشتی کو بے پناہ پانیوں پر اچھالنے (کے بعد)،

تو عبارت میں نہیں آیا مگر یقیناً یہ انسان دوست اور عقل و دانش کا سومیری دیوتا اَن کی تھا جو یہاں زی اُسُدرا کو خوفناک اور وسیع تباہی پھیلانے والے طوفان و سیلاب کی آمد کے بارے میں پیشگی اطلاع دے رہا ہے۔ [21] مذہبی مرکزوں سے سومیر کے ان پانچ عظیم ترین شہروں سے ہے جن کا ذکر آ چکا ہے تو یہ سیلاب تمام اہم شہروں میں آنے والا تھا۔ [22] اس کے بعد تقریباً چالیس مصرعے ضائع ہو چکے ہیں۔ یہ مصرعے یقیناً انتہائی اہم تھے۔ ان میں اَن کی دیوتا نے زی اُسُدرا کو سیلاب کے لئے کشتی تیار کر لینے کی بھی ہدایت کی ہو گی۔ [23] ملک۔ ملک سے مراد سومیر سے ہے۔ سومیر اپنے ملک کو صرف 'ملک' یا 'زمین' ہی کہتے تھے۔

اُتُو نکلا[25] جو آسمان اور زمین پر نور بکھیرتا ہے،
زی اُسُدرا نے عظیم الجثہ کشتی کی ایک کھڑکی کھولی.
سورما اُتُو نے اپنی کرنیں عظیم الجثہ کشتی میں داخل کردیں.
زی اُسُدرا بادشاہ،
اُتُو کے سامنے سجدہ ریز ہوا،
بادشاہ ایک بیل اور بھیڑ ذبح کرتا ہے[26]
"تو آسمان کا سانس، زمین کا سانس' پھونکے گا، بے شک یہ تمہارے......
سے پھیل جائے گا.[27]"
اُتُو اور اَن لِل نے آسمان کا سانس'، 'زمین کا سانس' پھونکا، ان کے......
یہ خود پھیل گیا.[28]
دھرتی سے پھوٹتا ہوا سبزہ بڑھ گیا،
زی اُسُدرا بادشاہ،
اَنُو اور اَن لِل کے سامنے سجدہ ریز ہوا،
اَنُو اور اَن لِل نے زی اُسُدرا کو برکت دی؟
انہوں نے اسے دیوتا جیسی زندگی عنایت کی،
وہ اس کے لئے دیوتا جیسی ابدی سانس نیچے لائے،
پھر زی اُسُدرا بادشاہ رکو،

ح۲۵. یعنی سات دن اور سات راتوں کی ہولناک بارشوں، طوفان اور سیلاب کے بعد سورج بادلوں سے نمودار ہوا.

ح۲۶ اسکا مطلب ہے کہ زی اُسُدرا نے اپنی کشتی میں مختلف مویشی بھی سوار کرلئے تھے. بہرکیف اس مصرعے کے بعد تقریباً انتالیس مصرعے ضائع ہوچکے ہیں. ح۲۷. ح۲۸ یہ دونوں مصرعے مبہم ہیں اور یہ بھی واضح نہیں کہ پہلے مصرعے میں کون بول رہا تھا.

اور نوعِ انسانی کے تخم کا وجود برقرار رکھنے والے (کو)،
عبور کرنے کی سرزمین، طلوعِ آفتاب کی سرزمین دلمون میں رکھا۔[۲۹]

مارتو کی شادی

ایک سومیری اساطیری کہانی ایسی ملی ہے جو بہ تو صرف دیوی دیوتاؤں سے ہی متعلق مگر یہ اس لحاظ سے بھی اہم ہے کہ اس سے صحرانشین سامی النسل بدوؤں کے بارے میں قدرے دلچسپ معلومات فراہم ہوتی ہیں۔ سومیری ان بدّو سامیوں کو مارتو کہتے تھے۔ ان کا دیوتا بھی 'مارتو' کہلاتا تھا۔ یہ خانہ بدوش سامی قبائل سومیر کے مغرب میں رہتے تھے۔ زیرِ نظر کہانی کے 'واقعات' "شہروں کے شہر، بادشاہت کی سرزمین" نی نب (نینب شہر) میں پیش آتے۔ تاہم ابھی تک یہ معلوم نہیں ہو سکا ہے کہ یہ شہر نی نب عراق میں کس جگہ واقع تھا۔ کہانی سے بظاہر یوں لگتا ہے کہ مارتو نی نب کا سرپرست و مربی دیوتا تھا۔

کہانی کے 'واقعات' جب پیش آئے تھے اس وقت کی صورت حال اس نامعلوم سومیری شاعر نے نظم کے شروع میں ہی صنعت تضاد سے کام لیتے ہوئے بیان کی ہے، مگر چونکہ نظم کا یہ حصّہ ٹوٹا پھوٹا ہے۔ اس لئے صحیح صحیح معنی واضح نہیں ہیں۔ شاعر کے الفاظ میں:۔

"نی نب موجود تھا، اکتب موجود نہیں تھا،
مقدس تاج موجود تھا، مقدس مکٹ موجود نہیں تھا،
مقدس پودے موجود تھے، مقدس صنوبر (درخت) موجود نہیں تھے،

---

[۲۹] یعنی اُتو دیوتا اور آن یل دیوتا نے دلمون (پاکستان) میں زی اُسُدرا کو حیاتِ ابدی عنایت کر کے رکھا اور اسے اسکا مستقل مسکن بنایا۔ دلمون پاکستان ہی تھا اس سلسلے میں راقم نے تفصیل بحث اپنی کتاب 'سات دریاؤں کی سرزمین' میں کی ہے۔ اس معرکے کے بعد باقاعدہ تحقیق کے تقریباً اتنا لیس معرکے یا مکالمے ضائع ہو چکے ہیں۔

مقدس ملک موجود تھا، مقدس شورہ، موجود نہیں تھا،

مباشرت .... موجود تھی،

مرغزاروں میں بچوں کو جنم دیا جاتا تھا!"

نظم سے وجہ تو صاف ظاہر نہیں ہے تاہم اتنا معلوم ہو جاتا ہے کہ مارتُو دیوتا نے شادی کا فیصلہ کر لیا۔ وہ اپنی ماں کے پاس گیا اور اس سے اپنے لئے دولہن تلاش کرنے کو کہا۔

"مارتُو اپنی ماں کے پاس (گیا)،

گھر میں داخل ہوتا ہے، (ماں سے) کہتا ہے،

میرے شہر میں میرے دوستوں نے اپنے لئے بیویاں حاصل کر لی ہیں،

میرے پڑوسیوں نے اپنے لئے بیویاں حاصل کر لی ہیں،

میرے شہر میں اپنے دوستوں میں (صرف) میری کوئی بیوی نہیں،

کوئی بیوی نہیں! کوئی بچہ نہیں!"

اس کے بعد کے مصرعے واضح نہیں ہیں۔ بہر حال آخر میں مارتُو نے ماں سے کہا۔

"اے میری ماں! میرے لئے بیوی حاصل کر،

میں تیرے پاس اپنے تحفے لاؤں گا۔"

مارتُو کی ماں نے اسے مشورہ دیا کہ وہ جائے اور اپنی پسند و خواہش کے مطابق دلہن خود تلاش کرے۔ ادھر نِنَب شہر میں ایک دن دیوی دیوتاؤں کی ضیافت کا اہتمام کیا گیا۔ اس میں شرکت کے لئے کزتُو شہر کا مربی و سرپرست دیوتا نُومُشدا بھی اپنی بیوی اور "اَدنگ کی شردا" نامی دلآویز و نوخیز بیٹی کے ساتھ آیا۔ کزتُو سومیر کے شمال مشرق میں ایک شہری ریاست تھی۔ تقریب کے دوران مارتُو نے کسی طرح کے دلیرانہ کارنامے کا مظاہرہ کیا اس

۱۔ تحفے۔ شادی کے تحفے؟

کارنامے سے متعلق نظم کا حصہ ضائع ہو چکا ہے۔ بہر حال مارتُو کے کارنامے سے نُومُشدا بہت ہی خوش ہوا اور اس نے تحفے میں مارتُو کو لاجورد اور چاندی پیش کی۔ مگر مارتُو نے یہ تحائف قبول نہیں کئے بلکہ اپنے کارنامے کے عوض نُومُشدا کی بیٹی اُدِنگ کی شُردا ؔسے شادی کی خواہش ظاہر کی۔ نُومُشدا نے بخوشی یہ درخواست منظور کر لی اور 'اُدِنگ' خود بھی جی جان سے راضی ہو گئی۔ اس کی سہیلیوں نے 'اُدِنگ کی شُردا' کو مارتُو کے ساتھ بیاہ کرنے سے باز رکھنے کی پوری پوری کوشش کی۔ کہنے لگیں وہ تو نرا وحشی ہے خیمے میں رہنے والا بدو ہے کچا گوشت کھا کر گزارہ کرتا ہے۔ پہاڑوں میں پھرتا رہتا۔ ملکوں پر حملے کرتا ہے اور جب مرے گا تو دفنایا نہیں جائے گا:۔

" وہ خیمے میں رہتا ہے،

بارش اور ہوا کے تھپیڑے کھاتا ہے۔ عبادت ناآشنا ہے،

ہتھیاروں سے لیس پہاڑوں میں رہتا ہے،

بلا کا جھگڑالو، ملکوں کے خلاف (لڑتا) ہے، گھٹنے خم نہیں کرتا،

کچا گوشت اس کی خوراک ہے،

زندگی میں کوئی اس کا گھر نہیں ہوتا،

جب مرتا ہے تو دفنایا نہیں جاتا،[۱]

اے میری .... تو کیوں مارتو سے شادی کرتی ہے"

مگر اُدِنگ پر اس سمجھانے بجھانے اور ڈرانے کا کچھ اثر نہیں ہوا بلکہ جواب میں اس نے صرف یہ کہا۔

" میں تو مارتو سے شادی کروں گی"

یہاں آکر نظم ختم ہو جاتی ہے۔

۱۔ ان مصرعوں میں مارتو دیوتا ہی نہیں صحرانشین بدوؤں کی عمومی زندگی کا نقشہ کھینچا گیا ہے۔

باب

رزمیہ

قدیم ترین رزمیہ ادب

دنیا میں سب سے پہلے سومیریوں نے ہی ایسا ادب تخلیق کیا ــــ نہ صرف تخلیق کیا بلکہ اسے فروغ بھی دیا اور لکھا بھی ــــ جو بہادرانہ، جواں مردانہ اور مہم جویانہ کارناموں پر مبنی منظوم بیانیہ کہانیوں کی صورت میں الواح پر لکھا ہوا مل چکا ہے اور یہ 'رزمیہ ادب'، سومیر (عراق) سے ہی نکل کر ارد گرد کے ملکوں میں پھیلا تھا۔ قدیم یونانیوں، ہندووں اور شمالی یورپ کے ٹیوٹانیوں (TEUTONS) کی طرح سومیری بھی اپنی تاریخ کی ابتدا میں 'دورِ شجاعت' (HEROIC AGE) سے گزرتے تھے۔ سومیریوں کا 'دورِ شجاعت' تین ہزار قبل مسیح یعنی اب سے پانچ ہزار برس پہلے بلکہ شاید اس سے بھی قبل ہو گزرا ہے۔ اس وقت جنوبی عراق میں ایک نئی لڑاکا 'قوم' وارد ہوئی تھی۔ یہی سومیری تھے۔ ان سومیریوں کو یہیں دجلہ و فرات کی وادی میں ہی اپنے ان پیشرووں کی اعلیٰ اور برتر تہذیب اور خوشحالی ورثے میں ملی جو سومیریوں کی آمد سے پہلے اس علاقے میں آباد تھے۔ سومیریوں کے یہ مہذب پیشرو چونکہ ابھی لکھنا پڑھنا نہیں جانتے تھے اس لئے ان کا پتہ و نشان کسی طرح کی تحریروں سے نہیں بلکہ ان کے خوبصورت برتنوں

اور دھوپ میں سکھائی ہوئی اینٹوں اور سرکنڈوں سے بنی ہوئی جھونپڑیوں پر مشتمل دیہات کے آثار سے ملتا ہے۔ بہرکیف عراق میں سومیریوں کی آمد کے ساتھ ہی ایک ایسا وقت آیا تھا جسے 'سومیری دورِ شجاعت' قرار دیا جا سکتا ہے۔ سومیریوں کو شروع شروع میں وہاں اپنے متذکرہ پیشروؤں سے لڑائی بھڑائی کرنا پڑی تھی۔ سومیریوں کے رزمیہ ادب سے سومیری 'دورِ شجاعت' کی 'روحِ عصر اور مزاج' کا اظہار بخوبی ہوتا ہے۔

'دورِ شجاعت' کا ایک خاصہ یہ ہوتا ہے کہ اس وقت کا حکمران طبقہ اپنی شہرت اور نام کا بری طرح بھوکا ہوتا ہے۔ اسی خواہش سے مجبور ہو کر بادشاہ اور دوسرے چھوٹے موٹے حکمران اپنے درباروں میں بھاٹ (شاعر) اور گویے رکھتے تھے۔ درباری شاعر حکمرانوں کی مہمات اور کارناموں کو بیانیہ نظموں اور گیتوں کی صورت میں نظم کرتے تھے اس قسم کی نظمیں اور گیت شاہی اور درباری دعوتوں اور تقریبوں میں تفریح کا سامان پیدا کرنے کے لئے کہی جاتی تھیں اور انہیں غالباً بربط یا چنگ کے ساتھ گایا جاتا تھا۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ بادشاہوں کے کارناموں اور مہمات پر مبنی شروع شروع میں تخلیق کئے ہوئے منظوم گیت اور نظمیں اپنی اصل اور ابتدائی صورتوں میں ہم تک نہیں پہنچی ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اوّلین منظوم رزمیہ کہانیاں ایسے وقت تخلیق کی گئی تھیں جب رسم الخط ابھی یا تو سرے سے ایجاد نہیں ہوا تھا یا اگر ایجاد بھی ہو گیا تھا تو ناخواندہ بھاٹوں اور شاعروں کو لکھنے سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔

تخلیقی قدامت جتنی بھی سومیری رزمیہ کہانیاں اب تک دستیاب ہو چکی ہیں ان میں سے نو کہیں زیادہ مکمل اور سب سے اہم ہیں۔ سومیری دورِ شجاعت کے ان مرکر، لوگل باندہ اور گلگامش نامی تین ہیرو یا سورما سب سے ممتاز اور نمایاں ہیں اور ان تینوں میں بھی گلگامش باقی دونوں سے نمایاں اور سب سے مشہور ہے۔ تینوں سومیری سورماؤں سے متعلق نو اہم اور قابلِ ذکر رزمیہ کہانیاں ایسی دستیاب ہوئی ہیں جو پڑھی جا چکی ہیں۔ ان

ہیں سے گلگامش کے دونوں پیشرو سورماؤں اَن مَرکَر اور لُوگل باندا کے بارے میں دو دو کہانیاں ہیں اور باقی پانچ کا تعلق گلگامش سے ہے۔ ان کی طوالت اور ضخامت ایلیڈ، اوڈیسے اور راماین و مہابھارت کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں۔ سومیری رزمیہ طوالت کے اعتبار سے محض ایک سو پندرہ مصرعوں سے لیکر چھ سو سے کچھ ہی زیادہ مصرعوں تک محدود ہیں سومیریوں کی سب سے لمبی رزمیہ کہانی "اَن مَرکَر اور اَرَتّا کا بادشاہ" ہے۔ یہ چھ سو سے ذرا زیادہ مصرعوں کی ہے۔ اَن مَرکَر کی دوسری رزمیہ کہانی میں تقریباً تین سو اور لُوگل باندا کی دونوں کہانیوں میں تقریباً چار چار سو مصرعے ہیں۔ گلگامش کی پانچ کہانیاں "گلگامش اور اگا"، "گلگامش کی موت"، "گلگامش، اَن کیدو اور عالم ظلمات"، "گلگامش اور ملک بقا"، اور "گلگامش اور ثورِ فلک" مل چکی ہیں۔ اور ان کا اب تک جتنا بھی مواد پڑھ لیا گیا ہے (جس میں بعد میں اضافہ بھی ہو سکتا ہے)۔ اس کے مطابق اوّل الذکر چار کہانیاں بالترتیب ایک سو پندرہ، ایک سو بیس، دو سو پچاس اور ایک سو پچھتر مصرعوں پر مبنی ہیں۔ "گلگامش اور ثورِ فلک" کے مصرعوں کی تعداد میرے علم میں نہیں ہے۔ اس طرح یہ آٹھ سومیری رزمیہ کہانیاں تقریباً دو ہزار تین سو ساٹھ مصرعوں پر مبنی ہیں۔ ان کے مقابلے میں ذرا تصور کریں راماین کے پچاس ہزار اور مہابھارت کے دو لاکھ بیس ہزار مصرعوں کا لیکن طوالت کے اس بے پناہ فرق کے باوجود عالمی رزمیہ ادب میں سومیری رزمیہ ادب کا ایک پہلو ایسا ہے جس کے مقابل دنیا کا کوئی بھی رزمیہ لٹریچر نہیں ٹھہر سکتا اور وہ ہے سومیری رزمیہ ادب کی تخلیق اور تحریری قدامت کا پہلو۔ سومیری رزمیہ ہیرو اَن مَرکَر، لُوگل باندہ اور گلگامش تقریباً سوا پانچ اور پانچ ہزار برس پہلے ہو گزرے ہیں۔ ان تینوں کے بارے میں سومیری شاعروں نے رزمیہ کہانیاں ایک ایسے وقت تخلیق کیں جب رسم الخط یا تو ابھی سرے سے ایجاد نہیں ہوا تھا یا اگر ہو بھی گیا تھا تو ناخواندہ بھاٹوں اور شاعروں کو اس رسم الخط سے عملاً ابھی کوئی سروکار نہیں تھا۔ گویا یہ رزمیہ پہلی مرتبہ کوئی پانچ ہزار برس قبل تخلیق

کی گئیں۔ اس طرح یہ سومیری تخلیقات ایلیڈ اور اوڈیسے سے دو ہزار اور رامائن و مہابھارت سے کم از کم سوا دو اڑھائی ہزار برس پہلے تخلیق ہوئی تھیں اور یوں یہ تخلیق لحاظ سے بھی یونانیوں اور ہندوؤں کے رزمیہ ادب (ایلیڈ۔ اوڈیسے، رامائن اور مہابھارت) سے بلاشک و شبہ کہیں زیادہ قدیم ہیں۔ گویا سومیریوں نے اپنا رزمیہ ادب دنیا میں سب سے پہلے تخلیق کیا۔

ادوارِ شجاعت
تحریری قدامت

جہاں تک تحریری قدامت کا سوال ہے تو سومیریوں نے ہی رزمیہ ادب دنیا میں سب سے پہلے تحریر بھی کیا۔ ایلیڈ، اوڈیسے اور رامائن و مہابھارت کی رزمیہ داستانوں کی تحریری قدامت کا موازنہ اگر سومیریوں کے رزمیہ ادب سے کیا جائے تو اول الذکر چاروں تصانیف سومیری ادب کی تحریر کے صدیوں بعد کی ہیں۔ دنیا کی تاریخ اور رزمیہ ادب میں سومیری رزمیہ دور کے انکشاف سے قبل "تین ادوارِ شجاعت" سب سے اہم اور نمایاں مانے جاتے تھے۔ "یونانی دورِ شجاعت"، "ہندو دورِ شجاعت" اور شمالی یورپ کا "ٹیوٹانی دورِ شجاعت" (TEUTONIC HEROIC AGE) لیکن قدامت کے لحاظ سے اول الذکر دو "ادوارِ شجاعت" زیادہ اہم اور تقریباً ہم عصر ہیں۔ یونانی 'دورِ شجاعت' تقریباً ایک ہزار سال قبل مسیح یعنی اب سے کوئی تین ہزار سال پہلے مانا گیا ہے۔

ہومر (HO MER) نام کا واقعی کوئی عظیم شاعر ہو گزرا ہے یا یہ فرضی وجود ہے اور یہ کہ چوبیس "کتابوں" پر مشتمل اوڈیسے (ODYSSEY) واقعی ہومر نے لکھی تھی یا یہ کسی خاتون شاعرہ کی تخلیق ہے۔ اس تمام بحث سے قطع نظر چوبیس ہی کتابوں پر مشتمل ہو کر عظیم رزمیہ ایلیڈ اور ہومر ہی سے منسوب اوڈیسے کی قدامت کا جہاں تک سوال ہے تو وہ زیادہ سے زیادہ تین سوا تین ہزار سال پہلے تخلیق کی گئیں تھیں۔ اور وہ بھی صرف اس صورت میں کہ اگر ہومر کے متعلق مان لیا جائے کہ وہ بارہویں صدی قبل میں پیدا ہوا تھا۔ بعض محققین کے خیال میں اس نے بارہویں صدی قبل مسیح میں اور بعض کے نزدیک نویں صدی قبل مسیح میں جنم لیا تھا جبکہ کچھ ایسے بھی ہیں جو اس کی پیدائش کو

ساتویں صدی قبل مسیح میں مانتے ہیں۔ اب اگر ہم آخری نظریہ صحیح تسلیم کر لیں تو پھر ان عظیم یونانی رزمیہ داستانوں اور اوڈیسے کی قدامت سے ڈھائی ہزار سال رہ جاتی ہے۔

"ہندو دورِ شجاعت" یونانی دورِ شجاعت" سے کوئی ایک سو سال بعد مانا جاتا ہے گویا ہندو دورِ شجاعت بھی تقریباً ایک ہزار قبل مسیح یعنی اب سے تین ہزار برس پہلے تھا۔ یوں ہندوؤں کے تحریری رزمیہ ادب کا بھی قدامت کے لحاظ سے سومیری ادب کے سامنے کوئی مقام نہیں ہے۔ ہندوؤں کی رامائن اور مہابھارت عالمی رزمیہ لٹریچر میں نمایاں ترین اہمیت کی حامل ہیں۔ مہابھارت دنیا میں سب سے طویل داستان ہے۔ ہندوؤں کی ان دونوں داستانوں کی تخلیق صدیوں تک ہوتی رہی۔ مختلف شعراء ان کے خالق ہیں اور یہ شاعر مختلف ہی اوقات وادوار میں ان داستانوں میں اضافے پر اضافہ کرتے ہی چلے گئے چنانچہ ان دونوں کی طوالت اتنی بڑھی کہ اب موجودہ صورت حال میں رامائن سات "کانڈا" (حصوں) اور تقریباً پچاس ہزار مصرعوں پر پھیلی پڑی ہے۔ ادھر مہابھارت کی عظیم ترین رزمیہ اٹھارہ پرب (کتابوں) پر مشتمل ہے اور اس میں تقریباً دولاکھ بیس ہزار مصرعے ہیں۔ لیکن اتنی طوالت اور ضخامت کے باوجود ان دونوں رزمیہ داستانوں میں کوئی بھی ایک داستان اور اس داستان کا کوئی بھی حصہ —— اوّلین حصے بھی تحریری قدامت کے لحاظ سے سومیری ادب کے پاسنگ بھی نہیں۔ رامائن تخلیقی صورت میں تو نہیں البتہ تحریری صورت میں مہابھارت سے زیادہ قدیم ہے۔ خیال ہے کہ رامائن تقریباً ۵۰۰ ق م یعنی اب سے کوئی اڑھائی ہزار سال پیشتر تخلیق کی گئی اور تحریری صورت اسے تخلیق کے سو دو سو سال بعد یعنی کوئی سوا دو ہزار برس پہلے دی گئی۔ ایک خیال یہ بھی ہے کہ رامائن اور مہابھارت چھٹی صدی قبل مسیح کے دوران مکمل اور حتمی صورت اختیار کر چکی تھیں۔ عام نظریہ یہ ہے کہ مہابھارت کی رامائن کے ایک سو سال بعد تالیف و تدوین کی گئی تھی۔ بعض علماء کا کہنا ہے کہ مہابھارت ۳۱۵ ق م اور پہلی صدی عیسوی کے

ہیں کسی وقت لکھی گئی تھی اور بعض کی رائے ہے کہ اسے پانچویں صدی قبل مسیح میں لکھا گیا تھا۔ ہندوؤں کا 'دورِ شجاعت' یونانی دورِ شجاعت سے کوئی ایک سو سال بعد قرار دیا جاتا ہے۔ گویا یہ بھی تقریباً تین ہزار برس پہلے کا ہی ہے۔ چار اور پونے چار ہزار سال پہلے کی پائی جانیوالی سومیری رزمیہ تحریروں کو ہی پیش نظر رکھیں تب بھی یہ رامائن اور مہابھارت سے کم از کم سوا ڈیڑھ ہزار برس سے زیادہ قدیم تو ہیں ہی۔ تیسرا یعنی ٹیوٹانی 'دورِ شجاعت' تو قدامت کے لحاظ سے یونانی اور ہندو رزمیہ دورِ شجاعت اور ادب کے ہی کسی بھی صورت ہم پلہ نہیں ہے۔ سومیری دورِ شجاعت اور رزمیہ ادب کا تو خیر ذکر ہی کیا ——— ٹیوٹانی دورِ شجاعت تو محض چوتھی صدی عیسوی سے لے کر چھٹی عیسوی تک محدود تھا گویا اب سے صرف اور صرف سولہ سو برس سے لیکر چودہ سو برس پہلے تک ——— یونان، ٹیوٹان (شمالی یورپ) اور ہندو ادوارِ شجاعت' سے متعلق جو رزمیہ نظمیں یا داستانیں الیڈ، اوڈیسے، رامائن اور مہابھارت وغیرہ کی تحریری شکل میں ملی ہیں ایک تو وہ اوّلین رزمیہ تخلیقات کے بہت ہی بعد کی ہیں، پھر یہ کہ مذکورہ رزمیہ تخلیقات بہت پیچیدہ اور ازسرِ نو ادبی ترتیب و تدوین پر مبنی ہیں۔ ان طویل تخلیقات یعنی الیڈ، اوڈیسے، رامائن اور مہابھارت میں شروع شروع کی نظمیں بہت ہی محدود اور منتخب تعداد میں شامل کی گئی ہیں اور انہیں بھی بہت ردّ و بدل کے بعد خوب پھیلا کر ان داستانوں میں شامل کیا گیا تھا۔

اوّلین 'دورِ شجاعت'

اور اب عراق میں اہم ترین علمی انکشافات کی وجہ سے تاریخ انسانی کا چوتھا مگر سب سے قدیم 'دورِ شجاعت' اور اس سے متعلق لٹریچر بھی ہزاروں برس تک زمین میں دبا رہنے کے بعد ابھر کر دنیا کے سامنے آ گیا ہے اور یہ انسانی تاریخ کا اوّلین معلوم دورِ شجاعت ہے اور اس کے بارے میں سب سے قدیم ادب سومیریوں کا ہے۔ جیسا کہ کہا جا چکا ہے کہ 'سومیری دورِ شجاعت' تقریباً پانچ پونے پانچ ہزار برس بیشتر ہو گزرا ہے۔ گویا عراق اور عالمی تاریخ کا یہ اوّلین "دورِ شجاعت"

باقی ماندہ تین یعنی یونانی اور ہندو ادوار شجاعت سے پورے دو ہزار یا اڑھائی ہزار نہیں تو کم از کم پونے دو ہزار سال اور ٹیوٹانی دور شجاعت سے کوئی سوا تین ہزار برس زیادہ قدیم ہے۔

بعض یقینی شواہد ایسے ہیں جن کی بنا پر کہا جا سکتا ہے کہ کچھ اولین سومیری رزمیہ گیتوں یا نظموں میں بعد کے سومیری پجاریوں اور منشیوں نے بھی بہت کچھ تبدیلیاں کیں اور انہیں پہلی مرتبہ اس وقت ضبط تحریر میں لایا گیا جب سومیری 'دور شجاعت' (سنہ ۳۰۰۰ ق.م) یا پھر ایک خیال کے مطابق سنہ ۲۴۵۰ ق.م کو ختم ہوئے پانچ چھ سو برس گزر چکے تھے گویا یہ کہانیاں اب سے ساڑھے چار ہزار (سنہ ۲۵۰۰ ق.م) یا کم از کم سوا چار ہزار (سنہ ۲۲۵۰ ق.م) سال پہلے لکھی جا چکی تھیں۔ تاہم اس وقت تک ماہرین نے سومیریوں کی جو تحریری رزمیہ کہانیاں دریافت کر کے پڑھ بھی لی ہیں وہ موجودہ شکل میں اب سے چار پونے چار ہزار برس قبل لکھی گئی تھیں۔ اس سے قدیم اس سلسلے کی کوئی لوح اگر ملی ہو تو وہ یا تو ابھی پڑھی نہیں گئی اور اگر پڑھ لی گئی ہے تو غالباً ابھی شائع نہیں ہوئی اور اگر شائع بھی ہو گئی ہے تو پھر کم از کم میری نظر سے فی الحال نہیں گزری ہے۔ تاہم جیسا کہ کہا جا چکا ہے کہ سومیری رزمیہ کہانیاں سنہ ۲۰۰۰ ق.م سے بھی بہت پہلے لکھ لی گئی تھیں۔ مگر اس وقت کے نوشتے ابھی ملے نہیں ہیں شاید کبھی مل جائیں۔ اس تمام بحث کے پیش نظر یہ بات بلا خوف تردید کہی جا سکتی ہے کہ رزمیہ شاعری کی تخلیق و تحریر کا دنیا میں سب سے پہلے آغاز سومیر (جنوبی عراق) میں ہوا تھا۔ اور سومیریوں کا رزمیہ ادب تخلیقی اور تحریری دونوں لحاظ سے یونانی، ٹیوٹانی اور ہندوؤں کے رزمیہ ادب سے کہیں قدیم ہے۔

ادھر بائبل کے (عہد نامہ قدیم) کے سب سے قدیم تحریری نوشتوں کو بہت ہی کھینچ تان کر اور زیادہ سے زیادہ تین ہزار برس کی قدامت تفویض کر دیں، تب بھی بات یہ بنی کہ سومیری ادب تحریری صورت میں بھی بائبل، ایلیڈ، اوڈیسے رامائن اور مہابھارت

سے کم از کم ساڑھے سات سو، ایک ہزار، ایک [illegible] سے
صورتوں میں تو زیادہ قدیم ہے۔

سومیری، یونانی اور ہندو رزمیہ ادب کا موازنہ

کئی لحاظ سے سومیری رزمیہ شاعری یونان، ہندو اور شمالی یورپ (ٹیوٹان) کی رزمیہ شاعری جیسی ہی ہے۔ مؤخر الذکر تینوں خطوں کی رزمیہ داستانوں میں ہئیت اور موضوعات کے لحاظ سے متعدد اور نمایاں مشابہتیں ہیں پہلے تو یہ کہ ان تمام نظموں کا تعلق بنیادی طور پر افراد سے ہے۔ ان منظوم رزمیہ داستانوں کے خالق شاعروں کو ملک یا عام لوگوں کے انجام، مقدر اور سربلندی سے کوئی غرض نہیں ہوتی تھی بلکہ انہیں تو اصل اور بنیادی غرض و غایت انفرادی سورماؤں کے کارناموں اور مہمات بیان کرنے سے تھی۔ اس میں تو کوئی شبہ نہیں کہ مذکورہ رزمیہ داستانوں میں مندرج بعض مہماتی واقعات کی بنیاد تحقیقی اور تاریخی ہے لیکن شاعروں نے ان داستانوں میں غیر حقیقی اور غیر تاریخی خصوصیات، تصورات اور واقعات کی بھی بھرمار کر رکھی ہے۔ مثلاً ہیرو کی طاقت کے بارے میں مبالغہ آمیز تصورات و بیانات، نامبارک اور ڈراؤنے خواب، بے شمار فرضی واقعات اور آسمانی مخلوق یعنی دیوی، دیوتا، الپسرائیں وغیرہ۔ اسلوب کے لحاظ سے یہ رزمیہ داستانیں سکونی صفات (STATIC EPITHETS) طول طویل تکرار، تکراری فارمولے اور غیر معمولی طور پر مفصل مناظر کشی کی آئینہ دار ہیں ایک اور بات قابل ذکر ہے کہ ان تمام رزمیہ داستانوں میں لمبی لمبی تقریروں اور گفتگو کی بھی کوئی کمی نہیں۔ یہ تمام خصوصیات ایسی ہیں جو سومیری رزمیہ شاعری میں بھی پائی جاتی ہیں چنانچہ اس لحاظ سے یہ سب مماثلت رکھتی ہیں۔

تاہم اس مشابہت کے باوجود سومیری رزمیہ شاعری یونان، ہندو اور شمالی یورپ کی رزمیہ شاعری سے کئی گوشوں میں بہت مختلف بھی ہے۔ سومیری رزمیہ نظمیں مختلف

طوالت کی حامل انفرادی اور غیر مربوط کہانیوں کا مجموعہ ہیں۔ ہر کہانی ایک ہی 'واقعہ' تک محدود ہوتی ہے۔ سومیری شعرا نے ان 'واقعات' کو ایک بڑی اکائی میں ڈھالنے اور ان میں ربط پیدا کرنے کی کوئی کوشش نہیں کی۔ یہ فخر تو سومیریوں کے صدیوں بعد جا کر عراق کے بابلی شاعروں کو حاصل ہوا کہ انہوں نے کوئی تین ہزار مصرعوں پر مشتمل 'گلگامش کی داستان' کی صورت میں یہ کارنامہ انجام دیا۔ بابلی شاعروں نے سومیری ہیرو گلگامش کے بارے میں سومیریوں کی مختلف کہانیاں اپنائیں۔ ان میں ضروری تغیر و تبدل اور ترمیم کی اور پھر ان نسبتاً مختصر اور قصہ نما سومیری منظوم رزمیہ کہانیوں کو اپنی 'گلگامش کی داستان' میں سمو دیا۔ بابلی شعرا کا اصل مقصد یہ تھا کہ وہ ایک طویل اور پیچیدہ رزمیہ داستان رقم کر سکیں۔ سومیری رزمیہ تخلیقات میں کردار نگاری اور نفسیاتی بصیرت یا تیز بینی بہت کم ملتی ہے۔ سومیری داستانوں کے سورما (ہیروز) بہت ہی نمایاں منفرد شخصیت کے برعکس کم و بیش عمومی سے لگتے ہیں۔ علاوہ ازیں سومیری رزمیہ کہانیوں کے 'واقعات' اور پلاٹ کی خصوصیات نسبتاً سکونی اور ٹھہراؤ کے حامل ہیں اور یہ کہانیاں رسمی طرز کی سی دکھائی دیتی ہیں ان میں وہ لچک، تحرک اور واشگاف فعالیت بہت کم ہے جو ہومر کی 'ایلیڈ' اور 'اوڈیسے' جیسی رزمیہ کی خصوصیت ہے۔ سومیری رزمیہ لٹریچر کی ایک قابل ذکر بات یہ ہے کہ اس میں فانی اور جیتی جاگتی عورتیں شاذ ہی کوئی کردار ادا کرتی ہیں۔ اس کے برعکس یونان، برصغیر اور شمالی یورپ کے رزمیہ ادب میں عورتوں کا کردار بہت نمایاں اور اہم ہوتا ہے۔ جہاں تک تکنیک کا سوال ہے، سومیری رزمیہ شاعروں نے موزونیت یا تناسب اثرات بنیادی طور پر تکراری نمونوں میں تنوع کے ذریعے پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔ سومیری شعرا نے کسی طرح کی بحر یا پھر یورپ اور ہندوؤں کی رزمیہ داستانوں کی اہم خصوصیت یکساں مصرعوں کا استعمال نہیں کیا۔

اہم سومیری رزمیہ کہانیاں

سومیریوں کی اب تک جتنی بھی اہم اور نمایاں منظوم رزمیہ کہانیاں الواح پر لکھی ہوئی برآمد ہوئی ہیں، انکی تعداد نو ہے۔ اور لاکھوں سومیری الواح کے انبار سے ماہرین انہی نو اہم ترین کہانیوں کی نشان دہی کر سکے ہیں۔ ان میں سے بعض تو مکمل ہیں اور بعض نامکمل۔ تاہم چونکہ یہ تقریباً تمام کہانیاں کئی کئی الواح اور ان کے ٹوٹے ہوئے ٹکڑوں پر رقم ملی ہیں، اس لئے ایک دوسری لوح کی مدد سے انہیں بڑی حد تک مکمل کر لیا گیا ہے۔ ان کہانیوں کی طوالت مختلف ہے یعنی بعض کی طوالت تو ایک سو سے کچھ زیادہ مصرعوں پر مبنی ہے اور بعض میں چھ سو سے بھی زیادہ مصرعے ہیں، ان نو رزمیہ کہانیوں کو مندرجہ ذیل عنوان دیئے جا سکتے ہیں۔

اَن مَرکر اور شاہ اَرتا! .... ۶۰۰ سے زیادہ مصرعے

اَن مَرکر اور اَن سُوکش ہر اَنا (تقریباً) ۳۰۰ مصرعے

لُوگل باندا اور اَن مَرکر (تقریباً) ۴۰۰ مصرعے

لُوگل باندا اور کوہ ہرتم ۴۰۰ سے زیادہ مصرعے

گلگامش اور ملک بقا ۱۷۵ مصرعے

گلگامش، اَن کیڈو اور عالم ظلمات! ۲۵۰ مصرعے

گلگامش اور اَگا ۱۱۵ مصرعے

گلگامش اور ثورِ فلک ؟

گلگامش کی موت ۱۲۰ مصرعے

ان نو اہم کہانیوں میں سے دو کا مرکزی کردار اُروک کا فرمانروا اَن مَرکر، دو کا اُروک ہی کا فرمانروا لوگل باندا اور پانچ کا مرکزی کردار اُروک ہی کا حکمران گلگامش ہے۔ ایک خیال ہے کہ یہ تینوں سورما چوتھی ہزاری قبل مسیح کے اواخر اور تیسری ہزاری قبل مسیح کے آغاز یعنی اب سے کوئی سوا پانچ اور پانچ ہزار سال پہلے ہو گزرے ہیں۔ کچھ رزمیہ

کہانیاں 'کُر' کی تباہی سے متعلق ہیں۔ سومیریوں کا 'کُر' ایک طرح بعد کی بابلی داستان 'تخلیق کائنات' جس کو بابلی الفاظ میں 'اِنُوما اِلِش' کا نام دیا گیا ہے، کی شریر بد بیر و 'تیامت' اسرائیلیوں کے 'لویاتان' اور غالباً یونانی دیوتا 'ٹائی فون' سے مشابہ ہے۔

ان نو کہانیوں میں سے پہلی دو کا ہیرو اَن مَرکر ہے ہزاروں برس پہلے کے عراق اور دنیائے قدیم کے سب سے مشہور و ممتاز سورما گلگامش کی طرح اَن مَرکر بھی اُرُوک کی شہری ریاست کا حکمران تھا۔ اَن مَرکر گلگامش سے پہلے ہو گزرا ہے۔ سومیریوں کی 'فہرست شاہاں' کی رُو سے اَن مَرکر "سیلاب عظیم" کے بعد دوسرا حکمران تھا۔ ان نظموں میں اَن مَرکر اور شمالی ایران کی ایک شہری ریاست اُرتا کے حکمرانوں کی آویزش کا ذکر ہے۔ پہلی نظم میں تو 'اَرتا' کے حکمران کا نام نہیں آیا ہے تاہم دوسری نظم میں ارتا کے حکمران کا نام 'اَن سُوکُشش بِراَنّا' ملتا ہے۔ کہا نہیں جا سکتا کہ ان دونوں نظموں میں اُرتا کے ایک ہی حکمران کا ذکر ہے یا اَن مَرکر کے دو مختلف ہم عصر حکمرانوں کا۔ دونوں نظموں میں زبانی کلامی آویزش کی بنا تجارت تھی اور غالباً اُرُوک کے اناج کے تبادلے میں اُرتا سے قیمتی پتھر مثلاً لاجورد اور عارقی پتھر، قیمتی دھاتیں مثلاً سونا اور چاندی حاصل کرنا مقصود تھا۔ دونوں نظموں میں اَرتا کا بادشاہ اَن مَرکر کی اطاعت قبول کر لیتا ہے دوسرے لفظوں میں سومیر کے شہر اُرُوک کو ایران کے شہر اُرتا کے مقابلے میں کامیابی نصیب ہوتی ہے۔ "گلگامش اور اگا" کی رزمیہ کہانی میں جنگجویانہ کارناموں کی بہت ہی کمی ہے۔ مگر اَن مَرکر کی یہ دونوں کہانیاں تو باقاعدہ لڑائی بھڑائی اور عمل (ایکشن) سے تو "گلگامش اور اگا" کی کہانی کی نسبت بھی کہیں زیادہ تہی دامن ہیں۔ مذکورہ بالا نو سومیری رزمیہ کہانیوں میں سے دو کا مرکزی کردار 'لوگل باندا' ہے۔ 'فہرست شاہاں' کی رو سے وہ 'سیلاب عظیم' کے بعد سومیر کا تیسرا حکمران تھا۔ 'گلگامش' نے 'لوگل باندا' کو اپنا 'نیم الوہی باپ' کہا ہے۔ لوگل باندا اپنے پیشرو 'ہیرو' اَن مَرکر کی نسبت

زیادہ دلچسپ اور پرکشش شخصیت کا حامل نظر آتا ہے۔ اپنے جانشین ہیرو گلگامش کی طرح اس نے بھی جہاتی سفر کئے تھے۔ 'لوگل باندا اور ان مرکر' نامی رزمیہ نظم میں وہ اپنے پیشرو 'ان مرکر' کے جان نثار سورما کی حیثیت سے ملتا ہے۔ عظیم پہاڑوں اور ظلمات کے دریائے 'کر' کو عبور کر کے وہ ان مرکر کو ان پریشانیوں سے نجات دلاتا ہے جو اس کے دشمنوں کی پیدا کردہ تھیں۔ دوسری نظم یعنی لوگل باندہ اور کوہ 'ہرُرم' کی رو سے وہ 'ارتا' شہر کی طرف کوہستانی مہم پر روانہ ہوا۔ لیکن اس مہم کے دوران لوگل باندا کے ساتھی اسے مرنے کے لئے چھوڑ کر چلتے بنے۔ لوگل باندا نے مقدس نذرانے پیش کرتے سورج دیوتا 'اتُو' کی اعانت حاصل کی۔ اس نظم میں وہ اپنے بعد کے لیکن کہیں زیادہ مقبول و معروف ہیرو گلگامش کی طرح صحراؤں اور جنگلوں میں مارا مارا پھرتا اور جنگلی جانوروں کا گوشت اور پودے کھا کر گزارہ کرتا دکھائی دیتا ہے۔ ان مرکر اور لوگل باندا کی چاروں اور گلگامش اور اگا کی کہانیاں تاریخی واقعاتی لحاظ سے خصوصی اہمیت کی حامل ہیں۔ اوّل الذکر چار کہانیوں میں درج واقعات سے سومیر اور شمالی ایران کی شہری ریاست 'ارتا' کے باہمی روابط پر خاصی روشنی پڑتی ہے۔ ویسے ارتا شہر کا بالکل صحیح محل وقوع اب تک معلوم نہیں ہو سکا ہے۔ ان مرکر اور لوگل باندا سے متعلقہ رزمیہ کہانیاں سومیریوں کے "دورِ شجاعت" (۳۰۰۰ ق م) میں تخلیق ہوئی تھیں اور یہ وہ دور تھا جب ابھی دوسرا سومیری ادب تخلیق یا تو سرے سے نہیں ہوا تھا یا اگر ہو گیا تھا تو بہت ہی کم۔ لیکن ایک بات ضرور پیش نظر رہنی چاہیئے کہ ان مرکر کی کہانیاں کچھ زیادہ 'رزمیہ' یا 'شجاعانہ' نہیں ہیں بلکہ ان میں زبانی کلامی دلائل پر مبنی تنازعہ زیادہ کارفرما ہے۔ لوگل باندا کی رزمیہ کہانیوں کا ابھی پوری طرح ترجمہ نہیں کیا گیا ہے چنانچہ یہ اندازہ فی الحال نہیں لگایا جا سکتا کہ لوگل باندا کی کہانیاں اپنی نوعیت کے لحاظ سے کس حد تک رزمیہ یا شجاعانہ ہیں۔ ان مرکر کی دونوں اور لوگل باندا کی پہلی رزمیہ کہانی کی

اس لحاظ سے بے حد اہمیت ہے کہ ان سے قدیم ایران کی شہری ریاست اُرتا پر گہری روشنی پڑتی ہے۔ تاہم عملاً یا اثریاتی طور پر اُرتا کے بارے میں کچھ بھی علم نہیں ہے کہ یہ شہر ایران میں کس جگہ تھا۔ ان تینوں کہانیوں سے اُرتا کی سیاسی تنظیم، معاشی اور مذہبی صورتِ حال خوب خوب اجاگر ہوتی ہے۔ اور یہ معلومات قطعی غیر متوقع اور بالکل نئی ہیں۔ ان سے پتہ چلتا ہے کہ سومیری ریاستوں کی طرح اُرتا کا بھی سیاسی سربراہ مذہبی اور فوجی قائد تھا اور یہ اَن کہلاتا تھا اور اُرتا کے بادشاہ کا نام (اَن سُوکُشِش سیرانّا) بالکل سومیریوں جیسا تھا۔ علاوہ ازیں اُرتا میں دوسرے اعلیٰ سیاسی حکام بھی ہوتے تھے جو اَن سی، مُسکل، شاتم، رَگ اَبا (رگابا) اور اَگُرلا کہلاتے تھے۔ یہ سب القاب و الفاظ بھی درحقیقت سومیری ہیں۔ پھر ان کہانیوں سے یہ بھی منکشف ہوتا ہے کہ سومیری شہری ریاست کی طرح اُرتا میں بھی ایک مشاورتی اسمبلی (مجلس شوریٰ) ہوتی تھی۔ تاہم مجلس شوریٰ کی رائے کو، اگر شہر کا حکمران چاہتا تو نظر انداز کر سکتا تھا۔

گلگامش اور اگا کی کہانی اس وقت کے سومیری سیاسی اداروں کی تاریخ کے نکتۂ نظر سے بہت ہی اہم ہے۔ اس سے سومیر کے نسبتاً مبہم اور 'تاریک' دور کے بارے میں معلومات حاصل ہوتی ہیں۔ سومیریوں کے اسی ابتدائی تاریخی دور میں سومیری شہری ریاستوں میں ابتدائی کش مکش اور ٹکراؤ ہوا تھا۔ یہ رزمیہ کہانی اس لحاظ سے بھی انتہائی اہم ہے کہ اس میں تاریخ انسانی میں بلائی ہوئی پہلی سیاسی اسمبلی 'دو ایوانی کانگریس' کا ذکر ہے، جسکا اجلاس امن یا جنگ دونوں میں سے کوئی ایک صورت منتخب کرنے کے لئے کوئی پونے پانچ پانچ ہزار برس بیشتر ہوا تھا۔ گلگامش اور عالمِ بقا' نامی کہانی میں گلگامش کو اژدہا یا عفریت ہلاک کرنے والے ہیرو اور گلگامش، اَن کیدو اور عالم ظلمات میں گلگامش کو حیران کن طریقے پر ایک پیچیدہ شخصیت کی حیثیت سے پیش کیا گیا ہے۔ یعنی اولوالعزم مہم جو، جابر فرمانروا، متجسس، پراسرار، مدعی الہام، غمزدہ، باوفا، صادق اور

فرض شناس، 'گلگامش اور اگا' کا مزاج زیادہ 'رزمیہ' نہیں ہے اس میں سومیر کی دو شہری ریاستوں اُرُوک اور کِیش کی لڑائی کا ذکر ہے۔ 'گلگامش کی موت' اور 'گلگامش اور اگا' دو ایسی سومیری رزمیہ کہانیاں ہیں جن کا بعد کے بابل یا اشوری وغیرہ ادوار کا کوئی اور 'نسخہ' اب تک نہیں ملا ہے۔ گلگامش کے سلسلے کی مذکورہ پانچ نظموں میں چار ایسی ہیں اور اس انداز میں تخلیق شدہ ہیں کہ سومیریوں سے صدیوں بعد کے بابلی اور اشوری ادوار خصوصاً اشوری حکمران اشور بنی پال کے دور (ساتویں صدی قبل مسیح) کی بارہ الواح پر مشتمل 'گلگامش کی داستان' کے مکمل ترین 'نسخے' میں بآسانی سمو لیا ہے۔ یہ مکمل ترین 'نسخہ' گزشتہ صدی میں نینوا میں اشور بنی پال کی لائبریری سے دستیاب ہوا تھا اور بارہ الواح پر مشتمل اس تحریری مواد کو "گلگامش کی داستان" کا نام دیا گیا ہے۔ 'گلگامش اور اگا' کا انداز گو مخصوص سومیری ہے مگر یہ گلگامش سے متعلقہ باقی مواد سے اتنی مختلف ہے کہ اسے اشور بنی پال کی لائبریری سے ملنے والے مکمل 'نسخے' گلگامش کی داستان میں سمویا نہیں جا سکتا تھا۔ 'گلگامش اور تور زنلک' اور 'گلگامش کی موت' جن الواح پر لکھی ہیں وہ کافی ٹوٹ پھوٹ کر خاصی مسخ ہو چکی ہیں۔ تاہم باقی ماندہ تین کہانیاں تقریباً مکمل اور محفوظ حالت میں ہیں۔

اَن مرکر اور شاہ اَرتّا

دنیا کی اوّلین رزمیہ

عالمی رزمیہ لٹریچر میں اپنی نوعیت کی سب سے پہلی وہ سومیری کہانی ہے، جسے 'اَن مرکر اور شاہِ اَرتّا' کا عنوان دیا جا سکتا ہے۔ یہ چھ سو سے زیادہ مصرعوں پر مشتمل ہے۔ اس کہانی کا ہیرو یا مرکزی کردار سومیری شہری ریاست اُنُگ (اُرُوک، اریخ) کا بادشاہ اَن مرکر نامی ہے۔ اَن مرکر وہاں کوئی تین ہزار سال قبل مسیح یعنی اب سے پانچ ہزار برس پہلے حکومت کرتا تھا۔ سومیریوں کی 'فہرست شاہان' کی رُو سے وہ "سیلاب یا طوفانِ عظیم" کے بعد اُرُوک شہر کے پہلے شاہی خاندان کا دوسرا

بادشاہ تھا۔ اِن مِرکر کے بعد بالترتیب لوگل باندا، دُمُوزی اور گلگامش ارورک کے حکمران بنے۔ اس کہانی کو "عراق اور ایران کی سمیری رزمیہ کہانی" کا بھی عنوان دیا جاسکتا ہے۔ 'اَرتا' نامی شہر اور شہری ریاست غالباً شمال مغربی ایران میں بحیرۂ کیسپین کے قریب واقع تھی۔ سمیر کے مجاوروں اور شاعروں نے زیرِ نظر کہانی اور "اِن مِرکر اور اِن سُوگش سِراَنا" نامی ہمراہ اَرتا کی دھاتوں، قیمتی پتھروں، اس کے صناعوں اور کاریگروں، اس کے دلیر بادشاہ اس کی محبوب دیوی اِنّانا (بظاہر سمیریوں کی ہی اِنّانا یا اِن اَنّا) ہی تھی، اور اَرتا کے پراعتماد 'مش مش' پرست اکا خوب ہی ذکر کیا ہے ـــــ یہ کہانی بیس مختلف الواح اور ان کے ٹوٹے ہوئے ٹکڑوں کی مدد سے مرتب کی گئی ہے۔ ان الواح کی سب سے اہم تختی وہ ہے جو بارہ کالموں پر مشتمل ہے۔ یہ تختی کوئی چار ہزار برس قبل لکھی گئی تھی مگر اس پر مرقوم کہانی اس سے بھی ایک ہزار برس پہلے کے بادشاہ اِن مِرکر سے متعلق ہے۔

سرد جنگ

اس رزمیہ کی ایک اہم اور دلچسپ خصوصیت یہ ہے کہ اس میں باقاعدہ جنگ تو کوئی نہیں ہوتی بلکہ ہم اسے "اعصابی جنگ یا سرد جنگ" کا آئینہ دار کہیں تو بجا ہوگا۔ اِن مِرکر نے اَرتا شہر کو مطیع کرنے کیلئے اپنا قاصد وہاں بار بار بھیجا اور اس مسلسل 'اعصابی جنگ' کے ذریعے اس نے اپنے مخالف اَرتا والوں کے چھکے چھڑا دیئے۔ انہوں نے میدان جنگ میں مقابلہ کئے بنا ہی اِن مِرکر کی اطاعت قبول کر لی، حالانکہ سمیری شہر اُروک اور اَرتا شہر کے درمیان، کہانی کی رو سے، سات بلند پہاڑوں کے سلسلے حائل تھے اور خود اَرتا ایک اتنے بلند پہاڑ کی چوٹی پر واقع تھا کہ اس تک رسائی آسان نہ تھی۔ اَرتا کی شہری ریاست قیمتی پتھروں اور دھاتوں کی دولت سے مالا مال تھی۔ اس داستان کی ایک اور خصوصیت یہ ہے کہ گو اس کے کردار کوئی پانچ ہزار برس پرانے ہیں پھر بھی اتنی قدامت کے باوجود یہ کردار اور یہ واقعات ہمیں غیر مانوس نہیں لگتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ نظم میں ایک ایسے سیاسی واقعے کا بیان ہے جو ہمارے

لئے کوئی نیا یا اجنبی نہیں ہے۔ یہ واقعہ اقتدار کی کشاکش سے عبارت ہے۔ اقتدار کی کشاکش یا 'پاور پالٹیکس' کے یہ حربے اور چالیں ہماری دیکھتی آنکھوں آج کی دنیا میں بھی برتے جا رہے ہیں۔

پلاٹ

نظم 'تمہید' سے شروع ہوتی ہے جس میں اُرُوک اور اس کی اضافی آبادی 'کُلاب' کی عظمت کے گُن گاتے گئے ہیں، وہ عظمت جو انہیں "زمانے کے آغاز سے" ہی نصیب تھی۔ تمہید میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ چونکہ عظیم دیوی اِنّانا (اِن اَنّا) اُرُوک کو ترجیح دیتی تھی اس لئے اسے اَرَتّا پر برتری حاصل ہے۔ تمہید کے بعد نظم کی ابتدا "ایک مرتبہ کا ذکر ہے" کے لفظوں سے ہوتی ہے —— اس رزمیہ کے مطابق سورج دیوتا اُتُو کا "بیٹا" اَن مَرکَر اَرَتّا کو اپنا مطیع بنانا چاہتا تھا۔ اس نے اپنی "بہن" —— سومیریوں کی محبت اور جنگ کی طاقتور دیوی —— اِنّا دیوی سے التماس کی کہ وہ اَرَتّا کے لوگوں کو مجبور کرے کہ وہ سونا، چاندی، لاجورد اور دوسرے قیمتی پتھر اُرُوک بطور خراج لے کر آئیں، مختلف معبد اور قربان گاہیں خصوصاً اَن کی 'دیوتا کے لئے 'اَب زو' مندر یعنی "بحری مندر" تعمیر کریں۔ سومیری عمیق ترین سمندر کو 'اَب زو' کہتے تھے۔ اَن کی 'پانیوں اور عقل و دانش کا دیوتا تھا اور اس کی پرستش کا سب سے بڑا مرکز اِریدو شہر خلیج فارس کے نزدیک تھا۔ اِنّانا نے اَن مَرکَر کی درخواست قبول کر لی اور اسے ایک ایسا موزوں قاصد منتخب کرنے کو کہا جو اُرُوک اور اَرَتّا کے درمیان حائل 'انشان' کے سات فلک بوس پہاڑوں کو عبور کر سکے۔ اِنّانا نے اسے یہ یقین دہانی بھی کرائی کہ اَرَتّا کے لوگ اس کی اطاعت قبول کر لیں گے اور اس کی خواہش کے مطابق معبد وغیرہ تعمیر کریں گے۔ اَن مَرکَر نے ایک قاصد چُن کر اسے دھمکی آمیز پیغام دے کر اَرَتّا کے بادشاہ کے پاس بھیجا کہ "اگر وہ اور اس کے لوگ اس کے لئے سونا اور چاندی لے کر نہیں آئیں گے، 'اَن کی' دیوتا کا معبد تعمیر کرنے کے لئے [illegible] نہیں کریں گے تو وہ اس کے شہر کو تباہ و برباد

کر کے ویران کر ڈالے گا۔ اُرَتا کے بادشاہ پر مزید رعب ڈالنے کے لئے اس نے اپنے قاصد کو یہ بھی ہدایت کی کہ وہ اس (بادشاہ) کو یہ بھی بتادے کہ کس طرح اَن کی (دیوتا) نے منتر کے ذریعے روئے زمین پر انسان کا سنہری زمانہ ختم کر دیا تھا۔ پہاڑوں کو عبور کرتا ہوا قاصد اُرَتا پہنچ گیا۔ بادشاہ کے سامنے اپنے بادشاہ اَن مَرکَر کے الفاظ دوہرائے اور اس سے جواب مانگا۔ اُرَتا کے والی نے اَن مَرکَر کی اطاعت قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ اور کہا کہ اسے اِنّنا دیوی کی سرپرستی حاصل ہے اور وہ اسے اِرَتا کا بادشاہ بنانے کے لئے وہاں لائی تھی۔ قاصد نے بتایا کہ اِنّنا اب اُرُوک میں اِی اَنا (نامی معبد) کی ملکہ ہے اور وہ اَن مَرکَر کو زبان دے چکی ہے کہ اُرَتا والے اس کی اطاعت قبول کر لیں گے۔ اِنّنا کے بارے میں یہ سب کچھ سن کر بادشاہ کے چھکے چھوٹ گئے۔ تاہم اس نے قاصد کی معرفت اَن مَرکَر کو جوابی پیغام بھیجا۔ اپنے پیغام میں اس نے شاہ اُرُوک اَن مَرکَر کے جنگ کی ٹھان لینے پر فہمائش کی اور کہا کہ وہ تو صرف دو منتخب جانبازوں کے درمیان مقابلے کو پسند کرتا ہے اور یہ کہ چونکہ اِنّنا اس کی دشمن بن گئی ہے اس لئے اگر اَن مَرکَر اسے بڑی مقدار میں اناج روانہ کر دے تو وہ اس کی اطاعت قبول کرے گا۔ قاصد بعجلت اُرُوک پلٹا اور اَسمبلی ہال کے صحن میں اس نے اَن مَرکَر کو اُرَتا کے بادشاہ کا جوابی پیغام پہنچا دیا۔ اگلا قدم اٹھانے سے پیشتر اَن مَرکَر نے متعدد کام سرانجام دیئے۔ بظاہر یہ کام مذہبی رسوم کی بجا آوری سے متعلق تھے۔ اَن مَرکَر نے عقل و دانش کی دیوی نِدابا سے مشورہ کیا۔ پھر بار برداری کے جانوروں پر اناج لادا اور اپنے قاصد کے ساتھ اُرَتا روانہ کر دیا۔ اس نے قاصد کے ساتھ اس مرتبہ بھی ایک پیغام بھیجا جس میں اس (اَن مَرکَر) کے اپنے عصائے شاہی کی توصیف کی گئی تھی اور اُرَتا کے حکمران کو حکم دیا گیا تھا کہ وہ اَن مَرکَر کے لئے عقیق اور لاجورد فراہم کرے۔ اُرَتا پہنچنے کے بعد قاصد نے احاطے میں اناج کا ڈھیر لگا دیا اور بادشاہ کو اَن مَرکَر کا پیغام دیا۔ اُرَتا کے شہری اناج دیکھ کر بہت خوش

ہوئے وہ ان مرکر کے لیے عقیق فراہم کرنے اور "مقدس گھر" (معبد) بنانے کے لئے آمادہ ہو گئے۔ تاہم اس موقع پر لاجورد کا کوئی ذکر نہیں ہے کہ آیا شہری لاجورد بھی دینے پر راضی تھے یا نہیں۔ مگر ارتا کا حکمران اس پر تیار نہ تھا۔ اس نے پیغام کے جواب میں پہلے تو اپنے عصا کی ثنا خوانی کی اور پھر ان مرکر کے پیغام سے مشابہ الفاظ میں مطالبہ کیا کہ ان مرکر اس کے لئے عقیق اور لاجورد لائے۔ قاصد کی اروک دوبارہ واپسی پر ان مرکر نے کئی بار فال نکالی خصوصی فال "شوشیا" (نامی ؟) سرکنڈے کے ذریعے نکالی۔ سرکنڈے کو وہ "روشنی سے سائے" اور "سائے سے روشنی" میں لے گیا۔ اور بالآخر اس نے پانچ برس گزرنے کے بعد، دس برس گزرنے کے بعد "سرکنڈے کو کاٹ ڈالا۔ اس نے اپنا قاصد ارتا ایک بار پھر بھیجا۔ مگر اس مرتبہ اس نے کوئی پیغام نہیں دیا صرف اپنا عصا نے شاہی روانہ کیا۔ ارتا کا حکمران عصا دیکھ کر خوف زدہ ہو گیا۔ وہ اپنے شُتمّو (؟) سے مخاطب ہوا اور اننا دیوی کی خفگی کے سبب اس کا شہر جس مصیبت میں پھنس گیا تھا اس کا ذکر کیا۔ بظاہر وہ ان مرکر کی اطاعت قبول کرنے پر آمادہ نظر آتا تھا۔ تاہم اس نے ایک بار پھر ان مرکر کو چیلنج کیا۔ اس بار اس نے مطالبہ کیا کہ ان مرکر اپنا ایک سورما منتخب کرے جو شاہ ارتا کے منتخب کردہ سورما سے مقابلہ کرے اور اس ہار جیت پر فیصلہ ہو جائے۔ یہ چیلنج معمے یا پہیلی کی صورت میں تھا یعنی اس نے کہا کہ منتخب جنگجو نہ تو کالا ہو اور نہ گورا، نہ بھورا (سانولا) ہو، نہ زرد ہو اور نہ ہی چتکبرا۔ قاصد اروک پلٹا اور ان مرکر نے شاہ ارتا کے معمہ نما چیلنج کے جواب میں تین باتوں پر مبنی جواب دے کر اسے پھر ارتا دوڑا دیا۔ وہ تین باتیں یہ تھیں پہلے تو ان مرکر نے اپنا ایک سورما مقابلہ کرنے کے لئے بھیجنے پر آمادگی ظاہر کر دی تاکہ ان کی ہار جیت پر ہی فیصلہ ہو جائے۔ دوسرے ان مرکر نے مطالبہ کیا کہ شاہ ارتا اننا دیوی کے لئے ڈھیروں سونا، چاندی اور قیمتی پتھر اروک بھیجے۔ اور تیسرے اس نے پھر دھمکی دی کہ اگر ارتا کا بادشاہ اور وہاں کے

لوگوں نے پہاڑوں سے پتھر لا کر ایدد (شہر) میں معبد تعمیر نہیں کیا تو ان کا شہر مکمل طور پر تباہ و برباد کر دیا جائے گا۔ اَن مَرکَر کے اس پیغام کے پہلے حصے میں ایسے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں جن سے منتخب سورما کے رنگ کے بارے میں شاہِ اَرَتا کا لفظی معمہ بظاہر حل ہو جاتا ہے۔ اَن مَرکَر نے اپنے پیغام میں لفظ "سورما" کی جگہ "پوشاک" کا لفظ استعمال کیا ہے۔ "پوشاک" کے ذکر سے غالباً سورماؤں کی جلد کے رنگ کی بجائے ان کے اس لباس کا رنگ ظاہر کرنا مقصود تھا جو پہن کر وہ لڑا کرتے تھے۔ اس کے بعد نظم میں ایک بڑا اہم اور دلچسپ ٹکڑا آتا ہے۔ شاعر کے الفاظ میں کلاب کا بادشاہ اَن مَرکَر وہ پہلا شخص تھا جس نے الواح پر عبارت لکھنا شروع کی۔ اَن مَرکَر نے اپنے پیغام کی عبارت تختی پر اس لئے لکھ کر اَرَتا بھیجی کہ قاصد کا منہ "سست" تھا اور وہ غالباً طوالت کی وجہ سے اَن مَرکَر کا پیغام دوہرا نہیں سکتا تھا۔ قاصد نے تختی شاہ ارتا کو دے دی اور اس کے جواب کا انتظار کرنے لگا۔ مگر اب اَرَتا کے بادشاہ کو غیر متوقع بارش اور طوفان کے سومیری دیوتا اِش کُر سے مدد مل گئی۔ اِشکُر نے جنگل گندم اور پھلیوں کے ڈھیر اس کے سامنے لگا دیئے۔ گندم جو دیکھی تو اسے پھر سے حوصلہ ہو گیا اس نے قاصد سے کہا کہ اِنَنّا دیوی نے اَرَتا اور یہاں اپنے گھر (معبد) اور بستر کو نہیں چھوڑا ہے۔ اس کے بعد سے اصل سومیری عبارت اس قدر مسخ ہو چکی ہے۔ کہ اسے سمجھنا مشکل ہے۔ البتہ اتنا ضرور پتہ چل جاتا ہے کہ بالآخر اَرَتا کے لوگ سونا، چاندی اور لاجورد اُروک لاتے اور اِنَنّا کے مندر اِی اَنّا میں پہنچا دیا۔

یہاں اس طویل نظم کے پہلے حصے کے ان ٹکڑوں کا ترجمہ دیا جا رہا ہے جو نسبتاً بہتر حالت میں محفوظ رہ گئے ہیں ان سے اس نظم کی کیفیت اور مزاج کا خاصا اندازہ ہو سکے گا۔ ان ٹکڑوں میں اَن مَرکَر کی اپنی سرپرست دیوی اِنَنّا سے درخواست، اَن مَرکَر کو اِنَنّا کا مشورہ، قاصد کو اَن مَرکَر کی ہدایت، اَرَتا کے بادشاہ کا متکبرانہ انکار، قاصد

کی شاہ اُرتا کے سامنے مزید دلیل کر اِنّنا اب اَن مَرکر کے ساتھ ہے اور اس کے
شاہ اُرتا پر تباہ کن اثرات شامل ہیں۔

اَن مَرکر اور شاہِ اُرتا

ایک مرتبہ کا ذکر ہے اِنّنا کے پاک دل کے منتخب بادشاہ،
ملک شُوبا سے اِنّنا کے پاک دل کے منتخب بادشاہ،
اُتو (دیوتا) کے بیٹے اَن مَرکر نے،
اپنی بہن، اچھے .... کی ملکہ،
مقدس اِنّنا سے التماس کی:۔
"میری بہن، اِنّنا، اُرُوک کے لئے،
اُرتا کے لوگ مہارت کے ساتھ سونا اور چاندی بنائیں،
وہ خالص لاجورد لے کر آئیں،
وہ قیمتی پتھر اور خالص لاجورد لے کر آئیں،
اُرُوک کا، مقدس ملک ....
اَنشان کے گھر کا، جہاں تو کھڑی ہوتی ہے،
وہ اس کا .... تعمیر کریں،
مقدس 'گی پار' کا جہاں تو نے اپنا مسکن بنایا ہے،
اُرتا کے لوگ اس کا اندرونی حصّہ مہارت کے ساتھ بنائیں،

ھ۱ سومیری مندر کے ایک مخصوص حصّے کو "گی پار" (گپار) کہا جاتا تھا۔ اس حصّے میں مندر کا روحانی سربراہ رہتا تھا۔ یہ روحانی سربراہ "اَن" اور انتظامی سربراہ "سنگا" (سانگا) کہلاتا تھا۔

میں، یہاں ان کے درمیان عبادت .... کروں گا،
اُرتا اُروک کی اطاعت قبول کرے،
اُرتا کے لوگ،
اپنے ملک کے پہاڑوں سے پتھر لا کر،
میرے لئے عظیم عبادت گاہ تعمیر کریں، میرے لئے عظیم قربان گاہ بنائیں،
میرے لئے عظیم قربان گاہ بنے، دیوتاؤں کی قربان گاہ،
میرے لئے کُلاب میں میرے مقدس قوانین پر عمل کریں،
اَب زُدو کو میرے لئے مقدس کوہستانی سرزمین کی مانند بنائیں،
اُریدو کو میرے لئے پہاڑ کی طرح پاک کریں،
اَب زُدو کی مقدس عبادت گاہ میرے لئے گپھا کی طرح بنائیں،
میں، جب میں اَب زُدو میں مناجاتیں پڑھوں،
جب میں اُریدو سے مقدس قوانین لاؤں،
جب میں مقدس آسمانی بادشاہت کو ...... کی طرح فروغ دوں،
جب میں اُروک میں، کُلاب میں تاج اپنے سر پر رکھوں،
عظیم عبادت گاہ کا .... گی پار میں لایا جائے،
گی پار کا .... عظیم عبادت گاہ میں لایا جائے،
لوگ پسندیدگی کے ساتھ مدح سرائی کریں،
اُتو (دیوتا) مسرت بھری آنکھوں سے دیکھے!"

---

۲۵ اَن کی دیوتا کا سمندری مندر۔

۲۶ سومیر کا ایک اہم ترین شہر، جہاں کا سرپرست 'اُن کی' دیوتا تھا۔

وہ مقدس اَن[1] کی ...... مسرت ہے، ملکہ (اِننّا) جو کوہستانی ملک کو دیکھتی ہے،

خاتون (اِننّا) جس کا شوہر اَما اُشُوم گَل اَنّا[2] ہے،

اِننّا، تمام ملکوں کی ملکہ۔

اُتو کے بیٹے اَن مَرگر سے کہتی ہے:۔

"چل، اَن مَرگر، میں تجھے ہدایت دیتی ہوں، میری ہدایت پہ دھیان دے؛

میں تجھے ایک بات کہتی ہوں، اس پر کان دھر،

...... سے ایک دانائے قول قاصد منتخب کر،

دانائے نطق اِننّا کی ارفع باتیں اسے ...... میں بتا،

وہ ...... پہاڑوں پہ چڑھے،

وہ ...... پہاڑوں سے نیچے اترے،

...... کے انشان کے سامنے،

وہ ایک نوجوان مُنّی کی طرح جبیں سائی کرے،

عظیم پہاڑوں کی دہشت سے خوفزدہ ہو،

وہ ریت میں پھرے ــــ،

اَرتّا اُروک کا مطیع ہو جائے گا،

(وہ) اپنے ملک سے پہاڑوں کے پتھر لائیں گے،

تیرے لئے عظیم عبادت گاہ بنائیں گے، تیرے لئے عظیم قربان گاہ بنائیں گے،

تیرے لئے عظیم قربان گاہ ظہور پذیر کریں گے، دیوتاؤں کی قربان گاہ۔

---

[1] اَن۔ آسمان کا دیوتا اَنو۔ [2] اَما اُشُوم گَل اَنّا دُمُوزی دیوتا کا ایک نام۔ یہ اِننّا دیوی کا محبوب اور شوہر بھی تھا۔ گویا محبوب کو مرے سے تشبیہ دی گئی ہے۔ یہ نام اَما اُش اُم گَل اَنّا بھی لکھا جا سکتا ہے۔

تیرے لئے کلاب میں تیرے مقدس قوانین پر عمل کریں گے،
اَب زُؤ کو تیرے لئے مقدس کوہستانی سرزمین کی طرح بنائیں گے،
اَریدُو کو تیرے لئے پہاڑ کی طرح پاک کریں گے،
اَب زُو کی مقدس عبادت گاہ تیرے لئے گپھا کی طرح بنائیں گے،
تُو، جب تو اَب زو میں مناجاتیں پڑھے،
جب تو اَریدُو سے مقدس قوانین لائے،
جب تو مقدس آسمانی بادشاہت کو......... کی طرح فروغ دے،
جب تو اُرُوک میں، کُلاب میں تاج پہنے،
عظیم عبادت گاہ کا...... گی پار میں لایا جائے گا،
گی پار کا....... عظیم عبادت گاہ میں لایا جائے گا،
لوگ پسندیدگی کے ساتھ مدح سرائی کریں گے،
اُتُو (دیوتا) مسرت بھری آنکھوں سے دیکھے گا،
اُرتا کے لوگ[1]

تیرے سامنے پہاڑی بھیڑوں کی طرح گھٹنے خم کردیں گے،
اسے معبد کی مقدس چھاتی، جو سورج کی طرح باہر نکلتی ہے،
تو اس کی محبوب فراہم کنندہ ہے،
اے...... اَن مَرکَر، اُتو کے بیٹے، حمد ہو!"
بادشاہ نے پاک اِننّا کی باتوں پر عمل کیا،
...... سے دانا ئے قول قاصد منتخب کیا،

---

[1] اس کے بعد چار سطور چھوڑ دی گئی ہیں۔

دانسے تعلق اِنّنا کی ارفع باتیں اسے ...... میں بتائیں،

...... پہاڑوں پر چڑھ،

...... پہاڑوں سے اتر،

...... کے انشان کے سامنے،

ایک نوجوان مغنّی کی طرح جبیں سائی کر،

عظیم پہاڑوں کی دہشت سے خوف زدہ ہو،

—— ریت میں پھر ——،

اسے قاصد! اَرَتّا کے بادشاہ سے بات کرنا اور اس سے کہنا،

میں شہر (اَرَتّا) کے لوگوں کو گھونسلے سے پرواز کر جانے والے

...... پرندوں کی طرح بھگا دوں گا،

میں انہیں اس طرح بھگا دوں گا جیسے پرندہ پاس کے گھونسلے کو پرواز کر جاتے،

میں اَرَتّا کو ...... کی جگہ کی طرح ویران کر ڈالوں گا،

میں اس کو پوری طرح برباد شدہ شہر کی طرح خاک میں ملا دوں گا،

اَرَتّا، وہ جگہ، جسے اُن کی (دیوتا) نے ملعون قرار دیا ہے،

میں اس (اَرَتّا) کو یقیناً اس جگہ کی طرح تباہ کر دوں گا جو برباد کر دی گئی ہو،

اِنّنا مسلح ہو کر اس کے پیچھے کھڑی ہو گئی ہے،

حکم دے دیا ہے، اپنا منہ پھیر لیا ہے،

ڈھیر لگائی ہوئی مٹی کی طرح میں یقیناً اس (اَرَتّا) پر مٹی کا انبار لگا دوں گا،

سونا اس کی ...... میں ...... بنا کر،

چاندی ...... بنا کر،

پہاڑی گدھوں پر بنڈل باندھ کر،

سومیرکے 'چھوٹے' اَن لِل (دیوتا) کا گھر[1]........

نُودیمُدُ[2] بادشاہ نے اپنے دل میں منتخب کیا،

پہاڑی لوگ میرے لئے تعمیر کریں،

میرے لئے اسے یوں روشن کر جیسے 'گُنُون' سے اُتُو (سورج) کا ظہور،

اس کی دہلیزوں کی میرے لئے "آرائش کر"

قاصد نے اپنے بادشاہ کی ہدایت سنی"

رات کو وہ ستاروں کے ساتھ سفر کرتا،

دن کو وہ آسمان کے اُتُو (سورج) کے ساتھ سفر کرتا،

واسطے تعلق اِنَنّا کی ارفع باتیں اسے...... میں بتائیں گئیں،

وہ...... پہاڑوں پر چڑھتا ہے،

وہ پہاڑوں سے اترتا ہے،

اس نے ایک مُغَنّی کی طرح جبیں سائی کی،

عظیم پہاڑوں کی دہشت سے خوف زدہ ہوا،

وہ ریت میں پھرتا رہا،

اس نے پانچ پہاڑ، چھ پہاڑ، سات پہاڑ عبور کئے۔

اپنی آنکھیں اٹھائیں، ارتا پہنچا،

اُرتا کے صحن میں اس نے خوشی کے ساتھ قدم دھرا،

اپنے بادشاہ کی شان و شوکت سے آگاہ کیا،

احترام کے ساتھ اس کے دل کی بات کہی،

---

[1] معبد، [2] نُودیمُدُ، اَن کی دیوتا کا ایک نام، [3] اسکے بعد ستائیس سطریں شامل نہیں کی گئیں.

قاصد اَرَتّا کے بادشاہ سے کہتا ہے ۔

"میرے بادشاہ! تیرے باپ نے مجھے تیرے پاس بھیجا ہے،
اروک کے بادشاہ، کُلّاب کے بادشاہ نے مجھے تیرے پاس بھیجا ہے"
تیرا بادشاہ، اس نے کیا کہا ہے، اس نے کیا کہا ہے؟[10]
میرا بادشاہ، اس نے جو کچھ کہا یہ ہے۔ اس نے جو کچھ کہا ہے،
میرا بادشاہ اپنی پیدائش سے ہی تاج کے لئے موزوں ہے،
اُرُوک کا بادشاہ، سومیر کا ممتاز اژدہا جو ایک ...... کی طرح،
فصیلوں والے پہاڑی ملک میں قوتِ شاہانہ سے بھرپور مینڈھا،
پرواہا جو ......
پہاڑی ملک کے قلب میں وفادار گائے سے جنم لینے والا،
اِن مَرکَر، اُتُو کے بیٹے نے مجھے تیرے پاس بھیجا ہے،
میرا بادشاہ! وہ کہتا ہے[11]
"سُن اس معاملے میں میں کیا کہتا ہوں"[12]
اور اس سے جس کی لاجورد کی لمبی داڑھی ہے،
اس سے جس کی عظیم گائے مقدس آسمانی قوانین کو ......،
اس سے جس کا تخم اَرَتّا کی خاک میں آیا ہے،
اس سے جسے وفادار گائے کے باڑے میں دودھ پلایا گیا،
اس سے، جو کُلّاب کی بادشاہت کے لئے موزوں تھا، تمام عظیم مقدس قوانین کا مالک،

---

[10] اَرَتّا کے بادشاہ نے قاصد سے پوچھا ہے۔ [11] اس کے بعد قاصد اِن مَرکَر کا اَرَتّا کے بادشاہ کے نام طویل پیغام لفظ بہ لفظ دوہراتا ہے۔ [12] اس سے قبل دو سطور شامل نہیں کی گئی ہیں۔ [13] اَرَتّا کے بادشاہ کا جواب شروع ہوتا ہے۔

اَن مرکرسے ، سورج کے بیٹے (سے)،
میں ای۔ اناکے سندر میں اس بات کو اچھی بات کے طور پر کہوں گا،
گی پار (گپار) میں جو ایک تازہ...... پودے کی طرح پھل لاتا ہے،
میں اسے اپنے بادشاہ، کُلاب کے بادشاہ کو دے دوں گا"
اس طرح اس سے بات کرنے کے بعد (بادشاہ) نے کہا۔
"اے قاصد، اپنے بادشاہ سے بات کرنا، کُلاب کے بادشاہ (سے)، اور کہنا،
'میں، مقدس ہاتھ کے لئے موزوں بادشاہ (ہوں)،
وہ جو آسمان کی شاہی...... ہے، آسمان اور زمین کی ملکہ،
تمام مقدس قوانین کی ملکہ، پاک اِننّا،
مجھے مقدس آسمانی قوانین کے ملک ارتا لائی ہے[14]،
مجھے ایک بڑے دروازے کی طرح کوہستانی ملک کے چہرے کا بند (دروازہ) بنایا ہے۔
پھر ارتا اُروک کی اطاعت کیسے قبول کرے!
اس (اپنے بادشاہ) کو بتا دے کہ ارتا اروک کا مطیع نہیں بنے گا۔"
اس کے اس طرح بات کرنے کے بعد،
قاصد نے ارتا کے بادشاہ کو جواب دیا۔
"آسمان کی عظیم ملکہ[16] جو دہشتناک مقدس قوانین کی حکمران ہے،
جو کوہستانی ملک شوبا کے پہاڑوں میں رہتی ہے،
جو کوہستانی ملک شوبا کے شہ نشینوں کو زینت بخشتی ہے،
چونکہ میرے بادشاہ نے، جو اس (اِننّا) کا خادم ہے،

---

[14] یعنی اسے ارتا کا بادشاہ بنایا ہے۔ [15] ارتا۔ [16] اِننّا (ان انا) دیوی۔

اس (اِنَنّا) کو "ای اَنّا" کی ملکہ بنایا ہے[۲۱]،
(اِنَنّا) نے کلاب کی اینٹوں کی عمارت میں (اَن مَرکَر) سے کہا ہے،
"اَرَتّا کا بادشاہ (تیرا) مطیع ہو جائے گا!
تب (اَرَتّا کا) بادشاہ بہت مایوس ہوا، (اسے) سخت صدمہ پہنچا،
اس سے کوئی جواب نہ بن پڑا، وہ جواب تلاش کرتا رہا،
اس نے اپنی پریشان آنکھ اپنے پیروں پر گاڑ دی، اسے ایک جواب سوجھا....."

اَن مَرکَر اور اَن سُوکُش سِیرَانّا

ان مرکر کی یہ دوسری رزمیہ منظوم کہانی کوئی تین سو مصرعوں پر مبنی ہے اور اس کا تعلق بھی شمالی ایران کی شہری ریاست اَرَتّا کے بادشاہ کی "اَن مَرکَر" شاہ اُرُوک (سومیر) کی اطاعت گزاری سے ہے۔

"اَن مَرکَر، اور شاہِ اَرَتّا" کی رزمیہ میں تو ارتّا کے بادشاہ کا نام نہیں آیا ہے البتہ اس دوسری کہانی میں اَن مَرکَر کے حریف اَرَتّا کے بادشاہ کا نام "اَن سُوکُش سِیرَانّا" آیا ہے۔ لیکن خاص بات یہ ہے کہ یہ نام خالصتاً سومیریوں جیسا ہی ہے۔ پھر یہ بھی نہیں کہا جا سکتا ہے کہ پہلی کہانی یعنی "اَن مَرکَر اور شاہِ اَرَتّا" میں اَن مَرکَر کا جو حریف تھا آیا وہ یہی اَن سُوکُش سِیرَانّا' تھا یا وہ کوئی دوسرا بادشاہ تھا۔ ان مرکر کی پہلی اور اس دوسری رزمیہ میں ایک فرق یہ ہے کہ پہلی کہانی کے مطابق تو اَن مَرکَر نے شاہِ اَرَتّا کو اطاعت قبول کر لینے کا چیلنج پہلے بھیجا تھا مگر دوسری کہانی کی رو سے للکارنے میں پہل اَرَتّا کے بادشاہ اَن سُوکُش سِیرَانّا نے کی اور اپنا قاصد اَن مَرکَر کے پاس یہ پیغام دے کر بھیجا کہ وہ (اَن مَرکَر) اس کی بالادستی تسلیم کر لے۔ اَن سُوکُش سِیرَانّا کے وزیر کا نام "ان سِگ گَریا" اور

---

[۲۱] یعنی اِنَنّا کے لئے اُرُوک میں "اِی اَنّا" نامی عظیم الشان معبد تعمیر کیا ہے،

اس کے 'مش مش' پر وہت کا نام غالباً 'اُرگِرنتا' تھا جب کہ اِن مَرکَر کے وزیر کا نام 'نِم اَنادوما' تھا۔ اس کی کہانی کی رُو سے:۔

"اِنامی بَرا گا گُو پورے سومیر کا بادشاہ تھا اس کی سلطنت میں غالباً قدیم ایران کے بھی کچھ حصے شامل تھے۔ اِنامی بَرا گا گُو نامی اس سومیری بادشاہ کے عہد میں سومیر کی شہری ریاست 'اُرُوک' کا 'پروہت حکمران' 'اِن مَرکَر' تھا، (پروہت حکمران، کو سومیری 'ان' کہتے تھے) 'اِنامی بَرا گا گُو' کے عہد میں 'اَرتا' کے 'اِن' (پروہت بادشاہ) 'اِن سُوکُش سِراَنا' نے اِن مَرکَر کے پاس یہ پیغام دے کر اپنا قاصد بھیجا کہ وہ (اِن مَرکَر) نہ صرف اسے اپنا آقا ہی مان لے بلکہ اِننَنّا دیوی (کا مجسمہ) بھی اُرُوک سے اَرتا بھیجا جائے۔ ان مَرکَر نے اِن سُوکُش اَنا کی اس جسارت کو حقارت سے ٹھکرا دیا۔ اس نے اپنے حریف کے قاصد سے طویل خطاب کیا اور خود کو دیوتاؤں کا محبوب قرار دیتے ہوئے کہا کہ اِننَنّا دیوی اُرُوک ہی میں رہے گی۔ اِن مَرکَر نے اپنے جواب میں یہ مطالبہ بھی کیا کہ اَرتا کے بادشاہ اِن سُوکُش سِراَنا کو اس کا باجگزار بن جانا چاہیئے۔ شاہ اَرتا کو جب یہ جواب ملا تو اس نے اپنی مجلس شوریٰ کے اراکین کا اجلاس طلب کر کے ان سے مشورہ کیا کہ اب کیا کرنا چاہیئے۔ انہوں نے اسے اِن مَرکَر کی اطاعت قبول کر لینے کا مشورہ دیا مگر اِن سُوکُش سِراَنا نے بڑی خفگی کے عالم میں یہ مشورہ ٹھکرا دیا۔ اَرتا شہر کے اُرگِرنتا نامی مُش مُش پروہت نے اپنے بادشاہ کے سامنے ڈینگ ماری کہ وہ اپنے جادو کے زور سے سومیر کے شہر اُرُوک کے 'دریا' کو عبور کر کے جائے گا اور وہاں پہنچ کر اِن مَرکَر کو مطیع بنا لے گا نہ صرف اُرُوک کو بلکہ 'سمندر سے صنوبر کے پہاڑ' تک تمام بالائی اور زیریں ملکوں کو بھی —— اور یہ کہ وہ اُرُوک سے مال بھری کشتیاں لے کر لوٹے گا۔ اِن سُوکُش سِراَنا کا جی اس کی لاف زنی سے خوش ہو گیا اور اس نے اسے اُرُوک جانے کے لیے زادِ راہ کے طور پر پانچ مِنا سونا، پانچ مِنا چاندی اور دوسری ضروری اشیاء

دیں۔ اُرتا کا وہ 'مُش مَش پر دہت' اُرزگ پہنچا اور اناج، ریاستی لٹریچر اور تحریر کی دیوی ندابا (نِدابا) کے اصطبل اور باڑے میں گیا اور ندابا کی گائے اور بکری کو ترغیب دی کہ وہ اپنی ملائی اور دودھ روک لیں تاکہ یہ چیزیں کھانے کے لئے ندابا کے طعام کمروں تک نہ پہنچ پائیں۔ نظم کی رو سے:۔

"وہ: مُش مَش اگائے سے بولتا ہے، اس سے یوں بات کرتا ہے جیسے وہ کوئی انسان ہو۔

'اے اگائے تیری ملائی کون کھاتا ہے، تیرا دودھ کون پیتا ہے؟'

'ندابا میری ملائی کھاتی ہے،

ندابا میرا دودھ پیتی ہے،

میرا دودھ اور پنیر......،

بڑے (طعام) کمروں میں رکھا جاتا ہے، ندابا کے کمروں (میں)،

میں مقدس اصطبل سے اپنی ملائی.......

ثابت قدم گائے، ندابا، اَن لِل کی ممتاز ترین بیٹی......،

گائے...... تیرے...... تیری ملائی...... تیرے...... تیرا دودھ......،

گائے نے اپنی ملائی اپنے......، اپنا دودھ اپنے......"

مُش مَش نے بکری سے بھی وہی کچھ کہا جو وہ گائے سے کہہ چکا تھا۔ ندابا کی گائے اور بکری نے اپنی ملائی اور دودھ روک لیا۔ ان کے اس طرزِ عمل سے اُرزگ کے اصطبل اور باڑے ویران ہو کر رہ گئے۔ چرواہے رونے دھونے اور بین کرنے لگے۔ اس صورتِ حال کے پیشِ نظر ندابا کے 'مُش گرلا' اور 'اُر اِرنا' نامی دو چرواہے، جو ایک ہی ماں سے پیدا ہوئے تھے 'مُش مَش' کے مقابل ہوئے۔ انہوں نے (غالباً) سورج دیوتا اُتُو کے مشورے پر 'سَنگ بُرڈُو' نامی ایک دانا اور جہاندیدہ بوڑھی عورت کی مدد سے مَش مَش کی عیاریوں اور جادو منتر کو ناکام بنا کر رکھ دیا۔ نظم کی رو سے:۔

"مُش گُولا اور اُرادِتا) دونوں نے شاہزادے (؟) کو دریا میں پھینک دیا،
مُش مُش نے پانی سے بڑی سُوہُر مچھلی نکالی،
سَنگ بُرتو ماں نے...... پرندہ پانی سے نکالا،
...... پرندے نے سُوہُر مچھلی چھین لی، اسے پہاڑ پر لے گیا،
دوسری مرتبہ انہوں نے شاہزادے کو دریا میں پھینک دیا،
مُش مُش نے پانی سے ایک بھیڑ اور اس کا میمنا نکالا،
سَنگ بُرتو ماں نے پانی سے بھیڑیا نکالا،
بھیڑیے نے بھیڑ اور اس کا میمنا چھین لیا، انہیں وسیع میدان میں لے گیا،
تیسری مرتبہ انہوں نے شاہزادے کو دریا میں پھینک دیا،
مُش مُش نے پانی سے ایک گائے اور اس کا بچھڑا نکالا،
سَنگ بُرتو ماں نے پانی سے شیر (ببر) نکالا،
شیر نے گائے اور بچھڑا چھین لیا، انہیں گھاس میں لے گیا،
چوتھی مرتبہ انہوں نے شاہزادے کو دریا میں پھینک دیا،
مُش مُش نے پانی سے ایک جنگلی بھیڑ نکالی،
سَنگ بُرتو ماں نے پانی سے پہاڑی چیتا نکالا،
پہاڑی چیتے نے بھیڑ چھین لی، اسے پہاڑ پر لے گیا،
پانچویں مرتبہ انہوں نے شاہزادے کو دریا میں پھینک دیا،
مُش مُش نے پانی سے تیز ہرن نکالا،
سَنگ بُرتو ماں نے "گنگ" درندہ پانی سے نکالا،
"گنگ" درندے نے ہرن چھین لیا، اسے جنگلوں میں لے گیا۔"

مُش مُش پروہت کی تمام تر مکاریوں اور چالبازیوں کو جب یوں بار بار ناکام بنا

دیا گیا تو اس کا چہرہ سیاہ پڑ گیا اور اس کی مت ماری گئی۔" اور عاقل و دانا سنگ بڑدو بان نے اس کی حماقتوں کا فائدہ اٹھانا شروع کیا تو اس نے گڑگڑا کر التجا کی کہ وہ اسے خیریت کے ساتھ ارتا واپس چلا جانے دے۔ اس نے یہ بھی وعدہ کیا کہ وہ وہاں لوٹ کر اس کے گن گائے گا۔ مگر سنگ بڑدو نے اسے قتل کر کے اس کی لاش دریائے فرات میں پھینک دی۔ جب ارتا کے بادشاہ ان سوکش سرانا نے اپنے مش مش کا انجام سنا تو اس نے فوراً ہی اپنا ایک قاصد ان مرکر کے حضور روانہ کیا، مکمل طور پر اطاعت قبول کر لی اور بڑی ذلت و عاجزی کے ساتھ ان مرکر کو بالاتر مان لیا۔ اس نے ان مرکر کو پیغام بھیجا۔

"تو اننا (دیوی) کا محبوب ہے، صرف تو ہی بالاتر ہے،
اننا نے سچا طور پر تجھے اپنی مقدس گود کے لئے منتخب کیا ہے،
تو زیریں (ملکوں) سے بالائی (ملکوں) تک کا بادشاہ ہے، میرا درجہ تجھ سے دوسرا ہے،
حمل قرار پانے کے (وقت سے ہی) میں تیرا ہم سر نہ تھا، تو 'بڑا بھائی' ہے،
میں کبھی بھی تیرا مقابل نہیں ہو سکتا۔"

نظم ان مصرعوں پر ختم ہوتی ہے۔

"ان مرکر اور ان سوکش سرانا کے تنازعے میں،
ان مرکر کی ان سوکش سرانا پر فتح کے بعد، اے ندابا تیری حمد ہو!"

لوگل باندا اور ان مرکر

سومیریوں کی فہرست شاہاں کی رو سے 'سیلاب عظیم' کے بعد لوگل باندا 'اروک' کے پہلے شاہی خاندان کا تیسرا بادشاہ تھا۔ یہ دو سومیری رزمیہ کہانیوں کا مرکزی کردار ہے۔ یعنی لوگل باندا اور ان مرکر' اور لوگل باندا اور کرہ ہرّوم کا۔ پہلی رزمیہ لوگل باندا اور ان مرکر' سومیر کی شہری ریاست 'اروک' اور شمالی ایران کی شہری ریاست 'ارتا' کے درمیان انتہائی گہرے سیاسی، مذہبی اور ثقافتی تعلقات کی آئینہ دار ہے۔ یہ کہانی چار سو سے زیادہ مصرعوں پر مشتمل ہے۔ کہانی کی رو سے ...

ہیرو (سورما) لوگل باندا اپنی مرضی کے خلاف ایک دور دراز ملک "زابو" میں پہنچ گیا۔ اب وہ بہرصورت اپنے سومیری شہر اُروک لوٹنے کا متمنی تھا۔ مگر اس مقصد کی خاطر اسے "امِ دوگد" نامی پرندے کی اعانت درکار تھی۔ "امِ دوگد" نہ صرف قسمتوں کا اعلان کیا کرتا تھا بلکہ ایسے احکام بھی جاری کرتا تھا جن سے سرتابی اور مخالفت کی مجال کسی میں نہ تھی۔ لوگل باندا نے امِ دوگد سے دوستی گانٹھنے کا فیصلہ کیا۔ امِ دوگد اپنے گھونسلے سے کہیں باہر تھا۔ چنانچہ لوگل باندا اس کے نشیمن کے پاس آیا اور اس کے بچوں کو چربی، شہد اور نان پیش کئے۔ ان کے چہروں پر نقش و نگار بنائے اور ان کے سر پر "شوگرا" تاج رکھا۔ امِ دوگد واپس آیا اپنے بچوں کے ساتھ یہ دیوتاؤں جیسا طرزِ عمل دیکھ کر انتہائی مشکور ہوا۔ اس نے اپنی ویسی ہی دوستی اور شفقت و عنایت سے سرفراز کرنے پر آمادگی کا اعلان کیا جیسی کہ لوگل باندا کے اس پسندیدہ اور خوش آئند فعل کے بدلے میں دیوتا یا کوئی انسان کرتا۔ لوگل باندا نے آگے بڑھ کر امِ دوگد کا صلہ حاصل کیا۔ امِ دوگد نے مدحیہ انداز میں اسے عنایات سے نوازا اور اسے اپنے شہر اُروک جانے کی ہدایت کی۔ لوگل باندا کی درخواست پر امِ دوگد اس کے سازگار سفر کا اعلان کیا۔ نہ صرف یہ بلکہ اس نے لوگل باندا کو کوئی موزوں نصیحت یا مشورہ بھی دیا اور ساتھ یہ ہدایت کر دی کہ وہ اسے کسی کو اپنے انتہائی قریبی ساتھیوں کو بھی نہ بتائے۔ اس کے بعد امِ دوگد اپنے گھونسلے میں چلا گیا۔ لوگل باندا اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور انہیں اپنے فوری سفر سے مطلع کیا۔ انہوں نے اسے باز رکھنے کی کوشش کی، کیونکہ یہ ایسا سفر تھا جس سے کوئی لوٹ کر نہیں آتا۔ اس لئے کہ راستے میں اونچے اونچے پہاڑوں اور "کر" نامی عفریت یا اژدھے سے ہلاکت آفریں دریا کو عبور کرنا پڑتا تھا۔ مگر لوگل باندا اپنے ارادے پر ڈٹا رہا چنانچہ وہ اپنا خطرناک سفر کامیابی کے ساتھ طے کر کے اُروک پہنچ گیا۔

اُروک پہنچ کر لوگل باندا کو معلوم ہوا کہ اس کا آقا اور بادشاہ، سورج دیوتا "اُتو" کا بیٹا

'ان مرکر' ان دنوں سخت پریشانی میں مبتلا ہے۔ برسوں سے صحرا نشین سامی النسل بدو قبائل 'مارتو' 'سومیر' اور 'اڑہی' (لیدکا اکادم) میں تباہ کاریاں مچاتے آ رہے تھے اور انہوں نے اُرُوک شہر کو محاصرے میں لے رکھا تھا۔ اَن مرکر کے خیال میں ضروری تھا کہ اس صورت حال سے نمٹنے کے لئے اُسے اپنی بہن 'اِننّا (دیوی)' کی مدد طلب کرنی چاہیئے۔ اِننّا اَرَتّا کی دیوی تھی۔ مگر اسے کوئی ایسا موزوں آدمی نہیں مِل رہا تھا جو اَرَتّا کا خطرناک سفر طے کر کے اس کا پیغام اِننّا دیوی کو پہنچا دے۔ لُوگَل باندا اپنے بادشاہ اَن مرکر کے سامنے حاضر ہوا اور بڑی جی داری کے ساتھ اس سلسلے میں اپنی خدمات پیش کر دیں۔ اَن مرکر اس معاملے کو راز میں رکھنا چاہتا تھا چنانچہ لوگل باندا نے قسم کھائی کہ وہ اپنے کسی بھی ساتھی کو ہمراہ نہیں لے جائے گا بلکہ اکیلے ہی یہ مہم انجام دے گا۔ اَن مرکر نے اَرَتّا کی اِننّا کے نام پیغام اسے دے دیا۔ لوگل باندا اپنے دوستوں وغیرہ کے پاس آیا اور انہیں اپنے فوری سفر سے آگاہ کیا۔ انہوں نے اسے باز رکھنے کی کوشش کی مگر لُوگل باندا اپنے فیصلوں سے نہیں پھرا۔ اس نے اپنے ہتھیار لئے اور پہاڑوں کو عبور کر گیا۔ یہ پہاڑ اَنشان (خطے) کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک پھیلے ہوئے تھے یعنی شاعر کے الفاظ میں "انشان کے کاندھے' سے لے کر 'انشان کے سر' تک۔ بالآخر لُوگل باندا شاداں اپنی منزل یعنی اَرَتّا پہنچ گیا اَرَتّا شہر میں اِننّا دیوی نے لُوگل باندا کا پرجوش استقبال کیا۔ لوگل باندا سے اِننّا نے اُرُوک سے اَرَتّا تن تنہا آنے کا سبب پوچھا تو اس نے اَن مرکر کا پیغام لفظ بہ لفظ دہرا دیا اور مدد طلب کی۔ یہاں کہانی کا اختتام ہے۔ ——————

—————— اَن مرکر کے پیغام اور مدد طلب کرنے کے سلسلے میں اِننّا نے جو جواب دیا وہ اصل عبارت مسخ ہو جانے کی وجہ نا قابل فہم ہے۔ تاہم لگتا ہے کہ اس کے جواب میں ایک دریا اور اس کی انوکھی مچھلی کا ذکر ہے۔ اَن مرکر کو یہ مچھلی پکڑنا تھی۔ اس کے علاوہ اِننّا کے جواب میں کچھ آبی برتنوں اور دھات گروں اور سنگ تراشوں کا تذکرہ

ہے۔ لُوگل باندا کو یہ برتن بنانا تھے اور دھات گروں اور سنگ تراشوں کو اپنے شہر میں آباد کرنا تھا۔ مگر یہ واضح نہیں کہ ان تمام باتوں پر عمل کرنے سے سومیر اور اکاد (اَدّی) کے سر سے مارتُو کا خطرہ کیسے ٹل جائے گا اور محاصرہ کیسے اُٹھ جائے گا۔ بہرکیف لُوگل باندا نے اِنانا کی ہدایت پر عمل کیا۔ نظم کے آخر میں اَرَتا کی تعریف کی گئی ہے کیونکہ ہے کہ اَرَتا سے اَن مرکر کے لیے دھات گر اور سنگ تراش فراہم کیے گئے تھے۔

لُوگل باندا اور کوہ ہُرّوم

یہ رزمیہ کہانی ایک اندازے کے مطابق چار سو سے زیادہ مصرعوں پر مبنی ہے۔ اس نظم کا اصل سومیری تحریر میں آغاز اور انجام دونوں ضائع ہو چکے ہیں۔ تاہم اس کے ساڑھے تین سو مصرعے قابلِ فہم ہیں ان میں نصف بہت ہی عمدہ حالت میں محفوظ ہیں۔ اور انہی ساڑھے تین سو مصرعوں سے اس رزمیہ کا پلاٹ معلوم کیا جاسکتا ہے۔

اُورُک کے بادشاہ اَن مرکر نے اَرَتا شہر جانے کا فیصلہ کیا۔ وہ اَرَتا کی شہری ریاست کو اپنا باجگزار بنانا چاہتا تھا۔ یہ شہری ریاست شمالی ایران میں واقع تھی۔ اس نے اُورُک کی بہت بڑی فوج اکٹھی کی اور اس کی کمان آٹھ سورماؤں کو سونپی۔ ان میں سات کمانڈروں کے نام کا پتہ نہیں چلتا البتہ ایک کمانڈر لُوگل باندا تھا۔ جب یہ لشکر کوہ ہُرّوم پہنچا تو لُوگل باندا سخت بیمار پڑ گیا۔ اس کے بھائیوں اور دوستوں نے ہر ممکن تدبیر کی مگر وہ صحتیاب نہیں ہو سکا۔ انہوں نے یقین کر لیا کہ وہ جلد ہی مر جائے گا۔ چنانچہ انہوں نے آگے جانے اور پھر اَرَتا سے واپسی پر اس کی لاش اُورُک لے جانے کا فیصلہ کر لیا۔ تاہم انہوں نے لُوگل باندا کی فوری ضروریات کے پیشِ نظر اس کے پاس نہ صرف بڑی مقدار میں خوراک، پانی اور شراب رکھی بلکہ اس کے ہتھیار بھی رکھ دیے۔ مگر لُوگل باندا بچ گیا۔ وہ بیمار بھی تھا اور تنہا بھی۔ اس کے ساتھی اسے اکیلا چھوڑ گئے تھے۔ اس نے سورج دیوتا اُتُو، چاند دیوتا نَنّا اور زہرہ کی دیوی اِنَنّا سے اپنی صحتیابی کی دعا کی۔ انہوں نے اسے 'غذائے حیات' اور 'آبِ حیات' کے

ذریعے شفا بخش دی۔ شفا پانے کے بعد لوگل باندا اکیلا ہی پہاڑوں میں ادھر ادھر پھرتا رہا۔ وہ وہاں کے مختلف جانوروں کا شکار کر کے اور غیر کاشتہ پودے وغیرہ کھا کر گزارہ کرتا۔ ایک بار اس نے خواب میں غالباً اتُو دیوتا کو دیکھا۔ اتُو نے اسے حکم دیا کہ وہ اپنے ہتھیار سنبھالے۔ ایک جنگلی بیل کا شکار کرے اس کے علاوہ ایک چھوٹے جانور کا شکار کر کے اس کا خون ایک خندق میں اور چربی میدان میں ڈال دے۔ لوگل باندا بیدار ہوا۔ اور اتُو کے حکم پر پوری طرح عمل کیا۔ اس کے علاوہ اس نے آسمان کے دیوتا انُو، سب سے بڑے دیوتا ان لِل، شیریں پانیوں و عقل و دانش کے دیوتا ان کی اور مادر عظیم ننِ ہر سگ کے حضور خوراک اور شراب نذر کی۔ اس کہانی کے آخری تقریباً ایک سو مصرعوں میں سات آسمانی "انوار" کی مدح سرائی کی گئی ہے۔ جن کی مدد سے اتُو دیوتا (سورج)، ننّا دیوتا (چاند) اور اننا دیوی (زہرہ) کائنات کو روشن رکھتے ہیں۔ بہرکیف چونکہ کہانی کا آخری حصہ واضح نہیں اس لئے لوگل باندا کے بارے میں اس وقت تک مزید کچھ اور نہیں معلوم ہو سکتا۔ جب تک کوئی ایسی لوح نہیں مل جاتی جس پر اس کہانی کا انجام بھی لکھا ہوا صحیح حالت میں موجود ہو۔

گلگامش اور ملک بقا
ابدی شہرت کی خواہش

یہ منظوم رزمیہ اب تک پائے جانے والے بہترین سومیری ادب پاروں میں شمار کی جاتی ہے۔ اس انتہائی اہم نظم کے تا حال پہلے ۱۷۴ مصرعے دریافت اور ترجمہ ہو چکے ہیں موجودہ صورت میں اسے ماہرین نے ان چودہ ٹکڑوں اور الواح کی مدد سے مرتب کیا ہے اور اس کہانی کا ماخذ یہ تمام چودہ الواح اور ان کے ٹکڑے دوسری ہزاری قبل مسیح کے پہلے نصف کے دوران یعنی اب سے چار ہزار برس سے لے کر پونے چار ہزار برس قبل کے درمیان کسی وقت لکھے گئے تھے۔ لیکن یہ رزمیہ نظم تخلیق یقیناً اس سے بہت پہلے کی گئی تھی۔ خالصتاً ادبی تخلیق کے لحاظ سے بھی یہ نظم بڑی خصوصیت اور خوبی کی مالک ہے۔ سومیری سامعین کے لئے تو اس نظم میں بہت ہی گہری اور جذباتی اپیل رہی ہوگی۔ تاہم اس نظم کے سلسلے میں

علمی لحاظ سے ایک المیہ یہ ہے کہ گلگامش کے سلسلے کی نظموں میں یہ ایک ایسی رزمیہ کہانی ہے کہ اس کے متعدد اہم گوشے الواح مسخ ہو جانے سے ناقابل فہم ہو کر رہ گئے ہیں۔

عالم گیر موضوع اور المیہ فضا

اس رزمیہ کا موضوع بھی عالم گیر حیثیت و اہمیت رکھتا ہے اور یہ موضوع ہے "موت سے خوف، اور اسی خوف کے سبب اپنے نام کو جاودانی بنا دینے کی آرزو اور عمل میں سکون اور پناہ ڈھونڈ لینے کی خواہش اور تصور"۔ یہ وہ مقبول اور من پسند عالمگیر موضوع ہے کہ بعد کے ادوار میں دنیا بھر کی مختلف اقوام نے اس موضوع پر مختلف پیرائے میں اظہار کیا۔ اسی عالمی اہمیت کے موضوع کی وجہ سے اس ادب پارے کی شعری قدر و قیمت بہت زیادہ ہو گئی ہے۔ اس رزمیہ یعنی "گلگامش اور ملک بقا" کا اسلوب المیہ اور اداس اداس سا ہے۔ اور یہ غمگین سا لہجہ اور انداز پوری نظم میں مسلسل چلا گیا ہے۔ شاعر نے اپنی اس تخلیق میں متنوع تکرار اور متوازیت، اپنا کر اور بھی شدت پیدا کر دی ہے اور وہ گوناگوں "تکرار" (REPETITION) اور متوازیت (PARALLELISM) کو نظم میں استعمال کر کے اس منظوم ادب پارے میں موزوں، رواں اور متناسب تاثر پیدا کرنے کی کوشش میں بڑی حد تک کامیاب رہا ہے
پلاٹ کی ساخت یا بُنت سے صاف عیاں ہے کہ اس نظم کے خالق نے بڑی احتیاط کے ساتھ اپنے تخیل کو بروئے کار لا کر ایسی تفاصیل کا انتخاب کیا تھا جو اس ادب پارے کی نمایاں شدت اور اثر آفرینی کے لئے ناگزیر اور ضروری تھیں۔ کہانی کی رو سے گلگامش اپنا نام جاودانی بنانے کے لئے "ملک بقا" گیا تھا۔ بعض ماہرین و محققین نے "ملک بقا" "دلمون" یعنی پاکستان کو قرار دیا ہے اور بعض کے خیال میں سومیریوں کا ملک بقا "ہرزوم" نامی کوہستانی علاقہ تھا جو شمالی ایران کی شہری ریاست "اَرتّا" اور سومیری شہر "اُرک" کے درمیان کہیں واقع تھا۔

پلاٹ اس کہانی پر مشتمل تاحال دریافت شدہ الواح اور سومیری زبان سے ترجمہ شدہ
متن کی رو سے یہ رزمیہ یوں ہے ——— "اُرُوک شہر کا سومیری بادشاہ
گلگامش موت کے تصور سے لرزاں اور مضمحل رہتا تھا۔ جب وہ لوگوں کو مرتے اور ہلاک
ہوتے دیکھتا تو اس کا دل دکھنے لگ جاتا اور طبیعت بوجھل ہو جاتی۔ دریا کے پانیوں میں
وہ لاشیں بہتے دیکھتا۔ اسے احساس ہو گیا کہ تمام فانی انسانوں کی طرح دیر یا بدیر وہ
خود بھی یقیناً مر جائے گا۔ چنانچہ اس نے ٹھان لی کہ اپنے آخری انجام سے قبل وہ کم از کم
اپنا نام پیدا کر جائے۔ اس نے دور دراز واقع 'ملک بقا' جانے، وہاں کے صنوبروں کو
کاٹ ڈالنے اور پھر صنوبر کے یہ کٹے ہوئے درخت اپنے شہر اُرُوک لانے کا تہیہ کر لیا۔ اس نے
اپنی اس خطرناک مہم کی غرض و غایت سے اپنے وفادار ساتھی اور خادم 'اَن کیدُو' (بابلی
ایابنی) کو آگاہ کیا۔ یہ مہم خطرناک اپنے دشوار گزار راستوں کی وجہ سے تھی اور اس لئے بھی
کہ 'ملک بقا' کے صنوبر کے درختوں کا نگہبان 'ہُواوا' (بابلی ہُمبابا) نامی ایک دہشتناک اور طاقتور
عفریت تھا۔ 'اَن کیدُو' نے گلگامش کو مشورہ دیا کہ وہ اپنے اس ارادے سے پہلے سورج
دیوتا 'اُتُو' کو ضرور آگاہ کر دے۔ کیونکہ 'ملک بقا' کا نگران یا محافظ اعلیٰ خود اُتُو دیوتا ہی تھا۔
گلگامش نے اَن کیدُو کے مشورے پر کان دھرتے ہوئے اُتُو دیوتا کے حضور نذرانے
پیش کئے اور اپنے اس سفر میں اُتُو سے ہی مدد کی درخواست کی۔ اُتُو دیوتا کو پہلے پہل
تو گلگامش کی صلاحیتوں پر شبہ ہی تھا۔ مگر گلگامش نے جب زیادہ اصرار کے ساتھ
مؤثر انداز میں اپنی التجا دہرائی تو سورج دیوتا (اُتُو) کو اس پر ترس آ ہی گیا۔ اُتُو دیوتا
نے موسموں کے ان سات عفریتوں کو ساکت و جامد اور بے کار کر دینے کا وعدہ کیا جن
سے خدشہ تھا کہ وہ اس سفر میں گلگامش کے مزاحم ہو کر اسے نقصان پہنچائیں گے۔ گلگامش
اُتُو کی مدد پا کر بے حد خوش ہوا۔ اس نے اپنے شہر سے پچاس جی دار رضاکار جمع
کئے۔ ان پچاس جوانمردوں کو کسی سے کوئی لگاؤ نہیں تھا۔ ان کا نہ کوئی گھر بار تھا اور نہ مائیں

تھیں۔ یہ گلگامش کے ساتھ ہر جگہ جانے پر پابہ رکاب تھے۔ اس نے اپنے اور اپنے ساتھیوں کے لئے کانسی اور لکڑی کے ہتھیار تیار کرائے اور پھر وہ سب اُروک سے "ملک بقا" کی طرف روانہ ہو گئے۔ اس جان لیوا سفر میں انہوں نے سات پہاڑ عبور کئے۔ ساتویں پہاڑ سے گزرنے کے بعد گلگامش کو اپنے "دل کا صنوبر" مل گیا۔ اس نے اپنے کلہاڑے سے اسے کاٹ کر گرا لیا۔ اَن کیدُو نے اس کی شاخیں الگ الگ کر ڈالیں اور باقی ساتھیوں نے انہیں ڈھیر کی شکل میں باندھ لیا۔ مگر اس شور و غل سے 'ملک بقا' اور صنوبر کے درختوں کا محافظ 'ہواوا' عفریت جاگ اٹھا اور اس نے گلگامش پر گہری نیند طاری کر دی۔ گلگامش کو بڑی کوششوں سے بیدار کرنے میں کافی عرصہ لگ گیا۔ اس غیر متوقع اور طویل تاخیر سے جاگ کر گلگامش نے اپنی ماں نن سُن دیوی اور اپنے سورما باپ لوگل باندا کی قسم کھائی کہ وہ 'ہواوا' کو کیفر کردار تک پہنچائے بغیر اپنے شہر اُروک نہیں لوٹے گا خواہ 'ہواوا' دیوتا ہو یا انسان۔ اَن کیدُو چونکہ خوفناک 'ہواوا' کو دیکھ چکا تھا۔ اس لئے اس نے گلگامش سے واپس ہو جانے کی التجا کی۔ اَن کیدُو کو یقین تھا کہ کوئی بھی اس عفریت کے حملے کی تاب نہیں لا سکتا ہے مگر گلگامش اس احتیاط اور مشورے کو خاطر میں لانے والا نہیں تھا۔ اسے اعتماد تھا کہ اگر وہ خود اور اَن کیدُو دونوں مل کر 'ہواوا' کے مقابلے میں ڈٹ جائیں گے تو ان کا بال بیکا نہیں ہونے کا۔ اس نے اَن کیدُو کو ہمت بندھنے اور اپنے ساتھ آگے ہی آگے بڑھنے کی تلقین کی۔ ادھر 'ہواوا' اپنے صنوبری مسکن سے سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ اسے گلگامش اور اس کے مہم جو ساتھیوں کو بھگانے کے لئے ڈرانے کی ہر قسم کی کوششیں کیں۔ مگر گلگامش ڈرا نہیں بلکہ اس نے فریب سے کام لیتے ہوئے 'ہواوا' کو یہ یقین دلانا چاہا کہ وہ تو اس کے لئے تحفے تحائف لے کر آیا ہے۔ گلگامش نے صنوبر کے وہ سات درخت کاٹنے شروع کر دیئے جو 'ہواوا' کے اندرونی مسکن کی راہ میں رکاوٹ بنے ہوئے تھے اَن کیدُو نے اُن کی شاخیں الگ کریں اور انہیں پہاڑ کے نیچے گٹھوں کی صورت میں یکجا کر دیا۔ کچھ

مسخ شدہ اور ناقابل فہم مصرعوں کے بعد قابل فہم اصل سومیر عبارت سے پتہ چلتا ہے کہ صنوبر کے سات درخت کاٹنے کے بعد گلگامش 'ہواوا' عفریت کے اندرونی کمرے کے پاس پہنچ گیا۔ (مگر یہاں تعجب اس بات کا ہے کہ گلگامش کے برائے نام ہی حملے سے ہواوا بُری طرح ڈر گیا) بہرحال اب گلگامش اور 'ہواوا' آمنے سامنے کھڑے تھے۔ گلگامش نے دیر سے اس کے گال تھپتھپائے، اس کے ناک میں حلقہ (نکیل) ڈال کر اسے ایک رسی سے جکڑ ڈالا۔ ہواوا نے آنسو بہا کر سورج دیوتا 'اتو' سے فریاد کی اور اپنی آزادی کی بھیک مانگتے ہوئے گڑگڑا کر گلگامش سے کہا کہ اسے قتل نہ کیا جائے۔ گلگامش اس پر ترس کھانے لگا اور معمے کی سی زبان میں 'ان کیدو' سے کہا کہ اسے رہا کر دیا جائے۔ مگر ان کیدو نے اسے تنبیہ کیا کہ یہ فعل غیر دانشمندانہ اور نقصان دہ ثابت ہوگی — 'ہواوا' اس پر تاؤ کھا گیا اور ان کیدو کو بے نقط سنا کر اس کے خوب لتے لئے۔ اس کی ان توہین آمیز باتوں پر ان کیدو نے طیش میں آکر ہواوا کی گردن مار دی دونوں ساتھی سورما 'ہواوا' کا سر دیوتاؤں کے بادشاہ ان لل دیوتا کے حضور لے آئے — وہ اصل میں ان لل کی پسندیدگی، خوشنودی اور اس سے صلہ چاہتے تھے۔ مگر معاملہ تو الٹا ہی پڑ گیا۔ ہواوا کا کٹا ہوا سر دیکھ کر ان لل بپھر گیا اور اس نے انہیں بددعا دی کہ وہ (گلگامش اور ان کیدو) کڑی دھوپ میں جلتے جھلستے پہاڑوں اور میدانوں میں آوارہ پھرتے رہیں۔ پھر — پہاڑوں، جنگلوں، ان میں رہنے والے وحشی جانوروں اور درندوں سے بچاؤ کے لئے 'اتو' دیوتا نے گلگامش اغلباً سات مقدس کرنیں بخش دیں۔ ان مقدس سات کرنوں کو سومیری میلام (میلَم ای لَم) کہتے تھے۔ اس کے بعد تین ناقابل فہم سطور پر آکر یہ رزمیہ منظوم کہانی ختم ہو جاتی ہے۔ جو ظاہر ہے کہ ادھوری ہے۔

گلگامش اور ملک بقا

بادشاہ نے 'ملک بقا' جانے کا قصد کیا،
گلگامش بادشاہ نے 'ملک بقا' جانے کا قصد کیا،
اس نے اپنے خادم اَن کیدُو سے کہا،
"اَن کیدُو! (میں اپنے) مقررہ انجام کو ابھی نہیں پہنچا ہوں[1]،
میں ملک[2] میں داخل ہوں گا، اپنا نام ثبت کروں گا،
اس کے ان مقامات میں جہاں نام روشن کیے گئے ہیں، میں اپنا نام پیدا کروں گا،
اس کے ان مقامات میں جہاں نام روشن نہیں کیے گئے، میں دیوتاؤں کا نام سربلند کروں گا۔"
اس کے خادم اَن کیدُو نے جواب دیا۔
"میرے مالک! اگر تو 'ملک' میں داخل ہوگا، تو اُتُو[3] کو بتا دے،
اُتُو کو بتا دے، سورما اُتُو کو،
اُتُو اس 'ملک' کا نگران ہے،
اس سرزمین، جہاں صنوبر کاٹے جاتے ہیں، کا نگران بہادر اُتُو ہے، اُتُو کو بتا دے۔"
گلگامش نے ایک بالکل سفید مینڈھے پر اپنے ہاتھ رکھے،

---

[1] یہاں گلگامش نے غالباً کہا یہ ہے کہ موت سب کے مقدر میں ہے، تاہم وہ ابھی اس انجام یعنی موت کو نہیں پہنچا ہے۔ [2] بعض علماء نے خیال ظاہر کیا ہے کہ سومیریوں کا 'ملک بقا' دراصل 'دلمون' کا خطہ تھا۔ مگر اس نظم سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ کوئی کوہستانی یا ارتفاعی خطہ تھا میدانی نہیں۔ سرزمین 'دلمون' متعلق اظہارِ خیال راقم اپنی مطبوعہ کتاب "سات دریاؤں کی سرزمین، تین پُراسرار خطے اور ملتان" میں کر چکا ہے۔ [3] اُتُو۔ سومیریوں کا سورج دیوتا۔

نذر کرنے کی خاطر ایک چتکبرا میمنہ اپنی چھاتی سے بھینچا،
اپنے ہاتھ میں لقرئی عصائے شاہی تھاما،
اس نے آسمانی اُتو سے کہا،
"اُتو! میں ملک میں داخل ہوں گا، تو میرا حامی بن،
میں اس سرزمین میں داخل ہونگا جہاں صنوبر کاٹے جاتے ہیں، تو میرا حامی بن!"
آسمانی اُتو نے اسے جواب دیا،
"بے شک تو شاہزادوں کی طرح دلیر ہے، اگر ملک "ارقا" سے تو نے گا کیا؟"
"اُتو! میں تجھ سے ایک بات کرتا ہوں، میری بات پر اپنا کان لگا![٭]
میں اپنی بات تجھ تک پہنچاؤں گا، اسے سُن!
میرے شہر میں انسان مرجاتا ہے، (میرا) دل اداس ہے،
انسان ختم ہوجاتا ہے، ——— (میرا) دل اداس ہے،
میں نے فصیل پر کھڑے ہوکر جھانکا،
دریا کے پانی میں لاشیں بہتی نظر آئیں،
میرا بھی یہی حشر ہوگا، یقیناً ایسا ہی!
سب سے لمبا آدمی بھی آسمان تک نہیں پہنچ سکتا،
سب سے چوڑا آدمی بھی دھرتی کو نہیں بھر سکتا،
(میں اپنے) مقررہ انجام کو ابھی نہیں پہنچا ہوں،

[٭] یہاں بیسویں اور اکیسویں سطر کے درمیان سومیری کاتب نے لوح پر ایک سطر چھوڑ دی اور بظاہر وہ سطر یہ ہوگی "گلگامش اسے جواب دیتا ہے"، کیونکہ بیسویں سطر کے بعد فوراً گلگامش کا جواب شروع ہوجاتا ہے۔

میں 'ملک' ایقا' میں داخل ہوں گا، اپنا نام ثبت کروں گا،
اس کی ان جگہوں میں، جہاں نام روشن کیے گئے ہیں، میں اپنا نام پیدا کروں گا،
اس کی ان جگہوں میں، جہاں نام روشن نہیں کیے گئے، میں دیوتاؤں کا نام سربلند کرونگا"
اُتُو نے اس کے آنسو قربانی کے طور پر قبول کر لیے،
رحم دل انسان کی طرح اس نے اس پر رحم کھایا،
سات سورما[۱]، ایک ہی ماں کے بیٹے تھے،
پہلا ایک .... جو ....،
دوسرا ایک افعی جو ....،
تیسرا ایک اژدہا جو ....،
چوتھی ایک جھلس ڈالنے والی آگ جو ....،
پانچواں ایک غضبناک سانپ، جو دل کو پلٹ دیتا ہے، جو ....
چھٹا ایک تباہ کن سیلاب جو دھرتی پر چھا جاتا ہے،
ساتویں لپکتی .... بجلی جسے پلٹا نہیں جا سکتا،
ساتوں موسمی سورماؤں، ایک ہی ماں کے بیٹوں کو،
اس نے پہاڑوں کے غاروں میں پہنچا دیا۔
صنوبر کاٹنے والا خوش ہو گیا،
بادشاہ گلگامش خوش ہو گیا،

---

[۱] موسمی عفریتوں سے مراد ہے۔ [۲] یعنی اُتُو دیوتا نے مذکورہ بالا سات سورماؤں یعنی سانپوں آگ، سیلاب اور بجلی وغیرہ کو پہاڑی غاروں میں اس لئے مقید کر کے رکھ دیا کہ یہ موسمی عفریت سفر کے دوران گلگامش کے لئے کہیں دشواریاں اور مصائب پیدا نہ کریں۔

اس نے اپنے شہر کو یوں مجتمع کر لیا جیسے ایک آدمی،
اس (شہر) کے لوگوں کو یوں جمع کر لیا جیسے دو ساتھی،
"جس کا اپنا گھر ہے وہ اپنے گھر پر رہے؛[1]
جس کی ماں موجود ہے وہ اپنی ماں کے پاس رہے،
پچاس تنہا مرد، جو وہی کچھ کریں ——— جو میں کروں، میرا ساتھ دیں!"
جس کا اپنا گھر تھا، اپنے گھر پر رہا،
جس کی ماں موجود تھی وہ اپنی ماں کے پاس رہا،
پچاس تنہا آدمی، جو اسی کی طرح کام کرنے والے تھے، اس کے ساتھ ہو گئے،
وہ (گلگامش) دھات گھڑوں کے گھر پر گیا،
تلوار بنوائی، کھیل ڈھالنے والا کلہاڑا بنوایا جس کا نام "آسمانی طاقت" تھا،
اس نے میدان کے سیاہ جنگلوں کا رخ کیا،
...... کا درخت، بید کا درخت، سیب کا درخت اور جھاڑیاں کاٹیں،
اس کے ساتھی فرزندانِ شہر نے وہ ہاتھوں میں اٹھا لیں،
ساتوں موسمی عفریتوں کو پہاڑوں کے غاروں میں لایا گیا تھا،
انہوں نے (گلگامش اور اس کے ساتھیوں) نے پہلا پہاڑ عبور کیا،
اسے وہاں اپنی پسند کا صنوبر نہیں ملا،
ساتواں پہاڑ عبور کرنے کے بعد،
اسے اپنی پسند کا صنوبر مل گیا،
بادشاہ گلگامش نے صنوبر کاٹ ڈالا،

---

[1] گلگامش جمع ہونے والے اپنے شہریوں سے مخاطب ہے۔

گلگامش کو......،

......گلگامش کو......لایا،

......ہاتھ پاؤں پھیلا دیتے،

......کی طرح......غلبہ پالیا،

......اس کے لئے......،

فرزندانِ شہر جو اس کے ساتھ تھے،

....

......یہ خواب ہے...... یہ نیند ہے،

......خاموشی......

اس نے اسے چھوا، وہ نہیں اٹھا؎

وہ اس سے بات کرتا ہے، وہ جواب نہیں دیتا،

"جو سویا ہوا ہے، جو سویا ہوا ہے،

گلگامش، بادشاہ، کلاب کے بیٹے،

تو کتنی دیر تک سوتا رہے گا،

زمین تاریک ہو گئی ہے اس پر سائے پھیل گئے ہیں،

؎ یہ اور اس سے پہلے کے مصرعے اصل سومیری عبارت میں بھی اس بری طرح مسخ ہو کر رہ گئے ہیں کہ ان سے سرے سے یہ پتہ ہی نہیں چلتا کہ یہاں کیا وقوع پذیر ہوا۔ غالباً "ہوادا" نامی عفریت کو صنوبر کا سے جانے کا علم ہو گیا تھا اور اس نے گلگامش پہ گہری نیند طاری کر دی تھی۔ بہرحال جب مقام اصل عبارت دوبارہ قابل فہم بنتی ہے وہاں کوئی شخص گلگامش کو نیند سے بیدار کرنے کی کوشش میں مصروف ہے۔ گلگامش کو جگانے والا یہ شخص غالباً "ان کیدو" تھا۔

شام کے دھندلکے کی مدھم روشنی نکل آئی ہے،
اُتو سر اٹھائے اپنی ماں ننن گل کی چھاتی کی طرف چلا گیا ہے،
گلگامش تو کتنی دیر تک سوتا رہے گا؟
اپنے ساتھ آنے والے فرزندانِ شہر کو،
پہاڑ کے دامن میں انتظار میں کھڑا نہ رکھ،
اپنی ماں کو، جس نے تجھے جنم دیا،
شہر کے چوک میں جانے پر مجبور نہ کر۔[۱]
اس (گلگامش) نے غور سے سُنا،
اس کی دلیرانہ بات کو اس نے پوشاک کی طرح پہن لیا،
اپنے ہاتھ میں تھاما ہوا تیس شیکل وزنی (سینہ بند) اپنے سینے پر پھیلا لیا،
وہ عظیم دھرتی پر سانڈ کی طرح کھڑا ہو گیا،
اس نے اپنا منہ زمین پر لگا دیا، اس کے دانت بجنے لگے،
"مجھے جننے والی میری ماں ننسن کی زندگی کی قسم،
میرے باپ، مقدس لوگل باندا کی زندگی کی قسم،
میں ایک ایسا شخص بن جاؤں، جو مجھے جننے والی میری ماں ننسن کے گھٹنے پر بیٹھا ہو اور
جسے دیکھ کر لوگ حیران رہ جائیں۔"
اس (گلگامش) نے دوسری مرتبہ اس (انکیدو) سے کہا،
"مجھے جننے والی میری ماں، ننسن کی زندگی کی قسم،
میرے باپ، مقدس لوگل باندا کی زندگی کی قسم،
جب تک میں اس شخص کو زیر نہ کر لوں، خواہ وہ کوئی انسان ہے،
جب تک میں اسے زیر نہ کر لوں، خواہ وہ کوئی دیوتا ہو،

---

[۱] یعنی ایسا نہ ہو کہ گلگامش مر جائے اور اس کی ماں چوک میں جا کر اس کا ماتم کرے۔

میں ملک بقا سے اپنے شہر واپس نہیں جاؤں گا"۔

وفادار خادم (اَن کیدُو) نے زندگی کی دہائی دی۔

اپنے مالک کو جواب دیا،

"میرے آقا تو نے اس 'آدمی'[۱۰] کو نہیں دیکھا (اس لئے) تو خوفزدہ نہیں ہے،

میں نے اس 'آدمی' کو دیکھا ہے (اس لئے) میں خوفزدہ ہوں،

(وہ) جنگجو اس کے دانت اژدہے کے دانت (جیسے) ہیں،

اس کا چہرہ شیر کا (سا) چہرہ ہے،

اس کی گرج لپکتے ہوئے سیلاب جیسی ہے،

درخت اور سرکنڈے جنگل جانیوالی اس کی پیشانی سے کوئی نہیں بچ سکتا[۱۱]"،

میرے آقا تو ملک بقا کی طرف اپنا سفر جاری رکھ،

میں (اپنے) شہر کو لوٹ جاؤں گا،

میں تیری ماں کو تیرے کارنامے کہہ سناؤں گا،

وہ مارے خوشی کے چلانے لگے گی،

پھر میں اسے تیری موت کی خبر دوں گا،

وہ درد بھرے آنسو بہانے لگے گی"۔

"کوئی دوسرا میری خاطر نہیں مرے گا"[۱۲]

---

۹ 'ہوادا' نامی عفریت سے مراد ہے۔ اَن لِل دیوتا نے اس 'ہوادا' نامی عفریت کو صنوبروں کا نگران مقرر کیا ہوا تھا۔ بابلی دور میں آکر اسی سومیری 'ہوادا' عفریت کو 'ہمبابا' لکھا گیا۔ ۱۰ 'ہوادا' عفریت سے مراد ہے۔ ۱۱ یعنی 'ہوادا' کی نظر سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں رہتی۔ ۱۲ یہاں سے گلگامش کا جواب شروع ہوتا ہے۔

بھری ہوئی کشتی غرقاب نہیں ہوگی،
تین تہوں والا کپڑا کاٹا نہیں جائے گا،
دیوار پر کوئی مغلوب نہیں ہوگا،
آگ گھر اور جھونپڑی کو تباہ نہیں کرے گی،
تو میری مدد کر، میں تیری مدد کروں گا،
تو پھر ہمیں کیا نقصان پہنچ سکتا ہے،
اس کے غرق ہونے کے بعد، اس کے غرق ہونے کے بعد[۱۳]،
ماگان کشتی' غرق ہونے کے بعد،
نگیلم کی طاقت' (نامی) کشتی غرق ہونے کے بعد،
رحم مادر سے پیدا ہونے والے تمام جاندار 'سفینۂ حیات' میں بیٹھتے ہیں،
چل، آگے بڑھیں، ہم اس پر نظر ڈالیں گے!
آگے بڑھتے وقت،
اگر تو ڈرتا ہے، تو ڈرتا ہے، ڈرتا ہے، تو (ڈر) دور کر دے!
(اگر تو) خوفزدہ ہے، خوفزدہ ہے، تو (خوف) دور کر دے!
چل آگے بڑھ،
جو ...... ہے چین سے نہیں رہتا۔"
ابھی وہ (ہواوا' کے گھر سے) چوتھائی میل کے فاصلے پر بھی نہیں پہنچے تھے،
'ہواوا' اپنے صنوبری گھر کے پاس کھڑا تھا،

---

[۱۳] اس سطر اور اس کے بعد کی تین سطور کا مفہوم واضح نہیں ہے۔ بلکہ یہ بھی یقینی طور پر نہیں کہا جا سکتا کہ یہ چاروں سطور گلگامش کی زبان سے ہی ادا ہوئی تھیں۔

(ہُواوا نے) اپنی نظر اس (گلگامش) پر گاڑ دی، موت کی نظر،
اس نے اسے ڈرانے کے لئے اپنا سر اِدھر اُدھر ہلایا، اپنا سر جھٹکا،
اسے ڈرانے کے لئے دہشتناک انداز میں چنگھاڑا،
گلگامش کے اعضاء، اس کے پاؤں کانپ گئے،
وہ ڈر گیا،
(مگر) وہ اس راستے پر نہیں لوٹا جس پر چل کر وہ آیا تھا،
وہ (ہُواوا) اپنے پنجوں دار بڑے بڑے پاؤں پر کھڑا ہو گیا،
خود کو اِدھر لہرایا، اُدھر لہرایا،
"گھنے بالوں والے (انسان)، (تو کہ) جس نے اُونچا پوشاک پہن رکھی ہے،[۱۴]
شاہانہ اطوار والے، دیوتاؤں کو خوش کرنے والے،
'اراتے سانڈ'، لڑائی میں ثابت قدم،
(تو) جس نے اپنی ماں کا سر فخر سے اونچا کیا جس نے تجھے جنا،
(تو) جس نے اپنی انا کا سر فخر سے اونچا کیا جنہے تجھے گود میں لٹا کر دودھ پلایا،
ذرا مت، ہاتھ دھرتی پر رکھ دے"[۱۵]
گلگامش نے ہاتھ دھرتی پر نہیں رکھا (اس نے) کہا،
"اپنی ماں ننسن کی زندگی کی قسم، جس نے مجھے جنا،
اپنے باپ مقدس لوگل باندا کی زندگی کی قسم،
تو خوب جانتا ہے کہ 'ملک بقا' میں کون رہتا ہے،
تیرے چھوٹے پاؤں کے لئے میں نے چھوٹے جوتے بنوائے ہیں،

---

[۱۴] ہواوا گلگامش سے مخاطب ہے۔ [۱۵] اب ہواوا خوف زدہ ہو گیا اور اس نے لڑائی کا ارادہ ترک کر دیا۔

تیرے بڑے پاؤں کے لئے میں نے بڑے جوتے بنواتے ہیں،
میں تیرے (مسکن ؟) میں داخل ہو جاؤں گا۔"
اس گلگامش نے خود پہلا (صنوبر) اکھاڑ پھینکا،
اس کے شہر کے بیٹوں نے، جو اس کے ساتھ آئے تھے،
(درخت) کی شاخیں کاٹ ڈالیں، (اس کے) تنے باندھ لئے،
تنے پہاڑ کے دامن میں رکھ دیئے،
جب اس گلگامش نے خود ساتواں (صنوبر) اکھاڑ لیا، وہ اس (ہواوا) کے گھر پہنچ گیا۔
(گلگامش) نے اس (ہواوا) کو سانپ کی طرح دیوار کے ساتھ دبایا،
اس کے گال کو تھپتھپایا، جیسے بوسہ لے رہا ہو،
بگڑے ہوئے سانڈ کی طرح اس کے ناک میں حلقہ باندھ دیا،
قیدی جنگجو کی طرح اس کے بازو رسی سے جکڑ دیئے،
ہواوا کے دانت کٹکٹا گئے،
اس نے بادشاہ گلگامش کا ہاتھ تھام لیا،
"میں اُتُو سے گزارش کروں گا"[14]
"اُتُو میں اس ماں کو نہیں جانتا جس نے مجھے جنم دیا،[15]
اس باپ کو نہیں جانتا جس نے میری پرورش کی،
ملک لِقا نے مجھے جنا، تو نے میری پرورش کی!"
اس (ہواوا) نے گلگامش کو آسمان، زمین اور عالم اسفل کا واسطہ دیا،

---

[14] ہواوا گلگامش سے کہہ رہا ہے کہ اسے اُتُو دیوتا سے بات کرنے کی اجازت دی جائے۔
[15] ہواوا سورج دیوتا اُتُو سے مخاطب ہے۔

اس کا ہاتھ تھام لیا، اس کے سامنے دھرتی پر عاجزی کے ساتھ لوٹ گیا،
تب بادشاہ گلگامش کا دل اس کے لئے پسیج گیا،
اس (گلگامش) نے اپنے خادم اُن کیدو سے کہا،
"اُن کیدو دام میں آئے ہوئے پرندے کو اپنے آشیانے پر جانے دیں،
گرفتار سورما کو اپنی ماں کی آغوش میں جانے دیں"
اُن کیدو نے گلگامش سے کہا۔
"سب سے بلے آدمی کو، جو فیصلہ نہیں کر پاتا،
نامتر[۱] نگل لے گا، نامتر جو کسی میں امتیاز نہیں برتتا،
اگر دام میں آیا ہوا پرندہ اپنے گھر لوٹ جائے گا،
گرفتار سورما اپنی ماں کی آغوش میں چلا جائے گا،
تو پھر تو اپنی ماں کے شہر نہیں لوٹ سکیگا جس نے تجھے جنا تھا"
ہواوا نے اُن کیدو سے کہا:۔
"اُن کیدو! تو نے میرے خلاف اس کے سامنے شر انگیز باتیں کی ہیں،
بھاڑے کے ٹٹو! بھوکے، پیاسے خوشامدی،
تو اس کے سامنے میرے خلاف باتیں کیوں بناتا ہے!"
جب اس نے یہ کہا،
اُن کیدو نے غضبناک ہو کر اس کا سر کاٹ ڈالا،
اسے تھیلے میں ڈال لیا،
(وہ ہواوا کا سر) اُن لل دیوتا کے سامنے لے آئے،

---

[۱] نامتر:۔ عالم اسفل (ظلمات) کا عفریت۔ موت کا عفریت۔

کاندھے پہ لٹکا ہوا تھیلا کھولا، اس کا (کٹا ہوا) سر نکالا،
اسے اَن لِل کے سامنے رکھ دیا،
اَن لِل نے ہواوا کے سر پہ نظر ڈالی،
وہ (اَن لِل) گلگامش پر برس پڑا،
"تُو نے یہ کام کیوں کیا!
کیونکہ تو نے اس پر اپنے ہاتھ رکھے،
اس کا نام مٹا ڈالا ہے، (اس لئے)
تیرا چہرہ جھلس جائے،
تو جو خوراک کھائے اسے آگ کھا جائے،
تو جو پانی پیئے اسے آگ پی جائے۔"

"گلگامش، اَن کیدُو اور ظلمات"

ظلمات اور حیات بعد الموت

سومیریوں کے عالمِ ظلمات (عالمِ اسفل، دوسری دنیا) اور وہاں کی زندگی کے بارے میں سب سے زیادہ روشنی اسی ادبی تخلیق یعنی "گلگامش، اَن کیدُو اور ظلمات" سے پڑتی ہے۔ ویسے اِنّنا کا سفرِ ظلمات'۔ اَن لِل اور نِن لِل کی کہانی'، باپ کا مرثیہ وغیرہ (یہ سب سومیری تخلیقات اس کتاب میں شامل ہیں) اور 'اُر' کے بادشاہ اُرنمّو (۲۱۱۳/۲۰۹۵ ق م) سے متعلق ایک نظم سے بھی دوسری دنیا اور وہاں مرنے والوں کے 'حالات اور زندگی' کے بارے میں بہت کچھ معلوم ہوتا ہے خصوصاً اِنّنا کے سفرِ ظلمات' سے ——— سومیری حیات بعد الموت سے نہ صرف آگاہی حاصل کرنے سے دلچسپی رکھتے تھے بلکہ اس پر ان کا پختہ عقیدہ تھا۔ یہ واضح رہے کہ میں یہاں بات صرف عراق کے سومیریوں کی کر رہا ہوں بعد کے عراقی اکادیوں، بابلیوں، کسدیوں، اشوریوں، متانیوں اور کلدانیوں وغیرہ کی نہیں۔ حیات بعد الموت کے بارے میں

سومیری نظریات و عقائد بعد کے زمانوں میں پورے مشرق قریب اور بحیرۂ روم کے تمام ملکوں میں پھیل گئے تھے۔ نہ صرف یہ بلکہ متعدد مذاہب پر ان کا اثر آج بھی دیکھا جا سکتا ہے۔

ظلمات میں 'حیات بعد الموت' کے بارے میں سومیری عقائد و تصورات سے متعلقہ ایسے تحریری اشارے بھی ملتے ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ سومیریوں کو اس بات پر زور کم ہی یقین تھا یا اُمید تھی کہ نیک اور مستحق لوگوں کو بھی مرنے کے بعد ظلمات میں پر مسرت زندگی گزارنے کا موقعہ ملے گا۔ یہ واضح رہے کہ سومیریوں کے نزدیک مرنے کے بعد انسان بھی ظلمات میں پہنچتے تھے محض ان کی ارواح نہیں۔ وہ انسان کی ارضی زندگی کو غیر یقینی اور عدم تحفظ سے گھری ہوئی سمجھتے تھے چنانچہ ان کا ایک خاصا مقبول عقیدہ اور نظریہ یہ بھی تھا کہ مرنے کے بعد انسان کی روح دوسری دنیا کی نراؤنی تاریکیوں میں اتر جائے گی۔ اور وہاں کی زندگی حیات ارضی کا افسردہ اور آفت زدہ عکس ہوگی۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ظلمات کے بارے میں یہ سہما سہما اور المناک عقیدہ صرف عام خصوصاً غریب لوگوں سے مخصوص تھا جن کی ارضی زندگی یقیناً مصائب و آلام میں گھری رہتی ہوگی ورنہ بادشاہوں وغیرہ کو جس شان و شوکت سے دفن کیا جاتا تھا۔ اس سے یہی آشکارا ہے کہ اور نہیں تو بادشاہوں اور سربرآوردہ لوگوں کی حیات اُخروی یہاں کی طرح وہاں بھی شاندار اور خوشیوں سے معمور تھی۔ اس سلسلے میں 'ار' سے برآمد شدہ پونے پانچ اور ساڑھے چار ہزار سالہ قدیم مقبروں سے بہت کچھ معلوم ہوتا ہے۔

زندہ دفن کرنے کا رواج

ممتاز اور مشہور برطانوی ماہر علم الآثار سر لیونارڈ وولی آنجہانی نے سومیر کے شہر 'ار' سے کھدائی کر کے بادشاہوں کے ایسے مقبرے دریافت کئے جو چار ہزار آٹھ سو برس سے لے کر چار ہزار چھ سو برس تک قدیم ہیں۔ ان مقبروں سے انکشاف ہوا کہ سومیری بادشاہوں اور شاہی بیگمات وغیرہ کو شاندار پوشاکیں، قیمتی زیور اور جواہرات وغیرہ پہنا کر دفنایا جاتا تھا اور ان مقبروں میں آلات

موسیقی، بے بہا فرنیچر، برتن، مختلف مورتیاں، دوسری قیمتی اشیاء اور روزمرہ کام میں آنے والی چیزیں رکھ دی جاتی تھیں بادشاہوں اور بیگمات کے ساتھ کافی تعداد میں نوکر چاکر، کنیزیں، درباری اور محافظ وغیرہ بھی دفن کیے جاتے تھے اور انہیں یعنی شاہی عملے کی لاشوں کو مقبروں میں اپنے اپنے حفظ مراتب کے لحاظ سے رکھا جاتا تھا۔ تاہم ان درباریوں محافظوں اور خدام وغیرہ کی لاشوں سے یہ ہرگز نہیں معلوم ہوتا کہ ان کی موت تشدد کے ذریعے ہوئی تھی۔ غالباً انہیں افیون یا بھنگ وغیرہ قسم کی کوئی چیز پلا کر اپنے آقاؤں کے ساتھ دفن کر دیا جاتا تھا۔ مگر وولی کی اس آثاریاتی دریافت کی تائید میں کوئی سومیری تحریر نہیں ملی تھی۔ پھر یوں ہوا کہ ایک نامکمل اور مسخ شدہ لوح مل گئی جس پر صرف آخری بیالیس مصرعے باقی رہ گئے ہیں اس نامکمل نظم کو "گلگامش کی موت" کا عنوان دیا جا سکتا ہے تاحال یہ واحد ادبی اور تحریری ثبوت ہے جس سے وولی کی اس دریافت کردہ اس حقیقت کی تائید ہوتی ہے کہ سومیری بادشاہوں کے ساتھ ان کے عمال اور ملازمین وغیرہ زندہ یا قتل کر کے دفن کر دینے کا رواج تھا جو بعد کے سومیری دور میں ہی ختم ہو گیا تھا۔ بہرکیف تجہیز و تکفین کا مذکورہ تزک و احتشام بھی واضح دلیل ہے اس بات کی کہ سومیری حیات بعد الموت پر یقین کامل رکھتے تھے اور کم از کم بادشاہوں اور اعلیٰ طبقے کی حد تک وہ یہ سمجھتے تھے کہ 'دوسری دنیا' میں بھی وہ ایسی ہی زندگی گزاریں گے جیسی زمین پر گزارتے تھے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ایک سومیری عقیدے کے مطابق ظلمات (دوسری دنیا) میں جہاں زندگی افسردہ اور آفت زدہ تھی وہاں خوشگوار بھی تھی۔ اُن کے مذکورہ مقبروں سے آشکار تدفینی رسوم کے جاننے کی روشنی میں کہا جا سکتا ہے کہ ظلمات کے بارے میں عراق کے بابلیوں کا ایک نظریہ یقیناً سومیریوں کے بعد کی پیداوار تھا کہ دوسری دنیا میں حکام اور انسان یکساں طور پر اندھیروں اور خاک دھول میں زندگی بسر کرتے تھے۔ ویسے بابلیوں کا ایک عقیدہ یہ بھی تھا کہ ظلمات میں مُردوں کے بارے میں امتیاز صرف اس بنا پر کیا جائے گا کہ مرنے والے

کو کس حد تک شان و شوکت کے ساتھ دفنایا گیا تھا جن لوگوں کو اعزاز و تکریم کے ساتھ دفن کیا جاتا اور جن کی قبروں پر نذرانے چڑھائے جاتے ان کے متعلق عقیدہ تھا کہ دوسری دنیا میں انہیں پینے کو صاف شفاف اور مقدس پانی ملے گا اور انہیں وہاں اپنی بقا کی خاطر خوراک کے لئے گلیوں میں مارا مارا پھرنا نہیں پڑے گا ——— بیالیس سطور پر مشتمل اس مذکورہ بالا نامکمل لوح پر لکھی ہوئی نظم (گلگامش کی موت) سے پتہ چلتا ہے کہ گلگامش نے نہ صرف ظلمات کے مختلف دیوی دیوتاؤں کے حضور نذرانے اور تحائف پیش کئے بلکہ وہاں رہنے والے تمام ممتاز مُردوں کیلئے بھی جو گلگامش کے ساتھ اُرُوک میں اس کے "پاک محل (زِقُرہ)" میں لیٹے ہوئے تھے مثلاً گلگامش کی بیوی، بیٹا، کنیزیں، موسیقار، بھانڈ (دل بہلانے والے)، خدمت گار، ملازم اور گھریلو ملازم وغیرہ۔ ظاہر ہے کہ اس نظم کے شاعر نے گلگامش کی طرف سے تحائف اور نذرانے پیش کرنے کی منظر کشی اس وقت کے بارے میں کی ہے جب گلگامش اور اس کے خدام وغیرہ مرنے کے بعد "دوسری دنیا" (ظلمات) میں چلے گئے تھے۔ اس مختصر سی نظم کے مندرجات سے سومیریوں کی دوسری دنیا اور مرنے والوں کے بارے میں خاصے نتائج اخذ کئے جا سکتے ہیں۔

اُر کے تیسرے شاہی خاندان کے بانی اُرنَمّو (۲۱۱۲-۲۰۹۵ ق م) کے بارے میں چھ کالمی ایک لوح دستیاب ہوئی ہے۔ اس منظوم ادبی تخلیق کے بارے میں ابھی یہ طے نہیں کیا جا سکا ہے کہ ایسے ادب کو کونسی صنف میں شامل کیا جائے بہرکیف سومیریوں کے عالم ظلمات کے بارے میں اس لوح سے معلوم ہوتا ہے کہ اُرنَمّو جب مر کر وہاں پہنچا تو اس نے ظلمات کے "سات دیوتاؤں" کو تحائف پیش کئے۔ مرنے والی ممتاز شخصیتوں کے لئے بیل اور بھیڑیں ذبح کیں۔ ظلمات کی حکمران دیوی اِرِشکی گل کے شوہر نِرگل دیوتا، گلگامش، اِرِشکی گل، دُومُوزی دیوتا، نامتر، ہوبی شگ اور ننگِشزِدا کو ہتھیار، چرمی تھیلے، برتن، پوشاکیں، زیور، قیمتی پتھر، اور دوسری چیزیں پیش کیں۔ اُرنَمّو نے "دم پم ای گگ" اور عالم ظلمات

کے بلشی' کو بھی تحفے دیئے۔ نظم کے خالق نے یہ نہیں بتایا کہ اُرنمُو یہ چیزیں، قیمتی تحائف اور نذرانے ظلمات کس طرح لے گیا؟۔ البتہ اس نظم میں ایک جگہ رتھوں کا ذکر ہے۔ چنانچہ ہو سکتا ہے کہ سومیریوں کے عقیدے کے مطابق بادشاہ یہ چیزیں ظلمات لے جانے کیلئے رتھ استعمال کرتے ہوں۔ بہرکیف نظم کی رُو سے اُرنمُو ظلمات میں بالآخر اس جگہ پہنچ گیا جو غالباً وہاں کے پجاریوں نے اس کے لیے مخصوص کی تھی۔ یہاں بعض مرنے والے اس کے لئے وقف کر دیئے گئے شاید اس لئے کہ وہ اُرنمُو کی خدمت بجالایا کریں۔ اور پھر اس کے پیارے بھائی' گلگامش نے اُرنمُو کو اس دوسری دنیا کے اصول وضوابط سے آگاہ کیا۔ اس نظم کی ایک خاص بات یہ ہے کہ اس میں کہیں بھی یہ ذکر نہیں ہے کہ ظلمات (دوسری دنیا) میں اس کی خدمت بجالانے کے لئے اس کے اپنے خدام وغیرہ موجود تھے چونکہ گلگامش کی موت' نامی نظم میں خدام وغیرہ کا تذکرہ موجود ہے۔ البتہ اُرنمُو کے بیوی بچے تو اس جیتی جاگتی دنیا میں تھے اور اس کے لئے آہ وزاری کر رہے تھے۔ اس سے یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ اُرنمُو کے دَور تک آتے آتے بادشاہ کے ساتھ اس کے مقبرے میں اس کے ملازموں اور گھر والوں کو مردہ یا زندہ دفن کرنے کا رواج نہیں تھا۔ گو اُرنمُو سے کوئی آٹھ نو سو سال پہلے گلگامش کے دور میں یہ عمل یقیناً موجود تھا۔ مذکورہ دونوں نظموں سے معلوم ہوتا ہے کہ مرنے والے دوسری دنیا (عالم ظلمات) میں جاکر وہاں کے دیوی دیوتاؤں کو تحفے تحائف دے کر خوش کرنے کی کوشش کرتے تھے اور بادشاہ تو ضرور ہی ایسا کرتے تھے اور بادشاہ یہ سامان غالباً رتھوں میں لاد کر وہاں پہنچتے تھے۔

سومیری عقیدے کے مطابق ظلمات کے پجاری وہاں آنے والے مُردوں کم از کم بادشاہوں کے لئے اس دوسری دنیا میں رہائش کے لئے جگہ مخصوص کرتے تھے اور جب وہاں کوئی مرکر پہنچتا تو نووارد کو' بادشاہوں کو وہاں کے اصول وضوابط سے آگاہ کر دیا جاتا تھا۔ چونکہ بادشاہوں کو دنیا کی طرح ظلمات میں بھی اپنی خدمت کے لئے نوکروں چاکروں

کی ضرورت پڑتی تھی اس لئے کم از کم ابتدائی ادوار میں سومیری بادشاہوں کے ساتھ زندہ یا پھر قتل کر کے خدام اور کنیزیں وغیرہ دفن کر دیئے جاتے تھے۔ مرنے والے کے بیوی بچے اور لواحقین اس کے لئے نالہ و شیون بپا کرتے، وہ دوسری دنیا میں ہوتے ہوئے بھی غالباً ان کی آہ وزاری سن لیتے، بیوی بچوں کا پیار یاد کرتے۔ اس کی آنکھوں میں بھی آنسو بھر آتے اور وہ بھی ظلمات میں دیر تک دردناک انداز میں بآواز بلند روتا دھوتا رہتا اور نوحہ خوانی کرتا۔ سومیریوں کے نزدیک مرنے والا ظلمات میں اس لئے نالہ و شیون اور بین بلند کرتا تھا۔ کہ گو اس نے جی بھر کے دیوی دیوتاؤں کی خدمت کی تھی مگر جب اس پہ وقت پڑا تو انہوں نے اس کا ساتھ نہیں دیا، اب وہ مر چکا ہے اور اس کے بیوی بچے دوست اور ساتھی اس کے لئے روتے اور نوحہ خوانی کرتے ہیں۔ اُر نمّو کے بارے میں مذکورہ منظوم ادب پارے سے دوسری دنیا میں مرنے والے کی "زندگی" پر کافی روشنی پڑتی ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ سومیریوں کے عقیدے کے مطابق مرنے والوں کو وہاں دیوتاؤں اور مر کر وہاں پہنچنے والے اہم پروہتوں کو تحفے تحائف اور نذر نیاز پیش کر کے خوش کرنا پڑتا تھا۔ وہاں پہنچنے والے ہر نو وارد مردے کے لئے مخصوص جگہ مقرر کر دی جاتی تھی اور اسے ظلمات کے اصول و ضوابط سے آگاہ کر دیا جاتا تھا۔ سومیریوں کے نزدیک مرنے والا اس جیتی جاگتی دنیا اور دنیا والوں کے ساتھ ہمدردانہ تعلق یا رابطہ رکھ ضرور سکتا تھا مگر فی الحال یہ نہیں معلوم ہو سکا کہ یہ رابطہ یا تعلق کس طرح قائم کیا جاتا تھا اس کی توضیح اب تک کسی سومیری نوشتے میں نہیں ملی ہے۔ مرنے والے کو کرب اور تذلیل کا سامنا بھی کرنا پڑتا تھا اور وہ ناقابل اعتماد دیوی دیوتاؤں کے رویئے کی وجہ سے بآواز بلند آہ وزاری اور نوحہ گری بھی کر سکتا تھا۔

سومیری اپنی 'دوسری دنیا' یعنی ظلمات یا عالم اسفل کو ایک وسیع و عریض کائناتی خلا سمجھتے تھے۔ 'ظلمات' کو سومیری اپنی زبان میں 'ارتو' (ارا تو) کہتے تھے اور بابل والے ارگلا۔

"گلگامش، اَن کیدو اور ظلمات" کی کہانی میں سومیریوں نے ظلمات کو عالم عظیم۔ دنیائے عظیم بھی کہا ہے اور ایک اور جگہ 'زیرین عظیم' کا نام بھی دیا گیا ہے۔ ان کا خیال تھا کہ ان کی یہ دوسری دنیا یا ظلمات زمین کے نیچے واقع ہے اور یہ کم و بیش آسمان جتنی ہی بڑی ہے۔ سومیری سمجھتے تھے کہ آسمان دھرتی کے اوپر ایک بہت بڑا کائناتی خلا ہے۔ مرنے والے اور ان کی روحیں اپنی قبروں سے اس دوسری دنیا میں پہنچتی تھیں۔ وہاں ایک ایسی جگہ یا مقام بھی تھا جسے "لاجوردی پہاڑ۔ کوہِ لاجورد" بھی کہا جاتا تھا۔ غالباً یہ ارشکی گل ——— کے محل کا نام تھا۔ بہرکیف اس کے مقفل دروازوں کی نگرانی پہرے داروں کے سپرد تھی۔ اور ان پہرے داروں کے سربراہ کا نام نیتی (نے تی) تھا۔ بعض کہانیوں کی رو سے ظلمات میں کم از کم ایک محل تھا جس کے سات دروازے تھے۔ یہاں ارشکی گل کا دربار لگتا تھا مگر یہ پتہ نہیں چلتا کہ یہ محل ظلمات میں تھا کس جگہ۔ سومیریوں کے بعد بابلیوں کا عقیدہ تھا کہ 'ارگلا' (ظلمات) میں ایک بہت ہی بڑا محل یا انتہائی وسیع و عریض شہر ہے۔ اس محل کو بھی غالباً وہ 'ارگلا' کہتے تھے ان کے خیال میں اس محل یا شہر کے گرد ایک چار دیواری تھی جس میں بڑے بڑے دروازے اور پھاٹک تھے اور ان دروازوں کا سختی سے پہرہ دیا جاتا تھا ان پر تالے اور بھاری زنجیریں پڑی رہتی تھیں۔ ایک عقیدہ یہ بھی تھا کہ 'ارگلا' ایک کھوکھلا پہاڑ ہے جہاں تک رسائی بہت ہی مشکل تھی اس پہاڑ میں 'اپ سو' (اپسو) نامی سمندر یا دریا رواں رہتا تھا۔ اُس پار مغربی سمت میں مرنے والوں کو یہ دریا کشتی کے ذریعے عبور کرنا پڑتا تھا۔

'دریائے ظلمات'

سومیریوں اور ان کی تہذیب خصوصاً مذہبی عقائد سے دلچسپی رکھنے والے حضرات عام طور پر یہ سمجھتے ہیں کہ سومیریوں کے ظلمات (دوسری دنیا) میں ہر وقت تاریکی اور بے رونقی چھائی رہتی تھی — حالانکہ یہ خیال صحیح نہیں ہے۔ دن کے وقت تو ظلمات یقیناً اندھیاروں میں ڈوبا رہتا تھا کیونکہ سورج ——— اپنا نور باہر کی دنیا میں بکھیر رہا ہوتا تھا مگر رات کے وقت ظلمات روشنیوں میں نہایا رہتا کیونکہ

سومیری عقیدے کے مطابق سورج اس دنیا میں اپنا سفر مکمل کرنے کے بعد ظلمات میں جا طلوع ہوتا۔ اس دنیا میں غروب ہونے کے بعد ظلمات میں اپنا سفر جاری رکھتا۔ اور اس طرح وہاں تجلیوں کی بارش کر دیتا۔ پھر یہ کہ ہر مہینے کی اٹھائیسویں رات کو چاند بھی ظلمات میں سورج کے ساتھ آملتا۔ مہینے کا یہ آخری اٹھائیسواں دن دراصل چاند دیوتا کے آرام کا دن ہوتا تھا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ بعض سومیری تحریروں سے ابتدا میں یہ گمان گزرتا تھا کہ ان کی 'دوسری دنیا' (ظلمات) ہمہ وقت دہشت انگیز تاریکیوں میں ڈوبی رہتی تھی مگر لینن گراڈ کے عجائب گھر میں موجود ایک لوح پر مرقوم باپ اور بیوی کے لئے دو مرثیئے جب سے پڑھ لئے گئے ہیں اس وقت سے یہ خیال غلط ثابت ہو گیا ہے۔ دوسری دنیا میں دن اس وقت ہوتا تھا جب روئے زمین رات کی تیرگی میں لپٹی ہوتی تھی سومیری عقیدے اور نظریئے کے مطابق 'ظلمات' میں کچھ لافانی دیوتا بھی رہتے تھے اور یہ ان کے لئے ایسی آخری جگہ تھی جہاں وہ دائمی طور پر رہتے تھے۔ ان میں سات مصنف انوناکی دیوتا بھی شامل تھے۔ ان میں سے بعض دیوتاؤں کا تعلق تو اپنے فرائض کی بنا پر تھا ہی 'ظلمات' سے مگر کچھ ایسے بھی تھے، جو بنیادی طور پر تو آسمانی دیوتا تھے۔ مگر انہیں سزا کے طور پر 'ظلمات' میں بھیج دیا گیا۔ مثلاً سومیریوں کے سب سے بڑے دیوتا نے جب دلکش ننلل دیوی کے ساتھ، اس کی مرضی کے خلاف جنسی زیادتی کی تو دیوتاؤں نے اس جرم کی بنا پر جلاوطنی کی سزا کے طور پر انلل کو ظلمات میں بھیج دیا تھا اور پھر ننلل بھی اس کے پیچھے پیچھے اسی دنیا میں چلی گئی تھی۔ ظلمات میں ایسے افسر بھی تھے جن کے فرائض گویا پولیس والوں کے سے تھے۔ یہ افسر 'گلا' کہلاتے تھے۔ یہ ایک طرح کے عفریت تھے۔ 'گلا' کو چھوڑ کر باقی سب دیوی دیوتاؤں کو خوراک، کپڑوں، ہتھیار، طرح طرح کے برتنوں، زیوروں اور جواہرات کی ضرورت رہتی تھی ——— سومیریوں کا خیال تھا کہ 'اروک' شہر میں کہیں ایک ایسا سوراخ اور پھاٹک تھا جس میں سے ہو کر لوگ دوسری دنیا میں جا

بھی سکتے تھے اور پھر وہاں سے واپس آ بھی سکتے تھے گویا اس شگاف سے 'مُردوں کی دنیا' (ظلمات) کو ایک راستہ جاتا تھا۔ اس میں ایک ہاتھ اور پاؤں داخل کیا جا سکتا تھا۔ اور اسی سوراخ یا شگاف سے 'پکو' (غالباً ڈھول) 'مکو' (غالباً ڈھول بجانے کی چوب) ظلمات میں گر گئے تھے۔ اُرُوک ہی میں ایک دروازہ یا پھاٹک ایسا تھا جس کے سامنے ہر شخص بیٹھ سکتا تھا۔ اس پھاٹک کے ذریعے 'ظلمات' میں اترا جا سکتا تھا۔ سومیری اس پھاٹک کو 'گن زِر' یعنی 'ظلمات کی آنکھ' کہتے تھے۔ تاہم یہ واضح نہیں ہے کہ دوسری دنیا میں اُترنے یا پہنچنے کا طریقہ کیا تھا۔ بہت بعد کے یونانیوں کا بھی خیال تھا کہ دوسری دنیا میں جانے کیلئے ایک شگاف موجود ہے ——— سومیریوں کے مطابق ان کے ظلمات میں ایک ایسا ہلاکت خیز دریا تھا جو انسانوں کو نگل جاتا تھا۔ مرنے والوں کو یہ دریا ایک ملاح کی مدد سے کشتی میں بیٹھ کر عبور کرنا پڑتا تھا۔ یہ ملاح مُردوں کو اپنی کشتی میں بٹھا کر ان کی منزل مقصود تک پہنچا دیا کرتا تھا۔ اور دریا سے متعلق یہ وہ اہم سومیری عقیدہ ہے جو بعد میں پورے مشرق قریب اور بحیرۂ روم کے تمام ملکوں میں پھیل گیا۔

حسابِ آخرت

"گلگامش، ان کیدو، اور ظلمات" کی سومیری کہانی سے معلوم ہوتا ہے کہ سومیریوں کے نزدیک مرنے والے اپنے جسم کیساتھ ظلمات میں رہتے تھے محض ان کی ارواح ہی نہیں اور مرنے کے بعد انسان کا جسم ہی ظلمات میں جاتا تھا۔ اس نظم سے ظاہر ہے کہ گلگامش کا دوست اور دستِ راست اَن کیدو ظلمات سے اپنے گوشت پوست کے ساتھ ہی اس سے ملنے باہر آیا تھا بھوت یا رُوح کی شکل میں نہیں۔ تاہم اس کی کہانی کے بابلی روپ سے معلوم ہوتا ہے کہ ایا بنی (اَن کیدو) کی رُوح اپنے دوست گلگامش سے ملنے کے لئے 'ہوا کے جھونکے' کی طرح دوسری دنیا سے باہر آئی تھی ——— یہ حقیقت ہے کہ عراق کے سومیری اور بابلی وغیرہ بحیثیت مجموعی موت سے بہت ہی ڈرتے تھے حتیٰ کہ ان کا بڑے سے بڑا سورما اور جیالا، دنیا کا

اولین معلوم عظیم ترین ہیرو گلگامش بھی مرنے کے تصور سے لرزاں و ترساں رہتا تھا. اور موت کے بعد کی زندگی عام طور پر ان کے نزدیک کچھ ایسی خوشگوار بھی نہیں تھی

ظلمات میں مُردوں کے ساتھ یکساں سلوک نہیں ہوتا تھا. بلکہ ان کے اعمال کا باقاعدہ حساب کتاب لیا جاتا تھا۔ اور اعمال جانچنے کا کام نہ صرف سورج دیوتا اُتُو انجام دیتا تھا بلکہ ایک حد تک چاند دیوتا اِننا بھی مرنے والوں کے فیصلے سناتا تھا. سات اور منصف دیوتا بھی تھے. اگر فیصلہ اعمال کے مطابق مرنے والے کے حق میں ہوتا تو اس کی روح یا جسم بھی وہاں آسودہ خاطری، دلجمعی اور مسرت و شادمانی کے عالم میں رہتی تھی اور اس کی تمام خواہشیں پوری ہوتی تھیں۔ اس سے ایک بات اور ظاہر ہوتی ہے. سومیریوں کے پاتال یا ظلمات میں نیک و بد سبھی پہنچتے تھے صرف نیک یا صرف بد ہی جاتے تو پھر اعمال کے حساب کتاب کی ضرورت ہی کہاں باقی رہ جاتی ہے —— مرنے کے بعد بلا امتیاز نیک و بد، مرتبے یا طبقے اور عمر سب ہی کو ظلمات جانا پڑتا تھا.

سومیریوں کے خیال میں ظلمات میں بھی مرنے والوں کو پوزیشن اور مرتبے کے لحاظ سے اسی طرح مختلف طبقات یا مدارج میں رکھا جاتا جس طرح زندگی میں ان کے مدارج اور مرتبے ہوتے تھے چنانچہ ظلمات میں اعلیٰ ترین مقامات یا مسکن مرنے والے بادشاہوں اور اعلیٰ مرتبے کے پروہتوں کے لئے مخصوص تھے. ان کے لئے خصوصی قربانیاں کرنا پڑتی تھیں اور تحفے تحائف ان کی نذر کئے جاتے تھے.

سومیریوں کا عقیدہ تھا کہ مرنے کے بعد ظلمات پہنچنے والے یا ظلمات میں زندہ پہنچ کر وہاں مر جانے والے دوبارہ زندہ ہو کر اس جیتی جاگتی دنیا میں پھر بھی واپس آ سکتے تھے مگر اس کے لئے ایک شرط تھی، ایک ضابطہ تھا جس پر عمل کئے بنا ایسا ممکن نہیں تھا جو ایک بار ظلمات میں داخل ہو جاتا پھر وہ اپنی اصل دنیا میں اس وقت تک لوٹ کر نہیں جا سکتا تھا تاوقتیکہ وہ اپنی جگہ کسی اور کو ظلمات میں بھیجنے کا وعدہ نہ کرے. اس وعدے

پڑا سے بہرصورت عمل کرنا ہوتا تھا اسی ضمن میں بہترین مثال اِنّنا دیوی کی ہے جو "اِنّنا کا سفرِ ظلمات" کے عنوان سے اساطیری کہانی میں ملتی ہے۔ یہ کہانی اس کتاب میں شامل ہے تاہم اسی کہانی سے عین مشابہ ایک اور کہانی بعد کے بابلی دور کی لکھی ہوئی ملی ہے جسے "عشتار کا سفرِ ظلمات" کا عنوان دیا جاسکتا ہے۔ مگر بعض لوگ ان دونوں کہانیوں میں فرق روا نہیں رکھتے کہ ایک سومیری دور کی ہے اور ایک بابلی دور کی ہے اور سومیری کہانی بابلی کہانی کا پہلا روپ ہے۔ یا پھر لوگوں کے علم میں نہیں ہے کہ اسی طرح کی سومیری دور کی کہانی بھی مل چکی ہے۔ بہرحال "اِنّنا کا سفرِ ظلمات" کی رو سے اِنّنا دیوی ظلمات گئی، وہاں سے اسے ضابطے کے مطابق بالکل ننگا کر دیا گیا، ہلاک کر کے لٹکا دیا گیا۔ وہ پھر زندہ ہوئی، واپس دنیا میں لوٹی۔ ظلمات کے ساتھ عفریت "گلّا" اس کے ساتھ تھے تاکہ اِنّنا کا متبادل ظلمات میں لے جائیں جیسا کہ دستور تھا۔ وہ شرط پوری ہونے تک سائے کی طرح اِنّنا کے ساتھ رہے۔ بالآخر اِنّنا نے اپنے محبوب شوہر دُمّوزی سے خفا ہو کر اسی کو "گلّا" کے سپرد کر دیا اور وہ اسے اِنّنا کے متبادل کے طور پر ظلمات لے گئے

عالمِ ظلمات کے اصول و ضوابط

سومیریوں کے ظلمات میں ہر طرح کے قوانین اور اصول و ضوابط نافذ تھے اور مرنے والوں کو وہاں ان کی پوری پوری پابندی کرنا پڑتی تھی۔ مثلاً ایک انتہائی اہم قانون یہ تھا کہ وہاں (ظلمات) کے مکینوں کو بالکل ننگا رہنا چاہیے۔ (بابلی عقیدہ بھی یہی تھا) اس قانون پر سختی سے عمل کرایا جاتا تھا کہ عام انسانوں کا تو ذکر ہی کیا، خود ملکۂ ظلمات ارِشکی گَل کی چھوٹی بہن اِنّنا (ان انا) دیوی جلالی با اختیار، جنگجو اور حسین اِنّنا دیوی، بھی جب ظلمات گئی ہے تو ضابطے کے مطابق اسے بھی تمام کپڑوں حتیٰ کہ زیوروں تک سے محروم کر کے بالکل عریاں کر دیا گیا تھا ——

علاوہ ازیں ظلمات میں کچھ مناہی اور تحریمات ایسی تھیں جن پر ظلمات میں جانے کے خواہشمند افراد کو سختی سے عمل پیرا ہونا پڑتا تھا۔ ان کی خلاف ورزی کسی صورت بھی نہ ہونی چاہیے تھی

مثلاً یہ کہ دوسری دنیا میں جانے والا شخص صاف ستھرے کپڑے نہ پہنے، عمدہ تیل نہ لگائے کوئی ہتھیار یا عصا لے کر نہ جائے، جوتے نہ پہنے، ظلمات میں شور نہ مچائے، اپنے اہل خانہ کے ساتھ اچھا سلوک نہ کرے، اپنی جس بیوی سے محبت کرتا ہو اسے چومے نہیں، جس بیوی سے متنفر ہو اس کی پٹائی نہ کرے۔ جس بچے سے پیار ہو اسے نہ چومے اور جس بچے سے متنفر ہو اسے نہ مارے۔ اگر وہ کسی ایک اصول کی بھی خلاف ورزی کرے گا تو اسے ظلمات کے منتظم و مہتمم اور پرچھائیاں یا روحیں گھیر لیں گی اور ظلمات کی 'طلبیدہ چیخ' اسے جکڑ لے گی اور جب خوفناک 'چیخ یا آواز' ایک بار فانی انسان کو جکڑ لیتی تو پھر اس شخص کے لئے 'دوسری دنیا' سے اپنی دنیا میں لوٹ آنا ممکن نہ رہتا تا وقتیکہ کوئی دیوتا اس کی مدد کو نہ آتا۔
مثلاً جب 'اَن کیدُو' ظلمات میں داخل ہوا تو اس کی واپسی کے لئے عقل و دانش کے دیوتا 'اَن کی' نے سورج دیوتا 'اُتو' کو مجبور کیا کہ وہ ظلمات کا 'اب ال' (رچامک؟) کھول دے تاکہ اَن کیدُو دوبارہ اپنی 'زندہ دنیا' میں لوٹ جائے۔ 'اُتو دیوتا نے' اَب ال کھول دینے کا حکم دیا اور اَن کیدو (بھوت یا روح کی شکل میں نہیں) بلکہ اپنے گوشت پوست کے اصل جسم کی صورت میں واپس آ گیا۔ پھر اَن کیدُو اور گلگامش کے درمیان افسردہ قسم کی بات چیت ہوئی اور اَن کیدُو نے اپنے جگری دوست کو ظلمات میں رہنے والے مُردوں یا کم از کم چند منتخب زمروں کے مُردوں کے بارے میں بتایا کہ وہ کس حال میں بستے ہیں۔

آفرینش

اس نظم کی انتہائی اہمیت یہ ہے کہ اس کے ابتدائی حصے سے تخلیق کائنات کے بارے میں سومیریوں کے تصور کو سمجھنے میں باقی سومیری ادبی تخلیقات کی نسبت زیادہ مدد ملتی ہے۔ اس رزمیہ کی رُو سے سومیریوں کے خیال میں ابتدا میں زمین اور آسمان باہم پیوست تھے۔ پھر ان دونوں کو ایک دوسرے سے الگ کیا گیا۔ اُنُو دیوتا آسمان کو دور لے گیا اور اَن لِل دیوتا زمین کو۔ آسمان اور زمین کی اس علیحدگی سے پہلے ہی کچھ ایسے دیوتا کائنات میں موجود تھے مثلاً اُنُو دیوتا، اَن لِل دیوتا، اَن کی دیوتا، اور اُرشگل دیوی۔

یہاں ایک بات واضح کردوں کہ سومیریوں کے نظریۂ تخلیق اور ان کے علم کائنات میں زمین اور آسمان کو بہت اہمیت حاصل تھی۔ آسمان اور زمین کی دیوتاؤں کے ہاتھوں علیحدگی کے بعد انسان کی تخلیق عمل میں آئی۔ اس نظم سے لگتا ہے جیسے یہ سب کچھ باقاعدہ منصوبے کے تحت عمل میں آیا تھا۔ تاہم کم از کم اس نظم سے تین باتوں کا پتہ نہیں چلتا کہ کیا آسمان اور زمین کو کسی نے تخلیق کیا تھا اگر وہاں تو کس نے؟ سومیریوں کے خیال میں آسمان اور زمین کی شکل کیا تھی؟ اور تیسرے یہ کہ آسمان کو زمین سے کس نے الگ کیا؟ خوش قسمتی اسی رزمیہ نظم کے دور کی لکھی ہوئی متعدد دوسری الواح سے ان تین سوالوں کا جواب اخذ کیا جا سکتا ہے۔ ایک الواح ایسی دستیاب ہوئی ہے جس پر سومیری دیوی دیوتاؤں کے ناموں کی فہرست رقم ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ماتا دیوی 'نمو' (سمندر) ماں تھی اور اسی نے آسمان اور زمین کو جنم دیا تھا۔ گویا سومیریوں کے نزدیک آسمان اور زمین کو اولین سمندر نے تخلیق کیا تھا۔ "مویشی اور اناج" عنوان کی ایک اسطورہ (میتھ) سے پتہ چلتا ہے کہ سومیری نظریے کی رُو سے آسمان اور زمین ایک پہاڑ کی صورت ملے ہوئے تھے اس پہاڑ کی بنیاد زمین کی تہ اور چوٹی آسمان کا سرا تھی۔ "کدال کی تخلیق" کے عنوان والی 'میتھ' سے واضح ہوتا ہے کہ سومیریوں کے نزدیک اَن لِل دیوتا نے آسمان کو زمین سے الگ کیا تھا۔ بہر کیف زمین اور آسمان کی علیحدگی اور انسان کی تخلیق کے بعد جیسے کچھ گڑبڑ ہوئی اور اَرشکی گل دیوی کو 'کُر' غالباً زبردستی اغوا کر کے ظلمات پر لے گیا۔ (جیسے کہ بہت بعد کے یونانیوں کا دیوتا ہیڈیز دیمیتر دیوی کی بیٹی 'کوری' یا پرسیفونی کو دوسری دنیا میں زبردستی لے گیا تھا) اَرشکی گل ظلمات کی ملکہ بنی (جیسے پرسیفونی بنی تھی) مگر اپنے اغوا سے پہلے اَرشکی گل غالباً آسمان کی دیوی تھی۔ سومیری 'ظلمات' کو ایک بہت بڑے اژدہے یا عفریت کی شکل میں مجسم بھی خیال کرتے تھے۔ زیر نظر رزمیہ کی اس تمہید سے یوں لگتا ہے کہ اَرشکی گل کے اغوا کے کچھ ہی بعد اَن کی اور ظلمات (مجسم کُر) میں لڑائی چھڑ گئی۔ اس اغوا کا بدلہ لینے کے لئے 'اَن کی'

دیوتا کشتی میں سوار ہوا اور 'کر' کی طرف کوچ کر گیا۔ 'کر' نے اس کشتی کے پیندے پر چھوٹے بڑے پتھر برسائے اور 'اولین پانی' اَن کی دیوتا کی کشتی کے اگلے اور پچھلے حصے پر حملہ آور ہوئے مگر اس رزمیہ کے خالق شاعر نے یہ نہیں بتایا کہ اَن کی دیوتا اور ظلمات 'کر' کی اس لڑائی کا نتیجہ کیا نکلا؟ اس شاعر کو دلچسپی تو دراصل گلگامش کی کہانی نظم کرنے سے تھی۔

پلاٹ

اس رزمیہ کہانی یعنی گلگامش، اَن کیدو اور ظلمات" میں گلگامش کو ایک مرد میدان سردار، مردم آزار، جابر، مایوس و شاکی، صلاح کار دانشور، وفا پرور آقا اور ایسے دلگرفتہ فانی انسان کی حیثیت سے پیش کیا گیا ہے جو یہ معلوم کرنے کے لیے بے تاب ہے کہ ظلمات (عالم اُخروی) میں مُردوں کی زندگی کیسے بسر ہوتی ہے۔ اس کے خادم اور باوفا دوست اَن کیدو نے واقعی وفادار اور حوصلہ مند ساتھی کا کردار ادا کیا تاہم وہ اپنے آقا گلگامش کی فہمائش یا تنبیہہ پر عمل کرنے میں ناکام رہا۔ کہانی کے پس منظر میں سومیری دیوی اِنّنا اپنے ناقابل مزاحمت آنسوؤں اور بدقسمتی لانے والے اپنے تحائف کے ساتھ موجود نظر آتی ہے۔ نظم 'تمہید' سے شروع ہوتی ہے اور یہ تمہید دو ٹکڑوں پر مشتمل ہے لیکن یہ بات ذہن نشین رہنی چاہیے کہ اس نظم کے افتتاحی تمہیدی ٹکڑوں کا نظم کے اصل اور باقی تمام مضمون سے کوئی تعلق نہیں بنتا۔ بات یوں ہے کہ سومیری کاتبوں یا منشیوں اور شاید شاعر بھی جب منظوم کہانیاں لکھنے اور تخلیق کرنے بیٹھتے تو اس کے آغاز میں تخلیق کائنات کے بارے میں متعدد مصرعے ضرور کہہ لیتے اور لکھ لیتے۔ بہرکیف اس نظم کا ابتدائیہ اس نظم کی اصل کہانی اور پلاٹ سے کوئی تعلق نہیں رکھتا۔ مذکورہ تمہید کے پہلے ٹکڑے میں دیوتاؤں کے ہاتھوں آفرینش یا تخلیق کائنات کے بارے میں بیان ہے۔ اس میں آسمان اور زمین (جو سومیری خیال کے مطابق پہلے باہم ملے ہوئے تھے) کے علیحدہ کئے جانے کا ذکر ہے۔ تمہید کا دوسرا ٹکڑا سمندر (پانیوں) کے دیوتا اَن کی اور ظلمات (کر) کے مابین ٹکراؤ پر مشتمل ہے جس کا قدرے تفصیل ذکر اوپر آچکا ہے۔

اس رزمیہ کہانی کی رو سے ایک مرتبہ ہُلُپُو (ہُلپُو) نامی ایک درخت دریائے فرات کے کنارے اگا ہوا تھا۔ غالباً یہ 'بید' (ہُلُپُو) کا درخت تھا۔ اسے دریا کا پانی سینچتا تھا۔ پھر یوں ہوا کہ جنوبی ہوا نے اس درخت کو اکھاڑ ڈالا اور دریا کا پانی اسے بہالے گیا۔ اِنَنّا دیوی اس وقت وہیں کہیں گھوم رہی تھی اس نے درخت دیکھ لیا۔ —— وہ کسی وجہ سے سومیریوں کے دو عظیم ترین دیوتاؤں ان (اَنُو) اور اَن لِل کے 'لفظ' (حکم) کے سبب خوفزدہ تھی لیکن نظم میں یہ وجہ نہیں بیان کی گئی ہے —— بہرحال اِنَنّا نے وہ درخت اپنے ہاتھ میں لے لیا اور اسے اپنے شہر اُرُوک لے آئی۔ وہاں اس نے اسے اپنے باغ میں لگایا اور بڑی احتیاط اور چاؤ کے ساتھ اس کی نگہداشت کرنے لگی وہ چاہتی تھی کہ جب یہ درخت بڑا ہو جائے تو اس کی لکڑی سے اپنے لئے ایک تخت اور ایک پلنگ بنائے۔ کئی برس گزر گئے درخت پھل پھول کر خوب بڑا ہو گیا۔ مگر اس کے تنے پر کوئی پتہ نہیں پھوٹا، کیوں کہ اس کی جڑ میں ایک ایسے سانپ نے بل بنا لیا تھا جس پر کوئی جادو منتر اثر نہیں کرتا تھا اور اس کی چوٹی پر خوفناک اِم دُوگد پرندے نے اپنے بچے دے رکھے تھے اس درخت کے وسط میں لِلیت (بلت) نامی ایک بھتنی (چڑیل) نے اپنا مسکن بنا رکھا تھا۔ چنانچہ خوش دل اور سدا مسرور رہنے والی اِنَنّا نے بری طرح آنسو بہائے جب صبح ہوئی اِنَنّا کا بھائی سورج دیوتا اُتُو اپنے 'شاہانہ میدان' سے باہر نکلا۔ اِنَنّا نے اسے سارا ماجرا کہہ سنایا جو اس کے ہُلُپُو درخت کے ساتھ پیش آیا تھا۔ مگر اُتُو نے اس سلسلے میں اس کی کوئی مدد نہیں کی۔ اس کے بعد اِنَنّا نے اپنے بھائی گلگامش سے شکایت کی وہ اس کی مدد کرنے کو تیار ہو گیا۔ اس نے اپنے پچاس 'مِنا' وزنی ہتھیار بدن پر سجائے، اپنے ہاتھ میں 'تیشۂ راہ' لیا اور ہُلُپُو درخت کی جڑ میں رہنے والے سانپ کو مار ڈالا جس پر کوئی منتر اثر نہیں کرتا تھا۔ سانپ کا حشر دیکھ کر اِم دُوگد پرندہ اپنے بچوں کو لیکر دور دراز کے پہاڑوں میں بھاگ گیا اور لِلیت درخت کے بیچ میں اپنا مسکن چھوڑ کر اپنی ویران اور

تنہا آوارہ گردیوں میں سرگرداں ہو گئی۔ گلگامش اور اُرُوک کے رہنے والے اس کے ساتھیوں نے خلپو درخت کاٹ ڈالا اور اِنّنا کے حوالے کر دیا تاکہ وہ اس سے اپنا تخت اور پلنگ بنائے۔ اِنّنا نے اس درخت کے نچلے حصّے سے ایک پکّو (غالباً ڈھول) اور اور اس کی چوٹی سے ایک مکّو (غالباً ڈھول بجانے کی چوب) بنائی اور یہ دونوں چیزیں اُرُوک شہر کے باشندوں پر ظلم و ستم ڈھانے کے لئے استعمال کیں۔ بظاہر وہ خاص طور پہ اس چوب سے یہی ڈھول بجا کر شہریوں کو جنگ کے لئے طلب کرتا اس طرح وہ انکی بیویوں کو بیوائیں بنا دیتا۔ کنواریوں کی آہ و بکا کا نتیجہ یہ نکلا کہ پکّو اور مکّو "عظیم مسکن" یعنی ظلمات میں گر گئے۔ تمام تر کوشش کرنے کے باوجود گلگامش انہیں دوبارہ حاصل کرنے میں ناکام رہا۔ اس ناکامی سے دل شکستہ ہو کر وہ "ظلمات کی آنکھ گن زر" کے پاس بیٹھ کر پکّو اور مکّو کے گم ہو جانے پر آہ و زاری کرنے لگا 'ظلمات کی آنکھ گن زر' سے مراد وہاں داخل ہونے کی جگہ ہے۔ اَن کیدو سے اپنے آقا گلگامش کا یوں رونا دھونا دیکھا نہ گیا اس نے رضاکارانہ طور پر بڑی ہی جی داری کے ساتھ عالم ظلمات میں جا کر پکّو اور مکّو کو واپس لانے کے لئے اپنی خدمات پیش کر دیں۔ گلگامش نے اَن کیدو کو متنبہ کیا کہ وہ وہاں کی تحریمات (مناہی) کا خیال رکھے تاکہ اسے "عالم ظلمات کی چیخ" مضبوطی سے پکڑ نہ لے۔ خاص کر شفا بخشنے والے دیوتا ین اَزُو کی ماں کے سینے بلند ہونے والی چیخ و پکار اسے نہ پکڑ لے ین ازو کی ماں بالکل برہنگی کے عالم میں وہاں سو رہی تھی۔ اور اس کا عریاں بدن کسی کپڑے سے ڈھکا ہوا نہیں تھا۔ گلگامش نے تفصیل کے ساتھ ان تحریمات سے اَن کیدو کو آگاہ کیا جن سے اسے عالم ظلمات جانے کے لئے احتراز کرنا تھا۔ مگر اَن کیدو نے گلگامش کی فہمائش کا کوئی اثر نہیں لیا۔ اس نے عالم ظلمات کی تحریمات سے گریز کیا چنانچہ عالم ظلمات نے اسے وہیں مضبوطی کے ساتھ پکڑ کر روک لیا اور وہ دوبارہ باہر زمین پر نہیں آسکا۔ اس نئی افتاد سے گلگامش بڑا اس

ہو گیا اور فوراً دیوتاؤں کے بادشاہ اَن لِل کے شہر نِپرُو (نپور) پہنچا اور اسے اَن کیدُو کے ساتھ پیش آنے والا سانحہ کہہ سنایا مگر اَن لِل پر اس کا کوئی اثر نہ ہوا اور اس کی اس کی مدد کرنے سے انکار کر دیا۔ اس کے بعد گلگامش نے پانیوں اور عقل کے دیوتا 'اَن کی' کے شہر اَریدُو کا رخ کیا اور اسے سب کچھ کہہ سنایا۔ 'ان کی' نے ممکنہ حد تک اس کی مدد کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ 'اَن کی' کے حکم پر سورج دیوتا اُتُو نے ظلمات میں ایک شگاف ڈال دیا۔ اس شگاف یا سوراخ سے 'اَن کیدُو' بھوت یا پرچھائیں کی شکل میں زمین پر نکل آیا (کیونکہ اب اَن کیدُو ظلمات میں بھوت یا روح کی شکل میں ہی رہ گیا تھا) دونوں دوست بغل گیر ہو گئے۔ اَن کیدُو نے ظلمات (دوسری دنیا) میں جو کچھ دیکھا تھا گلگامش نے اس کے بارے میں اس سے استفسار کیا۔ سوال و جواب کی صورت میں اس کے بعد کا کافی حصہ مسخ ہو چکا ہے تاہم جتنا کچھ بھی پڑھنے کے قابل بچ رہا ہے اس سے دوسری دنیا کے باسیوں کا کچھ نہ کچھ اندازہ ہو ضرور جاتا ہے اس میں بتایا گیا ہے کہ مرنے والوں کے ساتھ دوسری دنیا میں کیا سلوک روا رکھا جاتا ہے۔ نظم کا آغاز تو تخلیق کائنات کے خوش آئند وقت سے ہوا تھا مگر انجام المیہ اور غم ناک ہے۔

گلگامش، اَن کیدُو اور ظلمات

قدیم دنوں میں، دور دراز کے قدیم دنوں میں،
قدیم راتوں میں، دور دراز کی قدیم راتوں میں،
قدیم دنوں میں، دور دراز کے قدیم دنوں میں،
قدیم دنوں میں تمام ضروری چیزیں تخلیق پا جانے کے بعد،
قدیم دنوں میں تمام ضروری چیزیں ترتیب پا جانے کے بعد،

ملک کے مندروں میں روٹی کھائے جانے کے بعد،
ملک کے تنوروں میں روٹی پکنے کے بعد،
آسمان کو زمین سے الگ کر دیئے جانے کے بعد،
زمین کو آسمان سے الگ کر دیئے جانے کے بعد،
انسان کا نام مقرر کر دیئے جانے کے بعد،
اَن (انو دیوتا) کے ہاتھوں آسمان کو دور لیجائے جانے کے بعد،
اَن لِل (دیوتا) کے ہاتھوں زمین کو دور سے جاتے جانے کے بعد،
ارشکی گل[1] کو ظلمات میں اس کے تحفے ...... لیجائے جانے کے بعد،
اس (اَن کی دیوتا) کے کشتی میں روانہ ہونے کے بعد، اسکے کشتی میں روانہ ہونے کے بعد،
کشتی میں باپ (اَن کی) کے ظلمات (کُر[2]) روانہ ہونے کے بعد،
بادشاہ (اَن کی) پر اس[3] نے چھوٹے پتھر پھینکے،
اَن کی پر اُس نے بڑے پتھر پھینکے،
ہاتھ کے اسکے چھوٹے پتھروں سے،
لہراتے سرکنڈے کے اس کے بڑے پتھروں سے،

۱۔ ارشکی گل: ظلمات کی ملکہ۔ "کُر" (ظلمات کی تجسیم) آسمان کی دیوی ارشکی گل کو غالباً زبردستی ظلمات میں لے گیا تھا اور پھر ارشکی گل کو وہاں کی ملکہ بنایا تھا۔ اس سومیری روایت کے صدیوں بعد جا کر یونانیوں اور رومیوں کے ہاں بھی پرسیفونی (کوری) دیوی کو زبردستی عالم اسفل میں لے جا کر ملکہ بنانے کی روایت ملتی ہے۔ ۲۔ "کُر" ظلمات یا عالم اسفل کی تجسیم تھا اور اژدھا یا عفریت تھا۔ ۳۔ "اَن کی" دیوتا غالباً ارشکی گل ظلمات سے رہائی دلانے کے لئے روانہ ہوا تھا۔ چنانچہ "اَن کی" اور "کُر" کے مابین جنگ ہوئی۔ "اور کُر نے اَن کی پر پتھر پھینکے"۔

'ان کی' (دیوتا) کی کشتی کے پیندے پر،
پلکتے طوفان کی طرح لڑائی میں یلغار کی گئی،
کشتی کے اگلے سرے پر بادشاہ (ان کی) کے خلاف پانی،
نگل جانے والے بھیڑیئے کی طرح حملہ آور ہوا۔
کشتی کے پچھلے سرے پر 'ان کی' کے خلاف پانی،
شیر کی طرح حملہ آور ہوا۔

ایک مرتبہ ایک درخت، ہُلپّو[1]، ایک درخت،
اسے فرات کے کنارے کاشت کیا گیا،
فرات کا پانی اسے سینچتا تھا،
تند جنوبی ہوا نے اسے جڑ سے اکھاڑ پھینکا،
اس کا چھتر توڑ ڈالا۔
فرات کا پانی اسے بہا لے گیا،
خاتون (اِنّنا) اَنُو (دیوتا) کے حکم سے سہمی ہوئی گھوم رہی تھی،
ان لِل (دیوتا) کے حکم سے سہمی ہوئی گھوم رہی تھی،
وہ درخت اپنے ہاتھ میں لے لیا اور اُروک لے آئی:۔
"میں اسے مقدس اِنّنا کے بار آور باغ میں لے جاؤں گی۔"
خاتون نے درخت کو اپنے ہاتھ پر دان چڑھایا، اپنے پاؤں کے پاس لگایا،
اِنّنا نے درخت کو اپنے ہاتھ سے پروان چڑھایا، اپنے پاؤں کے پاس لگایا،
"اس سے میرے بیٹھنے کے لئے اچھا تخت بنے گا" وہ بولی،

---

[1] ہُلپّو (ہُلُپُّو):۔ غالباً بید کا درخت

"اس سے میرے لیٹنے کے لیے اچھا پلنگ بنے گا" وہ بولی،
درخت بڑا ہوگیا، اس کے تنے پر پتے نہیں لگے،
اس کی جڑوں میں سانپ نے گھر بنا لیا، جس (سانپ) پر منتر اثر نہیں کرتا،
اس کی چوٹی پر اِمؔ دُوگُد، پرندے نے اپنے بچے دیئے،[۳]
اس کے درمیان میں کنواری لِلتؔ نے بسیرا کر لیا۔[۴]
سدا ہنسنے والی، سدا خوش رہنے والی دوشیزہ[۵]
دوشیزہ اِننّا — کیا کیا روتی ہے![۶]
جب روشنی پھوٹی، جب افق روشن ہوا،
جب اُتُو (سورج) اپنے 'شاندار میدان' سے باہر آیا،
اس کی بہن مقدس اِننّا،
اپنے بھائی اُتو سے کہتی ہے:
"میرے بھائی! قدیم دنوں میں مقسوم کا اعلان ہو چکنے کے بعد
دھرتی پر خوب فراوانی ہو جانے کے بعد،
اَن (آنو دیوتا) کے ہاتھوں آسمان کو دور لے جانے کے بعد،
اَن لِل (دیوتا) کے ہاتھوں زمین کو دور لے جانے کے بعد،

---

[۳] ایک خوفناک پرندہ [۴] بھوتنی، چڑیل۔ [۵] اِننّا۔ [۶] اِننّا اس لیے روتی کہ درخت پر شاخیں اور پتے نہیں لگے کیونکہ اس کی جڑوں میں منتر کا اثر قبول نہ کرنے والے سانپ، اس کی چوٹی پر خوفناک پرندے 'اِم دُوگُد' اور اس کے درمیان میں چڑیل لِلت نے اپنا مسکن بنا لیا تھا۔ اِم دُوگُد پرندے کی تفصیل تو گل باندا کی کہانی میں آ چکی ہے۔

اُرشگل کو ظلمات میں اس کے تحفے ـــ دے جانے کے بعد،
اس کے کشتی میں روانہ ہونے کے بعد، اس (ان کی) کے کشتی میں روانہ ہونے کے بعد،
کشتی میں باپ (ان کی) کے ظلمات (کرُ) روانہ ہونے کے بعد......[۵۲]

سدا ہنسنے والی، سدا خوش رہنے والی دوشیزہ،
میں، دوشیزہ اِنّنا، کیسا کیسا روتی ہوں!"
اس (اِنّنا) کے بھائی، سورما، دلیر اُتُو نے۔

اس معاملے میں اس (اِنّنا) کا ساتھ نہیں دیا،
جب روشنی پھوٹی، جب افق روشن ہوا،
جب اُتُو اپنے 'شاندار میدان' سے باہر آیا،
اس کی بہن، مقدس اِنّنا،
سورما گلگامیش سے کہتی ہے:۔
میرے بھائی! قدیم دنوں میں مقسوم کا اعلان ہو چکنے کے بعد،
دھرتی پر خوب فراوانی ہو جانے کے بعد،
اَن (دیوتا) کے ہاتھوں آسمان کو دور لے جائے جانے کے بعد،
اَن لِل کے ہاتھوں زمین کو دور لے جائے جانے کے بعد،
اس کے کشتی میں روانہ ہونے کے بعد ـــ اس (ان کی) کے کشتی میں روانہ ہونے کے بعد،
کشتی میں باپ (ان کی) کے ظلمات (کرُ) روانہ ہونے کے بعد......[۵۳]

---

[۵۲] اس مصرعے کے بعد "اِنّنا" اس کے درمیان میں کنواری لِلت نے بسیرا کر لیا" تک وہی تمام مصرعے پھر دہراتی ہے جو اوپر اصل متن کے ترجمے میں دیئے جا چکے ہیں۔ [۵۳] اس مصرعے کے بعد اِنّنا "اس کے درمیان میں کنواری لِلت نے بسیرا کر لیا" تک کے وہی تمام مصرعے پھر دہراتی ہے جو اوپر اصل متن کے ترجمے میں دیئے جا چکے ہیں۔

سدا ہنسنے والی، سدا خوش رہنے والی دوشیزہ،
میں، دوشیزہ اِنّنا، کیسا کیسا روتی ہوں!"
اس (اِنّنا) کے بھائی 'سورما گلگامش' نے،
اس معاملے میں اسکا ساتھ دیا،
اس (گلگامش) نے پچاس مناوزنی زرہ بکتر سینے پر پہنی،
پچاس مناوزن اس نے یوں سنبھال لیا جیسے وہ 'تیس شیکل' وزن ہو،
اس نے اپنا "تیشۂ راہ"—
سات ٹیلنٹ اور سات منا وزنی 'تیشۂ راہ'، اپنے ہاتھ میں لیا،
اس (درخت) کی جڑوں میں اس نے سانپ کو مار ڈالا جس پر منتر اثر نہیں کرتا تھا،
اس کی چوٹی پر سے 'اِم دُوگد' پرندہ اپنے بچے لے کر پہاڑوں پر فرار ہو گیا،
اس کے درمیان میں کنواری لِل لِت نے اپنا گھر توڑ پھینکا اور ویرانوں میں بھاگ گئی،
اس نے درخت کی جڑیں کاٹ ڈالیں، اس کی چوٹی توڑ دی،
اس کے ساتھی فرزندانِ شہر نے اس کی شاخیں کاٹ لیں،
اس نے یہ (درخت) مقدس اِنّنا کو اس کے تخت کے لئے دے دیا،
اس نے یہ اسے اس کے پلنگ کے لئے دے دیا،
اس (اِنّنا) نے اس کی جڑوں سے اس (گلگامش) کے لئے 'پکّو' بنایا،
اس نے اس کی چوٹی سے اس کے لئے 'مکّو' بنایا،
بلانے والا پکّو— سڑک اور گلی میں اس نے پکّو بجایا،
ڈھول کی اونچی آواز— سڑک اور گلی میں اس نے ڈھول کی آواز بلند کی،
پکّو کے ذریعے شہر کے نوجوان طلب کئے گئے،
مصیبت اور آفت وہ (گلگامش) ان کی بیواؤں کے لئے مصیبت بن گیا،

وہ بین کرتیں "ہائے میرا ساتھی، ہائے میرا شوہر"،
جس کی ماں تھی، وہ اپنے بیٹے کے لئے روٹی لاتی،
جس کی بہن تھی، وہ اپنے بھائی کے لئے پانی لاتی،
جب شام کا ستارا چھپ گیا،
اور اس نے ان جگہوں پر نشان لگائے جہاں جہاں اس کا پکو بجایا گیا تھا،
(پھر) وہ (گلگامش) پکو اپنے آگے لے کر چلا، اسے اپنے گھر لایا،
جن جگہوں پہ اس نے نشان لگائے تھے، صبح وہاں دکھ اور آفت تھی۔
قیدی! موت! بیوائیں!
نوجوان کنواریوں کی آہ و بکا کے سبب،
اس کا پکو اور مکو مسکنِ عظیم[1] میں گر گئے،
اس نے اپنا ہاتھ اندر ڈالا، ان تک نہ پہنچ سکا،
اس (گلگامش) نے اپنا پاؤں اندر ڈالا، ان تک نہ پہنچ سکا،
وہ عظیم دروازے 'گن زر' پر بیٹھ گیا، عالم ظلمات کی آنکھ (پر)[2]،
گلگامش رونے لگا، اس کا چہرہ پیلا پڑ گیا،
"اے میرے پکو، میرے مکو،
انتہائی دلکش اور پرلطف میرا پکو، نہ تھمنے والی تال والا،
میرا پکو میرے ساتھ کاریگر کے گھر میں تھا،
اس وقت کاریگر کی بیوی مجھے جنم دینے والی میری ماں کی طرح میرے ساتھ تھی،

---

[1] سومیری عالم ظلمات (عالم اسفل) کو "مسکنِ عظیم" بھی کہتے تھے۔ [2] سومیریوں کے خیال میں ظلمات کا ایک بہت بڑا دروازہ تھا اسے وہ "گن زر" اور "ظلمات کی آنکھ" بھی کہتے تھے۔

اس وقت کارچوب کی بیٹی میری چھوٹی بہن کی طرح میرے ساتھ تھی،
میرا پکو! کون اسے ظلمات سے باہر لائے گا؟
میرا مکو! کون اسے ظلمات سے باہر لائے گا!"
اس کا خادم، اَن کیدُو اس سے کہتا ہے:۔
"میرے آقا! روتا کیوں ہے!
تیرا دل سخت اداس کیوں ہے!
تیرا پکو میں ظلمات سے لاؤں گا،
تیرا مکو میں ظلمات کی آنکھ سے لاؤں گا!"
گلگامش ان کیدو سے کہتا ہے:۔
"اگر تو ظلمات میں جائے،
میں تجھ سے ایک بات کہتا ہوں، میری بات پر عمل کرنا،
میں تجھے ہدایت دیتا ہوں، میری ہدایت پر عمل کرنا۔
صاف کپڑے مت پہن (کر وہاں جانا)،
تاکہ (وہاں کے) کارندے دشمن کی طرح تیرے پیچھے نہ پڑ جائیں،
پیالے کا سہانا تیل اپنے بدن پر نہ ملنا،
تاکہ اس کی خوشبو پاکر وہ تجھے گھیر نہ لیں،
پھینک مارنے والی لکڑی ظلمات میں نہ پھینکنا،
تاکہ جن لوگوں کو یہ لگ جائے وہ تجھے گھیر نہ لیں،
اپنے ہاتھ میں عصا لے کر نہ جانا،
تاکہ پرچھائیاں تیرے گرد منڈلانے نہ لگیں،
اپنے پیروں میں جوتے نہ پہننا،

ظلمات میں آواز بلند نہ کرنا ،

اپنی محبوب بیوی کو پیار مت کرنا ،

اپنی اس بیوی کو مت پیٹنا جس سے تو متنفر ہے ،

اپنے پیارے بیٹے کو مت چومنا ،

اپنے اُس بیٹے کو مت مارنا جس سے تو متنفر ہے ،

تاکہ ظلمات کی چیخ تجھے مضبوطی سے پکڑ نہ لے ،

اس کے لئے چیخ ، جو سو رہی ہے ، جو سو رہی ہے ،

ننازو کی ماں کے لئے چیخ ، جو سو رہی ہے ،

جس کے مقدس بدن پر کوئی کپڑا نہیں ،

جسکی مقدس چھاتی پر کوئی کپڑا نہیں ۔"

اَن کیدو ظلمات میں چلا گیا ،

اپنے آقا (گلگامش) کی ہدایت پر عمل نہیں کیا ،

اس نے اپنے صاف کپڑے پہنے ،

(ظلمات کے) کارندے دشمن کی طرح اُس کے پیچھے پڑ گئے ،

اس نے پیالے کا سہانا تیل اپنے بدن پر ملا ،

انہوں نے خوشبو پا کر اسے گھیر لیا ،

اس نے پھینک مارنے والی لکڑی ظلمات میں پھینکی ،

پھینک مارنے والی لکڑی جنہیں لگی انہوں نے اسے گھیر لیا ،

وہ اپنے ہاتھ میں عصا لے گیا ،

پرچھائیاں اُس کے گرد منڈلانے لگیں ،

اس نے پاؤں میں جوتے پہنے ،

ظلمات میں چیخ بلند کی،
اپنی محبوب بیوی کو پیار کیا،
اس بیوی کو پیٹا جس سے متنفر تھا،
پیارے بیٹے کو چوما،
اس بیٹے کو مارا جس سے متنفر تھا،
ظلمات کی چیخ نے اسے مضبوطی سے پکڑ لیا،
اس کے لئے چیخ، جو سو رہی ہے، جو سو رہی ہے،
ننِ اُزو کی ماں کے لئے (چیخ)، جو سو رہی ہے،
جس کے مقدس بدن پر کوئی کپڑا نہیں،
ان کیدُو ظلمات سے اوپر نہیں آسکتا تھا،
اسے مقدر نے مضبوطی سے نہیں پکڑا،
اسے بیماری نے مضبوطی سے نہیں پکڑا،
ظلمات نے اسے مضبوطی سے پکڑ لیا،
عفریت نرگل، نہ چھوڑنے والے، نے اسے مضبوطی سے نہیں پکڑا،
ظلمات نے اسے مضبوطی سے پکڑ لیا،
وہ لڑائی میں، بہادری کی جگہ، نہیں مارا گیا،
ظلمات نے اسے مضبوطی سے پکڑ لیا،
تب گلگامش بپھر گیا،
بپھر میں وہ تنہا اَن لِل (دیوتا) کے پاس گیا، رویا،
"اَن لِل باپ! میرا پکّو ظلمات میں گر گیا،
میرا مِکّو گن زِر میں گر گیا،

میں نے اَن کیڈو کو انہیں اوپر لانے کے لئے بھیجا،
ظلمات نے اسے مضبوطی سے پکڑ لیا،
مقدر نے اسے مضبوطی سے نہیں پکڑا،
بیماری نے اسے مضبوطی سے نہیں پکڑا،
ظلمات نے اسے مضبوطی سے پکڑ لیا،
عفریت نرگل، نہ چھوڑنے والے، نے اسے مضبوطی سے نہیں پکڑا،
ظلمات نے اسے مضبوطی سے پکڑ لیا،
وہ لڑائی میں، بہادری کی جگہ، نہیں مارا گیا،
ظلمات نے اسے مضبوطی سے پکڑ لیا۔"
اَن لِل باپ نے اس معاملے میں اس کا ساتھ نہیں دیا،
وہ گلگامش، اَریدو (شہر) گیا،
اَریدو میں وہ تنہا اَن کی (دیوتا) کے پاس گیا، رو دیا:
"اَن کی باپ! میرا پکو ظلمات میں گر گیا،
میرا میکو گن زر میں گر گیا،
میں نے اَن کیڈو کو انہیں (باہر) اوپر لانے کے لئے بھیجا،
ظلمات نے اسے مضبوطی سے پکڑ لیا،
مقدر نے اسے مضبوطی سے نہیں پکڑا،
بیماری نے اسے مضبوطی سے نہیں پکڑا،
ظلمات نے اسے مضبوطی سے پکڑ لیا،
عفریت نرگل، نہ چھوڑنے والے، نے اسے مضبوطی سے نہیں پکڑا،
ظلمات نے اسے مضبوطی سے پکڑ لیا،

وہ لڑائی میں، بہادری کی جگہ، مارا نہیں گیا،
ظلمات نے اسے مضبوطی سے پکڑ لیا"
اُن کی باپ نے اس معاملے میں اس کا ساتھ دیا،
(اُن کی)، سورما، دیبراُتو سے کہتا ہے،
ین گل کے بطن سے پیدا ہونے والے بیٹے؛
آپ ظلمات کا سوراخ کھول دے،
اُن کیدُو کے بھوت کو ظلمات سے باہر نکال۔"
اس نے ظلمات کا شگاف کھولا،
اُن کیدُو کے بھوت کو ظلمات سے باہر نکالا،
وہ بغلگیر ہو گئے، انہوں نے (ایکدوسرے کو) چوما،
انہوں نے آہیں بھریں، انہوں نے بات چیت کی۔
"مجھے بتا کہ ظلمات میں تو نے کیا دیکھا؟" [۱۱]
"میں تجھے بتاؤں گا، میرے دوست، میں تجھے بتاؤں گا"
"کیا تو نے اس شخص کو دیکھا ہے جس کا ایک بیٹا ہے[۱۲]؟"
"میں نے دیکھا ہے"
"اس کے ساتھ کیا برتاؤ ہوتا ہے[۱۳]؟"

(اُن کیدُو کا جواب ضائع ہو چکا ہے)

---

[۱۱]۔ گلگامش اُن کیدُو سے ظلمات کا حال پوچھ رہا ہے۔ [۱۲] نظم میں یہاں سے سوال و جواب شروع ہوتے ہیں۔ گلگامش اُن کیدُو سے ظلمات کے باسیوں کے بارے میں جاننا چاہتا ہے [۱۳] یعنی کہ ظلمات میں اس مرنے والے پر کیا بیت رہی ہے۔

"کیا تو نے اس شخص کو دیکھا ہے جس کے دو بیٹے ہیں؟"

"میں نے دیکھا ہے۔"

"اس کے ساتھ کیا برتاؤ ہوتا ہے؟"

(ان کید دکا جواب ضائع ہو چکا ہے)

"کیا تو نے اس شخص کو دیکھا ہے جس کے تین بیٹے ہیں؟"

"میں نے دیکھا ہے"

"اس کے ساتھ کیا برتاؤ ہوتا ہے؟"

"وہ کافی .... پانی پیتا ہے۔"

"کیا تو نے اس شخص کو دیکھا ہے جس کے چار بیٹے ہیں؟"

"میں نے دیکھا ہے۔"

"اس کے ساتھ کیا برتاؤ ہوتا ہے؟"

"اس کا دل .... کی طرح مسرور ہے"

"کیا تو نے اس شخص کو دیکھا ہے جس کے پانچ بیٹے ہیں؟"

"میں نے دیکھا ہے۔"

"اس کے ساتھ کیا برتاؤ ہوتا ہے؟"

"ایک اچھے منشی کی طرح اسکا بازو کشادہ کر دیا گیا ہے، وہ محل میں انصاف لاتا ہے۔"

"کیا تو نے اس شخص کو دیکھا ہے جس کے چھ بیٹے ہیں؟"

"میں نے دیکھا ہے۔"

"اس کے ساتھ کیا برتاؤ ہوتا ہے؟"

"ہل چلانے والے کی طرح اس کا دل مسرور ہے۔"

"کیا تو نے اس شخص کو دیکھا ہے جس کے سات بیٹے ہیں؟"

"میں نے دیکھا ہے۔"

"اس کے ساتھ کیا برتاؤ ہوتا ہے؟"

"وہ دیوتاؤں کے مقرب کی طرح......"

"کیا تو نے اس شخص کو دیکھا ہے جس کی لاش دفنائے جانے کی بجائے میدان میں پھینک دی گئی تھی؟"

"میں نے دیکھا ہے"

"اس کے ساتھ کیا برتاؤ ہوتا ہے؟"

"ظلمات میں اس کی پرچھائیں کو آرام نصیب نہیں ہوتا۔"[۱۴۳]

گلگامش اور آگا

چار ہزار برس قبل لکھی جانے والی یہ رزمیہ کہانی گیارہ مختلف الواح اور ان کے ٹوٹے ہوئے ٹکڑوں پہ مرقوم عبارت کی مدد سے ترتیب دی گئی ہے۔ یہ کب تخلیق ہوئی تھی اس کے متعلق تو فی الحال حتمی طور پہ کچھ نہیں کہا جا سکتا تاہم جن الواح پہ یہ لکھی ہوئی ملی ہے وہ دوسری ہزاری قبل مسیح کی پہلی چوتھائی سے زیادہ پرانی نہیں ہیں گو بالموجودہ صورت میں یہ زیادہ سے زیادہ چار ہزار قدیم ہیں البتہ ان پہ گلگامش اور کیش کی سومیری ریاست کے حکمران "آگا" نامی کے جو واقعات درج ہیں وہ سنہ ۲۹۰۰ ق م کے لگ بھگ کے ہیں اس لحاظ سے ان واقعات

---

۱۴۳ دونوں کے سوال و جواب کا اصل بیشتر حصہ اس قدر ضائع ہو چکا ہے کہ اب یہ ناقابل فہم ہے۔ اور ظاہر ہے کہ یہ سوال و جواب علمی اور مذہبی نکتہ نظر سے بہت ہی اہم ہوں گے اگر یہ واضح ہوتے تو بلاشک و شبہ ان سے سومیریوں کے نظریہ و عقیدۂ حیات بعد الموت پر گہری روشنی پڑ سکتی تھی۔ اور ہماری معلومات میں گراں بہا اضافہ ہو سکتا ہے۔

کی قدامت کوئی پانچ ہزار برس بنتی ہے۔ موجودہ صورت میں یہ نظم "اگا" (اکا) اور گلگامش کے صدیوں بعد لکھی گئی۔ کِش اور اُرُوک کی شہری ریاستوں کے ان دونوں حکمرانوں "اگا" اور گلگامش کا دور وہ تھا جب فنِ تحریر ابھی ایجاد ہوا ہی تھا اور اپنے ابتدائی تصویری مرحلے سے گزر رہا تھا۔

سومیری مؤرخوں نے اپنے ملک کی تاریخ کو دو بڑے ادوار میں تقسیم کیا تھا۔ ایک تو "سیلاب یا طوفانِ عظیم" سے پہلے کا دور اور دوسرے "سیلاب یا طوفانِ عظیم" کے بعد کا دور۔ ان قدیم مؤرخین کے مطابق 'سیلاب' کے بعد سومیر میں بادشاہت دوبارہ آسمان سے اتری تھی اور یہ کہ اس یادگار سیلاب کے بعد سومیر میں جس خاندان نے سب سے پہلے فرمانروائی کی وہ کِش کی شہری ریاست کا شاہی خاندان تھا اور یہ اب سے کوئی پانچ ہزار برس پہلے کی بات ہے۔ زیرِ نظر رزمیہ منظوم کہانی میں جس 'اگا' کا ذکر ہے وہ اسی خاندان کا آخری بادشاہ تھا۔ کِش کے اس حکمران خاندان کے آغاز کے کچھ بعد ہی اناّ (اُرُوک؛ اُرُوک، ارِیخ) کی شہری ریاست کا خاندان برسرِ اقتدار آیا۔ گلگامش اسی خاندان کا پانچواں فرمانروا تھا۔ اس نے کوئی ۲۹۰۰ ق م میں تیس برس تک حکومت کی۔ ادھر 'اگا' اپنے خاندان کا گیارہواں حکمراں تھا گویا گلگامش کے خاندان کے آغاز سے قبل اگا کے خاندان کے چھ حکمران گزر چکے تھے۔

اساطیری خصوصیات ناپید

تاریخ کی اوّلین سیاسی اسمبلی

"گلگامش اور اگا" کی یہ رزمیہ کہانی سومیریوں کی باقی آٹھ نظموں میں سب سے مختصر ہے تاہم اپنے اس اختصار کے باوجود یہ کئی لحاظ سے غیر معمولی نوعیت، اہمیت، انفرادیت اور دلچسپی کی حامل ہے۔ یہ باقی تمام سومیری رزمیہ کہانیوں سے اس لحاظ سے قطعی مختلف ہے کہ اس میں کسی اساطیری خصوصیت کا کوئی شائبہ نہیں، کسی دیوی دیوتا کے کارناموں یا ان کے "مشاغل" کے حوالے سے بات نہیں کی گئی۔ دیوی دیوتاؤں سے

متعلق عقائد کا کوئی تذکرہ نہیں بس یہی اس کی سب سے بڑی اور سب سے نمایاں خصوصیت ہے۔ دوسری بات یہ کہ یہ رزمیہ کہانی تاریخی واقعات کے نکتہ نظر سے بھی بہت اہم ہے اور وہ یوں کہ اس سے سومیری شہری ریاستوں کی اولین باہمی آویزشوں کے بارے میں ایسے حقائق اجاگر ہوتے ہیں جو اس نظم کی بازیافت تک نامعلوم تھے اور اس رزمیہ کہانی کی تیسری خصوصی اور بے حد اہمیت اس سے آشکارا "سیاسی نظریئے یا فکر" (POLITICAL THOUGHT) اور اس نظریئے پر گملدر آمد کے لحاظ سے مبنی ہے۔ کہ اس کہانی میں تاریخ عالم کی سب سے پہلی سیاسی اسمبلی (دو ایوانی ملکی مجلس) کے اجلاسوں کا ذکر ملتا ہے۔ سیاسی اسمبلی کے انعقاد کا اس سے قدیم واقعاتی تو کیا تحریری سراغ بھی تاحال پوری دنیا کے لٹریچر اور دوسرے نوشتوں سے اور کہیں سے بھی نہیں ملا ہے یورپ والوں کے لئے تو خصوصاً یہ بات حیرانی کا باعث ہو گی کہ اس سیاسی اسمبلی یا آج کے الفاظ میں کانگریس کا اجلاس کوئی پانچ ہزار برس قبل ایسے وقت ہوا جب یونان اور جمہوریہ (ری پبلکن) روم کو وجود میں آنے کے لئے کوئی دو ڈھائی ہزار سال سے بھی زیادہ کا عرصہ پڑا تھا۔ مغرب والوں کے لئے مزید حیرانی کا باعث یہ حقیقت بھی ہو گی کہ سیاسی اسمبلی کا یہ اجلاس دنیا کے اس خطے (مشرق وسطے) یعنی جنوبی عراق میں منعقد ہوا جو روایتی طور پر ظالم، جابر اور مطلق العنان حکمرانوں کا خطہ مشہور ہے ——— بہر حال یہ دو اجلاس پانچ ہزار برس قبل گلگامش جیسے سورما نے طلب کئے تھے۔

"گلگامش، بادشاہ، اپنے شہروں کے بڑوں کے سامنے، ان کی رائے معلوم کرنے کے لئے معاملہ پیش کیا۔"

گلگامش نے اپنے شہر کے 'بڑوں' اور صاحب الرائے افراد پر مشتمل "دو ایوانی ملکی کانگریس" (سیاسی اسمبلی) کا اجلاس جنگ یا امن کا فیصلہ کرنے کے لئے دو مرتبہ

بلایا تھا۔ اس نظم سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی پانچ ہزار برس پہلے "اُرُوک" کی شہری ریاست
کی اسمبلی یا کانگریس (مجلس) دو ایوانوں پر مشتمل تھی۔ اس کا ایک ایوان شہری ریاست
کے "بڑے بوڑھوں پر" اور دوسرا ایوان (ایوانِ زیریں؟) لڑاکا اور جنگ پسند
دکھائی کے الفاظ میں "مرد" یعنی لڑاکا اور جنگجو شہریوں پر مشتمل تھا۔

گلگامش کے طلب کردہ پہلے اجلاس میں بڑے بوڑھوں کے "ایوانِ بالا" نے
بہر صورت امن کے حق میں فیصلہ دیا مگر بادشاہ (گلگامش) نے نہ صرف ویٹو کر دیا بلکہ
اسے جنگ پسند "ایوانِ زیریں" کے سامنے پیش کر کے جنگ اور آزادی کے حق میں
فیصلہ بھی لینے میں کامیاب ہو گیا۔ گلگامش نے بھی "ایوانِ زیریں" کے اس فیصلے کی
توثیق کر دی کیونکہ وہ خود بھی آزادی کی خاطر جنگ اور مرنے کے حق میں تھا۔ البتہ
اس نظم یا کسی اور سومیری تحریر سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ ہر ایوان کتنے اراکین پر مشتمل
تھا اور یہ رکن کیسے منتخب ہوتے تھے؟ کیا ہر رکن کو اسمبلی میں اپنی رائے کے اظہار
کا حق حاصل تھا اور کیا ہر رکن کی رائے پر توجہ دی جاتی تھی؟ پھر یہ بھی کہ پورے
ایوان کی بحیثیت مجموعی حتمی رائے حاصل کرنے کا طریقہ کار کیا تھا؟ کیا ان کے ہاں
بھی آج کل کے "ووٹ" سے ملتا جلتا کوئی طریق کار مروج تھا؟ اس نظم سے یہ البتہ
ضرور معلوم ہو جاتا ہے کہ اُرُوک کی شہری ریاست "امن پسند" اور جنگ پسند دو واضح
گروپوں میں بٹی ہوئی تھی۔

سومیر متعدد شہری ریاستوں میں بٹا ہوا تھا (یونان میں شہری ریاستیں بہت
ہی بعد جا کر ابھری تھیں) یہ سومیری شہری ریاستیں پورے سومیر پر بالادستی حاصل
کرنے کے لئے ہاتھ پاؤں مارتی رہتی تھیں۔ جیسا کہ کہا جا چکا ہے کہ سومیری مؤرخین کے
مطابق کِش نامی شہری ریاست سب سے پہلے قائم ہوئی تھی۔ اس اثنا میں ایک اور سومیری شہری
ریاست اُرُوک کے اثر و نفوذ اور قوت میں اتنا اضافہ ہوتا چلا گیا کہ سومیر میں کِش کی بالادستی

کو ہی خطرہ لاحق ہو گیا۔ چنانچہ اس خطرے کو بھانپتے ہوئے کش کے حکمران اگا (اکا) نے اُرُوک کو الٹی میٹم بھیجا کہ یا تو اُرُوک کش کے سامنے سرِاطاعت خم کر دے یا پھر نتائج بھگتنے کے لئے تیار ہو جائے۔ اُروک کا حکمران اس وقت گلگامش تھا۔

پلاٹ یہ رزمیہ کہانی اُرُوک میں اگا کے ایلچی کی آمد سے شروع ہوتی ہے۔ گو اس کی آمد کا مقصد کہانی میں بیان نہیں کیا گیا ہے مگر متن سے یہ نتیجہ یقیناً اخذ کیا جا سکتا ہے کہ اگا کا ایلچی الٹی میٹم ہی لے کر آیا تھا۔ گلگامش اگا (اکا) کی اطاعت قبول کرنے کی بجائے اس سے لڑنے کو آمادہ تھا لیکن پہلے اسے اُرُوک کے شہریوں کی اجازت لینا ضروری تھی۔ چنانچہ اپنے شہر کے "بزرگوں" کی اسمبلی کے سامنے پیش ہو کر مطالبہ کیا کہ وہ مطیع نہ ہوں بلکہ ہتھیار اٹھائیں اور فتح حاصل کرنے کے لئے لڑیں۔ مگر اراکین اسمبلی اس سے متفق نہیں تھے وہ لڑنے کی بجائے کش کے حکمران اگا کی ماتحتی قبول کر کے امن کے ساتھ رہنا چاہتے تھے۔ گلگامش کو ان کے اس فیصلے سے شدید مایوسی ہوئی۔ اس نے ان کا فیصلہ بھی مسترد کر دیا اور "(نوجوان) مردوں" یعنی جنگجو مردوں کی اسمبلی کا اجلاس طلب کر لیا اور وہاں بھی اپنا وہی مطالبہ دوہرایا۔ اس اسمبلی نے ایک طویل بیان دیا، آخر میں گلگامش کی تعریف کی، فتحیابی کے حوصلہ افزا الفاظ ادا کئے اور جنگِ آزادی کا اعلان کر دیا۔ گلگامش بہت ہی مسرور ہوا وہ اپنے رفیق خاص اور مصاحب کے ساتھی اَن کیدو سے مخاطب ہوا، غالباً اسے مسلح ہو جانے کے لئے کہا۔ اس موقع پر گلگامش نے اس اعتماد کا اظہار کیا کہ ان کی فتح یقینی ہے۔ اگا نے بہت جلد اُرُوک کا محاصرہ کر لیا۔ اُرُوک والے اپنے دلیرانہ دعووں کے باوجود بہت پریشان ہوئے۔ گلگامش نے اپنے شہر کے سورماؤں سے کہا کہ کوئی ایسا رضاکار آگے آئے جو اگا کے سامنے جانے پر تیار ہو۔ اس پر "بِرہر تُرتُرے" نامی ایک جی دار جوان نے فوراً ہی اپنی خدمات پیش کر دیں۔ اسے یقین تھا کہ وہ اگا کو اپنے ارادے سے باز رکھ سکتا ہے۔ لیکن

جیسے ہی پرہُبرتُرتے شہر کے پھاٹک سے باہر آیا، دشمنوں نے اسے پکڑ لیا، پٹائی کی اور اُگّا کے حضور پیش کر دیا۔ اگا نے اس سے بات شروع کی لیکن ابھی اُگّا کی گفتگو ختم نہیں ہوئی تھی کہ اُرُوک کا زبادری لُوزنگا نامی ایک اور سورما شہر کی فصیل پر چڑھ گیا۔ اس کے چڑھنے کی وجہ معلوم نہیں ہو سکی۔ اس کے بعد اصل متن میں ایسی عبارت شروع ہوتی ہے جو کہانی کے پلاٹ کو سمجھنے کے لئے اشد ضروری ہے مگر بدقسمتی سے یہ عبارت بہت ہی مشکل اور ناقابل فہم ہے۔ اس مشکل اور ناقابل فہم ٹکڑے کے بارے میں قیاس آرائی یوں کی جا سکتی ہے کہ ۶۸ ویں مصرعے سے لے کر ۷۵ ویں مصرعے تک کی عبارت ان باتوں پر مشتمل ہے جو پرہُبرتُرتے نے اگا سے کہیں یعنی یہاں پرہبرترتے نے غالباً اُگا کو رام کرنے، اسے اپنے فوجی ہٹا لینے اور اُرُوک کا محاصرہ اٹھا لینے پر آمادہ کرنے کی کوشش کی ہے۔ تاہم یہ حقیقت اپنی جگہ قائم ہے کہ ان مصرعوں کے معنی غیر یقینی اور قطعی غیر واضح ہیں۔ ۶۸ ویں مصرعے میں ایک لفظ "اُس" سے آیا ہے بس سب سے بڑی مشکل اسی لفظ کے واضح نہ ہونے سے پیدا ہوتی ہے۔ اصل عبارت میں یہ سطر یوں ہے۔

"پرہُبرتُرتے نے اس سے کہا"

اگر ہم "اُس" سے "مُراد اُگّا" لیں تو پھر اس کا مطلب یہ ہے کہ پرہُبرتُرتے نے اگا سے یہ کہا ہے کہ ایک شخص، جسے نظم میں بہادر اور تنومند کہا گیا ہے، نہ صرف اگا کا بادشاہ ہے بلکہ خود پرہُبرتُرتے کا بھی ہے اور "بہادر آدمی" سے مُراد گلگامش ہوگا۔ کیوں کہ گلگامش نہ صرف پرہُبرتُرتے کا ہی بادشاہ تھا بلکہ خود "اُگا" کا بھی تھا جیسا کہ ۱۰۲ ویں اور ۱۰۳ ویں مصرعے سے بظاہر معلوم ہوتا ہے۔ لیکن اگر پرہُبرتُرتے نے اگا سے یہی کچھ کہا تھا (کہ گلگامش دلیر ہے اور وہ ہم دونوں کا بادشاہ ہے)، تو اگا اس کے اس دعوے سے کس طرح خوش ہوگا، اور کس طرح اس نے پرہُبرتُرتے کا یہ دعویٰ

قبول کیا ہوگا۔ اور اگر اگا گلگامش کو اپنا بادشاہ تسلیم کرتا ہوگا تو پھر وہ اُرُوک پہ اپنا لشکر لے کر کیوں اور کس طرح چڑھ دوڑا تھا۔ کیا اس نے گلگامش کے خلاف بغاوت کی تھی؟ مگر ایسا نظم یا کسی اور قرینے سے تو ظاہر ہوتا نہیں۔ پھر مزید یہ کہ آخر زبار دی بُونگا کیا مقصد لے کر شہر کی فصیل پر چڑھا تھا؟۔ اس الجھن کے پیش نظر یہ تسلیم کر لینا زیادہ موزوں ہوگا کہ بِرہُرتُرے اس مقام پہ اگا سے نہیں بلکہ دراصل فصیل پہ چڑھے ہوئے زبار دی بُونگا سے مخاطب تھا اور ۶۸ ویں مصرعے کا لفظ "اس سے" "اگا" کے لئے نہیں بلکہ زبار دی بُونگا کے لئے ہے اور یہ بھی کہ "دلیر آدمی" سے مُراد گلگامش نہیں بلکہ اگا سے ہے گویا یوں کہا جاتا ہے کہ جب زبار دی بُونگا فصیل پہ نمودار ہو کر اگا اور بِرہُرتُرے کی ملاقات کا نظارہ کر رہا تھا تو بِرہُرتُرے نے اگا کے سامنے کھڑے کھڑے پکار کر زبار دی سے کہا کہ اگا ہم دونوں کا مسلّمہ بادشاہ ہے۔ اس نے یہ سب کچھ غالباً اگا کو خوش کرنے کے لئے کہا تھا۔ ۷۶ ویں تا ۸۰ ویں مصرعوں کو سمجھنا بھی بہت ہی مشکل ہے۔

بہرحال یہ فرض کیا جا سکتا ہے کہ بِرہُرتُرے اپنی باتوں سے اگا اور اس کے ساتھیوں کو متاثر نہیں کر سکا۔ چنانچہ محاصرہ ختم نہیں کیا گیا۔ ۷۶ ویں اور ۷۷ ویں مصرعے میں "جم غفیر" کا لفظ آیا ہے۔ ۷۸ ویں مصرعے میں "تمام بیرونی ملکوں کے لوگ" اور ۷۹ ویں مصرعے میں "تمام ملکوں کے لوگ" مرقوم ہیں۔ اگر ان مصرعوں کا ترجمہ صحیح ہے تو پھر "جم غفیر" "تمام بیرونی ملکوں کے لوگ" اور "تمام ملکوں کے لوگ" سے مراد اگا کے مختلف قسم کے فوجیوں پہ مشتمل اس لشکر سے ہے جو اُرُوک کا محاصرہ کئے پڑا تھا۔ اور ان سطور میں ان فوجیوں سے منسوب بات یا ردِ عمل میں دراصل بیان یہ کیا گیا ہے کہ وہ بِرہُرتُرے کی باتوں سے ذرا بھی متاثر نہیں ہوئے اور بالکل لاتعلق رہے۔ ۸۰ ویں مصرعے میں شاید یہ کہا گیا تھا کہ اُرُوک کا محاصرہ خشکی اور پانی دونوں طرف سے کیا گیا تھا تاہم یہ بالکل بھی پتہ نہیں چلتا کہ "ناگ دکشتی" کا اگلا حصہ (پیش) نہ کاٹ ڈالنے سے کیا مُراد ہے؟۔ ۸۱ ویں اور ۸۲ ویں مصرعے کی

عبارت غالباً ۹۹ ویں سے لیکر ۱۰۵ ویں مصرعے تک کے مضمون کی بہت مختصر صورت ہے
یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ اس جگہ ۹۸ ویں مصرعے کی اہم عبارت یعنی" بر ہُبر تُر سے
نے اس سے کہا " موجود نہیں ہے۔ سابق کی طرح ۹۱ ویں اور ۹۲ ویں مصرعے کے معنی
یہاں بھی لفظ "اس سے" ہی کی وضاحت کے محتاج ہیں۔ اگر" اس سے" مُراد اُگا ہے۔
تو پھر ۹۱ ویں اور ۹۲ ویں مصرعے کا " دیر آدمی " گلگامش ہے اور اگر "اس سے" گلگامش
کو کہا گیا ہے تو پھر" دیر آدمی " اُگا تھا۔ تاہم یوں لگتا ہے اس موقعہ پر آن کہ بر ہُبر تُر سے
کی باتوں کا اُگا اور اس کے ساتھیوں پر مطلوبہ اثر ہوا کیونکہ ۹۴ ویں سے ۹۹ ویں مصرعوں
کی رو سے اُرُوک کا محاصرہ کرنے والے مختلف ملکوں کے بے شمار فوجی زمین بوس ہو
گئے تھے، مغلوب ہو گئے تھے اور اب اُرُوک کو غالباً کوئی خطرہ لاحق نہیں رہا تھا۔ ۹۴
سے لے کر ۹۹ ویں تک کے مصرعے بالکل ۷۶ ویں سے لے کر ۸۱ ویں مصرعے تک کی
ہی عبارت پر مشتمل ہیں البتہ یہاں اوّل الذکر سطور کے " افعال " (VERBS) میں اُگا
کے فوجیوں کی حرکات یا ردِ عمل منفی نہیں مثبت ہے یہ یقینی ہے کہ اُگا کو اُرُوک والوں
کے ساتھ دوستانہ رویہ رکھنے اور غالباً محاصرہ اٹھا لینے پر آمادہ کر لیا گیا ـــــ کہانی کی رُو
سے زبار دی گُرُنگا کے فصیل پر چڑھ کر جھانکنے کے بعد بھی اُگا کے لشکریوں نے بر ہُبر تُر سے
کی پٹائی جاری رکھی، پھر اُگا کے روبرو ہونے کے لئے گلگامش خود فصیل پر چڑھ گیا
اسے دیکھ کر کُلّاب (اُرُوک) کے نوجوان اور بوڑھے سب دہشت زدہ رہ گئے۔ غالباً
اس لئے کہ ان کے نزدیک گلگامش کو خطرہ لاحق ہو گیا تھا۔ جب بر ہُبر تُر سے سے اُگا
کو معلوم ہوا کہ یہی گلگامش ہے تو وہ بہت متاثر ہوا اور محاصرہ اٹھا لیا۔ گلگامش نے
اُگا کی اس کشادہ دلی پر اس کا گرم جوشی کے ساتھ شکریہ ادا کیا۔ نظم کا آخری حصہ
گلگامش کی توصیف میں ہے اور اس میں اسے اُرُوک کا نجات دہندہ قرار دیا
گیا ہے۔

"گلگامش اور اگا"

ان مبر اگیسی کے بیٹے "اگا" کے سفیر،
کِش سے اُروک میں گلگامش کے پاس پہنچے،
گلگامش بادشاہ نے شہر کے بڑوں کے سامنے،
ان کا فیصلہ لینے کے لئے معاملہ پیش کیا۔
"کنوئیں مکمل کرنے کے لئے، ملک کے تمام کنوئیں مکمل کرنے کے لئے،
کنوئیں مکمل کرنے کے لئے، ملک کے چھوٹے پیالے،
کنوئیں کھودنے کے لئے، باندھنے والے رسّے مکمل کرنے کے لئے[1]
ہم کِش کے گھرانے کی اطاعت قبول نہ کریں، آؤ ہم ہتھیاروں سے اسے شکست دیں"۔
اس کے شہر کی طلب کردہ 'بڑوں' کی اسمبلی نے،
گلگامش کو جواب دیا۔
"کنوئیں مکمل کرنے کے لئے، ملک کے تمام کنوئیں مکمل کرنے کے لئے،

---

[1] یہ تین یعنی پانچویں، چھٹی اور ساتویں سطور (مصرعے) اور پھر آگے دوبار دوہرائے جانے والے یہی مصرعے شاید کسی ضرب المثل نما یا معمّا نما عبارت پر مشتمل ہیں۔ یہ ضرب المثل یا معمّا سومیری تو یقیناً سمجھتے ہوں گے مگر زیرِ نظر سیاق و سباق میں ان کا مفہوم کم از کم فی الحال تو ناقابلِ فہم ہے۔ آٹھویں مصرعے کو مدِنظر رکھتے ہوئے گمان کیا جا سکتا ہے کہ مذکورہ ناقابلِ فہم مصرعوں میں گلگامش نے کِش کے حکمران اگا سے ہار ماننے کی بجائے اس کے خلاف لڑنے کے حق میں دلائل دیتے ہیں۔ لطف یہ ہے کہ انہی الفاظ پر مشتمل یہ تین مصرعے اُروک کے 'بڑوں' کی اسمبلی نے لڑنے کے خلاف دلائل دینے کے لئے بھی استعمال کئے اور انہیں کو نہ لڑنے کا جواز بنایا۔

کنوئیں مکمل کرنے کے لئے، ملک کے چھوٹے پیالے،
کنوئیں کھودنے کے لئے، باندھنے والے رسے مکمل کرنے کے لئے،
ہم کِش کے گھرانے کی اطاعت قبول کریں، ہم اسے ہتھیاروں سے شکست نہ دیں!"
گلگامش، کُلّاب[1] کے بادشاہ نے،
جو اِنَنّا کے لئے بہادرانہ کارنامے انجام دیتا ہے،
اپنے شہر کے بڑوں کا فیصلہ پسند نہ کیا،
گلگامش، کلاب کے بادشاہ نے، دوسری مرتبہ،
اپنے شہر کے 'مردوں' کا فیصلہ لینے کے لئے معاملہ ان کے سامنے پیش کیا۔
"کنوئیں مکمل کرنے کے لئے، ملک کے تمام کنوئیں مکمل کرنے کے لئے،
کنوئیں مکمل کرنے کے لئے، ملک کے چھوٹے پیالے،
کنوئیں کھودنے کے لئے، باندھنے والے رسے مکمل کرنے کے لئے،
ہم کِش کے گھرانے کی اطاعت قبول نہ کریں، آؤ ہم ہتھیاروں سے اسے شکست دیں"
اس کے شہر کی طلب کردہ 'مردوں' کی اسمبلی نے گلگامش کو جواب دیا۔
"اے وہ جو کھڑے ہوتے ہو، اے وہ جو بیٹھتے ہو[2]،
اے وہ جن کی پرورش بادشاہوں کے بیٹوں کے ساتھ کی گئی،

---

[1] کُلّاب نامی محلہ یا علاقہ غالباً ارورک شہر ہی میں واقع تھا یا پھر یہ اُرورک کا بہت ہی قریبی مضافاتی حصہ تھا۔ اُرورک شہر اور کلّاب کا ذکر اکثر ایک ساتھ ملتا ہے۔ [3] آسمان کے دیوتا اَنُو کے علاوہ اُرورک کی سب سے اہم و مقبول معبود اِنَنّا دیوی تھی جو اَنُو کی بیٹی تھی۔ [2] اگر اس مصرعے کا سومیری زبان سے ترجمہ صحیح کیا گیا ہے تو غالباً یہاں اُرورک کے حکمران طبقہ امراء کی طرف اشارہ ہے تاہم یہ غیر یقینی ہے کہ ان امراء اور شہر کی دونوں اسمبلیوں میں تعلق کس نوعیت کا تھا۔

اے وہ جو گدھے کی ران دباتے ہو،
جس کے ہاتھ میں اس کی[5] زندگی ہے،
کش کے گھرانے کی اطاعت قبول نہ کرو، آؤ ہم اس کو ہتھیاروں سے شکست دیں،
دیوتاؤں کی صنعت اُرُوک،
آسمان سے اُترنے والا گھر ای اَنّا[6]
عظیم دیوتاؤں نے اس کے حصے تیار کئے،
اس کی عظیم دیواریں بادلوں کو چھوتی ہیں،
اس کی بلند جائے رہائش اَنُو[7] نے قائم کی،
تو[8] نے (ان کی) دیکھ بھال کی ہے — تو، بادشاہ اور سورما،
فاتح، اَنُو کا محبوب شہزادہ،
تم اس کی آمد سے کیوں ڈرو گے!
وہ لشکر[9] مختصر ہے، اس کا عقب لڑکھڑاتا ہے۔
اس کی لشکری آنکھیں اونچی نہیں کرتے،"
گلگامش، کُلاب کا فرمانروا،
اپنے شہر کے "مردوں" کے فیصلے سے اس کا دل خوش ہوا، اس کا حوصلہ بلند ہو گیا،
اس نے اپنے خادم اَن کیدُو سے کہا،
"اب جنگ کی مار دھاڑ کی خاطر شورکرّا[10] ایک طرف رکھ دے، جنگی ہتھیار پھر سے سنبھال لے،"

---

[5] "اس کی" سے مراد غالباً اُرُوک ہے۔ [6] اُرُوک کے سب سے بڑے مندر کا نام ای اَنّا تھا اس کے لفظی معنی ہیں "اَنو (دیوتا) کا گھر" [7] آنُو۔ آسمان کا دیوتا۔ [8] گلگامش سے مراد ہے۔ [9] اَگّا کا لشکر۔ [10] شورکرّا غالباً کوئی زرعی آلہ تھا۔

ہتھیاروں سے خوف و دہشت پھیلا دے ،
وہ جب وہ آئے گا ، میری زبردست دہشت اس پر ٹوٹ پڑے گی ،
اس کا ارادہ خاک میں مل جائے گا ، اس کا منصوبہ ناکام بنا دیا جائے گا۔"
دن پانچ نہیں تھے ، دن دس نہیں تھے[۱۲] ،
اگا ، ان میبرا گیسی کے بیٹے نے اُروک کا محاصرہ کر لیا ،
اروک — اس کا ارادہ پورا نہ ہوا ،
کلاب کے بادشاہ گلگامش ،
نے اپنے سورماؤں سے کہا ؛
"سانولے چہروں والے میرے دلیرو ،
جو بہادر ہے ، وہ اٹھے ، میں اسے اگا کے پاس بھیجوں گا!"
زیرک آدمی بر ہر ترتے نے اپنے بادشاہ[۱۳] کی ،
اپنے بادشاہ کی ثنا کی :
"میں اگا کے پاس جاؤں گا ،
اس کا ارادہ خاک میں مل جائیگا ، اس کا منصوبہ ناکام بنا دیا جائے گا۔"
برہرترتے شہر کے دروازے سے باہر گیا ،
جب برہرترتے شہر کے دروازے سے باہر نکلا ،
انہوں[۱۴] نے شہر کے دروازے کے پاس اسے پکڑ لیا ،

---

۱۲ اگا ۱۲ سومیری محاورہ ۔ یہ محاورہ وہ بہت ہی مختصر سی مدت کے اظہار کے لئے استعمال کرتے تھے ۔ ۱۳ یعنی گلگامش کی بات کے جواب میں برہرترتے نامی ایک شخص نے اگا کے پاس جانے کیلئے اپنی خدمات پیش کی اور گلگامش کی ثنا کی ۔ ۱۴ اگا کے فوجیوں سے مُراد ہے۔

پرہُزترسے ، انہوں نے اس کا گوشت کچلا،[۱۵]
اسے اگا کے سامنے سے گئے ،
اگا نے اس سے کہا ،
ابھی اس نے اپنی بات ختم نہیں کی تھی کہ زبار دی بُونگا فصیل پر چڑھ گیا ،[۱۶]
اگا نے اسے دیکھا ،
پرہُزترسے سے پوچھا ،
"(اے) غلام ، کیا وہ تیرا بادشاہ ہے؟"[۱۷]
"وہ میرا بادشاہ نہیں ہے ،
کاش وہ شخص میرا بادشاہ ہوتا ،
کاش کہ یہ اس کی مضبوط پیشانی ہوتی ،
کاش یہ اس کا جنگلی بھینسے جیسا چہرہ ہوتا ،
کاش یہ اس کی لاجورد جیسی داڑھی ہوتی ،
کاش یہ اس کی خوشنما انگلیاں ہوتیں۔"
بہت سے لشکری گھرے نہیں ہوئے ، بہت سے چلے نہیں گئے۔[۱۸]
بہت سے لشکری خاک میں نہیں لوٹے ،
اجنبیوں میں سے اکثر خوف زدہ نہیں ہوتے ،
غیر مہذب نسل والوں نے مٹی نہیں چاٹی ،

ف۱۵ یعنی اس کی خوب پٹائی کی ف۱۶ واضح نہیں ہے کہ زبار دی بُونگا فصیل پر کس لئے چڑھا تھا ف۱۷ گلگامش
ف۱۸ یہ اور اس سے اگلے چار مصرعوں میں یہ بتایا گیا ہے کہ چونکہ زبار دی گلگامش نہیں اسلئے
اگا کے لشکری محاصرے سے دستبردار نہیں ہوتے اور انہوں نے زمین بوس ہو کر اسے تعظیم نہیں دی

ماگردو کشتیوں کے اگلے سرے (پیش) کاٹے نہیں گئے،[19]
کِش کے بادشاہ اَگّا نے اپنے فوجیوں کو ہٹایا نہیں،
وہ اسے پیٹتے رہے، وہ اسے مارتے رہے،
پرہُر ترسے، انہوں نے اس کا گوشت کچلا،
زُبار دی بوزنگا کے بعد گلگامش فصیل پر چڑھ گیا،
کلاب کے نوجوان اور بوڑھے خوف زدہ ہو گئے،[21]
شہر کے پھاٹک کے دروازے، وہ راستوں پر ڈٹ گئے،[22]
اَن کیدو شہر کے دروازے سے باہر نکلا،[23]
گلگامش نے فصیل سے باہر دیکھا،
اَگّا نے اسے دیکھا:۔
"غلام، کیا یہ تمہارا بادشاہ ہے؟"[24]
"بے شک وہ میرا بادشاہ ہے۔"
جیسے ہی اس نے کہا،
بہت سے لشکری اٹھ کھڑے ہوئے، بہت سے چلے گئے،

ف۱۹ ماگردو کشتیوں سے مراد غالباً لمبی کشتیوں سے ہے۔ گو یہ تو عیاں نہیں ہے کہ کشتیوں کے اگلے حصوں کے کاٹ ڈالنے سے کیا مراد ہے لیکن اس سے یہ ضرور پتہ چلتا ہے کہ اُروک شہر کا محاصرہ خشکی اور تری دونوں جانب کیا گیا تھا۔ ف۲۰ یعنی اَگّا نے محاصرہ ختم نہیں کیا۔ ف۲۱ غالباً اُروک والے گلگامش کو خطرے میں دیکھ کر خوفزدہ ہو گئے۔ ف۲۲ یعنی اروک والے ہتھیاروں سے لیس ہو کر تیار ہو گئے تاکہ جنگ کے لئے باہر نکلیں۔ ف۲۳ غالباً اَن کیدو متوقع لڑائی میں اروک کے فوجیوں کی کمان سنبھالنے کیلئے چلا۔ ف۲۴ اَگّا نے برہُر ترسے سے پوچھا۔

بہت سے خاک میں لوٹ گئے،
اجنبیوں میں سے اکثر خوف زدہ ہو گئے،
غیر مہذب نسل والوں نے خاک چاٹی،
ماگر و کشتیوں کے اگلے سرے کاٹ ڈالے گئے،
کش کے بادشاہ اگّا نے اپنی فوج ہٹا لی،
کلاب کے بادشاہ گلگامش نے،
اگّا سے کہا:۔
اگّا، میرا نگران، میرا قائد،
اگّا، میرا فوجی سربراہ،
اگّا، تو نے اڑتے ہوئے پرندے کو وافر دانہ دیا ہے،
اگّا، تو نے مجھے سانس بخشی ہے، تو نے مجھے زندگی دی ہے،
اگّا، تو نے بھگوڑے کو اپنی گود میں پناہ دی ہے،
دیوتاؤں کی صنعت اُرُوک،
آسمان کو چھوتی ہوئی (اس کی) عظیم دیواریں،
اُنو کی قائم کردہ بلند رہائش گاہ،
تو نے (ان کی) دیکھ بھال کی، بادشاہ اور سورما[۲۵]
فاتح، اُنو کا محبوب شہزادہ،
اگّا نے کش کی خاطر تجھے آزاد کر دیا ہے،

---

[۲۵] یہاں سے گلگامش کی ستائش شروع ہوتی ہے۔ [۲۶] اس مصرعے اور اس سے اگلے مصرعے کا مفہوم واضح ہے ہے۔ بظاہر تو یوں لگتا ہے کہ اگّا نے گلگامش کو اس کی سابقہ

اُتو کے سامنے اس نے تجھے پہلے جیسی طاقت لوٹا دی ہے،
گلگامش، کُلاب کے بادشاہ،
تیری ثناخوانی دلپذیر ہے۔"

گلگامش کی موت

دنیا کے اولین نامور اور مشہور ترین عراقی ہیرو گلگامش کے سلسلے کی یہ چوتھی نظم ہے جو اس کتاب میں شامل کی جا رہی ہے۔ ماہرین نے موجودہ صورت میں اس نظم کو سومیریوں کی لکھی ہوئی تین الواح کی مدد سے مرتب و ترجمہ کیا ہے۔ یہ الواح نپور شہر کی کھدائی کے دوران دستیاب ہوئی تھیں اور پونے چار ہزار سے لے کر چار ہزار برس قبل تک کے درمیانی عرصے میں انہیں رقم کیا گیا تھا۔

اہمیت

یہ نظم اس لحاظ سے غیر معمولی طور پر اہم ہے کہ اس سے 'موت' اور عالم ظلمات (دوسری دنیا۔ عالم اسفل) کے بارے میں سومیری افکار کا پتہ چلتا ہے ــــ کاش کہ یہ نظم مکمل ہوتی! ــــ اگر یہ ادھوری اور ضائع شدہ نہ ہوتی تو مذکورہ سلسلے میں سومیریوں کے عقائد اور نظریات آج انسان پر کہیں زیادہ آشکارا ہو سکتے تھے۔ تاہم مجھے یقین ہے کہ ایک دن آئے گا جب مزید الواح کی بازیافت سے یہ تشنگی اور ادھورے پن کا احساس یقیناً بہت حد تک ختم ہو جائے گا۔ نظم کے خالق یہ الفاظ دیگر سومیری علمائے مذہب اور مفکرین نے اس نظم میں یہ واضح طور پر بتا دیا ہے کہ موت اٹل اور ابدی حقیقت ہے کسی کو اس سے مفر نہیں، بادشاہوں اور بڑے سے بڑے سورما اور جنگجو، منصف مزاج، عاقل و دانشور اور برائیوں کو ختم کرنے والے کو بھی نہیں، چنانچہ موت کے تصور سے

عظمت لوٹا دی۔ اس سے اس خیال کو بھی تقویت پہنچتی ہے کہ ایک وقت تھا جب گلگامش کش سمیت پورے ملک کا حکمران تھا۔ ؎۲ سورج دیوتا۔

انسان کو فکر مند، افسردہ اور مایوس نہیں ہونا چاہیئے۔ اس نظم سے یہ ممکنہ گمان گزرتا ہے کہ گلگامش جب مرنے کے بعد ظلمات گیا تو وہاں کا بادشاہ بن گیا تھا۔ سومیریوں کی ایک اور عبارت سے پتہ چلتا ہے کہ سومیری مذہبی عالموں اور اساطیر تخلیق کرنے والے شاعروں کا ایک خیال یہ بھی تھا کہ گلگامش مرنے کے بعد ظلمات کا حکمران بن گیا تھا۔ زیر نظر نظم سے یہ بھی امکانی اشارہ ملتا ہے کہ گلگامش کے ساتھ اس کے محلاتی اور شاہی خدام وغیرہ بڑی تعداد میں دفنائے گئے تھے۔ اگر یہ نتیجہ نکالنا درست ہے تو پھر سومیریوں کی تجہیز و تکفین کی رسوم اور طریق کار کے سلسلے میں عظیم برطانوی ماہر علم الآثار سرلیونارڈ وولی نے "ار" کی کھدائیوں کے دوران سومیری شاہی مقبروں سے جو شواہد اور آثار برآمد کئے، ان کی پہلی بار تحریری طور پر تصدیق اسی نظم یعنی "گلگامش کی موت" سے ہوتی ہے۔ اس نظم کے علاوہ اور کوئی ایسا سومیری نوشتہ تاحال برآمد نہیں ہوا ہے، یا یوں کہہ لیجئے کہ کم از کم میرے علم میں نہیں ہے جس سے اس بات کی تائید ہوتی ہو کہ ایک زمانے میں سومیری بادشاہوں کے ساتھ ان کے مقبروں میں ان کے نوکر چاکر اور عملے کے دیگر افراد بھی دفن کر دیئے جاتے تھے۔ جیسا کہ اس باب میں پہلے کسی جگہ تفصیل سے بتا چکا ہوں کہ وولی نے سومیری شہر 'ار' سے کوئی پونے پانچ ہزار برس قدیم سومیری بادشاہوں کے ایسے مقبرے کھود نکالے جن سے پتہ چلا کہ بادشاہوں کے ساتھ ان کے خدام اور عملۂ شاہی بھی دفن کیا گیا تھا۔

جیسا کہ کہہ چکا ہوں کہ غیر معمولی طور پر اہم یہ نظم جن الواح پر مرقوم ملی ہے وہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو کر نامکمل اور متعدد مقامات پر ناقابل فہم ہو کر رہ گئی ہیں۔ بظاہر یوں لگتا ہے کہ یہ نظم دراصل کسی بہت طویل رزمیہ نظم کا ہی حصہ ہے اور عین ممکن ہے کہ یہ "گلگامش اور ملک بقا" کا ہی جزو رہی ہو۔ یہ جس کسی بھی طولانی نظم کا حصہ ہو، خود اس کا دوسرا حصہ آخری یا اختتامی مصرعے پر ہی ہوتا ہے۔ سومیری شاعر اپنے ادب پارے کا اختتام ایک

خاص انداز سے کرتے تھے اور اس نظم کا بھی آخری مصرعہ ان کے اسی مخصوص انداز کا آئینہ دار ہے اور وہ مصرعہ یہ ہے۔

"اے گلگامش، کُلاب کے بادشاہ، تیری توصیف خوش آئند ہے"

گویا یہ مصرعہ اس بات کا شاہد ہے کہ یہ نظم جیسی بھی مسخ شدہ حالت میں ہے، اس کا آخری حصہ اپنی جگہ مکمل ہے اور یہاں یہ نظم ختم ہو جاتی ہے اس سے بھی اس خیال کو تقویت پہنچتی ہے کہ شاید یہ نظم کسی اور طویل نظم کا ہی جزو تھی۔

نظم دو حصوں میں منقسم ہے۔ ان دونوں کے درمیان نامعلوم طوالت پر مبنی عبارت تھی جو الواح پر ضائع ہو چکی ہے۔ تاہم موجودہ صورت میں فی الحال وثوق سے یہ بھی نہیں کہا جا سکتا کہ یہ دونوں حصے دراصل ایک ہی نظم کا حصہ ہیں۔ پہلے حصے کے کچھ مندرجات کا مفہوم و معانی قطعی طور پر نامعلوم ہیں۔ اس کے بعد کے مضمون کی رو سے گلگامش پر یہ واضح کر دیا جاتا ہے کہ وہ اس بات کی امید ہرگز نہ کرے کہ وہ کبھی نہیں مرے گا اور لافانی رہے گا۔ تمام دیوتاؤں کے باپ اَن لِل نے اس دگلگامش کے مقسوم میں اَبدی زندگی نہیں لکھی ہے۔ تاہم وہ اس پر افسردہ خاطر نہ ہو کیوں کہ اَن لِل دیوتا نے اسے فرمانروائی، ناموری اور جنگ و جدل کے میدان میں شجاعانہ کارناموں سے نوازا ہے۔ اس کے بعد مخصوص سومیری شعری انداز میں گلگامش کی موت کا ذکر ہے۔ جو کوئی دس مصرعوں پر مشتمل ہے۔ ہر مصرعہ کے آخر میں "لیٹا ہے، اٹھتا نہیں" کے الفاظ ٹیپ یعنی ترجیع کے طور پر آئے ہیں اور ان دس مصرعوں میں سے پہلے آٹھ مصرعوں کے پہلے حصے میں ایسے القاب یا اوصاف آئے ہیں جن میں گلگامش کی خصوصیت یا صفت بیان کی گئی ہے۔ اس پہلے حصے کے آخر میں گلگامش کی موت پر آہ و زاری کا بیان ہے۔

اس نظم کا دوسرا حصہ بیالیس مصرعوں پر مشتمل ہے۔ یہ گلگامش کے خاندان اور عملے یا ملازمین مثلاً بیویوں، بچوں، منگیتوں، خاص خدمت گار اعلیٰ اور خدام وغیرہ کے تذکرے

سے شروع ہوتا ہے اس کے بعد ان تحائف اور نذرانوں کا ذکر ہے جو گلگامش نے ظلمات کے دیوی دیوتاؤں کے حضور گزارے۔ اس کے علاوہ گلگامش نے دیوی دیوتاؤں کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے وہ مذہبی رسوم ادا کیں جو قیام ظلمات کے دوران دیوتاؤں کی آسائش کے لئے ضروری تھیں۔ نظم کا باقی حصہ اصل سومیری متن میں ناگفتہ بہ حالت میں نامکمل اور ناقابل فہم ہے۔ غالباً اس کے آخر میں گلگامش کی عظمت و شہرت کو خصوصی خراج تحسین پیش کیا گیا تھا۔

گلگامش کی موت

......بزرگ.......،

......جو اس کے دکی؟)...... سے...... لاتا ہے،

...... اس کی...... قتل ہو جانے کے بعد،

...... روزانہ دور دراز کے دنوں تک......،

......دکھ دیے جانے کے بعد،

...... جس کی منظوری دی گئی تھی،

......پرانی اور قدیم تباہی......،

...... ہتھیار جو وہ لایا تھا،

...... جس کا اس نے حکم،

سیلاب، جس نے ملک تباہ کر دیا،

(دسویں مصرعے کے بعد چودہ مصرعے اصل سومیری متن میں ضائع ہو چکے ہیں)

.....(سورج دیوتا) اُتُو کا بیٹا.....[1]

اندھیری سرزمین، ظلمات میں اسے یقیناً روشنی عطا کرے گا،

نسلِ انسانی، جہاں تک اسے نام دیا گیا،

اس کے علاوہ (اور) کون اس کی شکل دور کے دلوں تک بنائے گا؟

قوی سورما، روشن ضمیر یقیناً نئے چاند (ہلال) کی مانند.....ہیں،

اس کے علاوہ (اور) کس نے ان کے سامنے قدرت اور طاقت کا مظاہرہ کیا ہے؟

اَبْ[2] کے مہینے میں، پرچھائیوں کے.........،

اس کے بغیر بے شک ان کے سامنے روشنی نہیں ہوتی،

اَن لِل، کوہِ عظیم، دیوتاؤں کا باپ ——

اے بادشاہ! گلگامش، خواب کا مطلب.....ہے،

اے گلگامش! بادشاہت تیرے مقدر میں لکھ دی گئی ہے، تیرے لئے

اس[3] نے ابدی زندگی مقدر نہیں کی،

(مگر) زندگی........، اپنا دل اداس مت کر،

---

[1] اس مصرعے سمیت اگلے پچیس مصرعے کسی دیوتا یا شخص کی زبان سے ادا ہوتے ہیں ان میں خطاب کرنے والے کا نام یقیناً ان مصرعوں میں کہیں ضرور ہوگا جو ضائع ہو چکے ہیں۔ ان پچیس مصرعوں میں سے کوئی آٹھ مصرعے تقریباً مکمل ہیں اس کے باوجود مبہم اور غیر واضح ہیں۔ [2] اَب ایک سومیری مہینے کا نام۔ [3] سومیری دیوتاؤں کے دیوتا اَن لِل کو 'کوہِ عظیم' بھی کہا کرتے تھے۔ [3-5] ان دونوں جگہ 'اس' نے سے مراد 'اَن لِل' دیوتا سے ہے۔

رنجیدہ مت ہو، مایوس مت ہو،

کس انسان نے ایک غلط...... کیا ہے،

ممنوعہ، تیرا بندھن...... کھول دیا گیا ہے،

اس[5] نے نسلِ انسانی کی روشنی (اور) اندھیرا تجھے بخشا ہے[4]،

اس (ان لِل) نے تجھے نوعِ انسانی پر اقتدار بخشا ہے،

اس نے تجھے بے مثل...... بخشا ہے،

اس نے تجھے نہ پسپا ہونے والی لڑائی بخشی ہے[6]،

اس نے تجھے لاثانی وار دے بخشے ہیں[8]،

اس نے تجھے وہ حملے، جن سے کوئی بچ کر نہیں جا سکتا، بخشے ہیں[9]،

اپنے وفادار...... کو مت...... محل کا خادم،

اُتُو کے سامنے تو...... ہوگا،

ایک پوشاک......،

قائد......،

(اس کے بعد تقریباً دس مصرعے پھر ضائع ہو چکے ہیں)

جس[10] نے برائی کو ختم کیا، لیٹا ہے، اٹھتا نہیں[11]،

جس نے ملک میں انصاف قائم کیا، لیٹا ہے، اٹھتا نہیں،

---

[4] یہاں غالباً گلگامش کے بے پناہ اقتدار اور اثر و نفوذ کو بیان کیا گیا ہے۔ [6] یعنی گلگامش لڑائی کے میدان سے بھاگتا یا پسپا نہیں ہوتا۔ [8] گلگامش اتنا دلیر اور جنگجو ہے کہ اس کے حملوں اور شجاعت کا جواب نہیں۔ [9] گلگامش جب حملہ کرتا ہے تو مخالف اس سے بچ کر نہیں جا سکتا۔ [10] یعنی گلگامش [11] "لیٹا ہے، اٹھتا نہیں" کا مطلب یہ ہے کہ گلگامش مر چکا ہے،

جس نے .... لیٹا ہے، اٹھتا نہیں،

جس کے پٹھے مضبوط ہیں، لیٹا ہے، اٹھتا نہیں،

کلاب[12] کا بادشاہ، لیٹا ہے، اٹھتا نہیں،

جس کی شکل عاقلانہ ہے، لیٹا ہے، اٹھتا نہیں۔

جو .... لیٹا ہے، اٹھتا نہیں،

جو اس کے ساتھ پہاڑ پر چڑھتا ہے[13]، وہ لیٹا ہے، وہ اٹھتا نہیں،

وہ مقدر کے بستر پر پڑا ہے، اٹھتا نہیں،

رنگ بر نگے .... پلنگ (پر) وہ لیٹا ہے، اٹھتا نہیں،

کھڑے ہوئے چپ نہیں ہیں، بیٹھے ہوئے چپ نہیں ہیں، آہ و زاری کرتے ہیں،

جو کھانا کھاتے ہیں چپ نہیں ہیں، جو پانی پیتے ہیں چپ نہیں ہیں، آہ و زاری کرتے ہیں،

نمتر[16] .... چپ نہیں ہے،

.... مچھلی کی مانند وہ لیٹا پڑا ہے،

اسے ہرن کی طرح گشش[17] ہوتے جکڑ لیا ہے ـــــ وہ پلنگ .....،

نمتر، جس کے ہاتھ نہیں، جس کے پاؤں نہیں، جو پانی نہیں پیتا، جو کھانا نہیں کھاتا،

(اس کے بعد بارہ مصرعے ضائع ہو چکے ہیں)

---

[12] کلاب۔ اُروک شہر کی مضافاتی یا اضافی آبادی۔ [13] 'پہاڑ پر چڑھنے والے' سے مراد یہاں غالباً مرنے والے سے ہے۔ [14] "مقدر (انجام) کا بستر" یعنی 'موت'۔ [15] 'کھڑے ہوئے' اور 'بیٹھے ہوئے' سے مراد غالباً وہ لوگ ہیں جو اسمبلی میں شرکت کرتے تھے اور جو ملکی 'اسمبلی' کے رکن تھے۔ [16] نمتر (نَم تر۔ نام تَر) موت کا عفریت جو ظلمات میں رہتا تھا۔ [17] گشش پَرُدہ۔ ایک ہتھیار جس سے ہرن کا شکار کیا جاتا تھا۔

.... مجاری بنا دیئے،

گلگامش........،

اس کی .... تعبیر بتا دیئے جانے کے بعد،

.... جس کی اس نے انہیں تعبیر بتائی،

انہوں نے جواب دیا......،

.... تو کیوں چلاتا ہے؟

.... اسے کیوں بنایا گیا ہے؟

وہ .... جسے نن تُو (دیوی) نے نہیں بنایا،

.... اس نے بنایا،

.... نہیں ہے،

.... قوت، مضبوط عضلات......،

.... ہاتھ نہیں سیجا،

..... اس نے ...... نہیں دیکھا،

.... سے ...... وہ پکڑ لیتا ہے،

.........،

جس کو اس نے دیکھا،

.... بے شک اس نے نصیبہ مقرر کیا،

.... کے نام سے پکارا۔

دوسرا حصہ

اس کی پیاری بیوی، اس کا پیارا بیٹا،

.......بیوی، اس کی من پسند کنیز،

اس کا مغنی، اس کا پسندیدہ درباری مسخرہ،

اس کا پسندیدہ خدمت گار خاص، اس کا پسندیدہ.......،

اس کا محبوب کبنہ، محل کے خدام،

اس کا محبوب کارندہ،

.......پاکیزہ محل، اُروک کا دل، جو اس کے ساتھ اس جگہ لیٹا ہے[16]،

نِن سُن (دیوی) کا بیٹا گلگامش،

ان کے نذرانے اَرشی گل[17] (دیوی) کو پیش کرتا ہے،

ان کے تحائف نمتر کو.......،

ان کی سوغاتیں دِم پی گگ[18] کو.......

ان کی روٹیوں کے نذرانے نِنگی کو[19]

ان کی روٹیوں کے نذرانے نِن گِش زِدا اور دُموزی کو[20] [21].......،

اَن کی (دیوتا) اور نِن کی (دیوی) کو[22]، اَن ل اور نِن ل کو[23] [24]،

اَن دُو کُگّا اور نِن دُو کُگّا[25] [26]،

اَن اِن داشُرِمّا اور نِن داشُرِمّا کو[27] [28]،

---

[16] اس مصرعے کا نہ تو مفہوم ہی واضح ہے اور نہ یہ پتہ چلتا ہے اس سے پہلے اور اس کے بعد کے مصرعے سے اس مصرعے کا کیا تعلق ہے۔ [17] ارشی گل۔ عالمِ ظلمات کی ملکہ دیوی۔ [18] "دِم پی گگ" کے فرائض اور خصوصیات واضح نہیں ہیں [19] نِنگی۔ ظلمات میں دربانوں کا انچارج دیوتا [20] نِن گِش زِدا۔ اِنّا دیوی کے محبوب شوہر دُموزی (بابلی تموز) کا باپ اور آسمان میں آنو دیوتا کے محل کے پھاٹک کا محافظ [21] دموزی کو ظلمات میں اِنّا دیوی کے کہنے پر زبردستی لے جایا گیا

اُن مُو[۲۹]...... لا اور اُن کی شیرا کو[۳۰]،

اُن لِل کے ماں باپ[۳۱]،

شلپالی[۳۲]، (طعام ؟) مینر کا بادشاہ،

سومُوگن[۳۳]، نِن ہُرسَنگ[۳۴]،

دُوکُگ[۳۵] کے انونا کی[۳۶]،

دُوکُگ کے اِگیگی[۳۷]،

مرنے والا...... مرنے والا...... سنگو[۳۸]،

ماحو[۳۹]، اُن تُو[۴۰]......

...... کتان میں طیبوس لیشی شو[۴۱]،

تھا۔ اس کی تفصیل اسی کتاب میں شامل اسطورہ "اِنّنا کا سفرِ ظلمات" میں دیکھی جا سکتی ہے۔ ح ۲۹ تا ح ۳۰ یہ ان دیوی دیوتاؤں کے نام ہیں اور یہ سب ظلمات میں رہتے تھے۔ ح ۳۱ یہاں اوپر کے چار مصرعوں میں مذکور دیوی دیوتاؤں کو اَن لِل دیوتا کے 'ماں باپ' کہا گیا ہے۔ ح ۳۲ شپالی (شِل پا اِی) نِن ہر سنگ دیوی کا شوہر۔ ح ۳۳ سُومُوگن (شُموگن)۔ میدانوں، جانوروں اور پودوں کا دیوتا۔ ح ۳۴ نِن ہُرسَنگ۔ تخلیق کی دیوی۔ یہ سومیریوں کے ان چار معبودوں میں سے تھی جنہوں نے کائنات تخلیق کی تھی۔ ح ۳۵ دُوکُگ۔ آسمان کا وہ کرہ یا ایوان جہاں اِگیگی خصوصاً اَنُونا کی دیوتا رہتے تھے۔ ایک سومیری عبارت میں دُوکُگ کو دیوتاؤں کی تخلیق کی جگہ قرار دیا گیا ہے۔ ح ۳۶، ۳۷ انونا کی۔ اِگیگی۔ بہت سارے دیوتاؤں پر مشتمل دو گروپ۔ مگر ان دونوں گروپوں یعنی انوناکی اور اِگیگی (اِگیگی) کے کسی بھی رکن دیوی دیوتا کا نام کسی بھی سومیری عبارت سے آشکارا نہیں ہے اور اب تک سومیریوں کے جتنے بھی دیوی دیوتاؤں کے نام معلوم ہیں ان میں سے کسی کے بارے میں یہ نہیں بتایا جا سکتا کہ آیا ان میں سے کوئی دیوی یا دیوتا انوناکی گروپ سے تعلق رکھتا تھا یا 'اِگیگی' گروپ سے۔

چڑھاوے........،

بادشاہ (گلگامش) نے ان کی روحوں کے نذرانے چڑھائے،

.......لیٹا پڑا ہے،

نن سُن (دیوی) کا بیٹا، گلگامش،

شراب کا نذرانہ پیش کرنے کی جگہ پر کھجور کی شراب لنڈھائی گئی،

........،

........اس کے لئے........پر مجبور کیا گیا،

اُروک کے لوگ،

........کوئی اتنے نہیں،

.... ان کے ......مٹی میں......،

ان........دِلوں میں، گلگامش بادشاہ،

........جس نے ان ہی کو نظر انداز نہیں کیا.....،

نن سُن (دیوی) کا بیٹا، گلگامش،

........حریف بادشاہ، نن تو کے ہاں پیدا نہیں ہوا،

جس کا کوئی حریف نہیں، جس کا کوئی ہم سر نہیں،

اے گلگامش، کُلاب کے بادشاہ، تیری ستائش اچھی ہے!

۳۸، ۳۹، ۴۰ سنگو (سانگو)، ماحو، پشی شو۔ سومیری پروہتوں کے مختلف طبقے یا قسمیں ہیں۔ نن تو۔ دیوداسیوں کے ایک طبقے کا نام۔

فرہنگ

(ا)

ابلا/عبلہ	EBLA	شام کی ایک قدیم شہری ریاست
الیڈ	ILIAD	ہومر کی رزمیہ تخلیق
اوڈیسی	ODYSSEY	یونانی شاعر ہومر کی رزمیہ تخلیق
اکادی	AKKADIAN	اکادی زبان
ارامی	ARAMAEANS	سامی النسل ارامی قوم
اکادی	AKKARDIANS	عراق کی حکمران سامی النسل اکادی قوم
ارامی	ARAMAIC	ارامی زبان
اریدو	ERIDU	جنوبی عراق کا قدیم سومیری شہر سومیری دیوتا انکی کا شہر
انوگ	UNUG	جنوبی عراق کے قدیم شہر اروک کا سومیری نام
اروک	URUK	سومیری شہر انوگ کا اکادی نام
ارخ	ERECH	بائبل میں اروک شہر کا نام ارخ آیا ہے۔
اریم	URIM	قدیم شہر ار کو سومیری اریم کہتے تھے
ار	UR	اریم کو بائبل میں ار لکھا گیا ہے

اریم (ار) سومیریوں کا انتہائی اہم اور مشہور شہر تھا۔ یہ کم از کم دو مرتبہ پورے سومیر کا بھی دارالحکومت رہا۔ ار (اریم) شہری ریاست بھی تھا۔ بائبل کے مطابق حضرت ابراہیم نے عراق کے اسی قدیم شہر ار سے ہجرت شروع کی تھی اور مصر بھی چلے گئے تھے۔ ایران کے عیلامیوں کے ہاتھوں اس عظیم الشان شہر کی المناک تباہی کے بعد کسی سومیری شاعر نے چار سو چھبیس مصرعوں کا نوحہ کہا۔ یہ نوحہ عالمی ادب کی تاریخ کے چند بہترین نوحوں میں شمار ہوتا ہے۔

اکاد/اکاد	AKKAD	عراق کا قدیم شہر اکادیوں کا دارالحکومت
اکاد/اگاد	AKKAD_AGADE	جنوبی عراق سلطنت
اشور نصیر پال ثانی	ASSURNASIRPAL	۸۸۳ق۔م تا ۸۵۹ ق۔م

عربی آشور ناصر پال		ق م مملکت آشور (اشور) کا حکمران
اشور، آشور	ASSUR	عراق کے آشوریوں کا دارالحکومت، قدیم عراق سلطنت، آشوریوں کے دیوتا کا نام
اشور بانی پال (عربی۔ آشور بانی پال)	ASSURBANIPAL	۶۶۸۔ ق۔م تا [illegible] ق۔م مملکت آشور (عراق) کا حکمران
ارارتو	URARTU	آرمینیا کا علاقہ ارارتو کہلاتا تھا۔ یہ جنوب مشرقی ترکی اور شمال مغربی ایران کے علاقوں پر مشتمل تھا۔
ابو شہرین	ABU_SHAHRAIN	عراق کا ایک قدیم ترین شہر اریدو میں آباد تھا۔
ام اکو۔ اکو	EMEKU	ایک سومیری بولی
ام اسل۔ اسل	EMESEL	سومیری عورتوں کی زبان سومیری ادب میں یہ نسائی بولی دیویوں، مندر کی مقدس پجارنوں اور عورتوں کی بول چال کے لئے مخصوص تھی۔
ادگلت۔ ایدگلت	IDGILAT	دریائے دجلہ کا ہزاروں برس قدیم سومیری نام
اسن۔ اسن	ISIN	قدیم سومیری شہری ریاست
اداب	ADAB	قدیم سومیری شہر
ان گر	ENGAR	کسان، کسان کو سومیری ان گر کہتے تھے (سومیری لفظ)
ادل (سومیری لفظ)	UDUL	چرواہا
اپن (سومیری لفظ)	APIN	ہل
اپ سن (سومیری لفظ)	APSIN	ریگھاری
ادب (سومیری لفظ)	ADDUB	ٹوکری بنانے والا
اش بار، اش بر	ISHBAR	جولاہا۔ بافندہ سومیری لفظ
اش گب (سومیری لفظ)	ASHGAB	موچی۔ چرم ساز
اپشوکنا	APSHUKINNA	سومیری دیوی دیوتاؤں کے ایوان مشاورت کا نام
انو۔ ان	ANU_AN	آسمان کا سومیری دیوتا۔ آسمان
ان لل، ان لیل، ال لیل	ENLIL_ELLIL	فضا، ہوا، طوفانوں اور زمین کا سومیری دیوتا۔ اس کا ایک نام سل لیل بھی تھا۔
ان کی	ENKI	زمین کے اوپر کے پانیوں، عقل و دانش اور سحر کا سومیری دیوتا
امارو	AMARU	ان لل (ان لیل) دیوتا کا ہتھیار

انّا۔ ان انا	INANNA	عشق و محبت افزائش نسل و فصل جنگ اور غیض و غضب کی سومیری دیوی۔ ابتدا میں بستی برادری یا گرہوں کے مشترکہ ذخیرہ اناج کی دیوی تھی۔ انّا کے معنی ہیں "خاتون فلک"
اشب	ISHIB	سومیریوں کے ہاں ایک مذہبی عہدہ
اب	UB	ایک سومیری ساز کا نام
الا	ALA	ایک سومیری ساز
اِدن	EDIN	سومیری زبان میں چراگاہ کو ادن کہا جاتا تھا۔
اکشک	AKSHAK	ایک سومیری شہری ریاست
ارتا	ARATTA	کیسپین کے علاقے میں ایران کی شہری ریاست
اسما۔ اسمر	ASMAR	سومیری دور کے آثار
اش نا	ESHNUNNA	عراق کا قدیم شہر
اُمہ	UMMA	عراق کا قدیم سومیری شہر
اتو	UTTU	جال اور کپڑے رنگنے کی دیوی
ای کسر گل	EKISSIRGAL	نامعلوم۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ یہ دیوی یا دیوتا کے مندر کا نام تھا۔
ام اگر۔ ام گر	EMEGAR	سومیریوں کی بڑی اور اصل زبان۔ شاہانہ زبان
ای انا تم	EANNATUM	سومیری شہری ریاست لاگاش کا ایک حکمران۔ ۲۷۵۰ ق۔م
ان تم انا	ENTEMENA	لاگاش (عبل العبش عبش) کا آخری عظیم حکمران
اروکاگی نا' اروک اگی نا۔ اروکگی نا	URUKAGINA	لاگاش کا حکمران (۲۳۹۵ ق۔م) تاریخ عالم میں انصاف' مساوات' آزادی کے فکر و شعور' سماجی اور اخلاقیات پر مبنی اصلاحات تحریر و نافذ کرنے والا پہلا حکمران
اش کر	ISHKUR	طوفان' بارش اور ہوا کا سومیری دیوتا
انونا کی	ANUNNAKI	زمین کے پچاس عظیم دیوتا۔ انو دیوتا کی اولاد۔ انہیں بھی آسمان کے دیوتا بھی کہا گیا۔ ان کے انفرادی نام نہیں تھے۔
ابی سن	IBBISIN	۲۰۲۸ تا ۲۰۰۴ ق۔م۔ ار (اریم) شہر کا آخری سومیری حکمران
انی۔ اناس	UNI-UNAS	مصر کے پانچویں شاہی خاندان (۲۳۴۳ تا ۲۳۲۵ ق۔م) کا آخری فرعون
ابا۔ ابی	ABA-ABI	مصر کے ساتویں شاہی خاندان (۲۲۸۰ ق۔م) کا فرعون
اروجب تن	OUDJEBTEN	چھٹے شاہی خاندان (۲۳۲۵ تا ۲۱۸۱ ق۔م) کے فرعون پے پی دوم کی ملکہ

اپوئیت	APOUIT	فرعون پے پی دوم کی ملکہ
انوما ایلش	ENUMAELISH	تخلیق کائنات اور خیر و شر کے دیوتاؤں کی جنگ سے متعلق انسانی اہم بابلی داستان
اداپا	EDAPA	اکادی (قدیم عراقی) اسطورہ کا ہیرو
اتانا	ETANA	اکادی (قدیم عراقی) اسطورہ کا ہیرو
ابلائی' عبلائی زبان	EBLAITE-LANGUAGE	شام کی قدیم شہری ریاست ابلا (عبلہ) کی قدیم ترین تحریری سامی زبان
اسکنی	ASIKNI	رگ وید میں دریا چناب کا نام
اوشا۔ اوشس۔ اوشاس	USHAS	رگ وید میں مذکور صبح کی دیوی کا نام
اتھروید	ATHARVAVEDA	ہندوؤں کا چوتھا وید
اپنشد	UPANISHADS	کائناتی فلسفے پر ہندوؤں کی مذہبی کتب انہیں ویدانت' ویدوں کا اختتام یا تتمہ بھی کہا گیا
آرن یک	ARANYAKA	ریاضت۔ گیان دھیان سے متعلق ہندوؤں کی مذہبی کتابیں
انوواک (سنسکرت)	ANUVAK	باب
اجین	UJJAIN	بھارت کا ایک قدیم اور مشہور شہر
اشوین	ASWINS	رگ وید کے دو دیوتا۔ یہ آسمان یا سورج کے جڑواں بیٹے تھے
انو	ANU	ایک رگ ویدی قبیلہ
الینا	ALINAS	ایک رگ ویدی قبیلہ
ان مرکر	ENMERKER	عراق کے سومیری شہر اروک کا حکمران
اگا	AGGA	عراق کے سومیری شہر کش کا حکمران
اری	URI	اہل سومیر عراق کے ہی اس علاقے کو اری کہتے تھے جو بعد میں اکاد کہلایا سومیر جنوبی عراق کے جنوب میں اور اکاد سومیر کے شمال میں تھا۔ ایک خیال یہ بھی ہے کہ اری نامی خطے میں صرف اکادی نہیں اور بھی شمالی علاقے شامل سمجھے جاتے تھے۔
ابی سمتی	ABISIMTI	ار شہر کے سومیری حکمران شو سن (۲۰۳۸ تا ۲۰۳۰ ق۔م) کی ملکہ
اری نا (سومیری لفظ)	ERINA	ایک درخت کا نام
اش نن	ASHNAN	اناج کی سومیری دیوی۔ جو کی دیوی
اتوہیگل	UTUHEGAL	اروک کا بادشاہ
ان کیدو	ENKIDU	داستانی ہیرو گل گامش کا رفیق خاص

ایبہ	EBIH	ایک پہاڑ کا نام
ارشما	IRSHAMMA	نوحہ ڈھول کے ساتھ گائی جانے والی نظم
اداب (اداب) حمد	ADAB	تاروں والے ساز کے ساتھ گائی جانے والی سومیری حمد
اران بیم (ارون بیم)	URUNBIM	؟
ازکگ	IZKIG	ایک سومیری ترسیم (نوشتہ)
ان ہی دوانا	ENHEDUANNA	عراق کے اکادی فرمانروا شروکن (سارگون) اعظم کی بیٹی
ادن داگن	IDDIN-DAGAN	سومیری شہری ریاست اسن کے پہلے شاہی خاندان کا حکمران
اتو	UTU	سومیریوں کا سورج دیوتا۔ سورج
ازشکی گل	ERESHKIGAK	سومیریوں اور بابلیوں کی دیوی عالم ظلمات کی حکمران
ارنمو	URNAMMU	سومیری شہر "ار" کے تیسرے شاہی خاندان کا حکمران
امار سوئین، امرسن	AMARSUEN'AMARSIN	ار کے تیسرے شاہی خاندان کا حکمران
ابی سن	IBBININ	ار کے تیسرے شاہی خاندان کا حکمران
اشبی ارا	ISHBIERRA	اسن شہر کے پہلے شاہی خاندان کا حکمران (۲۰۱۷ تا ۱۹۸۵ ق۔م)
اشمی داگن	ISHMEDAGAN	اسن شہر کے پہلے شاہی خاندان کا حکمران۔
ای کر	EKUR	نپور شہر میں سومیری دیوتا ان لیل (ان لل) کے مندر کا نام
ای نو	ENINNU	سومیری شہر لاگاش کے ایک مندر کا نام تھا۔
ان لل	ELLIL	سومیری دیوتا ان لل کا ایک نام ال لیل (ال لل) بھی تھا
انانا (انا)	ANUNNA	بڑے سومیری دیوتا
اب زو	ABZU	اریدو شہر میں ان کی دیوتا کے معبد کا نام اب زو تھا
ارین	ARIN	کسی قسم کی چربی (سومیری لفظ)
ای انا	EANNA	اروک شہر میں سومیری معبودہ انانا اور انو دیوتا کا معبد ای انا کہلاتا تھا۔
ای دلمون	EDILMUN	ار شہر میں ایک سومیری مندر کا نام۔ ای دلمون کے معنی ہیں "خانہ دلمون"
ای شارا	ESHARA	اداب شہر میں سومیری دیوتا شارا کے مندر کا نام تھا۔
ہرسگ کل اما	HARSAGKALAMMA	کش (کیش) شہر میں ایک معبد کا نام تھا۔
امش کگا	AMASHKUGGA	ار شہر میں ایک مندر کا نام
اب گل	ABGAL	امہ شہر میں ایک مندر کو اب گل کہتے تھے۔
ال مش	ULMASH	اکاد شہر میں انانا دیوی کے ایک مندر کو ال مش کہا جاتا تھا۔
ای شدم	ESHADAM	گرسو شہر کے ایک معبد کو ای شدم کہتے تھے
ان زکر	ANZAKAR	ان زکر اکشک شہر کے غالباً کسی مندر کا نام تھا۔

امی دت انا۔امی دی تا	AMMIDITANA	بابل کے پہلے شاہی خاندان (۱۸۹۴ر ۱۵۹۵ ق۔م) کا فرمانروا
اگی گی	IGIGI	زمین کے بجائے عظیم دیوتاؤں کا مجموعی نام۔ انہیں آسمان کے دیوتا بھی قرار دیا گیا ان کے انفرادی نام نہیں تھے۔
انوم	ANUM	آسمان کے سومیری دیوتا انو (ان) کا ہی ایک نام تھا۔
اراش	URASH	آسمان کے سومیری دیوتا انو (ان) کی بیوی' زمین' کاشت' جناتی
اشیم ببر	ASHIMBABBAR	سومیریوں کے چاند دیوتا ننا کا ایک اور نام تھا۔ ماہ نو۔
اش ام گل انا' اشم گلنا	USHUMGALANNA	سومیری دیوی انانا کے شوہر دموزی دیوتا کا ہی ایک نام تھا
ارا	IRRA	وباؤں' آفات اور جنگ کا سومیری دیوتا
ان نمرا	INNAMRA	نپور میں ان لل دیوتا کے مندر ای کر کے ایک دروازے کا نام
انم گدازو	INNAMGIDDAZU	ان لل دیوتا کے مندر ای کر کے ایک دروازے کا نام
ای دما	EDAMMA	کھیت کا نام سومیری لفظ
اشتی	ASHTI	ایک اناج گودام۔ غالباً یہ سومیری شہر کے حکمران (ان سی) کا اناج گودام تھا
ای کش نوگل	EKISHNUGAL	ار شہر میں سومیری چاند دیوتا ننا کے مشہور مندر کا نام تھا
اش اش (اشش)	ESES-ESHESH	ایک سومیری تہوار اشش (اش اش) کہلاتا تھا
ان نی گی۔ انی گی	ANNEGE	کسی جگہ یا مقام کا نام؟
اشوم گل۔ اش ام گل	USHUMGAL	سومیری روایات میں اژدھے کا لقب
ام دوگد	IMDUGUD	سومیریوں کے ہاں قسمتوں کا اعلان اور احکام جاری کرنے والا اساطیری پرندہ۔ سے ان زو بھی لکھا گیا ہے
ادسلا	IDSALLA	سومیری شہر نپور کے دریا کا نام
اکو	IKU	مزروعہ کھیتوں کی پیمائش کا سومیری پیمانہ
ارورو	ARURU	نن ہرسگ دیوی کا ایک اور نام سومیریوں کی "مادر عظیم"
ابو	ABU	ایک سومیری دیوتا ۔ ۲ نہایت اہم اور خوبصورت سومیری اسطورہ لعنت فردوس کے ان آٹھ دیوی دیوتاؤں میں سے تھا جنہیں نن ہرسگ دیوی نے بیمار دیوتا ان کی کو شفایاب کرنے کے لئے اس کے ایک بیمار عضو سے پیدا کیا تھا
ان شگ	ENSHAG	سومیری دیوتا۔ اسے نن ہرسگ نے ان کی دیوتا کے ایک بیمار عضو سے پیدا کیا تھا

اصطلاح		مفہوم
اب زو	ABZU	سومیری گہرائی یا عمق کو بھی اب زو کہتے تھے۔
ای ان گرا	EANGURRA	اریدو شہر میں ان کی دیوتا کا مندر ای ان گرا کہلاتا تھا۔
اسی مد	ISIMUD	ان کی دیوتا کا قاصد
ازی موا	AZIMUA	سومیری دیوی۔ اسے ننہرسگ دیوی نے بیمار دیوتا ان کی کو تندرست کرنے کے لئے اس کے بازو سے پیدا کیا تھا
ان بل لو	ENBILULU	نہروں کا نگران دیوتا۔ دریائے دجلہ اور فرات کا نگران دیوتا
ان کم دو	ENKIMDU	ان لل دیوتا کا کسان دیوتا۔ ہل 'جوا' ریگھاری' خندقوں اور پشتوں کا سومیری دیوتا
ان کم	ENKUM	کوئی سومیری دیوتا؟
ان سی	ENSI	سومیری شہر کا گورنر "ان سی کہلاتا تھا"
اکو	IKU	سومیریوں کے ہی ستاروں کے ایک جھمکے کا نام
ای ان گرا	EANGURRA	سومیری دیوتا انو کے غالباً "کسی مندر کا نام تھا
او	U	کوئی نامعلوم پرندہ (سومیری)
ازی	IZI	نامعلوم پرندہ (سومیری)
ان نوبا	INNUBA	کسی نوع کا اناج (سومیری)
اگارن۔ اگارین	AGARIN	؟
الا	ALA	سومیریوں کا کوئی برتن
ارابو	ARABU	ایک پرندہ جسے سومیری ارابو کہتے تھے
ادل	IDAL	ایک آبی یا دریائی گھاٹ کو سومیری ادل کہتے تھے
امو ال	UMUUL	ایک سومیری اسطورہ کی رو سے وہ انتہائی ضعیف اور بوڑھا آدمی جسے ان کی دیوتا نے تخلیق کیا تھا
ای مش کلما	EMUSHKALAMMA	سومیری شہر بدتبیرا میں تارک دیوتا کے مندر کا نام تھا۔
ای انا	EANNA	اروک شہر میں سومیریوں کے ایک مندر کا نام تھا۔ یہ سب سے بڑا مندر تھا
ای شرا	ESHARRA	اراپ شہر میں سومیریوں کے ایک مندر کا نام تھا
ال مش	ULMASH	اکادیوں کے دارالحکومت اکاد میں ایک مندر کا نام
ارلو	ARALLU	سومیریوں کا عالم ظلمات 'عالم ممات' عالم دیگر 'عالم اسفل

اش گربر	USHGIRBABBAR	سومیری چاند دیوتا ننا (ننر) کا ایک اور نام تھا
اتردا (دودھ)	ITIRDA	معلوم نہیں کس قسم کے دودھ کو اتردا دودھ کہتے تھے
ایلام (عیلام)	ELAM	عراق سے قریب جنوب مغربی ایران کا پہاڑی خطہ
ات ناپشتم	UTNAPISHTIM	سیلاب عظیم کا بابلی ہیرو
ان دربل ہرسگ	ENDURBILHURSAG	اس سومیری دیوی یا دیوتا کے بارے میں فی الحال پتہ نہیں معلوم ہو سکا
اکتب	AKTAB	سومیری دور کا ایک عراقی شہر
ادنگ کی شر	ADNIGKISHAR	صحرا نشین بدوؤں کے دیوتا مارتو کی خوبصورت بیوی اور کزرنامی شہر کے دیوتا نومشدا کی بیٹی تھی
ان سوکش سراننا	ENSUKUSHSIRANNA	قدیم ایرانی شہری ریاست ارتہ کے ایک حکمران کا نام۔ اس نے عراق کے قدیم شہر اروک کے حکمران ان مرکر کی اطاعت قبول کر لی تھی
ان	EN	سومیریوں کے ہاں سیاسی سربراہ مذہبی اور فوجی قائد
ان سی	ENSI	اعلیٰ سیاسی حاکم (لقب۔) سومیریوں کے ہاں اعلیٰ سیاسی عہدہ
اگولا	UGULA	اعلیٰ سیاسی عہدہ (سومیری۔) اعلیٰ سیاسی حاکم
ان سگ گر	ENSAGGAR	شارا دیوتا کے وزیر کا نام
ارگرننا	URGURNINNA	شارا دیوتا کے مشن میش پروہت کا نام؟
انامی براگا اتو	UNNAMIBARAGGA-UTU	پورے سومیر کا ایک حکمران
ارادننا	URADINNA	سومیری دیوی نندابا کے ایک چرواہے کا نام تھا
ان زو	ANZU	سومیری اساطیری پرندے امدوگد کا نام ان زو بھی پڑھا گیا
اری	URI	عراق کا قدیم علاقہ' یہی علاقہ بعد میں اکاد کہلایا
الوحا	ULUHHA	ایک شاندار پوشاک کا سومیری نام' تاہم یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ یہ کس وضع کی پوشاک تھی
اراتے	IRATE	کسی نوع کے سانڈ کو سومیری اراتے سانڈ کہتے تھے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ بہت طاقتور یا غضبناک سانڈ کو اراتے کہتے ہوں
ارکلا	ARKALLA	بابلی عالم اسفل (دوسری دنیا) کو ارکلا کہتے تھے
اب لل۔ اب لیل	ABLIL	عالم ظلمات کے ایک پھاٹک کا نام
ان میبراگیسی	ENMEBARAGGESSI	کش شہر کے سومیری فرمانروا آگا کا باپ

[illegible]	[illegible]	عالمِ اسفل میں رہنے والا ایک سومیری دیوتا۔ اسے ان لیل دیوتا کا باپ کہا گیا۔
ان ان داشرما	ENINDASHURIMMA	عالمِ اسفل میں رہنے والا ایک سومیری دیوتا ہے۔ اسے ان لیل کا باپ بھی کہا گیا۔
ان مو	ENMU	عالمِ اسفل میں رہنے والا ایک سومیری دیوتا۔ اسے ان لیل کا باپ کہا گیا۔
ان تو	ENTU	سومیری مندروں کی دیوداسیوں کا ایک طبقہ
ان می شرا ان مش ارا	ENMESHARRA	عالمِ ظلمات کی ایک دیوی
اپسو اب زو	APSU_ABZU	گہرے پانیوں کا ایک اولین سومیری دیوتا۔ وہ زیرِ زمین شیریں پانیوں کے اولین عمق کی تجسیم تھا۔ سومیری اسے اب زو کہتے تھے۔ بعد میں عراقی اکادیوں اور بابلیوں کے ہاں وہ اپسو کہلایا۔ سومیری دیوتا ان کی کے مسکن کی گہرائی کو بھی اب زو کہتے تھے۔ وہ سمندر بھی تھا اور عالمِ اسفل کے ایک دریا کا نام بھی تھا۔ بابلی اپسو کو دیوی دیوتاؤں کی ماں لیکن ساتھ ہی ان کی دشمن اور مجسم خوفناک عفریت "تیامت" کا شوہر سمجھتے تھے۔

(ب)

برانون	BURANUN	دریائے فرات کا ہزاروں برس قدیم سومیری نام
بابل	BABYLON	دنیا بھر کے قدیم شہروں میں سب سے زیادہ شہرت اور پراسرار کشش بابل کے حصے میں آئی ہے۔ سامی سلسلے کی ایک قدیم عراقی زبان اکادی (AKKADIAN) میں بابل کو باب الو (باب الیو BAB_ILU یعنی "دیوتا کا دروازہ") اور قدیم بابلی زبان میں باب ایم (باب ای یم یا باب ایم BAB_ILIM) کہتے تھے۔ بعد ازاں بائبل میں اس شہر کا نام بابل (BABEL) آیا اور عراق میں آجکل اسے بابل (BABIL) کہا جاتا ہے بابل کے وسیع کھنڈرات بغداد سے پچاس یا پچپن میل (اغلباً کلومیٹر) دور جنوب میں حلہ (الحلہ AL_HILLAH) نامی قصبے کے قریب

موجود ہیں۔ بابل تیسری ہزاری قبل مسیح (THIRD MILLENNIUM) یعنی آج سے کوئی ساڑھے چار پانچ ہزار برس پیشتر بھی دریائے فرات کے کنارے کسی نہ کسی حد تک آباد تھا۔ قدیم سومیری شہر ار کے تیسرے حکمران شاہی خاندان کے عہد (۲۱۱۲ تا ۲۰۰۴ ق م) میں بابل ایک چھوٹا شہر تھا اور اس وقت اس پر ان ہی (گورنر) حکومت کرتا تھا۔ سامی النسل اموری (AMORITE) شاہی خاندان (۱۸۹۴ تا ۱۵۹۵ ق۔م) کے چھٹے بادشاہ حمورابی (HAMMURABI ۱۷۹۲ تا ۱۷۵۰ ق م) نے بابل کو سلطنت بابلیہ (بلاد بابل۔ (BABYLONIA کا دارالحکومت بنایا۔ ترکی کے حتیوں (HITTITES) نے بابلیہ کے پہلے شاہی خاندان کی حکومت ۱۵۹۵ ق۔ م میں ختم کر کے بابل شہر کو تباہ و برباد کر دیا۔ اس صورت حال سے خانہ بدوش کسدیوں (KASSITES) نے فائدہ اٹھا کر (۱۵۹۵ ق م) بابل پر قبضہ کر لیا اور چار سو برس تک حکومت کرتے رہے۔ بابل بدستور دارالحکومت رہا۔ کسدیوں کے آخری عہد میں بابل شہر علمی و ادبی اور مذہبی مرکز کی حیثیت اختیار کر گیا۔ کسدیوں کے بعد ۱۱۵۷ ق۔ م سے لیکر ۶۲۶ ق۔ م تک بابل پر عراقیوں کی ملی جلی حکومت رہی۔ ۶۲۶ ق۔م میں بابل کا گیارہواں خاندان بر سر اقتدار آیا۔ یہ سامی النسل خاندان کلدانی کہلاتا ہے۔ اس عہد میں بابل شہر اپنے عروج کی انتہا کو پہنچا۔ کلدانی خاندان (Chaldaean Dynasty) کے ایک حکمران نبوکدری اسر (NABU-KUDURRI-USUR) نے بابل کی تعمیر نو کر کے اسے دنیائے قدیم کا سب سے بڑا شہر بنا دیا۔ نبو کدری اسر (۶۰۴ تا ۵۶۲ ق م) کو بائبل میں بخت نصر کہا گیا اور آج وہ ہمارے ہاں بھی اسی نام سے معروف ہے۔

۵۳۹ق۔ م میں ایرانی شہنشاہ کوروش (سائرس) نے بابل کو فتح کر کے بابلی سلطنت اور بابل شہر کی آزادی ہمیشہ کے لئے ختم کر کے رکھ دی۔ ۳۳۱ق۔ م میں سکندر اعظم نے بابل پر قبضہ کر لیا اور پاکستان سے واپسی پر سکندر نے ۳۲۳ ق۔ م میں بابل ہی میں وفات پائی۔ وفات کے وقت وہ بخت نصر کے محل میں مقیم تھا۔ تباہی اور زوال کے باوجود بابل شہر سنہ عیسوی کے آغاز تک کسی نہ کسی حد تک آباد رہا۔ لیکن اب اس کی اہمیت برائے نام رہ گئی تھی۔ اور ۶۳۱ء میں مسلمانوں کی فتح عراق کے بعد بچا کھچا بابل بالکل ویران ہو گیا۔

بابلیہ۔بلادبابلیہ Babylonia

بابلیہ (بلادبابلیہ) اور بابل (BABYLON) میں فرق روا رکھا جانا چاہیے۔ بابل دنیائے قدیم کا مشہور و ممتاز ترین عراقی شہر تھا۔ بابلیہ (BABYLONIA) کی اصطلاح دو معنوں میں استعمال کی جاتی ہے یعنی ایک تو اس علاقے کے لئے جو قدیم شہر بابل کے ارد گرد تھا۔ دوسرے بابلیہ کا اطلاق ان متعدد ریاستوں اور سلطنتوں پر کیا گیا جن کا دارالحکومت بابل شہر تھا' یعنی جنوب مغربی ایشیاء کی وہ عظیم بابلی سلطنت جو فرات کی زیریں وادی میں قائم ہوئی اور پھر وسیع و عریض علاقے پر پھیل گئی۔ جغرافیائی لحاظ سے "بابلیہ" سے مراد موجودہ عراق کے جنوبی حصے سے لی جاتی ہے۔ جنوبی عراق کا یہ علاقہ بغداد اور خلیج فارس کے درمیان واقع ہے۔ ازمنہ قدیم میں اس جنوبی عراق کا شمالی حصہ اکاد (AKKAD) اور جنوبی حصہ سومیر کہلایا۔ یہ سارا خطہ فرات اور دجلہ کی بچھائی ہوئی سیلابی مٹی کے سبب دنیائے قدیم کا زرخیز ترین خطہ بن گیا تھا۔ سومیر اور اکاد پر مشتمل جنوبی عراق کو ہی بعد میں بابلیہ (BABYLONIA) کہا گیا سو جنوبی عراق پر "بابلیہ" کی اصطلاح کا اطلاق عموماً اس وقت سے شروع کرتے

ہیں جب بابل کے پہلے شاہی خاندان (۱۸۹۴ تا ۱۵۹۵ ق م) نے جنوبی عراق کے دونوں حصوں (اکاد اور سومیر) کو سیاسی لحاظ سے متحد کر کے اپنی حکومت قائم کر لی تھی۔ دنیائے قدیم کا مشہور حکمران حمورابی ہے (۱۷۹۲ ق۔م تا ۱۷۵۰ ق۔م) اسی خاندان کا چھٹا حکمران تھا۔ بابلیہ کے اس خاندان کا اقتدار شمالی عراق کی اشوری مملکت اور شام کے ایک حصے پر بھی قائم ہو گیا تھا۔ بابلیہ کے پہلے شاہی خاندان کی حکومت ترکی کے حتیوں کے ہاتھوں ختم ہوئی تھی بابل شہر کو تباہ کر کے ترکی واپس چلے گئے موقع پا کر کسدیوں نے بابل پر غلبہ پا لیا پھر عراق کے اشوریوں نے بابل کو اپنی سلطنت کا حصہ بنا لیا۔ اشوریوں کے زوال کے بعد بابلی سلطنت کو ایک بار پھر عروج حاصل ہوا اور بابل شہر نے خوب ترقی کی یہ کلدانی عہد (۶۲۶ تا ۵۳۹ ق م) کہلاتا ہے۔ علاوہ ازیں کلدانی عہد کو "نوبابلی عہد" NEO-BABAYLONIAN PERIOD" اور "کلدانی سلطنت" (CHALDAEAN EMPIRE) کا نام بھی دیا گیا ہے۔ (539 ق م) میں ایرانی شہنشاہ کورش (سائرس) فاتحانہ شہر بابل میں داخل ہو گیا اور آزاد سلطنت بابلیہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو گئی۔

بنتو (زبانیں) — BANTU — وسطی اور جنوبی افریقہ میں بولی جانے والی بہت ساری زبانوں کا گروپ' اس گروپ میں شامل زبانوں کی تعداد تین سو سے لے کر پانچ سو کے درمیان ہے۔

بدتب ارا — BAD-TIBIRA — ایک سومیری شہری ریاست' آجکل عربی میں اس شہر کو بارتی بی را (بادرتی بیرا) لکھتے ہیں۔

بسمایہ' بسمایا — BISMAYA — سومیری شہر اداب کا موجودہ نام

براہمنا' براہمنا — BRAHMANA — ویدوں سے متعلق براہمنوں کے لئے لکھی جانے والی کتابیں

بھارت — BHARATAS — ویدی عہد کا ایک آریائی قبیلہ جس کا جد امجد رگ ویدی سورما راجہ بھرت تھا۔

بھاردواج — BHARADWAJA — رگ وید کا رشی اور شاعر۔ رگ وید جن شاعروں کے کلام پر مبنی ہے ان

		میں ایک شاعر بھاردواج بھی تھا
برہم ورت	BRAHMAVARTA	دریائے سرسوتی اور دریائے درشدوتی (DRISHADWATI) کے درمیان ایک خطے کو برہماورت کہا گیا۔ منوسمرتی کے مطابق یہ نام اس لئے پڑا کہ اس علاقے میں دیوتا آیا کرتے تھے۔
بھالاناس	BHALANAS	رگ وید کی رو سے بھالاناس نامی اس قبیلے نے دریائے راوی کے کنارے لڑی جانے والی دس راجاؤں کی جنگ میں حصہ لیا تھا۔ بعض محققین نے اس رائے کا اظہار کیا ہے کہ اس قبیلے کا تعلق بلوچستان کے درہ بولان سے تھا۔
برہم رشی دیش	BRAHARSHIDESA	متھرا (بھارت) ضلع سمیت یوپی کا قدیم بالائی علاقہ۔
بارسد ' برسد	BARSUD	سومیری موسیقی سے متعلق ایک ترسیم (نوٹیشن)
باؤ	BAU	تنفس حیات کی سومیری دیوی
بل بلے	BAL-BALE	سومیری منظوم حمدیہ تخلیق کو بل بلے کہتے تھے۔
براتش گرا	BARATUSHGARRA	عراق کے قدیم شہر تور کے ایک مندر کا نام
بل الی۔ بلیلی	BELILI	دانشمند دیوی (سومیری)
برہرترے	BIRHURTURRE	سومیری شہر اروک کا ایک جی دار شخص

(پ)

پہر	PAHAR	سومیری زبان میں کوزہ گر (کمہار) کو "پہر" کہتے تھے۔
پے پی اول	PEPI-I	قدیم مصر کے چھٹے خاندان کا فرعون
پد	PAD	لفظ (سنسکرت)
پروشنی	PARUSHNI	رگ وید میں دریائے راوی کا نام
پورو	PURU	قدیم آریائی قبیلہ
پرس کنوا	PRASKANVA	رگ وید کا ایک شاعر اور رشی
پانی نی۔ پانینی	PANINI	کلاسیکل سنسکرت کا سب سے بڑا قواعد دان پانچویں صدی قبل مسیح میں پاکستان میں پیدا ہوا۔ اس کی جائے پیدائش سلاترا (SALATURA) تھی کنگھم وغیرہ نے سلاترا کو موجودہ لہور (LAHUR) قرار دیا ہے یہ خطہ دریائے سندھ کے پل سے اٹک کے دائیں کنارے کوئی بارہ میل کے فاصلے اور موجودہ مقام اوہند سے چار میل

		شمال مغرب میں ہے۔ قدیم زمانے میں پاکستان کا یہ علاقہ گندھارا کہلاتا تھا۔
پورس	PORUS	پاکستانی راجہ سکندر اعظم کا ہم عصر۔ سکندر سے خوب لڑا اور اس وقت تک اسکا کردار بڑی حد تک قابل تعریف رہا۔ مگر اس کے بعد اس نے میدان جنگ میں گرفتار ہو کر سکندر سے وہ مشہور جملہ کہا جسے بہت اچھالا گیا ہے۔ دراصل یہ فقرہ کہہ کر پورس نے جان کی خیرات مانگی تھی۔ معافی پا کر پورس نے ذلت آمیز اور رسوا کن حد تک سکندر کی غلامی اور چاکری کی اور اس کا بازو بن کر پاکستان میں خوب خون ریزی کرائی۔ سکندر کی واپسی کے بعد پورس قتل ہوا۔
پکھتا' پکتا'	PAKTHAS	رگ وید کی رو سے دس راجاؤں کی جنگ میں شریک ایک قبیلہ
پلل' پل ال' پلال	PULAL	ایک سومیری اسطورہ کی رو سے نپور شہر کے ایک کنوئیں کا نام
پالا	PALA	ایک قیمتی پوشاک (سومیری)
پل ہو	PULHU	نامعلوم
پشی شو' پسی سو	PASISU	سومیری پروہتوں کا ایک طبقہ
پکو	PUKKU	سومیری روایت کے مطابق ایک ڈھول جو عالم ظلمات میں گر گیا تھا۔
پاگی بل سگ	PAGIBILSAG	جنگ کے سومیری دیوتا ننُ ارتا کا ایک اور نام

(ت)

تلمون' تلمن	TILMUN	ارمنہ قدیم میں ایک پاکستانی خطہ جسے عراق کے اکادی اور بابلی تلمون کہتے تھے ان کے پیشرو عراقی سومیری اس خطے کو دلمون کہتے تھے۔
توکلتی اپل اشرد' توکلتی اپلا شرو	TUKULTI-APIL-ESHARED	عراق کا قدیم اشوری حکمران (۷۴۵ ق۔م تا ۷۲۷ ق۔م) آجکل اسے عربی میں تجلا تپلا سر الثالث اور انگریزی میں TIGLATH-PILESER III کہتے ہیں۔
تب ارا' تیب ارا	TIBIRA	دھات گر کو سومیری زبان میں "تب ارا" یا "تیب ارا" کہا جاتا تھا۔

تے تی۔تیتا	TETI-TETA	فراعنہ مصر کے چھٹے شاہی خاندان (۲۳۴۵ تا ۲۱۸۱ ق م) کا ایک فرعون
ترت سو	TRITSU	رگ وید میں مذکور ایک قبیلہ
ترت اپتیا	TRITAAPTYA	رگ وید کا ایک شاعر رشی
تروا سو	TARVASU	رگ وید میں مذکور ایک قبیلہ
ترگان۔تری گن	TRIGAN	پہاڑی قبائل "گوتی" کا آخری حکمران
تموز	TAMMUZ	زرخیزی کا بابلی دیوتا۔ سومیری دیوتا دموزی کا بابلی روپ
تی گی	TIGI	بربط کے ساتھ گائی جانے والی سومیری حمد۔ سومیری طربیہ نغمہ
تیامت	TIAMAT	بابلی دیوی۔ دیوتاؤں کی دشمن "سمندری مادہ عفریت" اولین پانیوں کے سمندر اور آبی انتشار کی اکائی اور بابلی دیوی تھی۔ دیوی دیوتاؤں کی ماں تھی۔ بعد میں وہ ان کی جانی دشمن بن گئی اور دیوتاؤں کے ساتھ اس نے خوفناک جنگ لڑی۔ مردوک دیوتا کے ہاتھوں قتل ہوئی۔ بابلیوں کے نزدیک تیامت نے خوفناک اژدہے (مادہ عفریت) کی شکل اختیار کر رکھی تھی۔ وہ گہرے پانیوں کے بابلی دیوتا اپسو کی بیوی تھی۔
جمدت نصر	JEMDATNASR	عراق کی ایک بہت قدیم بستی۔ یہ بستی کوئی پانچ ہزار برس قبل آخری بار تباہ ہو گئی تھی۔

(ح)

حری	HURRIANS	ایک آریائی نسل کے لوگ حریوں (HURRIANS) نے عراق کے اکادی دور (۲۳۳۴ ق م، ۲۱۵۴ ق م) میں بالائی فرات اور بالائی دجلہ کے علاقے میں اپنی ریاستیں قائم کر لی تھیں۔ ان لوگوں کا اصلی وطن آرمینیا تھا۔ آرمینیا زمانہ قدیم میں ارارتو (URARTU) کہلاتا تھا۔ حریوں کی زبان نہ تو سامی تھی اور نہ ہی "ہند یورپی" بلکہ اس کا تعلق زبانوں کے اس گروہ سے تھا جسے "ایشیانی گروپ" (ASIANICGROUP) کا نام دیا گیا۔ حریوں کا ابتدائی وطن جنوبی آرمینیا جنوب مشرقی ترکی اور شمال جنوبی ایران پر مشتمل تھا۔
حمورابی	HAMMURABI	بابلیہ (بابل) کے پہلے شاہی خاندان کا چھٹا حکمران تھا۔ [illegible]

معروف قانون ساز حکمران تھا۔

حل دبا	HALDABBA	سومیروں کا ایک عفریت
حواوا	HUWAWA	گلگامش کی داستان کی رو سے صنوبروں پر مشتمل ابتدائی جنگل کا محافظ خوفناک عفریت۔ سومیروں کے بعد بابلیوں نے اسے [illegible]
ہورین، حورین	HURIN	سومیروں کا عقاب نما اساطیری پرندہ
ہرسگ کل اما	HURSAGKALAMMA	سومیری شہر کش (کیش) کے ایک مندر کا نام۔ اس لفظ کے لفظی معنی سربلند پہاڑ کے ہیں۔
حائیا	HAIA	ایک پرندہ غالباً "مور"؟ علاوہ ازیں اناج گوداموں کے سومیری دیوتا کا نام بھی حائیا تھا
ہروم۔ حروم	URUM	سومیری تحریروں میں مذکور ایک پہاڑ۔ پہاڑی علاقہ
حولپو	HULIPPU	ایک سومیری رزمیہ میں بید کے درخت کا نام
حشور۔ حشر	HASHUR	کسی قسم کے درختوں کا جھنڈ

(د)

دلمون، دلمن	DILMUN	ازمنہ قدیم میں پاکستانی خطے کا نام۔ کچھ ماہرین کے نزدیک بحرین کو دلمون کہا جاتا تھا۔
دام گر۔ دم گر	DAMGAR	سومیری زبان میں دام گر سوداگر کو کہتے تھے۔
دارا (داریوش)	(DARIUS ,DARAYAVA)	شہنشاہ ایران۔ ۵۲۲ق م تا ۴۸۶ق م
دجلہ	TIGRIS	عراق کا مشہور دریا
دریہم	DREHEM	عراق کا ایک قدیم مقام
دروہیو	DRUHYU	رگ وید میں مذکور ایک قبیلہ
دب سار۔ دوب سر	DUBSAR	سومیری منشی کو دب سار کہتے تھے۔
دوران کی	DURENKI	عراق کے قدیم سومیری شہر میں واقع ان لل دیوتا کے مندر کا وصفی نام۔ دوران کی کے معنی ہیں "آسمان اور زمین کا بندھن" علاوہ ازیں نیپور شہر کا ایک متبرک نام
درگا	DIRGA	نامعلوم
دوکو	DUKU	مندر کے ایک دروازے کا نام؟
دنا	DANNA	سومیروں کے ہاں "دنا" تقریباً چھ میل کے برابر ہوتا تھا۔

درگیس امر	DURGISHEMMER	عراق کے قدیم سومیری شہر نیپور کا ایک مقدس نام
دم گل ننا	DAMGALNUNNA	ایک سومیری دیوی "سومیری دیوتا ان کی اسکا شوہر تھا"
دار۔ دور	DAR	کوہستانی پرندے۔ سومیری لفظ
دوکگ	DUKUG	پچاس سومیری دیوتاؤں "انگیگی "خصوصاً" پچاس عظیم سومیری دیوتاؤں انوناکی کے آسمان پر رہائشی کمرے کا نام۔ دوکگ نامی اس کمرے میں "اگی گی" دیوتا "خصوصاً" انوناکی دیوتا رہتے تھے
دم پی می کگ	DEMPIMEKUG	عالم ظلمات سے متعلق کوئی سومیری معبود؟

(ر)

راس شمرا (قدیم نام اگارت)		RAS-SHAMRA شام کا ایک موجودہ مقام۔ یہاں سے چار ہزار برس قدیم ساحلی شہر اگارت (UGARIT) کے اہم آثار ملے ہیں۔
رگ وید	RIGVEDA	"آریاؤں کا اولین وید
رگھوونش	RAGHUVANSA	کالی داس کی مشہور نظم
رتوسنہارا	RITUSANHARA	کالی داس کی نظم
رک	RIK	اشلوک۔ بند قطعہ
رگ اباب رگابا	RAGABA	سومیریوں کے ہاں اعلیٰ سیاسی حاکم کا لقب

(ز)

زی اسودرا	ZIUSUDRA	طوفان عظیم سے متعلق سومیری کہانی کے ہیرو کا نام
زو	ZU	سومیری اور اکاری اساطیر کے مطابق طوفان کا آسمانی پرندہ" اسے ان کم دو (ENKIMDU) بھی کہا جاتا تھا۔ اس نے ان لل (ان لیل) دیوتا سے الواح تقدیر چوری کر کے پہاڑ پر چھپا دی تھیں۔ بابلی دیوتا مردوک نے اسے ہلاک کر کے الواح واپس لیں۔
زبالم	ZABALAM	ایک قدیم شہر کا نام
زی پگ	ZIPAG	نامعلوم
زابو	ZABU	ایک ملک کا نام
زباردی بونگا	ZABARDIBUNUGGA	... ایک دیوی مقدس (سومیری)

سن اہی اری یا سناخریب	SIN-AHHE-ERIBA	عراق کا اشوری حکمران ۷۰۵ ق۔م تا ۶۸۱ ق۔م۔ آجکل عربی میں اسے سنحاریب اور انگریزی میں (SENNACHERIB) لکھتے ہیں
سومیری	SUMERIANS	دنیا کے اولین مہذب ترین لوگ۔ یہ لوگ جنوبی عراق میں آباد تھے۔ اور انہوں نے مختلف شعبوں میں عالمی تہذیب انسانی کی ابتدائی گرانقدر اور بنیادی خدمات انجام دیں۔ وہ تہذیب پر پوری طرح اثر انداز ہوئے
سلیسا	CILICIA	ایشیائے کوچک (ترکی) کے جنوب مشرقی علاقے کا ایک حصہ
سوبری	SUBERIANS	وہ جو شمالی عراق میں سومیریوں سے قبل رہتے تھے
سلعب۔سلعب	[illegible]	اہل سومیر گدھے کو سلعب یا سلعب کہتے تھے
سی مگ	SIMUG	لوہار کو سومیری زبان میں "سی مگ" کہا جاتا تھا
سوگن	SUGAN	سومیری میں سرمہ سوگن کہلاتا تھا؟
سندھو	SINDHU	رگ وید میں دریائے سندھ کا نام سندھو آیا ہے
ستدری (شتدری)	SUTUDRI	رگ وید میں دریائے ستلج کو ستدری کہا گیا ہے۔ ستلج کا ایک قدیم نام ست درو (SATADRU) بھی آیا ہے جس کے معنی ہیں ایک سو شاخوں میں بہنے والا۔ یونانی جغرافیہ دان ٹالمی (۱۰۰ تا ۱۷۸ء) نے ستلج کا نام زرادرس (ZARADRUS) اور رومن مصنف پلینی کلاں (PLINY) ۲۳ تا ۷۹ء نے ہیسودرس (HESUDRUS) لکھا ہے۔
سرستی	SARASWATI	رگ وید میں دریائے ہاکڑہ (گھگر) کا نام سرسوتی دیوی بھی تھی۔
سوتر	SUTRAS	ویدوں کو پڑھنے سمجھنے اور ویدی رسوم و عقائد پر عمل کرنے سے متعلق ہندوؤں کی مذہبی تصانیف۔ سوتروں میں چھ مضامین یا موضوعات شامل ہیں۔

۱۔ سکشا (SIKSHA) تلفظ ۲۔ ویاکرن (VYAKARANA) صرف و نحو (گرامر) ۳۔ چھند (CHANDAS) عروض ۴۔ نرکت (NIRUKTA) لغت ۵۔ جیوتش (JYOTISHA) علم نجوم اور ۶۔ کلپ (KALAPA) مسالک و مناسک

سنسکرت	SANSKRIT-SAMSKRT	پاکستان آکر بس جانے اور اس کے بعد یہاں سے بھارت بھی چلے جانے والے آریاؤں کے اعلیٰ طبقوں کی ایک قدیم زبان (بھاشا) تھی۔ یہ مختلف آریائی گروہوں کی بولیوں کا مجموعہ تھی۔ یہ بجا طور پر ویدی زبان کہلاتی ہے' ویسے اسے ویدی سنسکرت بھی مانا گیا ہے۔ بہرحال اس ویدی زبان' یا ویدی سنسکرت کا استعمال ۱۵۰۰ ق م سے لیکر ۵۰۰ قبل مسیح تک موجود رہا ہے۔ اسی قدیم آریان زبان (ویدی زبان) سے پراکرتیں (PRAKRITS) اور موجودہ آریائی زبانیں وجود میں آئیں۔ بعد میں پاکستان میں پیدا ہونے والے مشہور قدیم قواعددان (ماہر صرف و نحو) پانینی (PANINI) ۵۰۰ ق۔م اور دوسرے ماہرین کے ہاتھوں مذکورہ قدیم ویدی زبان صاف ہو کر سنسکرت (سںسکرت) کہلائی۔ یہ معیاری 'خالص' یا کلاسیکی سنسکرت کا درجہ اختیار کر گئی تھی اور اسکا چلن ۵۰۰ قبل مسیح سے لیکر ۱۰۰۰ تک رہا جب ہم صرف سنسکرت (سنسکرت بمعنی نکھری ہوئی زبان) کہتے ہیں اس سے مراد مذکورہ کلاسیکی سنسکرت ہوتی ہے' ویدی زبان (ویدی سنسکرت) سے نہیں۔
سپت سندھاوا	SAPTA-SINDHAVA	"سات دریاؤں کی سرزمین (پاکستان)"۔ سات دریا
سوکت	SUKAT	ویدی بھجن۔ مناجات۔ حمد
سام وید	SAMAVEDA	تیسرا وید
سوداس	SUDAS	رگ وید میں مذکور راوی کے کنارے لڑی جانے والی دس قبائل کی جنگ کا فاتح راجہ
سوم (رس)	SOMA	آریاؤں کا انتہائی پسندیدہ نشہ آور مقدس مشروب' رگ وید میں اسکا بہت ذکر آیا ہے
ستیہ سراوس	SATYASARAWAS'	رگ وید کا ایک شاعر اور رشی۔ اسکا کلام بھی رگ وید میں شامل ہے

سم ورت	SAMAVARTA	سمورت کے بھجن بھی رگ وید میں شامل ہیں۔ رگ ویدی رشی
سوا۔ شوا	SIVAS	رگ وید میں مذکور ایک قبیلہ
سر۔ سیر	SIR	"حمد" کو سومیری سر کہتے تھے۔
سراموں۔ سراِمن	SIR-HAMUN	سومیری ہم آہنگ حمد کو سرامن کہتے تھے۔
سرنم نر	SIR-NAMNAR	ساز اور نغمے میں ڈھلی ہوئی حمد کو سومیری سرنم نر کہتے تھے
سرنم گالا	SIR-NAMGALA	پروہت کی تخلیق کردہ یا گائی ہوئی سومیری حمد
سرنم ارسگا	SIR-NAMURSAGGA	سومیروں کی رجزیہ حمد
سرنم سی پد اننا	SIR-NAMSIPAD-INANNA	سومیری اننا دیوی کی شان میں کہی جانے والی گلہ بانی کی حمد
ساگرا	SAGARRA	ساز ـــ تاروں کی سومیری ترکیب۔ تاروں والے ساز کے ساتھ گایا جانے والا نغمہ
ساگدا	SAGIDDA	سومیری ساز غالباً تار۔ تاروں والے ساز کے ساتھ گایا جانے والا نغمہ
سی	SI	سرکاری افسر کا ایک سومیری عہدہ
سوگن۔ سوقن	SUMUGAN-SUMUGAN	میدانوں "میدانی جانوروں" مویشیوں "پودوں اور سبزے کا سومیری دیوتا۔ اس کا ایک نام شاکان (SHAKAN) بھی تھا
سن۔ سین	SIN	بابلی چاند دیوتا۔ چاند
سگ ارسگ "سگر سگ" ساگر سگ	SAG یا RSAG	سومیری مندروں کے عملے کا ایک طبقہ۔ یہ لوگ غالباً "مخنث" ہوتے تھے۔ مخنث کو بھی سومیری سگ ارسگ کہتے تھے۔
سٹائکس۔ سٹکس	STYX	یونانی عالم ظلمات کا ایک دریا۔ مرنے والوں کی روحیں یا پرچھائیاں اسے عبور کرتی تھیں۔
سرارا	SIRARA	سومیری دیوتا "ان کی" کے مندر کی نگران و محافظ دیوی۔ نن شی دیوی کا ایک نام سرارا بھی تھا
سلا	SILA	کسی نوع کے برتن کا سومیری نام

سِگ کرشاگا	SIGKURSHAGGA	سومیری شہر امہ میں شارا دیوتا کے مندر کا نام
سرتر	SIRTUR	سومیری دیوتا دوموزی کی ماں
سرباتو۔ سربتو	SARBATU	سومیریوں کے ہاں کسی نوع کا درخت
سود	SUD	شرپک شہر کی سومیری سرپرست دیوی
سکل	SUKKAL	سومیریوں کے ہاں اعلیٰ سیاسی حاکم کا لقب
سوشما	SUSHIMA	ایک طرح کے سرکنڈے کو سومیری سوشما کہتے تھے۔
سوہر	SUHUR	ایک نوع کی مچھلی کو سومیری سوہر کہتے تھے۔
سنگو۔ سانگو	SANGU	سومیری پروہتوں کا ایک طبقہ (زمرہ)

(ش)

شلمانو اشرد سوم۔ شلمن سر	SHULMANU-ASHARED-(SHALMANESER)	
		اشوری حکمران ۸۵۸ق۔م تا ۸۲۴ق۔م آجکل عربی میں اسے "شلمنصر" اور انگریزی میں SHALMANESER لکھا جاتا ہے شلمانو اشرد کا نام شلمان اشرد (SHULMAN-ASHRED) بھی لکھا گیا ہے۔
شروکین ثانی، سرجون، سارگون		SHARRUKIN عراق کا ایک اشوری حکمران ۷۲۱ق۔م تا ۷۰۵ق۔م۔ آجکل عربی میں اسے سرجون اور انگریزی میں SARGON لکھتے ہیں
شودک۔ شوودک	SHUHDAK	سومیری زبان میں شودک یا شوودک ماہی گیر کو کہتے تھے
شدم۔ شی دیم	SHIDIM	"معمار" سومیری زبان میں شدم کہلاتا تھا
شرپک (عربی شروپاک)		SHURRUPPAK سومیر کا ایک قدیم شہر۔ سومیری روایت کی رو سے تباہ کن طوفان عظیم اسی شہر سے شروع ہوا تھا
شدو	SHADU	ایک محافظ سومیری دیوتا۔ کسی قسم کا کپڑا؟
شکنتلا۔ سکنتلا	SAKUNTALA	مہابھارت میں شامل ایک کہانی۔ کالی داس نے اسی کہانی کو ڈرامے کی شکل دی
شوبورہماری	SHUBURHAMARI	ایک ملک کا سومیری نام
شولگی	SHULGI	سومیری شہری ریاست ار کے تیسرے شاہی خاندان

کا قابل ترین حکمران ۲۰۹۴ق م تا ۲۰۴۷ق م

شکر۔ شی کر	SHIKAR	ایک پودے کا سومیری نام
شب اتوکو۔ شباتو	SHABATUKU	سومیریوں کی ایک ترتیم (فرنیشن)
شوالی سو	SHIWLISHU	سومیر کی شہری ریاست ای سن (اسن) کے پہلے شاہی خاندان کا حکمران (۱۹۸۳ تا ۱۹۷۵ق م)
شارا	SHARA	سومیری شراب کا سرپرست دیوتا
شوگرا	SHUGURRA	ایک قسم کا سومیری شاہی تاج شمس
شوبرلا	SHUBIRLA	ایک جگہ کا نام
شوکلی تودا	SHUKALLETUDA	ایک سومیری باغباں جس نے انانا دیوی کی عصمت دری کی
شوبور	SHUBUR	ایک محلے کا نام
شاتم	SHATAM	سومیریوں کے ہاں اعلیٰ سیاسی حاکم کا ایک لقب
شوبا	SHUBA	نامعلوم
شگ برو	SHAGBURRU	سومیری شراالوگ (اروک) کی ایک دانا بوڑھی عورت کا نام
شوکر	SHUKAR	سومیریوں کے غالباً ایک آلہ کا نام
شل پی	SHULPAE	سومیری دیوی نن ہرسگ کا شوہر۔ شل پی دیوتا سومیریوں کے چار خالق دیوتاؤں میں سے تھا

(ع)

عبید	UBAID	عراق کی ایک بہت قدیم بستی کا موجودہ نام۔ یہاں سے ملنے والے تمدن کو اس جگہ کے موجودہ نام پر "عبید تمدن" (UBAID- CULTURE) کہتے ہیں
عشتار	ISHTAR	عراق کے اکادیوں، بابلیوں اور اشوریوں کی عشق و محبت، جنس، حسن، زرخیزی، باروری، خونریزی، جنگ اور جامی کی دیوی۔ مادر معبودہ

(ک)

کوروش اعظم۔ سائرس	KURUSH_CYRUS	ایران کے ہخامنشی (ACHAEMENID) خاندان (۶۰۰ق م تا ۵۲۲ق م) کا ساتواں فرمانروا

(۵۵۹ ق۔م تا ۵۳۰ ق۔م) تھا۔ وہ اس خاندان کا عظیم ترین فرمانروا تھا۔ اس نے بابل فتح کر کے بابل کی آزادی کا خاتمہ کر دیا تھا۔

کسدی — KASSITES — بابل کے پہلے حکمران خاندان (۱۸۹۴ ق۔م تا ۱۵۹۵ ق۔م) کے بعد جو غیر ملکی عراق میں برسراقتدار آئے وہ "کسدی" (KASSITES) کہلائے ان سب ہی لوگوں کا تعلق آریائی نسل سے تھا۔ بلکہ یوں کہا جا سکتا ہے کہ کسدیوں کا حکمران طبقہ آریائی نسل سے تھا ان کی زبان خالصتاً" آریائی نہیں تھی بلکہ مختلف زبانوں کا ملغوبہ تھی۔ غالباً" اس کا رشتہ ایران کی ایلامی زبان سے تھا۔ کسدیوں نے عراق پر چار سو برس تک حکومت کی۔ ان کا دور حکومت عراقی تاریخ کا "تاریک عہد" کہلاتا ہے۔

کلدانی — CHALDAEANS — دریائے فرات اور دجلہ کی زیریں گزرگاہوں کے دلدلی علاقے پر مشتمل زیریں جنوبی بابل (BABYLOBNIA) میں سامی النسل ارامی (ARAMAEANS) قبائل رہتے تھے۔ متعدد شیوخ ان قبیلوں کے سربراہ تھے۔ ان میں سے ایک قبیلے کا نام کالدو یا کلدو (KALDU) تھا۔ کلدانی (CHALDAEAN) اور کلدانیہ اسی قدیم لفظ کالدو (کلدو) سے مشتق ہے۔ کالدو (کلدو) قبیلے کے شیوخ ساتویں صدی قبل مسیح میں دارالحکومت بابل میں برسراقتدار آ گئے اور ۶۲۵ ق۔م میں نابو اپلاسر (نابوپلاسر (NABU - APLAUSUR نے کلدانی شاہی خاندان کی حکومت قائم کی۔ کلدانی سلطنت ۶۲۵ ق۔م تا ۵۳۹ ق۔م قائم رہی۔ یہ سلطنت خلیج فارس سے لے کر بحیرہ روم تک پھیلی ہوئی تھی۔ مشہور بابلی حکمران نبوکدری اسر (نابو کدری اسر) ہی بعد میں بنوکدنصر یا نابوکدنصر اور بخت نصر کے نام سے مشہور ہوا۔ ۵۳۹ ق۔م میں ایرانی شہنشاہ کورش اعظم نے اس کلدانی سلطنت کا خاتمہ کر دیا۔

کلدانی عہد در حقیقت سلطنت بابل اور شہر بابل کی آزادی کا آخری عہد تھا اور یہی آخری عہد کلدانی عہد کہلایا

کلدانیہ CHALDAEA - CHALDEA

محدود معانی میں کلدانیہ سلطنت بابل(BABYLONIA) کا ایک حصہ (صوبہ) تھا۔ یہ دریائے فرات اور دریائے دجلہ کی زیریں گزرگاہوں کے دلدلی علاقے پر مشتمل تھا۔ اور صحرائے عرب کی سرحد اور خلیج فارس کے ساحل سے گھرا ہوا تھا۔ بہت ہی زرخیز اور شاداب خطہ تھا۔ متعدد ندیاں اس میں بہتی تھیں۔ تاہم وسیع تر مفہوم میں اس اصطلاح (کلدانیہ) کا اطلاق پورے بابل(BABYLONIA) حتیٰ کہ پوری سلطنت بابل(BABYLONIAN EMPIRE) پر کیا جاتا ہے اس لئے کہ کلدانی (کالدو۔ کلدو) نسل نے حکمران دارالحکومت بابل میں اپنی حکومت قائم کر چکے تھے۔ یوں کلدانیہ بابل سلطنت (BABYLONIA) کا مترادف یا مترادف ہے۔ کلدانی خاندان کے حکمران ۶۲۵ ق۔م سے لیکر ۵۳۹ ق۔م تک حکومت کرتے رہے اس دوران بابلی سلطنت کلدانیہ کہلائی۔ اس سے قبل مشرق قریب میں سب سے بڑی قوت اشوریہ تھی مگر اب اس کی جگہ کلدانی نے لے لی

کی۔ان۔گی (کن گی)	KI-EN-GI	لفظ سومیر (سومر) یا شومیر (شومر) تحریر کرنے کیلئے پیکانی رسم الخط کی مخصوص علامات
کلاب	KULLAB	سومیری شہر اروک کا مضافاتی علاقہ۔ شہری مرکز
کوریائی (زبان)	KOREAN	شمالی اور جنوبی کوریا کے علاوہ چین، جاپان، قازقستان اور ازبکستان میں بھی کچھ لوگ یہ زبان بولتے ہیں۔
کرگرا	KURGARRA	مخنث کو سومیری کرگرا بھی کہتے تھے۔ غالباً ان کے ہاں مخنثوں کے کئی زمرے تھے۔
کالی داس	KALIDASA	سنسکرت کا عظیم ترین شاعر و ڈرامہ نگار۔

تھا
پہلی صدی قبل مسیح سے لیکر چھٹی صدی عیسوی
کے دوران کسی وقت پیدا ہوا تھا

کمار سمبھو	KUMARSAMBHAVA	کالی داس کی ایک نظم
کنو	KANVAS	رگ وید کے شاعروں کا ایک خاندان۔ کنو نام کا ایک رشی شاعر بھی تھا جس کے بھجن رگ وید میں شامل ہیں
کوشک۔ کوسک	KUSIKA	رگ وید کے عہد کا ایک پروہت خاندان تھا۔ مشہور رشی اور رگ وید کا ایک شاعر وشوامتر اسی خاندان سے تعلق رکھتا تھا
کتسا	KUTSA	رگ وید کا ایک شاعر اور رشی
ککشی وان	KAKSHIWAN	رگ وید کا ایک اور شاعر اور رشی
کورو۔ کرو	KURU	رگ وید میں مذکور ایک مشہور قبیلہ
کروکشیتر	KURU-KSHETRA	(لفظی معنی کوروں کا میدان) روایات کے مطابق اس میدان میں مہابھارت کی جنگ ہوئی تھی۔ یہ روایتی میدان بھارتی صوبہ ہریانہ کے ضلع کرنال میں ہے اور پانی پت کے میدان سے کچھ زیادہ فاصلہ پر نہیں ہے۔
کوسو دیوی	KUSU	اناج کی سومیری دیوی اش نن (ASHNAN) کا وصفی نام
کروگو	KIRUGU	ایک طرح کی ایسی سومیری حمد جسکے متعدد بند ہوں اور ہر بند کے آخر میں کروگو لکھا ہو۔ کروگو کے لفظی معنی ہیں "عبادت میں گھٹنوں کے بل کھڑا ہونا"
کی ادو گوا کی ارا و گرا۔	KIURUGUDA	کورس کی شکل میں گایا جانے والا سومیری گیت؟
کرون	CHARON	یونانی صنمیات میں ظلمات کے دریا شائکس کو عبور کرانے والا ملاح دیوتا
کرگش تنا	KARGASHTINNA	نیپور شہر (سومیری) کے دریائی گھاٹ کا نام۔ گھاٹ کو کرکرنا (KARKURUNNA)

بھی کہا گیا ہے۔

کراسرا	KARASARRA	سومیری شہری نپور کی دریائی بندرگاہ یا گھاٹ کا نام جہاں کشتیاں لنگر انداز ہوتی تھیں
کش کنو	KISHKANU	سومیری دیوتا ان کی کے مقدس درخت کا نام
کلا	KULLA	کدال اور اینٹوں کے سانچے کا سومیری دیوتا۔ اینٹوں کا دیوتا
کرا	KARA	"گالا" کسی نوع کے پروہت" پروہتوں کا طبقہ
کنگو	KINGU	شرو فساد کا بابلی دیوتا
کرگرو	KURGARRU	سومیری دیوتا ان کی کا تخلیق کردہ خشت
کلاترو	KALATURRU	ان کی دیوتا کا تخلیق کردہ خشت
کسم دودھ	KISSIM	ایک طرح کا دودھ "معلوم نہیں یہ کس نوعیت کا سومیری دودھ تھا
کزلو	KAZALLU	ایک قدیم شہر کا نام
کر	KUR	سومیروں کے عالم ظلمات (عالم ممات) کی تجسیم کا نام (اژدھا یا عفریت)

(گ)

گودیا۔ گدیا	GUDEA	سومیری شہری ریاست لاگاش (تلو) کا حکمران
گودا گدا	GUDA	سومیروں نے اس ایک مذہبی عہدہ
گربدارا	GIRBADARA	اہل سومیر خشت کو گربدارا بھی کہتے تھے
گوسلم۔ گوسی لیم۔	GUSILIM	ایک سومیری ساز
گی گونا	GIGUNA	سومیری اننا (انانا) دیوی کے ایک مندر کا نام یہ مندر

		زبان شہر میں تھا
گی گونو	GIGUNU	سومیری معبدوں کے پیچھے بنے ہوئے ایک کمرے کو گی گونو کہتے تھے۔
گپار گی پار گپارو	GIPAR-GIPARU	سومیری معبد کا وہ کمرہ جہاں مہا پروہت ان اور مہا پجارن انو رہتے تھے اسے ای گپارو بھی لکھا گیا ہے۔
گلگامش	GILGAMESH	دنیا کی قدیم ترین (عراقی) داستان کے ہیرو کا نام
گوتما	GOTAMA	رگ وید کے چند بھجنوں کا تخلیق کار شاعر اور رشی
گندھاری (گاندھار)	GANDHARI	ویدی دور کا ایک قبیلہ، اس کا ذکر رگ وید میں ملتا ہے۔
گکل	GAKKUL	ایک قسم کے کاہو کو سومیری گکل کہتے تھے۔
گکو	GAKKU	نامعلوم۔ سومیری لفظ
گوتی	GUTI	ایران سے کوہستانی علاقے وسطی زیگروس میں ہمدان کے اردگرد جو وحشی لوگ رہتے تھے انہیں عراق کے قدیم کتبوں میں گوتی کہا گیا ہے
گی گر	GIGUR	ایک قسم کی ٹوکری سومیریوں کے ہاں گی گر کہلاتی تھی
گالا (مغنی)	GALA	مغنی، پروہت کو اہل سومیر گالا (گلا) کہتے تھے
گاگشی شوا	GAGISHSHUA	رفیع الشان محل۔ قصر عالی شان۔ سومیری لفظ

گوگل	GUGAL	نامعلوم۔ سومیری لفظ
گی زی' سرکنڈے	GIZI	ایک طرح کے سرکنڈے کو سومیریوں نے گی زی سرکنڈا کہا مگر گی زی کا مفہوم معلوم نہیں ہو سکا
گلا	GALLA	سومیری عالم ظلمات کے سات عفریت جنہیں اننا(ان انا) دیوی کی عالم ظلمات سے واپسی پر اس کے ساتھ بھیجا گیا تھا
گوگل انا	GUGALANNA	سومیری دیوی اننا(ان انا) کی بڑی بہن ارشکی گل کے شوہر کا نام
گن زر۔ گن زیر	GANZIR	عالم ظلمات (عالم ممات) جانے والے پھاٹک کو سومیری گن زر کہتے تھے
گشتی ننا(گشت انا)	GENSHTINANNA	سومیری دیوتا دموزی کی محبت کرنے والی بہن خواب کی تعبیر بتانے والی دیوی' آسمانی شاعرہ اور مغنیہ دیوی
گگ	GUG	کسی درندے کو سومیری گگ کہتے تھے
گش برو	GISHBIORRU	ایک ہتھیار جس سے سومیری ہرن کا شکار کرتے تھے۔

(ل)

لومہ	LUMAH	سومیریوں کے ہاں ایک مذہبی عہدہ' غالباً" پروہتوں کا ایک اہم طبقہ بھی تھا۔
للس' لی لیس	LILIS	سومیریوں کا ایک ساز
لارک' لاراک	LARAK	ایک سومیری شہری ریاست

لل	LAL	شہد کو سومیری لل کہتے تھے۔
لاگاش لجش لگش	LAGASH	ایک قدیم سومیری شہر، آجکل اس جگہ کو عربی میں لجس کہتے ہیں۔
لامسو	LAMASSU	ایک محافظ دیوتا' کسی قسم کا کیڑا؟
لوگل زاگیسی۔لوگل زگیسی	LUGALZAGGESI	عراق کی شہری
لوگل باندا	LUGALBANDA	سیلاب عظیم کے بعد عراق کے اہم سومیری شہر اروک کے پہلے شاہی خاندان کا تیسرا بادشاہ۔ گلگامش کا باپ
لپت عشتار	LIPITISHTAR	عراق کی قدیم شہری ریاست اسن (آئسن) کے پہلے شاہی خاندان (۲۰۱۷ تا ۱۷۹۴ق۔م) کا مشہور حکمران اس نے ۱۹۳۴ق۔م سے لیکر ۱۹۲۴ق م تک حکومت کی لپت عشتار نے مجموعہ قوانین بھی دیا تھا۔
لحما	LAHAMA	سومیریوں کی محافظ ارواح
لل' لیل'	LIL	نامعلوم قسم کی مچھلی
لٹارک	LATARAK	بدتب اراشہر کا سرپرست سومیری دیوتا
لویاتان	LEVIATHAN	بائبل میں مذکور ایک آبی عفریت ۔اژدہا۔ لویاتان عبرانی زبان کا لفظ ہے اور بائبل میں یہ کئی جگہوں پر آیا ہے بائبل میں اسے لویاتان بھی لکھا گیا ہے اور اژدہا تمساح اور مگرمچھ بھی' علاوہ ازیں بائبل ہی میں

یہ لفظ مجازی معنوں میں بھی استعمال ہوا ہے
مثلاً "یسعیاہ" (ISAIAH) کی کتاب میں عراق کے
دریائے دجلہ کو اس کی تیز رفتاری کی بنا پر
"لویاتان یعنی تیز رفتار سانپ۔" دریائے فرات
کو اسکے پیچ و خم کی وجہ سے لویاتان یعنی
پیچیدہ سانپ اور مصر کو بحری اژدہا کہا گیا ہے
لویاتان ایک فرضی اژدہا یا عفریت تھا
میرا خیال ہے کہ بائبل والوں نے
لویاتان کا تصور بابل (BABYLON) والوں
کی صنمیات (مائی تھالوجی) سے لیا
تھا۔ اور بابلی بحری اژدہے یا عفریت
"تیامت" (TIMAT) کو ہی لویاتان
قرار دے دیا۔ شام کے قدیم ساحلی شہر اگارت
(UGARIT) (موجودہ نام راس
شامرہ) والوں کی ہزاروں برس
قدیم زبان میں "لوتان" مستعمل تھا
اس لفظ یعنی "لوتان" سے مراد
سات سروں والے عفریت سے تھی۔

لی لت	LILITH	ایک سومیری روایت کے مطابق ایک بھتنی یا چڑیل کا نام لیلی لت تھا۔

(م)

متانی	MITANI	شمالی عراق کی ایک قدیم ریاست
مرن را	MERENRE	فراعنہ مصر کے چھٹے خاندان (۲۲۲۵ تا ۲۱۱۸ ق۔م) کا ایک حکمران
میدیہ	MEDIA	شمال مغربی ایران کا ایک قدیم علاقہ
ماری	MARI	وسطی فرات پر واقع قدیم عراقی شہر

می	ME	سومیروں کے نزدیک تہذیب کے بنیادی عناصر۔ تہذیب کے مقدس قوانین وضوابط۔ ان بنیادی تہذیبی عناصر کی تعداد ایک سو سے زائد تھی۔
مسی	MESI	سومیروں کا ایک ساز
مالویکا اگنی متر	MALAVIKAGNIMITRA	سنسکرت کے نامور اور ممتاز ترین شاعر ڈرامہ نگار کالی داس کا ایک ڈرامہ
میگھدوت	MEGHDUTA	کالی داس کی انتہائی خوبصورت نظم
منڈل	MANDALA	انگریزی میں "منڈل" کے معنی کتاب (BOOK) کے بھی کیے گئے ہیں۔ مثلاً "رگ وید دس کتابوں (منڈلوں) پر مشتمل ہے" منڈل کے معنی ہیں دور' دائرہ' حلقہ'
متسی۔متسیہ	MATSYA	ایک قبیلہ جس کا ذکر رگ وید میں آیا ہے۔
مارتو	MARTU	از منہ قدیم میں شامی صحرا میں رہنے والے خانہ بدوش سامی النسل لوگ۔ یہ آوارہ خرام سامی صحرا نشین بعد میں عراق میں آباد ہو گئے اور انہوں نے عراق کے سومیروں کو زیر کر کے دوسری ہزاری قبل مسیح کی ابتداء میں اپنی حکومت قائم کر لی اور تاریخ میں اموری (AMORITES) کہلائے۔
مصب	MASAB	سومیری مذہبی رسموں کے لئے استعمال کی جانے والی مخصوص ٹوکری۔
مش گر' ماش گر	MASHGUR	؟
مس لم تیا	MESLAMTAEA	عالم ظلمات (عالم ممات)

		کے حکمران سومیری دیوتا زرگل کا ایک اور نام۔ بہت اہم اور دلکش سومیری اسطورہ "چاند کی پیدائش" کی رو سے جب ان لل دیوتا سزا کے طور پر جلاوطن ہو کر عالم ظلمات جاتے ہوئے ننن لل (ننن لیل) دیوی سے جسمانی طور پر ملا تو اس کے نتیجے میں مس لمتا یعنی زرگل دیوتا پیدا ہوا۔
ماگن	MAGAN	از منہ قدیم میں پاکستانی علاقے مکران کا نام۔ اہل سومیر مکران اور آس پاس کے علاقے کو ماگن کہتے تھے۔
ماگر	MAGUR	سومیری دیوتا ان لل کی کشتی کا نام
مارہاشی	MARHASHI	سومیر کا دشمن ایک خطہ
مارتو	MARTU	صحرانشین سامی قبائل کا دیوتا
مشدما	MUSHDAMMA	عظیم سومیری دیوتا ان لل (ان لیل) کا معمار دیوتا
ملوہہ	MELUHHA	ایک پاکستانی علاقے کا قدیم سومیری نام۔ یہ ملتان اور اس کے دائرہ اثر کا علاقہ تھا۔
مگیلم کشتی	MAGILUM-BOAT	سومیری کتبوں میں "مگیلم کشتی" کا ذکر ملتا ہے مگر میں یہ نہیں سمجھ سکا کہ "مگیلم" کسی خاص اور اہم کشتی کا نام تھا یا اس کا مفہوم کچھ اور ہے۔ یہ ضرور ہے کہ یہ کشتی مال بردار تھی۔
می لم	MELAM	سومیری "سات مقدس کرنوں" کو می لم کہتے تھے
مگ	MUG	ایک قسم کے کپڑے کا سومیری نام
مل امو۔ ملمو	MELAMMU	نامعلوم سومیری لفظ
مش مش	MESHMESH	سومیری پروہتوں کا ایک طبقہ
مش گولا	MESHGULA	سومیری خدا یا دیوی کے ایک چوپائے کا نام
ماگن کشتی	MAGANBOAT	غالباً قدیم پاکستانی علاقے ماگن (مکران) سے تجارت میں استعمال ہونے والی کشتیوں کو سومیری

"ماگان کشتی" کہتے تھے۔

مکو — MIKKU — قدیم سومیری تحریروں کی رو سے ایک ڈھول عالم ظلمات (عالم ممات) میں گر گیا تھا اس ڈھول کو بجانے والی چوب کو مکو کہا جاتا تھا۔

ماگرو — MAGARRU — ایک کشتی کا سومیری نام

ماحو — MAHHU — سومیری پروہتوں کا ایک طبقہ

می — ME — سومیری ایک قسم کی پوشاک کو بھی می کہتے تھے۔

(ن)

نیبو — ایک انتہائی اہم قدیم سومیری شہر۔ سومیری اسے نیبو کہتے تھے۔

نپور — NIFFUR — عراقی سامی النسل حکمران اکادی (لگ ۲۳۳ تا ۲۱۹۰ ق۔م) سومیری شہر نیبو کو نپور کہتے تھے۔

نفر — NUFFAR — قدیم سومیری شہر نیبو (نپور) کو عربی میں نفر کہا اور لکھا جاتا ہے۔

نینوا — NINEVEH — عراق کا مشہور قدیم شہر جو ایک وقت میں اشوریوں کا دارالحکومت بھی رہا تھا۔

نارام سین — NARAMSIN — عراق کے قدیم سامی النسل اکادی حکمران خاندان کا چوتھا فرمانروا (۲۲۵۴ ق۔م تا ۲۲۱۸ ق م)

نابو اپلا اسر۔ نبو اپلا اسر — NABU-APALA-USUR — بابل کے سامی النسل کلدانی خاندان کا بانی ۶۲۶ ق۔م تا ۶۰۵ ق۔م آج کل عربی میں اسے نبو پلا سر اور انگریزی میں NABUPOLASSAR (نیبوپولا سر) لکھا جاتا ہے۔

نابو کدری اسر (بخت نصر) — NABU'KUDURRI'USUR — بابل کے کلدانی حکمران خاندان کا اہم ترین حکمران ۶۰۴ ق م تا ۵۶۲ ق م۔ ہمارے ہاں آج کل یہ بخت نصر کے نام سے مشہور ہے۔ عربی میں اسے "بنوخذ نصر" اور انگریزی میں بنوکدنضر NEBUCHADNEZZAR اور NEBUCHADREZZAR لکھا جاتا ہے۔

نابو نائید، نبو نائید — NABUNAID — بابل کا آخری حکمران

		۵۵۵ق م تا ۵۳۹ق م اسکا بھی کلدانی خاندان سے تعلق تھا۔ عربی میں آج کل اسے نبونید اور انگریزی میں نبونی دس NABUNIDUS لکھا جاتا ہے۔
نم بر	NIMBAR	اہل سومیر ہزاروں برس پہلے کھجور کو نم بر کہتے تھے۔
نان گر (نن گر)	NANGAR	سومیری زبان میں نجار یا بڑھئی کو "نان گر" (نن گر) کہا جاتا تھا۔ پانچ ہزار برس قدیم یہی سومیری لفظ نان گر (نن گر) میرے نزدیک آج بھی عربی اور گاہے گاہے اردو میں نجار (بڑھئی) کی صورت میں استعمال ہو رہا ہے
نبابا	NIBABA	تحریر 'لٹریچر' عقل و دانش 'حساب کتاب' کی اور اناج کی دیوی۔ سومیری دیوی
نن کاسی	NINKASI	بیر کشید کرنے کے فن۔ نشہ آور مشروب اور تیز ترین شراب کی سومیری دیوی۔ یہ دیوی ان کی دیوتا کے بیمار عضو یعنی منہ سے پیدا کی گئی تھی۔
نن ارتا نورتا	NINURTA	جنوب کی طوفانی ہوا اور جنگ کا دیوتا 'سومیری دیوتا
نن ہرسگ	NINHURSAG	زمین کی دیوی 'مادر عظیم 'مادر کائنات 'سومیری دیوی 'زندگی کی دیوی بھی تھی۔
نن کرا	NINKURRA	سنگتراشی 'پودوں کے ریشوں اور رنگائی کے مسالوں کی سومیری دیوی
نن مو	NINMU	نن سار دیوی کا ایک اور نام نباتات کی سومیری دیوی
نفرکارا پے پی دوم	NEFERKAREPEPI-II	قدیم مصر کے چھٹے خاندان (۲۲۴۵ق۔م تا ۲۱۸۱ق۔م) کا ایک فرعون تاریخ عالم میں اس نے سب سے زیادہ طویل عرصے (نوے سال) تک حکومت کی۔
نیت	NEIT	مصر کے فرعون پے پی دوم کی بیگم
نالودایا	NALODAYA	سنسکرت کے عظیم ترین شاعر و ڈرامہ نگار کالی داس کی ایک نظم
نن گش زدا	NINGISHZIDA	نباتات اور ظلمات کا ایک سومیری دیوتا' انو دیوتا کے پھاٹک کا نگہبان 'عالم ظلمات

		کا بلند مرتبت کنسٹیبل
نن ازی موا	NINAZIMUA	ایک سومیری دیوی
نن شوبر	NINSHUBUR	سومیری دیوی انانا کا معتمد خصوصی اور قاصد۔ اس کا وزیر بھی تھا۔
نار' نر	NAR	سومیری بھاٹ (شاعر مغنی) کو نار (نر) کہتے تھے۔
نن گرسو	NINGIRSU	سومیری دیوتا نن ارتا کا ایک اور نام' جنگ کا دیوتا ان لل (ان لیل) دیوتا کے لئے جنگیں لڑتا تھا۔ سومیری دیوتا ان لل (ان لیل) کا کاشتکار
نن اسنا' نن سنا	NINISINNA	علاج معالجے اور شفا کی سومیری دیوی
نن گل	NUNGAL	انسانوں کی منصف اور محافظ سومیری دیوی' عالم ممات (عالم ظلمات) کی حکمران ملکہ ارشکی گل کی بیٹی
نرگل' نرگل	NERGAL	سومیریوں کے عالم رفتگاں (عالم ظلمات' عالم ممات' عالم دیگر) کا حکمران سومیری دیوتا' نرگل جنگ' وبا اور شکار کا دیوتا تھا' عالم رفتگاں کی حکمران ملکہ ارشکی گل اس کی بیوی تھی' اس دیوتا کا باپ ان لل اور ماں نن لل تھی۔
ننا	NANNA	سومیریوں کے چاند دیوتا کا نام' ایک بہت ہی اہم اور خوبصورت سومیری اسطورہ چاند کی "پیدائش" کے مطابق ان لل دیوتا کی نن لل کے ساتھ جنسی جارحیت سے ننا پیدا ہوا تھا۔
نن لل۔ نن لیل	NINLIL	اناج کی دیوی۔ سومیریوں کے سب سے بڑے دیوتا ان لل کی بیگم
نسکو	NUSKU	ایک سومیری دیوتا' ان لل (ان لیل) دیوتا کا وزیراعظم اور مشیر خاص
نونم نر	NUNAMNIR	سومیری دیوتا ان لل (ان لیل) کا ایک اور نام
نوئش	NUESH	سومیری پروہتوں کا ایک زمرہ (طبقہ)
نن دن گر	NINDINGIR	سومیری مندروں سے وابستہ دیوداسیوں کا ایک اہم طبقہ
نن تو	NINTU	پیدائش (زچگی) کی سومیری دیوی' ان لل دیوتا کی بہن' نن ہرسگ دیوی کا ایک اور نام
نونز دودھ۔ نونز	NUNUZ	کسی قسم کا دودھ

نن سن نن سون	NINSUN	سومیریوں کی "گاؤ معبودہ" تھی۔ دیوی ہونے کے باوجود وہ ایک ممتاز سومیری ہیرو لوگل باندا کی بیوی تھی۔ دنیا کے اولین رزمیہ سورما گلگامش کے علاوہ کچھ ممتاز سومیری حکمرانوں گودیا، ار نمو اور شولگی کی بھی ماں تھی۔
نن ای گل	NINEGAL	سومیریوں کی اننا دیوی کا وصفی نام "لفظی معنی" "ملکۂ قصر"
نن بردو	NUNBIRDU	اہم سومیری شہر نیپو (نیپور) کی ایک ندی کا نام۔
نن برشگونو	NUNBARSHEGUNU	سومیری دیوی ندابا کا ایک اور نام "نن برشگونو نن لل (نن لیل) دیوی کی ماں تھی۔
نن ازو	NINAZU	عالم ظلمات کا ایک دیوتا قدیم تر سومیری روایات میں نرگل (نرگال) دیوتا کی بجائے نن ازو (ننازو) کو ملکۂ ظلمات ارشی گل کا شوہر بتایا گیا۔ اس کی ماں نن لل اور باپ ان لل تھا۔ ان لل جب جلا وطن ہو کر عالم ظلمات جا رہا تھا۔ تو اس دوران نن لل کو حمل قرار پایا گیا تھا۔
نن سار	NINSAR	نباتات کی سومیری دیوی نن سار کا ایک نام نن مو بھی تھا۔
نن سگ	NINSIG	سبزے کی سومیری دیوی
نن سی کلا	NINSIKILLA	پاکستان کے قدیم علاقے دلمون (DILMUN) کی دیوی
نن تلا	NINTULLA	پاکستان کے قدیم علاقے ماگن (مکران) کا حکمران دیوتا' سومیری نام
نن سوتو	NINSUTU	ایک سومیری دیوی' سومیری اسطور قصۂ فردوس کی رو سے، ان کی دیوتا نے آٹھ شجر ممنوعہ کھالئے چنانچہ سزا کے طور پر اس کے آٹھوں اعضاء بیمار ہو گئے۔ نن ہرسگ دیوی نے ان کی کو تندرست کرنے کے لئے آٹھوں اعضاء سے آٹھ دیویاں اور دیوتا پیدا کئے۔ لوح قدیم پر اصل عبارت سے پتہ چلتا ہے کہ نن سوتو دانت سے پیدا ہوئی تھی۔
نازی نزی	NAZI	ایک سومیری دیوی۔ اسے بھی ان کی دیوتا کے بیمار عضو سے پیدا کیا گیا تھا مگر لوح پر اصل عبارت ضائع ہو جانے سے معلوم نہیں ہو سکا وہ عضو کونسا تھا۔
نن دورا	NINDARA	ایک سومیری دیوتا

اصطلاح	English	تعریف
نودمد	NUDIMMUD	سومیری معبود۔ ان کی "کا ایک اور نام
نن کم	NINKUM	کوئی سومیری دیوی؟
نن گل	NINGAL	سومیری دیوی' چاند دیوتا' ننا کی بیگم' اننا دیوی اور اتو دیوتا (سورج) کی ماں۔
نم گرسگ	NIMGIRSIG	غالباً" سومیری دیوتا ان کی دیوتا کی کشتی کا نام
نن مگ	NINMUG	دھات گری کی دیوی' اہم ترین سومیری دیوی اننا کی بہن
نن تی	NINTI	حیات افروز سومیری دیوی۔ دلکش اور اہم سومیری اسطورہ "قصہ فردوس" کے مطابق جب ان کی دیوتا آٹھ "ممنوعہ شجر" کھا گیا تو مادر کائنات "نن ہرسگ دیوی سخت خفا ہوئی اور ان کی اپنی اس ناروا حرکت کی پاداش میں بیمار پڑ گیا اس کے آٹھ ہی اعضاء شدید متاثر ہوئے۔ نن ہرسگ دیوی اپنی خفگی بھلا کر ان کی کو شفایاب کرنے لگی اس نے ان کی کے بیمار اعضاء سے آٹھ ہی دیوی دیوتا پیدا کیے۔ نن تی کو ان کی کی پسلی سے پیدا کیا۔ نن تی کے پسلی سے پیدا ہونے کی روایت بعد میں اسرائیلیوں نے بھی اپنائی اور بائبل کے مطابق حوا کو آدم کی پسلی سے پیدا کیا گیا تھا' نن تی اور حوا کے ایک ہی معنی ہیں یعنی "حیات افروز خاتون"
نن ماح	NINMAH	سومیری دیوی نن ہرسگ کا ایک اور نام
نمو	NAMMU	اولین سمندر اور سمندری عمق کی دیوی (سومیری)
نتی	NETI	سومیری روایات کی رو سے نتی عالم ظلمات کے پھاٹکوں کے نگرانوں کا انچارج تھا' دربان اعلیٰ۔ ظلمات کی ملکہ ارش کی گل کے محل کے نگرانوں کا سربراہ
نونز	NUNUZ	ایک نامعلوم قیمتی پتھر کو اہل سومیر "نونز" کہتے تھے علاوہ ازیں ایک قسم کا دودھ بھی نونز کہلاتا تھا۔
نی نب	NINAB	ایک قدیم سومیری شہر
نومشدہ	NUMUSHDA	ایک سومیری دیوتا' کزلو کی شہری ریاست کا سرپرست دیوتا
نم انادوما	NEMENNADUMA	سومیر کے شہر اروک کے حکمران ان مرکر کے وزیر کا نام

نامتر	NAMTAR	سومیریوں کے عالم اسفل میں متعین موت کا عفریت
نن دوکا	NINDUKUGGA	سومیریوں کے عالم اسفل میں رہنے والی ایک دیوی' اسے ان لل دیوتا کی ماں بھی کہا گیا۔
نن داشرا	NINDASHURIMMA	سومیری عالم ظلمات میں رہنے والی ایک دیوی' اسے ان لل دیوتا کی ماں بھی قرار دیا گیا۔
نن کی	NINKI	عالم ظلمات میں رہنے والی ایک دیوی' اسے سومیری دیوتا ان لل کی ماں بھی کہا گیا۔
نن شی	NANSHE	چشموں' نہروں' مچھلیوں اور خوابوں کی تعبیر کی سومیری دیوی' انسانی اخلاقیات کی محافظ و نگران اور سمندر کی انچارج دیوی تھی۔ سال نو کے دن انسانوں کا انصاف کرتی تھی۔ دیوتاؤں کے خوابوں کی تعبیر بتایا کرتی۔

(و)

وتستا	VITASTA	رگ وید میں مذکور دریائے جہلم کا نام
وپاس	VIPAS	رگ میں دریائے بیاس کا نام وپاس آیا ہے۔
ورونا	VARUNA	رگ وید کا ایک قدیم ترین دیوتا' آسمان کا دیوتا
ویدانگا	VEDANGAS	ویدانگا (ویدانگ) کے معنی ہیں ویدوں کے (بدن کے) اعضاء۔ تحریر میں اختصار کے سبب یہ سب کتابیں سوتر' (SUTRA) بھی کہلاتی ہیں۔ ان کا تعلق قدیم ویدی لٹریچر کے تیسرے اور آخری دور سے ہے۔
وکرم اروسی	VIKRAMORVASI	کالی داس کا ایک ڈرامہ۔
وکرمادتیہ	VIKRAMADITYA	۵۷ء کا ایک ہندو راجہ۔ ویسے اس نام کے کئی راجہ ہوئے ہیں۔
واشستھ	VASISHTHA	مشہور رگ ویدی شاعر اور رشی
وشوامتر	VISWAMITRA	رگ وید کا مشہور رشی اور شاعر
وشانن	VISHANINS	رگ وید میں مذکور ایک قبیلہ جس نے راوی کے کنارے دس راجاؤں کی جنگ میں شرک

ہخامنشی خاندان | ACHAEMENID DYNASTY | ایران کا پہلا اہم شاہی خاندان (۷۰۰ ق۔م تا ۳۳۰ ق۔م) جس نے عظیم ایرانی سلطنت قائم کی۔ کوروش (سائرس) اور دارا (داریوش) وغیرہ کا تعلق اسی خاندان سے تھا۔ عربی میں اس خاندان کو اخمنیون اور الفیج (ACHAEMENIAN) لکھتے ہیں۔

ہنگروی | HUNGARIAN | ہنگری کے علاوہ کچھ رومانیہ' چیکو سلوواکیہ اور یوگو سلاویہ میں بولی جانے والی زبان

ہرمی ادب | PYRAMID-TEXTS | مصر کا قدیم ترین (ساڑھے چار ہزار برس) تحریری مذہبی ادب

ہندارسگ' ہن ورسگ | HENDURSAG | سومیری دیوی ننشی کا خصوصی مشیر' برے اور نیک اعمال جانچنے کا انچارج

(ی)

یم | YAM | رگ وید کا ایک شاعر اور رشی' موت کا دیوتا

یدو' یادو | YADU | رگ وید میں مذکور ایک قبیلہ۔

"ابنِ حنیف کی تصانیف"

- "ہزاروں سال پہلے"
- "دُنیا کی پہلی داستان" (گلگامش کی داستان)
- "تخلیقِ کائنات" ۔ قدیم عراقیوں اور یونانیوں کی نظر میں
- "سات دریاؤں کی سرزمین (پاکستان)"
- "مصر کی قدیم مصوری"
- "دُنیا کا قدیم ترین ادب" قومی ایوارڈ یافتہ دو جلدیں
- "مصر کا قدیم ادب" قومی ایوارڈ یافتہ چار جلدیں
- "بھولی بسری کہانیاں" (اساطیر) مصر
- "بھولی بسری کہانیاں" (اساطیر) بھارت
- "بھولی بسری کہانیاں" (اساطیر) یونان